سیرتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

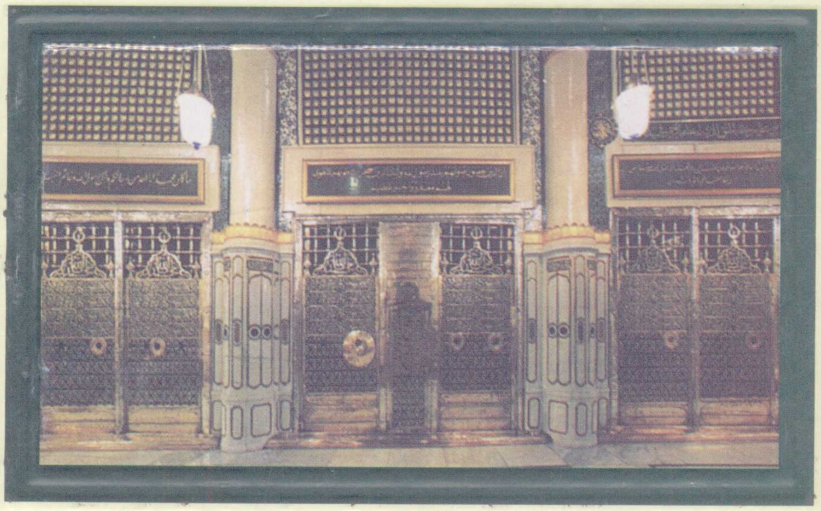

فضیلة
الشیخ ابو بکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

النّور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ حبیب ﷺ

شیخ ابوبکر الجزائری

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

هذا الحبيب محمد ﷺ يا محب

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

مُدرس مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

ترجمہ:

آصف جاوید

فاضل جامعہ رحمانیہ

ایم فل اسلامیات پنجاب یونیورسٹی

نظر ثانی:

سمیرا مجید

ایم۔اے اسلامیات

انچارج شعبہ تحقیق

النور انٹرنیشنل

فاطمہ عظمت

ایم۔اے اکنامکس

انچارج شعبہ طباعت

النور انٹرنیشنل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : سیرتِ حبیب ﷺ

مؤلف : شیخ ابوبکر الجزائری

ترجمہ : آصف جاوید

نظرثانی : سمیرا مجید، فاطمہ عظمت

طبع اوّل : نومبر 2011

تعداد : 2000

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III فون: 042-35881169,35851301

اسلام آباد : ہاؤس نمبر 9/A، سٹریٹ نمبر:44، جوہر روڈ فون: 051-2852700

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ فون: 041-8759191

کراچی : ورلڈ بزنس سنٹر، 2nd فلور، 18th ایسٹ سٹریٹ، فیز 1 فون: 021-35393200

ای میل : infoalnoorinternational@gmail.com
alnoorint@hotmail.com

ویب سائٹ www.alnoorpk.com

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

مومن کمیونیکیشنز 48-B گرین مارکیٹ بہاولپور فون نمبر: 062-2888245

[redacted] : [redacted]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

- ابتدائیہ xxix
- مقدمہ از مؤلف 1
- سرزمینِ نبوت 4
- شجرِ مقدس 4
  - مختصر وقفہ: 5
  - سچی روایات بتاتی ہیں کہ: 6
  - قصے کا نتیجہ: 7
  - مکہ کی ابتداء: 7
  - عبرت: 8
- مکہ میں آبادکاری 8
  - عبرت: 9
  - جنابِ ابراہیم علیہ السلام کی دوبارہ آمد: 9
  - نتائج وعبر: 10
- کعبہ کی تعمیر 11
  - نتائج وعبر: 12
- نبوتِ محمدیہ ﷺ کا آغاز 13
- جنابِ اسماعیل علیہ السلام اوران کی اولاد 13
  - نتائج وعبر: 14
- نسب شریف کا سلسلۂ طہر 14
  - عرب بائدہ: 14
  - عرب عاربہ: 15
  - عرب مستعربہ: 15
- سلسلۂ نسب 16
- عرب کے سیاسی حالات 20
  - قصی بن کلاب کی امارت: 23
  - حقائق وعبرت: 23

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ نتائج وعبر: 25
■ بلادِ عرب کے اجتماعی حالات 26
○ بُری عادتیں 26
1: قمار بازی 26
2: نفیس اور قیمتی قسم کی شراب پینا، اس کی مجلسیں سجانا اور اس پر فخر کرنا 27
3: استبضاع کا نکاح کرنا 27
4: بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا 27
5: مذکر یا مؤنث اولاد کو مطلقاً قتل کرنا 27
6: عورتوں کا آراستہ ہونا، اپنے محاسن کو بے پردہ کر کے نکلنا 28
7: آزاد عورتوں کا مردوں سے خلوت اختیار کرنا 28
8: طوائف کا اعلانِ زنا کرنا 28
9: قبائلی عصبیت 28
10: چھینا جھپٹی کے لیے ایک دوسرے کے خلاف جنگ اور غارت گری کرنا 29
11: نخوت وتکبر کرنا 29
○ اچھی عادتیں 29
1: سچائی 29
2: مہمان نوازی 29
3: ایفائے عہد 29
4: پناہ کا احترام کرنا 30
5: صبر وتحمل کرنا 30
6: شجاعت، غیرت، خودداری اور توہین کو قبول نہ کرنا 30
7: حرم اور حرام مہینوں کا احترام کرنا 30
8: ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کو حرام جاننا 30
9: جنابت سے غسل کرنا 31
10: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا 31
11: مسواک اور استنجاء کرنا، ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال اُکھیڑنا 31
12: بیٹوں کا ختنہ اور بیٹیوں کا خفاض کرنا 31
13: چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دینا 31
14: حج وعمرہ کرنا 31
• نتائج وعبر: 31
■ بلادِ عرب کے دینی حالات 32
• جہاں تک بتوں اور مورتیوں کا تعلق ہے: 33
1: سُواع 34
2: وَدّ 34
3: یغُوث 34
4: یعُوق 34
5: نَسر 34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6:عمیانس 34
7:سَعْد 34
8:ذوالخلصہ 35
9:إساف ونائلہ 35
10:عزّیٰ 35
11:لات 35
12:منات 35
13:فِلْس 36
14:رئام 36
15:رُضاء 36
16:ذوالکَعَبات 36

- عرب کا بتوں کے ساتھ رویہ 36
  - نتائج وعبر: 36
- دورِ جاہلیت میں دینی بدعات 37
  - نتائج وعبر: 40
- بلادِ عرب میں یہودیت ونصرانیت 41
- جہاں تک دینِ یہودیت کا تعلق ہے 43
  - نتائج وعبر: 44
- کیا بلادِ عرب میں کوئی حنیف تھا؟ 45
  - نتائج وعبر: 46
- آثارِ صبح 47
  - دُعائے ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام 48
  - میثاقِ انبیاء علیہم السلام 49
  - الہامی کتابیں 49

1:تورات 49
2:انجیل 51
3:زبور 52

  - اشعیاء نبی علیہ السلام کی بشارت 52
  - حزقیل علیہ السلام کی بشارت 52
  - دانیال علیہ السلام کی بشارت 53
  - اہلِ کتاب کی شہادت 54
  - عموری راہب کی بشارت 55
  - جنات پر پابندی 55
  - اصحابِ فیل کا حادثہ 57
  - اسباق ونتائج 59

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت 59
- رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت 59
  - اسباق ونتائج: 61
- حمل وولادت 62
  - نتائج وعبر: 64
- رسول اللہ ﷺ کی رضاعت 64
  - اسباق ونتائج: 67
- رسول اللہ ﷺ کی پرورش وپرداخت 68
  - اسباق ونتائج: 69
- نبوت سے قبل کمالاتِ محمدی ﷺ کے مظاہر 69
  - پہلا مظہر: 70
  - نتیجہ: 70
  - دوسرا مظہر: 71
  - نتیجہ: 71
  - تیسرا مظہر: 71
  - نتائج: 72
  - چوتھا مظہر: 73
  - نتائج: 74
  - پانچواں مظہر: 74
  - نتائج: 76
  - چھٹا مظہر: 76
  - نتائج: 78
  - ساتواں مظہر: 79
  - نکاح کا پیغام: 80
  - نتائج: 80
- آفتابِ نبوت کے طلوع کی گھڑی قریب آ گئی 81
  - آفتابِ نبوت کا طلوع: 81
  - نتائج واسباق: 84
- آفتابِ نبوت کی ابتدائی کرنیں دارِ خدیجہ کو روشن کرتی اور ورقہ بن نوفل پر پڑتی ہیں 84
  - اَسباق ونتائج: 87
  - وحی کا اِنقطاع 88
  - نتائج وعبر: 88

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- وحی کی صورتیں 89
  - 1: نیند میں نیک سچے خواب آنا 89
  - 2: دل میں کسی بات کا ڈال دینا 89
  - 3: گھنٹی کے ٹنٹنانے کی مانند وحی کا آنا 90
  - 4: فرشتے کا کسی شخص کی شکل میں آنا 90
  - 5: اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ سے پسِ پردہ براہِ راست مخاطب ہونا 90
  - نتائج وعبر: 91
- ابتدائے دعوت اور پہلا مسلمان 91
  - نتائج وعبر: 93
- ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام اور دعوت پر اس کے اثرات 93
  - نتائج وعبر: 95
- اولین کے بعد سابقین کی افواج 95
  - نتائج وعبر: 97
- اعلانیہ دعوت 98
  - نتائج وعبر: 100
  - حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ: 101
  - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ: 101
- آفتابِ نبوت کی ضیاء پاشیاں 102
  - دوسری پیشکش: 104
  - تیسری پیشکش: 107
  - چوتھی پیشکش: 109
  - پانچویں پیشکش: 110
  - نتائج وعبر: 112
- مشرکین کی ناکامی 113
  - نتائج وعبر: 114
- جنھوں نے مذاق اڑایا 115
  - 1: ابولہب 115
  - 2: ولید بن مغیرہ مخزومی 116
  - 3: ابوجہل عمرو بن ہشام 116
  - 4: نضر بن حارث 117

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5:عقبہ بن ابی معیط 118
6:اسود بن عبد یغوث 119
7:حارث بن قیس 119
8,9:اُبی بن خلف واُمیہ بن خلف 120
10:ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ 121
11:عاص بن وائل سہمی 121
12,13:نُبیہ بن حجاج سہمی ومُنبہ بن حجاج سہمی 121
14:اسود بن مطلب بن اسد 122
15:طعیمہ بن عدی بن نوفل 122
16:مالک بن طلاطلہ بن عمرو بن غبشان 122
17:رکانہ بن عبد یزید 122
نتائج وعبر: 123

- پہلی ہجرتِ اسلام 123
  - نتائج وعبر: 128
- وفدِ قریش؛ نجاشی کی خدمت میں 129
  - نتائج وعبر: 131
- ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ اوّل 131
  - نتائج وعبر: 132
- شعب ابی طالب میں 133
- صحیفے کا چاک ہونا 134
  - نتائج وعبر: 135
  - غم کا سال 135
  - نتائج وعبر: 138
- طائف کا سفر 138
  - نتائج وعبر: 141
- حضور کی ملکوتِ اعلیٰ کو اسراء ومعراج 141
  - اسراء ومعراج 141
  - اِسراء کیسے ہوا؟ 142
  - قریش نے اس خبرِ عظیم کا سامنا کیسے کیا تھا؟ 144
  - نتائج وعبر: 145
- نبوتِ محمدیہ ﷺ کی علامات میں سے تین علامتیں 146
  - پہلی علامت: 146
  - دوسری علامت: 147

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- تیسری علامت: 148
- نتائج وعبر: 149
- بیرونِ مکہ میں دعوت 149
- نتائج وعبر: 151
- ظہورِ اسلام کے لیے تدابیرِ الٰہیہ 151
- پہلی تدبیر: 151
- دوسری تدبیر: 152
- تیسری تدبیر: 152
- چوتھی تدبیر: 155
- نتائج وعبر: 157
- ہجرت سے قبل کی چند اہم باتیں 158
- مراجعت: 160
- رسول اللہ ﷺ کی ہجرت 165
- نتائج وعبر: 170
- مدینہ کی راہ پر 171
- کاروانِ ہجرت کا حال: 173
- نتائج وعبر: 175

دارِ حبیب طیبہ میں

- رسول اللہ ﷺ قبا میں 176
- قبا میں رسول اللہ ﷺ کا پہلا کام 177
- نتائج وعبر: 178
- رسول اللہ ﷺ کا استقبال 179
- نتائج وعبر: 181
- تعمیر مسجد نبوی ﷺ اور فضیلت: مدینہ اور اس کے رہنے والوں کا شرف 181
- نتائج وعبر: 187
- مدینہ میں اصلاح وتعمیر کے اِقدامات 187
- پہلا اِقدام: 187
- دوسرا اقدام: 187
- تیسرا اِقدام: 188
- چوتھا اِقدام: 190
- پانچواں اِقدام 191
- اخوان: 192
- نتائج وعبر: 193
- خوش کن اور اَندوہ گین واقعات 194

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- نماز اور اذان: 194
- نتائج وعبر: 196
- کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ اور اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات 197
- نتائج وعبر: 198
- مہاجرین میں پہلی ولادت 198
- نتائج وعبر: 199
- اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی 199
- نتائج وعبر: 200
- تین سرایا کی روانگی 200
- نتائج وعبر: 201
- سریہ رابغ / سریہ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم 201
- نتائج وعبر: 202
- سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ 202
- نتائج وعبر: 202
- اندرونی کشمکش کا آغاز 203
- یہودی منافقین: 203
- مشرکین کے منافق 205
- اعلانیہ یہودی دشمن 209
- نتائج وعبر: 210
- یہودی سازشیں اور عناد کے مظاہر 211
- نتائج وعبر: 215
- نجران کے عیسائیوں کا مجادلہ 215
- نتائج وعبر: 218
- دارِ ہجرت کے حالات 219
- غزوہ ابواء 221
- غزوۂ بُواط 221
- غزوۂ عشیرہ 222
- غزوۂ بدر اولیٰ 222
- سریہ عبداللہ بن جحش 222
- نتائج وعبر: 225
- غزوۂ بدر کبریٰ 226
- جنگی تدبیر: 230
- دوسری تدبیر: 231
- ابتدائی تدبیر: 232

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• اسلامی لشکر کے احوال: 233
• ایک عمدہ تدبیر: 234
• فوجیں آمنے سامنے: 234
• کافرانہ فوج میں: 235
• اسلامی لشکر کے احوال: 236
• فریقین دو بہ دو: 237
• مبارزت: 238
• خوش کن انجام: 239
• نبوت کا معجزہ: 240
• کفار کی لاشیں: 241
• دشمنوں کو حبیب محمد ﷺ کی ڈانٹ: 241
• ایک اختلاف اور اس کا حل: 242
• فتح کی خوشخبریاں: 243
• بدر سے واپسی: 244
• قتل یا فدیہ: 244
• رسول اللہ ﷺ کا کرم: 246
• مکہ میں قریش کی شکست کا ذکر: 247
• واقعۂ بدر کے اہم واقعات: 248
• ابووداعہ کا فدیہ: 248
• سہیل بن عمرو: 249
• ابوالعاص بن ربیع: 249
• سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت: 250
• ابوالعاص کا قبولِ اسلام: 251
• ابوالعاص کی قائم کردہ سنہری مثال: 252
• شیطان صفت آدمی کا قبولِ اسلام: 253
• اہلِ بدر کا شرف: 255
• نتائج وعبر: 256
• دو ہجری کے اہم واقعات 258
- 7۔غزوۂ بنی قینقاع 261
• نتائج وعبر: 264
- 8۔غزوۂ کُدر 265
• نتائج وعبر: 265
- 9۔غزوۂ سویق 266
• نتائج وعبر: 267

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت نبوی ﷺ کے تیسرے سال کے واقعات

- پہلا غزوہ: غزوۂ ذی اُمر 267
  - نتائج وعبر: 268
- دوسرا غزوہ: غزوۂ بحران 269
  - نتائج وعبر: 269
- پہلا معرکہ: قرد پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی 270
  - نتائج وعبر: 270
- دوسرا معرکہ: سریہ محمد بن مسلمہ 271
  - نتائج وعبر: 273

غزوۂ احد

- اسباب 274
  - شکست کا سبب: 282
- جنگِ اُحد کے اہم واقعات 287
  - قابلِ فخر واقعات: 287
  - حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا کارنامہ 288
  - حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا کا کردار 288
  - حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ کا کارنامہ 288
  - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کارنامہ 289
  - حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر انصاری کا کارنامہ 289
  - رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی ہی عظمت وکمال کے واقعات سے بھرپور ہے 289
  - حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کا کردار 290
  - حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام کا کارنامہ 290
  - حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا کارنامہ جنہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا 290
  - حضرت اُم عمارہ نسیبہ رضی اللہ عنہا کا کارنامہ 291
  - دشمنوں کی بدسلوکی کی داستانیں 291
  - عبداللہ بن اُبی بن سلول کی سیہ کاری 291
  - مربع بن قیظی اندھے کا کردار 292
  - ابوعامر کا رویہ 292
  - ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ سلوک 292
  - نتائج وعبر: 292

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- چوتھا غزوہ: غزوۂ حمراء الاسد 297
- نتائج وعبر: 300
- سنہ 3 ہجری کے اہم واقعات 300

سنہ 4 ہجری کے واقعات

- پہلا حادثہ: حادثۂ رَجیع 301
- نتائج وعبر: 303
- دوسرا حادثہ: بئرِ معونہ کا المیہ 304
- نتائج وعبر: 306
- تیسرا حادثہ: سریۂ عمرو بن امیہ ضمری 307
- نتائج وعبر: 310
- سنہ 4 ہجری کا پہلا غزوہ: غزوۂ بنی نضیر 311
- نتائج وعبر: 316
- خاص عبرت: 316
- دوسرا غزوہ: غزوۂ ذات الرقاع 317
- واقعات جنگ 318
- نتائج وعبر: 319
- تیسرا غزوہ: غزوہ سویق 320
- نتائج وعبر: 321
- سنہ 4 ہجری کے اہم واقعات 322

پانچویں سال کے واقعات

- غزوہ دومۃ الجندل 322
- نتائج وعبر: 323
- غزوہ خندق یا احزاب 323
- ا: اس کا سبب وقوع 323
- ب: اپنے بچاؤ کے لیے خندق کی کھدائی 326
- ج: دوران کھدائی اور اس کے بعد رونما ہونے والی نشانیاں 328
- پہلی نشانی 328
- دوسری نشانی 328
- تیسری نشانی 328
- د: منافقین کا مقام ذلت 330
- ھ: دشمن سے سامنا 331
- و: ابن اخطب کا بُرا انجام 331

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• ز: مصالحت کی پیش قدمی میں 333
• رحمتِ نبوی ﷺ کا ظہور
• ح: معرکے کا آغاز 334
• نتائج وعبر: 340
▬ غزوہ بنو قریظہ (تیسرا واقعہ) 341
• ان سے غزوہ کی ابتداء 341
• مردود پیش کش 343
• مقبول پیش کش 344
• اللہ تعالیٰ کا خبر دینا 344
• قریظہ کے نزول کی رات 345
• بنو قریظہ کا نزول 346
• بیماری سے منصفی تک 346
• قریظہ کو کیسے اتارا گیا 347
• حکم کی تنفیذ 347
• عجیب وغریب قرظی عورت 348
• ایک عجیب قرظی شخص 348
• بنو قریظہ کا مال 349
• ریحانہ 350
▬ سعد بن معاذ کی وفات 350
• نتائج وعبر: 351
▬ پانچ ہجری کے اہم واقعات 352

چھ ہجری کے واقعات

▬ غزوہ بنو لحیان 352
• نتائج وعبر 353
▬ دوسرا واقعہ غزوہ ذی قرد 354
• غزوے کا سبب 354
• محلے کا پہلا مخبر 354
• نتائج وعبر 356
▬ تیسرا واقع غزوہ بنی مصطلق 356
• غزوے کا سبب 356
• جویریہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت 357
• ابنِ ابی کا فتنہ 357
• تحفظاتی کردار 358
• دونوں معاملوں میں سے کون سا بہتر ہے؟ 359
• کفار کی دغابازی 359

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- واقعہ افک 360
- • نتائج وعبر: 363
- بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ 365
- • خزاعہ کا وفد 367
- • سفارت کاری 367
- • غضبِ صادق 367
- • تیسرا سفیر 368
- • سفیر کی واپسی 369
- • رسول اللہ ﷺ کا سفیر 369
- • بدسلوکی کا بدلہ 369
- • سفارت اعظم 370
- • بیعتِ رضوان 370
- • سفارت اور مصالحت 371
- • حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار 371
- • حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توبہ 372
- • صلح نامہ کی کتابت اور عبارت 372
- • ابوجندل کی چیخیں 373
- • احرام کھلتے ہیں 373
- • صلح کے بعد 375
- • نتائج وعبر 376
- آئندہ کے مجموعی سرایا 378

شاہوں سے خط وکتابت

- شاہوں کی طرف خطوط لے جانے والے اصحاب کے نام 379
- نمونے کے خطوط 380
- 1۔ کسریٰ ایران کے نام 380
- 2۔ قیصرِ روم کے نام 381
- 3۔ شاہِ مصر مقوقس کے نام 381
- 4۔ شاہِ حبشہ نجاشی کے نام 382
- 5۔ حارث غسانی کے نام 383
- 6۔ شاہِ عمان کے نام 384
- 7۔ صاحب یمامہ ہوذہ کے نام 384
- 8۔ حاکمِ بحرین منذر کے نام 385
- • نتائج وعبر 386

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرتِ نبوی ﷺ کے ساتویں سال کے واقعات
- غزوہ خیبر ... 389
  • قانونی خطبہ ... 391
  • دعائے مقبول ... 392
  • آخری قلعے کی فتح ... 392
  • اچھے کردار کی جھلکیاں ... 394
  • نتائج وعبر: ... 396
- غزوہ وادی القری ... 397
  • نتائج وعبر: ... 398
- خیبر سے واپسی پر اہم امور کی تکمیل ... 398
- تیسرا واقعہ سات سرایہ کی اطراف میں روانگی ... 401
  • سریہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ... 401
  • سریہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ... 401
  • سریہ بشیر بن سعد انصاری ... 401
  • سریہ غالب کلبی ... 401
  • سریہ بشیر بن سعد انصاری ... 402
  • سریہ عبداللہ بن رواحہ ... 402
  • سریہ عبداللہ بن حذافہ ... 403
  • نتائج وعبر: ... 403
- عمرۂ قضاء ... 404
  • میمونہ سے نکاح ... 405
  • آپ ﷺ کا کرم ... 405
  • نتائج وعبر ... 406
- پانچواں واقعہ سریہ ابن ابی العوجاء ... 407
  • نتائج وعبر ... 408
- اس سال کے دیگر اہم واقعات ... 408

ہجرتِ نبوی ﷺ کے آٹھویں سال کے واقعات
- پہلا واقعہ: سریہ غالب ... 408
  • نتائج وعبر ... 409
- دوسرا واقعہ سریہ شجاع ... 409
- تیسرا واقعہ سریہ عمرو بن کعب ... 410
- چوتھا واقعہ اصحاب ثلاثہ کا قبولِ اسلام ... 410
  • نتائج وعبر ... 411
- پانچواں واقعہ: سریہ ذات سلاسل ... 411

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- چھٹا واقعہ سریہ عمرو بن عاص 412
- ساتواں واقعہ سریہ خبط 412
  - نتائج وعبر 413
- آٹھواں واقعہ سریہ ابی قتادہ 413
- نواں واقعہ سریہ ابی قتادہ 414
- دسواں واقعہ غزوہ موتہ 414
- رسول اللہ ﷺ کا واقعہ کی خبر دینا 417
- جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجہ کا بیان 418
  - نتائج وعبر: 418
- گیارھواں واقعہ فتح مکہ 419
  - اسباب 419
  - فتح مکہ کی تیاریاں 421
  - مکہ کی طرف سفر 422
  - ظہران میں 423
  - قوت کا اظہار 425
  - مکے میں دستوں کا داخلہ 426
  - خیمے سے مسجدِ حرام تک 427
  - مظاہرِ کرم 427
  - آٹھ مجرمین 430
  - مرد یہ ہیں 430
  - اسلام کی بیعت 430
  - اسلام سے پہلے کا انسان 431
  - عبرت کا تذکرہ 432
  - نتائج وعبر 433
- بارھواں واقعہ غزوہ خالد بنی جذیمہ 435
  نتائج وعبر 436
- فتح کے بعد دو اہم واقعات 437
  1: عباس بن مرداس کا قبولِ اسلام 437
  2: عزیٰ کا انہدام 437
- تیرھواں واقعہ غزوہ ہوازن 439
  - مناسب مشورہ جو قبول نہ ہوا 439
  - جاسوس ملائکہ دیکھتے ہیں 440
  - ہوازن کی جانب پیش قدمی 440
  - جاہلانہ مطالبہ 441
  - کینہ پروروں کی مسرت 442
- متفرق معلومات 444

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1: ام سلیم کا مسئلہ 444
2: ابوقتادہ کا معاملہ 445
3: درید بن صمہ کا قصہ 445
• نتائج وعبر 446
- چودھواں واقعہ طائف کا محاصرہ 446
- چند قابلِ ذکر واقعات 447
• نتائج وعبر 448
- غنائم حنین کی تقسیم 449
• مالک کی عدم موجودگی 450
• رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ 451
• جسے دیا نہیں گیا وہ بہتر ہے 451
• انصار کا معاملہ 452
- عمرۂ حبیب 453
• نتائج وعبر 454
• آٹھ ہجری کے اہم واقعات 454
ہجرتِ حبیب ﷺ کا نواں سال
- پہلا واقعہ: کعب بن زہیر کا قبولِ اسلام 455
• نتائج وعبر 458
- دوسرا واقعہ: غزوہ تبوک 459
• اسبابِ جنگ 460
• اعلانِ عام 460
• لشکر کے لیے چندہ 462
• جھوٹا بہانہ 462
• مردود بہانہ 463
• جو پیچھے رہ گئے 463
• جو روتے رہے 464
• روانگی 465
• جنھوں نے روکا 465
• ابوخیثمہ کا سفر 466
• نبوت کی علامتیں 466
• قیام کی جگہ 470
• جامع خطاب 470
• ایجابی اقدامات 472
• ایک اہم واقعہ 475

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- کاش! میں صاحبِ قبر ہوتا 475
- مسجدِ ضرار 478
- مدینہ واپسی اور شاندار استقبال 477
- متخلفین کا طبقہ 477
- نتائج وعبر 479

تیسرا واقعہ: غزوہ طے اور عدی کا اسلام 480
- نتائج وعبر 482

چوتھا واقعہ: عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آمد 482
- نتائج وعبر 483

پانچواں واقعہ: وفدِ ثقیف کی آمد 484
- معاہدے کی شرائط 484
- ادائیگی قرض 485
- عثمان بن ابی العاص کو وصیت 485
- نتائج وعبر 486

چھٹا واقعہ: خدمتِ اقدس میں وفود کی آمد 486
1: وفد بنی اسد 487
2: وفد بَلِیّ 488
3: وفد تمیم 488
سوئے ادبی کا ارتکاب 488
4: وفدِ عبد القیس 490
5: وفد بنی حنفیہ 491
6: شاہانِ حمیر کی پیغام رساں 492
7: وفد بہراء کی آمد 493
8: وفد عذرہ کی آمد 494
9: وفد ذی مرہ کی آمد 494
10: وفد سعد بن بکر کی آمد 494
11: وفد ازد کی آمد 495
12: وفد طے کی آمد 496
- نتائج وعبر 496

ساتواں واقعہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارتِ حج 497
- نتائج وعبر 498

ہجرتِ حبیب ﷺ کا دسواں سال

پہلا واقعہ: سریہ خالد بن ولید 499
- نتائج وعبر 499

دوسرا واقعہ: نجران کے عیسائی وفد کی آمد 500

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

• نتائج وعبر 500
- تیسرا واقعہ: وفود کی آمد 501
1: وفدِ سلامان 501
2: وفدِ غسان 501
3: وفدِ عامر 501
4: وفدِ ازد 501
5: وفدِ مراد 502
6: فروہ بن عمرو جزامی کا پیغام رساں 504
7: وفدِ زبید کی آمد 504
8: وفدعبدالقیس کی آمد 505
9: وفدِ کندہ کی آمد 505
10: وفدِ محارب کی آمد 505
11: وفدِ عبدعبس کی آمد 505
12: وفدِ صدف کی آمد 505
13: وفدرہاوییّن کی آمد 505
14: وفدِ خولان کی آمد 505
15: وفدِ بنی عامر کی آمد 506
• نتائج وعبر 506
- چوتھا واقعہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یمن میں تقرر 506
• نتائج وعبر 507
- پانچواں زکوۃ کے عاملین 507
• نتائج وعبر 508
- چھٹا واقعہ: حجۃ الوداع والبلاغ 509
• نتائج وعبر 514

ہجرت حبیب ﷺ کا گیارھوں سال

- پہلا واقعہ: لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی 515
• نتائج وعبر 516
- غزوات وسرایا کی تعداد 516
- مرضِ وفات 518
• عائشہ کے گھر میں 520
• غم ہائے بیکراں اور کمالِ صدیق 523
• تجہیز وتکفین 524
• فراق الحبیب ﷺ 525

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والاصفات

• رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک 528

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- رسول اللہ ﷺ کے ذاتی نام 529
- رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والے 530
- ازواجِ مطہرات 530
- رسول اللہ ﷺ کی اولاد 533
- رسول اللہ ﷺ کے غلام 534
- رسول اللہ ﷺ کی لونڈیاں 537
- کاتبانِ رسول 538
- رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام 539
- رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام 540
- رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کے نام 540
- رسول اللہ ﷺ کے اسلحہ کا نام 541
- رسول اللہ ﷺ کے خصائص 542
1۔ نبوت 542
2۔ وحی 542
3۔ آنکھوں کا سونا دل کا جاگنا 542
4۔ چار سے زائد نکاح کی اجازت 543
5۔ روزوں کا وصال 543
6۔ صدقہ کھانے کی حرمت 544
7۔ قیام اللیل 544
8۔ وارث نہ بنانا 544
9۔ نکاح کے لیے ہبہ کرنا 545
10۔ ازواجِ مطہرات سے نکاح کی حرمت 545
- رسول اللہ ﷺ کے معجزات 547
1۔ قرآن کریم 548
2۔ چاند کا ٹکڑے ہونا 549
3۔ بارش کا برسنا 549
4۔ انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا 550
5۔ بئرِ حدیبیہ سے پانی کا فیضان 551
6۔ دودھ کا سیراب ہونا 552
7۔ برتن کا گھی سے بھر جانا 553
8۔ زیادہ افراد کا شکم سیر ہونا 554
9۔ کھانے میں اضافہ ہونا 555
10۔ کھجوروں سے قرض اتارنا 556
11۔ درخت کا سر تسلیم خم کرنا 557
12۔ تنے کا رونا 557

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13۔ کنکریوں کا تسبیح پڑھنا 558
14۔ شجر و حجر کا سلام کرنا 559
15۔ اونٹ کا شکوہ کرنا 559
16۔ بھیڑیے کا شہادت دینا 561
17۔ جنگلی جانور کا توقیر کرنا 562
18۔ شیر کا احترام دینا 562
19۔ ہرنی کا وعدہ وفا کرنا 563
20۔ آسیب زدہ کا شفایاب ہونا 564
21۔ نابینے کا بصارت پانا 564
22۔ علی رضی اللہ عنہ کا تھوک سے شفا پانا 565
23۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا درست ہونا 565
24۔ استعمال شدہ پانی سے علاج 565
25۔ لکڑی کا تلوار بننا 566
26۔ پیشن گوئی کا سچ ثابت ہونا 566
- آدابِ محمدیہ 576
- اخلاقِ محمدی ﷺ 578
- سخاوتِ محمدی ﷺ 579
- حلمِ محمدی ﷺ 581
- عفوِ محمدی ﷺ 583
- شجاعتِ محمدی ﷺ 585
- صبرِ محمدی ﷺ 588
- عدلِ محمدی ﷺ 590
- زہدِ محمدی ﷺ 593
- حیائے محمدی ﷺ 595
- رسول اللہ ﷺ کا حسنِ معاشرت 597
- رسول اللہ ﷺ کا عبادت میں خشوع 600
ا: خشیت کے مظاہر 600
ب: طولِ عبادت کے مظاہر 602
- تواضعِ محمدی ﷺ 603
- تواضع کے مظاہر 604
- مزاحِ محمدی ﷺ 606
- فصاحتِ محمدی ﷺ 610
- رحمتِ محمدی ﷺ 614
ا: عام رحمت: 615

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ب: خاص رحمت کے مظاہر: 616
• وفائے محمدی ﷺ 618
ا: وفائے عہد 618
ب: صلہ رحمی 620
رسول اللہ ﷺ کے حقوق
1۔ آپ پر ایمان لانا 621
2۔ آپ سے محبت کرنا 623
• آپ ﷺ سے محبت کے مظاہر: 624
• آپ ﷺ سے محبت کی علامتیں: 624
3۔ آپ ﷺ کی اطاعت کرنا 625
• آپ ﷺ کی اطاعت کے مظاہر: 626
4۔ آپ ﷺ کا اتباع کرنا 626
• آپ ﷺ کی اتباع کے مظاہر: 627
• رسول اللہ ﷺ کے اتباع کی فضیلت: 628
5۔ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنا 629
6۔ رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنا 630
• رسول اللہ ﷺ کی توقیر کے مظاہر: 631
• توقیر کے مظاہر 633
7۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا 634
• حدیثِ رسول کی تعظیم کا مظہر: 635
• آلِ بیت کی تعظیم کے مظاہر: 635
• اصحاب رسول کی تعظیم کے مظاہر: 636
• آثارِ رسول کی تعظیم کے مظاہر: 637
8۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کرنا 638
9۔ اہلِ بیت اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا 639
10۔ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا 642
• جن اوقات میں درود پڑھنا سنت ہے: 644
• درود کے الفاظ: 645

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

تمام تعریفیں اُس ذات کے لیے ہیں جو ربِ کائنات ہے۔ جس نے سب کچھ تخلیق کیا، اُس کی تدبیر کی، جو ہر ایک کو رزق دینے والا ہے۔ حمد اس ذات کے لیے ہے جس نے ہمیں اشرف المخلوقات میں سے بنایا جس نے ہماری راہ نمائی کے لیے پیغمبر بھیجے اور سب سے آخر میں نبی آخر زماں محمد ﷺ کو بھیجا اور ہمیں ان کا اُمتی بنایا۔ حمد اُس ذات کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھایا اس پر چلنے کا شعور عطا فرمایا، حمد اُس ذات کے لیے ہے جس نے اپنی رضا کے لیے زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھایا اُس کے لیے اتنی حمد ہے جس سے آسمان اور زمین بھر جائیں۔ اتنی حمد جتنی اُس کی مخلوقات کی تعداد، جتنے درختوں کے پتے، جتنے سمندروں اور بادلوں میں پانیوں کے قطرے کہ اُس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لیے ایسا ہادی بنایا جن کے ذریعے ربِّ جلیل و کریم کی ذات وصفات کی پہچان ہوتی ہے، اُس کی رضا اور خوشی کے لیے جینا اور سب کچھ قربان کرنا آتا ہے۔ جنھوں نے رب تعالیٰ کے قریب ہونے کے طریقے سکھائے۔ اُن کے ہماری ذات پر اتنے احسانات ہیں کہ خود حق ادا کرنا چاہیں تو ادا نہیں کر سکتے۔ شکر ہے اس ذات کا جس نے ہمیں سکھایا کہ ہم حق ادا کرنے کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کریں؟ پھر کیسے ان کے لیے ربِّ رحیم سے دُعا کریں کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے درود وسلام اُن پر جنھوں نے ربِّ رحیم کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ ان ہی کے سانچے میں ہم نے اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہے۔ یہ اس زمین پر کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ہماری ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی سیرت اور حدیث کا علم محفوظ کیا گیا۔ یہ علم نبوی ﷺ انسانیت کی مشترکہ میراث ہے۔ اس علمی شمع کو روشن کرنے سے ہی انسانوں کے دل، زندگیاں اور معاشرے روشن ہو سکتے ہیں۔ یہ علم ہماری ضرورت ہے، ہماری نسلوں کی ضرورت ہے کیونکہ اسی کے توسط سے ربِّ رحیم کا قُرب نصیب ہو سکتا ہے اس کی رضا کے مطابق زندگی گزاری جا سکتی ہے، دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

اس علمی مشعل کو روشن کرنے کی تمنا عرصہ دراز سے سینے میں پنہاں تھی اور ہمارے علمی ورثے کا کثیر حصہ عربی زبان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ اسے اردوزبان میں منتقل کیا جائے۔اردوزبان میں اس ذخیرے کومنتقل کرنے کے لیے بہت سے ادارے بہترین کوششیں کررہے ہیں۔ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس سلسلے کی اہم کتاب کا انتخاب کیا۔2009ء میں میرے شوہر نے حرم نبوی ﷺ میں شیخ ابوبکرالجزائری کا درس سنا۔شیخ نے اہم نکات بیان فرمائے اورشاگرد نے حدیث کی وضاحت کی۔بعد میں انہوں نے اپنے عربی دوست سے شیخ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔وہ ان کوشیخ کی خدمت میں لے گئے۔انہوں نے النور کا تعارف کروایااوران کی کتب کے ترجمہ کی درخواست کی۔جناب شیخ نے حرم نبوی ﷺ میں ہاتھ اٹھائے اور ہمارے مشن کے لئے دعافرمائی اورترجمہ اوراشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سیرتِ حبیب ﷺ سیرت پراپنی نوعیت کی بے مثال تصنیف ہے۔سچے واقعات دل پر گہرے نقش مرتب کرنے والے اہم نکات ہرواقعے کے بعد نتائج وعبر سیرت کوسمجھنے کے لیے معاون اور مددگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ آصف جاوید صاحب کوبہترین جزاعطا فرمائیں جنہوں نے اپنی ملازمتی مصروفیات کے باوجود کتاب کا عمدہ ترجمہ کیا۔مترجم سلمہ اللہ نے ترجمے میں ان امورکا التزام کیا ہے۔

1۔ ترجمہ عام فہم سلیس اُردو میں کیا گیا ہے۔

2۔ دینی اصطلاحوں کواردو میں منتقل کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔

3۔ اکثر مقامات پر اشعار کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

اس کتاب کامکمل ترجمہ ثوبیہ صابر نے پڑھا ہے اورعربی نص کے ساتھ مقارنہ کرکے ان حصوں کوالگ کیا جن کا ترجمہ رہ گیا تھا۔پھردوبارہ ترجمہ کرواکے وہ حصے کتاب میں شامل کروائے۔اس کام میں تقریباً 8 ماہ لگ گئے۔

دوسری باراس کتاب کومکمل طور پرسمیرا مجید نے پڑھا اوراصل کتاب کے ساتھ مقارنہ کرکے مزید اصلاح کی۔اس کام میں دوماہ سے زائد عرصہ لگ گیا۔رات دن محنت کے بعد کتاب اس پوزیشن میں آگئی۔کہ اس کی کمپوزنگ ہوسکے۔کمپوزنگ کا کام رابعہ احسن اوران کی ٹیم نے کیا۔کتاب کی کوالٹی کوبہتر بنانے کے لئے ان کے مشورے نہایت مفید ثابت ہوئے۔

پروف ریڈنگ کا کام فاطمہ عظمت نے کیا۔کتاب میں بہت سے مقامات ایسے تھے جہاں ترجمے میں کچھ خلا محسوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر دوبارہ اصلی کتاب سے مقارنہ کر کے اس کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائیں۔ اور اس کام کو توشہ آخرت بنائیں۔

سیرت جیسے اہم موضوع پر ھذا الحبیب محمد یا محب کا اُردو ترجمہ سیرتِ حبیب ﷺ کے نام سے قارئین کی نظر ہے۔ اس موضوع پر ہمارے ادارے النور انٹرنیشنل کی یہ آٹھویں کاوش ہے۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ اسے یومِ حساب میں ہماری ذات کے لیے حسنات کا ذخیرہ بنا دیں۔ آمین۔ اگر اس کتاب کے توسط سے کسی ایک مسلمان کے دل میں رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت پیدا ہو جائے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ہماری یہ کوشش کامیاب ہے۔

اگر ترجمہ یا طباعت میں غلطی واقع ہوئی ہو تو ہم قارئین کرام سے دارخوست کریں گے کہ ہمیں مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس غلطی کو دور کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائیں اور اسے مؤلف، مترجم، ناشر، مصحح کی نجات کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

دعاؤں کی طلبگار

نگہت ہاشمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين ، الرحمن الرحيم مالك يوم الدين ، وصلاة الله وسلامه ورحماته وبركاته على صفوة عباده وخيرته من خلقه محمد عبده ورسوله ، وعلى أهل بيته الطاهرين ، وصحابته أجمعين ، ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين .

امابعد! میری کتاب "منهاج المسلم" دین کے اصول وفروع پر مشتمل ہے مگر اس میں محبوب پیغمبر ﷺ کی سیرتِ مبارکہ نہیں تھی لہٰذا بعض اسلامی بھائیوں نے سیرت کے موضوع پر اس کتاب کی جمع وترتیب کے لیے راغب کیا چنانچہ ان کی ترغیب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے " هذا الحبيب محمد يا محب " کے نام سے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔

هذا الحبيب محمد ﷺ يا محب

حقیقت میں یہ کتاب "منهاج المسلم" کا تکمیلی رسالہ ہے جو علم وایمان اور حبیبِ گرامی قدر ﷺ سے سچی محبت کا ایک پیغام ہے۔

سیرت کے فن پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لہٰذا میں نے اس کتاب کی جمع وترتیب میں تکرار، طوالت اور اختصار سے اجتناب کیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک ایسا طریقہ کار اختیار کیا ہے جو تقسیمِ ابواب اور تفصیلِ کلام کے حسن وجمال کے ساتھ ساتھ نہایت جامع، بڑا واضح، بہت آسان اور اس فن میں ایک مثال ہے۔ کتاب کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس کے ہر گوشے کو نتائج وعبر کے تذکرے سے مزین کیا گیا ہے اور کوئی گوشہ بھی غالباً اس سے خالی نہیں ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ایک اسلامی گھرانے کی کتاب ہے جو اُسوۂ حسنہ کے بیان سے تمام افرادِ خانہ کے درمیان محبوب پیغمبر ﷺ کی محبت پیدا کرے گی اور دینی، معاشرتی اور سیاسی حیات کے تمام شعبوں کے لیے نشانِ راہ روشن کر دے گی۔ لہٰذا میں تمام اسلامی گھرانوں سے گزارش کروں گا کہ وہ دن یا رات میں سے آدھا گھنٹہ نکالیں، سب مل کر بیٹھیں، دو ایک صفحے پڑھیں اور اس کے نتائج وعبر میں غور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔اس طرح وہ اپنے ایمان کو مضبوط کر سکیں گے،اپنے معارف میں اضافہ کر سکیں گے،اپنے اخلاق کو سنوار سکیں گے اور ان سب سے بڑھ کر وہ اپنے رسولِ معظم ﷺ کی،ان کے پاکیزہ اہلِ بیت کی اوران کے منور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت حاصل کر پائیں گے۔

آخر میں دُعا ہے کہ یا اللہ! میری کتاب کو آپ عملِ صالح بنا دیں،اسے اپنی رضا کے لیے خالص کر چھوڑیں، مجھے بھی اور اسے بھی جو ایمان واحتساب کے لیے یہ پڑھتا ہے اپنے رسول ﷺ کی محبت عطا کریں،ان کی شفاعت نصیب فرمائیں جس کی بدولت جہنم سے ہم نجات پائیں اور رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ نیکوں کے ٹھکانوں میں پہنچ جائیں یا ذا الجلال والاکرام۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ

مُغويّة (بنو): بنو رشدَة = أسد (من بني أسد)

المغيرة (بنو): لهم ذكر في مكة المكرَّمة حين هجرة أم سلمة.

مكّة المكرّمة

(انظر أيضاً: الحرام، البيت الحرام)

البخاري	مسلم	أبو داود	الترمذي	النسائي	ابن ماجه

البلد الحرام، البلدة، بيت الله الحرام، سُمّيت مكّة المكرمة، وبكّة لازدحام النّاس بهـا، ويقـال: مكـة اسم المدينة وبكّة اسم البيت.

من أسمائها: مكـة وبكـة، وأم رُحْـم، وأم القـرى، ومعاد، والحاطمة، والرّأس، والبلد الأمين، والمقدسة..

ومن جبالها المحيطة بها: أبو قبيس، وقعيقعـان، وهمـا الأخْشَبان.

(الرّوض المعطار ٩٣، معجم البلدان ٥/١٨١)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرزمینِ نبوت

جبل فاران، وادی امین، ارضِ مبارکہ، دائرہ مجد، مکہ مکرمہ میں تمام انسانیت کیلئے پہلا گھر بنایا گیا جو وحی کی نزول گاہ ہے۔ یہ بلد امین ہے جو سردار کائنات کی جائے پیدائش ہے۔

یہ دیار حجاز ہیں جو آخری زمانے میں ایمان کی پناہ گاہ ہے یہاں مکہ واقع ہے جس کے در و دیوار بڑے پختہ ہیں اس کی عظمت کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس جگہ آخری رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ معزز قارئین کے سامنے ہم انہی کا کچھ نہ کچھ بیان کرنے جا رہے ہیں اپنے قلم کو تھوڑی دیر تک روک کر ہم ارض نبوت کا بیان کریں گے۔

شجرِ مقدس

جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام کے ساتھ کفر و معاصی اور ظلم و شرک کی سرزمین سے ہجرت کے لیے رختِ سفر باندھا اور شام کی ارضِ مبارکہ کو ہجرت گاہ بنایا۔

ایک دفعہ آپ علیہ السلام نے پیغامِ توحید کے ساتھ مصر میں پڑاؤ کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی زوجہ سیدہ سارہؓ کو ایک بہترین تحفہ عطا فرمایا جن کا نام ہاجرہؓ تھا (صحیح البخاری)۔ مصر سے ان کا تعلق تھا۔ وہی جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اور تمام عدنانیوں کی جدہ ہیں۔ سیدہ سارہؓ نے اپنی یہ باندی ہبہ کر کے جنابِ ابراہیم علیہ السلام کو اس کا مالک بنا دیا۔ اس باندی نے جنابِ اسماعیل علیہ السلام کو جنم دیا۔ وقت گزرتا چلا گیا اور بالآخر وہ گھر جس میں جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کا انتظام کیا تھا سیدہ سارہؓ پر تنگ پڑ گیا کیونکہ ان کی باندی نے ایک پاک صفت بچے کو جنم دیا جب کہ وہ خود اس سے محروم تھیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنابِ ابراہیم علیہ السلام اپنی امِ ولد باندی کو ساتھ لے کر رازدارانہ اور حیادارانہ انداز میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ سیدہ ہاجرہؓ اس ہجرت کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر اپنے نقوشِ قدم کو مٹاتی جا رہی تھیں۔

اب ہم اپنے قلم کو اس گھٹن سے باہر نکالتے ہیں تا کہ انس و قدس کی سرزمین کے متعلق بات کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہؑ اور ان کے لختِ جگر کو فاران کے پہاڑوں کے درمیان واقع وادیٔ امین میں ایک بہت بڑے درخت کے نیچے بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک توشہ دان میں کھانا اور ایک مشکیزے میں پانی رکھ دیا۔ سیدہ ہاجرہؑ نے انہیں واپس جاتے دیکھا تو ان پر خوف و دہشت طاری ہوگئی۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا: ''ابراہیم! ہمیں کس کے سپرد کیا ہے؟'' اور ان کے پیچھے جا کر پوچھا: ''ابراہیم! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟'' رحم دل آقا نے جواب دیا: ''ہاں۔'' سیدہ ہاجرہؑ نے ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ جواب دیا: ''پھر آپ جائیے! اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کریں گے۔'' اور جنابِ ابراہیم علیہ السلام ملکِ شام کو چل دیئے۔ چنانچہ کچھ دور پہنچ کر جہاں ہاجرہؑ انہیں نہ دیکھ سکتی تھیں سیدنا نے بیت اللہ کی جگہ پر متوجہ ہو کے دستِ دعا دراز کیا:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ

(سورة ابراهيم:37)

''اے ہمارے ربّ! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حُرمت والے گھر کے پاس بسا دیا ہے۔ اے ہمارے ربّ! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔ سو آپ لوگوں کے دل اُن کی طرف مائل کر دیں۔ اور آپ اُنہیں پھلوں کا رزق دیں تا کہ وہ شکر ادا کریں۔''

مختصر وقفہ:

پیاروں کے گروہ! یہ بڑی مبارک یاد ہے کہ ہم وحشت میں سیدہ ہاجرہؑ کے پاس بیٹھے ہیں اور ان کے کردار سے عبرت کا نور حاصل کر رہے ہیں۔

سیدہ ہاجرہؑ بھی دیگر مومنہ عورتوں کی مانند ایک مومنہ عورت ہیں جو اپنے شہر سے ہجرت کرتی اور اپنے گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہیں تا کہ اپنے آقا کو تکلیف نہ پہنچائیں جنہوں نے ان کے ساتھ احسان کیا تھا۔ پہلی مومنہ سیدہ سارہؑ بنتِ ہاران جنابِ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہیں۔ سیدہ ہاجرہؑ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سیدہ سارہؑ ان پر غیرت کھاتی ہیں چنانچہ وہ اپنی مالکن کی تکلیف پر اپنے جلا وطن ہونے کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس پاک دامن مصری خاتون نے کیسا کردار پیش کیا ہے۔ کیا سوکنیں اس کی اقتداء کریں گی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے محبوب قارئین بھی اس کو پہچان چکے ہیں۔لہٰذا اپنے بھائی کے نفع کو کیا کوئی ترجیح دے گا؟ اور اس کی رضا کے لیے کیا کسی تکلیف کو برداشت کرے گا؟

یہ ایک سبق ہے۔اس واقعے کا دوسرا سبق یہ ہے کہ سیدہ ہاجرہؑ کو خطرناک قسم کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ دیا جاتا ہے جس میں دور دور تک کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ان کا خوف بھی ظاہر ہے اور ان کا فکروغم بھی پوشیدہ نہیں ہے۔وہ جنابِ ابراہیم علیہ السلام سے عرض کرتی ہیں: ''آپ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟'' اور جب وہ یہ جواب سنتی ہیں: ''ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔'' اس وقت ان کے حقیقتِ ایمان کا مقام واضح ہو جاتا ہے جس تک دنیا کی اور کوئی عورت نہیں پہنچ سکتی ہے کیونکہ وہ کہتی ہیں: ''آپ جائیے! اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔''

یہ ہے وہ ایمان جس کی ہمیں ضرورت ہے اور یہ ہے وہ توکل جو زندہ ایمانی عقیدے کا شاندار نتیجہ ہے اور جس ایمان کا نتیجہ اس جیسا توکل نہیں ہے وہ ایمان انتہائی ناقص اور بہت کم ہے۔لہٰذا ہمیں ایمانِ کامل تلاش کرنا چاہیے، خشیت ومحبت کے ساتھ ساتھ توکل بھی جس کا نتیجہ ہوتا ہے۔

سیدہ ہاجرہؑ کو ہم نے وادیٔ امین میں راتیں گزارتے چھوڑ دیا تھا۔دوبارہ ہم ان کی جانب واپس آتے ہیں اور واقعات بیان کر کے ان کا احوال معلوم کرتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ ہمارا رشتہ ہے اور وہ ہمارے عزومجد کی بنیاد ہیں۔وہ جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہیں اور جنابِ اسماعیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آباء واجداد میں سے ایک ہیں۔

سچی روایات بتاتی ہیں کہ:

سیدہ ہاجرہؑ کے مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا۔ان کے گوشۂ جگر کو پیاس محسوس ہوئی اور انہوں نے ادھر ادھر پانی تلاش کیا مگر تھک ہار کر بیٹھ گئیں۔جب انہوں نے نورِ نگاہ کو شدتِ پیاس میں بلبلاتے دیکھا اور قریب تھا کہ ان کا جگر چھلنی ہو جاتا، انہیں ایک جانب بلند مقام دکھائی دیا۔یہ ''صفا'' نامی پہاڑ تھا۔اس پر چڑھ کر انہوں نے دائیں بائیں دیکھا مگر نہ پانی نظر آیا اور نہ کوئی شخص ہی دکھائی پڑا۔انہوں نے اپنے سامنے دیکھا اور وہاں ایک بلند مقام پایا۔یہ ''مروہ'' نامی پہاڑ تھا۔چنانچہ اتر کر انہوں نے اس جانب جانا شروع کر دیا۔

وادی کے نشیب میں پہنچ کر دوڑیں اور اس کو کراس کر گئیں۔وہ برابر چلتی رہیں حتیٰ کہ مروہ پہاڑی تک پہنچ گئیں۔اس پر چڑھ کر دائیں بائیں دیکھا مگر کچھ بھی نظر نہ آیا۔یہاں سے وہ نیچے اتر آئیں اور دوبارہ صفا پہاڑی کا قصد کیا۔اپنے لختِ جگر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے پانی تلاش کرتے ہوئے انہوں نے صفا و مروہ کے درمیان سات چکروں میں سعی کو مکمل کیا۔

اسی دوران میں ایک پہاڑی پر انہوں نے عجیب وغریب آواز کو سنا اور شکستہ دل سے کہا: میں نے سنا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کیا کوئی مدد کا سامان ہے؟

انہوں نے اپنی نگاہوں سے بیٹے کو دیکھا اور بڑے درخت کے نیچے ایک آدمی کو بچے کے سر کے پاس کھڑے پایا۔ ابھی وہ قریب نہ آئی تھیں کہ اس نے اپنی ایڑی کو زمین پر دے مارا اور دیکھتے ہی دیکھتے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلا کر ہاجرہؑ کو نہ جانے کتنی مسرت ہوئی! انہوں نے مٹی اور پتھر کے ساتھ پانی کو باندھ دیا اور خشک ہو جانے کے خوف سے اس کو سطحِ زمین پر بہنے سے روک دیا۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیتیں اور مٹی پتھر کے ساتھ اس پر بند نہ بناتیں تو وہ ایک جاری چشمہ بن جاتا جیسے رسولوں کے امام، جہانوں کے سردار حضرت رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے۔ آپ پر بہترین درود بہترین انعام اور بہترین سلام ہوں۔

قصے کا نتیجہ:

جو قصہ ہم نے بیان کیا ہے وہ معاملات کو اللہ کے سپرد کر کے اسی پر توکل اور اعتماد کرنے کا ثمرہ ہے۔ پیارے بھائی! کیا آپ کو یاد ہے کہ سیدہ ہاجرہؑ نے جب جنابِ ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ آپ ہمیں کس کے پاس چھوڑے جا رہے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ اور انہوں نے جواب میں 'ہاں' کہا تھا، اس وقت سیدہ ہاجرہؑ نے کہا: ''تب آپ جائیں! اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔'' انہوں نے اللہ پر توکل کیا اور اس سے حسنِ ظن رکھا۔ زمزم کا جاری چشمہ دراصل اللہ پر ان کے توکل اور حسنِ ظن ہی کا نتیجہ ہے۔

مکہ کی ابتداء:

اللہ تعالیٰ نے امِ اسماعیل ہاجرہؑ کو جب آبِ زمزم سے نواز دیا تو جرہم قبیلے کا ایک قافلہ وادیٔ مکہ کے قریب سے گزرا اور انہوں نے پانی تلاش کرنے کے لیے اپنا ایک آدمی بھیجا تا کہ وہاں پڑاؤ کر سکیں۔ اس شخص نے ایک پرندہ اڑتے دیکھا اور سمجھ گیا کہ اس جگہ پانی ہوگا۔ وہاں پہنچ کر اس نے جنابِ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو آبِ زمزم کے پاس بیٹھے دیکھا اور واپس آ کر قافلے کو اس بارے میں بتلایا۔ چنانچہ انہوں نے پانی پر پہنچ کر سیدہ ہاجرہؑ سے ان کے ساتھ پڑاؤ کی اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور یہ شرط بھی عائد کر دی کہ پانی پر ان کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ انہوں نے شرط کو قبول کیا اور پڑاؤ ڈال دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدِ ابراہیمیؑ میں مکہ کی آبادکاری کا یہ آغاز تھا۔

عبرت:

جمہوریت اور عدلِ اجتماعی کے نمائندگان کہاں ہیں؟ یہ تاریخی واقعہ وحی سے ثابت ہے جس کے مقابلے میں وہ پست کھائی میں گر پڑے ہیں کہ ایک غریب الدیار عورت صحرا میں پانی کے کنوئیں کی مالک ہے اور مردوں وعورتوں پر مشتمل ایک مکمل قافلہ اس سے پڑوس میں پڑاؤ کی اجازت مانگتا ہے اور وہ اپنے پڑوس میں پڑاؤ کی مشروط اجازت دیتی ہیں کہ پانی پر ان کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ وہ اس شرط کو بخوشی قبول کرتے ہیں اور اپنا پڑاؤ ڈال دیتے ہیں۔

عربوں کا یہ وہ اچھا وصف ہے جس کا جاہلیت میں بھی لحاظ رکھا جاتا تھا۔ مجوس، یہود اور نصاریٰ کے سیاہ تکونی دامنِ فریب کا عرب اگر شکار نہ ہوتا تو اسلام میں نہ جانے ان کا کیا عالم ہوتا!

مکہ میں آبادکاری

پہلے پہل مکہ کو امِ اسماعیل سیدہ ہاجرہؑ نے آباد کیا اور بعد میں جرہمی قافلے کے پڑاؤ سے وہ آباد ہوا۔ جنابِ اسماعیل علیہ السلام بڑے ہو کر اب دوڑ دھوپ اور کام کاج کے قابل ہو گئے مگر ابھی تک ان کا کام بکریاں چرانا اور شکار کرنا ہی تھا۔ ادھر جنابِ ابراہیم علیہ السلام اپنے متروکات؛ اسماعیلؑ وہاجرہؑ کی نگہداشت کے لیے تشریف لائے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نیند میں وحی کی، انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے، کہ ہماری خاطر اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرو۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے اس بارے میں جنابِ اسماعیل علیہ السلام سے یہ کہتے ہوئے مشورہ کیا:

اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (الصفت:102)

”میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ یقیناً میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟“

جنابِ اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا:

افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الصفت:102)

”جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے آپ وہ کریں۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔“

جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کیا اور اپنے لختِ جگر کو ساتھ لے کر منیٰ کو نکل پڑے تاکہ اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کے حکم کے مطابق ذبح کر دیں انہیں پیشانی کے بل لٹا دیا چھری آپ کے ہاتھ میں تھی مگر اس کے کام دکھانے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا:

وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾

(الصّٰفّٰت: 104,105)

''اور ہم نے اُسے ندا دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔''

عبرت:

سیدہ ہاجرہؓ کا بیٹے کے ذبح پر صبر کرنا اور جنابِ اسماعیل علیہ السلام کا اپنے ذبح پر صبر کرنا ایک ایسی آیت ہے جو ماں اور بیٹے دونوں کی خوشبو پر دال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی جد کے لیے منتخب کیا گیا کیونکہ جڑوں کی خوشبو اپنی شاخوں میں منتقل ہوتی ہے اور بعض دفعہ شاخیں بھی اپنے تنوں کو خوشبودار بنا دیتی ہیں۔

جنابِ ابراہیم علیہ السلام کی دوبارہ آمد:

جنابِ اسماعیل علیہ السلام بڑے ہو کر اب جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے قبیلۂ جرہم کی ایک عورت سے نکاح کیا جو مکہ میں ان کے پاس ہی رہتے تھے۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ اپنی بہو کے پاس تشریف آور ہوئے۔ اس وقت سیدہ ہاجرہؓ کا انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا: ''اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''شکار پر گئے ہیں۔'' آپ نے میاں بیوی کے حالات کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اچھا ذکر نہ کیا۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ''جب اسماعیل علیہ السلام آئیں تو انہیں میرا اسلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔'' شکار سے واپسی پر بیوی نے جنابِ اسماعیل علیہ السلام کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے جواب دیا: ''وہ میرے باپ ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں چنانچہ تم اپنے گھر چلی جاؤ۔''

ایک عرصہ گزرنے پر جنابِ ابراہیم علیہ السلام کو اپنی اولاد کی نگہداشت کا خیال آیا۔ لہٰذا مکہ پہنچ کر جنابِ اسماعیل علیہ السلام کے گھر داخل ہوتے وقت انہوں نے سلام کہا اور دریافت کیا: ''اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟'' اور ان کی گزران کے بارے میں پوچھا تو بہو نے اللہ کا شکر کیا۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''جب آپ کے خاوند آئیں، ان کو میرا اسلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنابِ ابراہیم علیہ السلام ملکِ شام کو واپس چلے گئے۔ زمانہ گزرتا گیا اور ایک عرصے بعد انہیں خیال آیا کہ اپنے ترکے کو دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ وہ مکہ میں تشریف آور ہوئے اور زمزم کے پاس جنابِ اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی جو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تیر بنا رہے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی لپک پڑے اور وہی کیا جو ایسے موقع پر ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور ایک بیٹا اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہے۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ''اسماعیل علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔'' جنابِ اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس کو بجا لائیے۔'' جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: ''آپ میری مدد کریں گے؟'' جواب دیا: ''میں آپ کی مدد کروں گا۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اس کا گھر بناؤں'' اور پاس ہی بلند ایک ٹیلے کی جانب اشارہ کیا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: زیارت کے وقت والد کا بہو کی نگہداشت کرنا اور وقتاً فوقتاً ان کے حالات سے آگاہ رہنا۔

2: فراست کی طاقت اور اس پر عمل کرنا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اندازہ کیا کہ ان کی بہو بیٹے کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کی زبان سے حرفِ شکایت سنا تھا اور اسماعیل علیہ السلام نے بھی اپنے باپ کے مشورے پر عمل کیا اور اپنی زوجہ کو طلاق دے دی۔

3: بات کرتے وقت کنایات استعمال کرنا شرعاً جائز ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عورت کے لیے گھر کی چوکھٹ کا کنایہ استعمال کیا۔

4: باپ کا بیٹے کو اور بیٹے کا باپ کو گلے ملنا شرعاً جائز ہے۔ اسی پر دوسرے افراد کو بھی قیاس کیا جائے گا۔

5: باپ کا بیٹے سے مشورہ کرنا اور کسی کام پر اس سے مدد طلب کرنا شرعاً جائز ہے۔

6: بیت اللہ کی قدامت کا بیان ہے کیونکہ یہی وہ پہلا گھر ہے جسے لوگوں کے لیے بنایا گیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ (آل عمران:96)

''یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ تمام دنیا کے لئے برکت والا اور ہدایت والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کی تعمیر

جنابِ اسماعیل علیہ السلام نے جب اپنے والدِ گرامی کے ساتھ اللہ کا گھر بنانے پر اتفاق کیا تو جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس جگہ کا بتلا دیا تھا جہاں پہلے کعبہ ہوا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے طوفانِ نوح علیہ السلام میں اس کو اٹھا دیا تھا یا وہ بھی سیلاب میں گر گیا تھا اور اسے تعمیر کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ (حاشیہ: بیت اللہ کے بارے میں اہلِ علم کے دو قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طوفانِ نوح سے قبل اس کو اٹھا دیا تھا اور بعض کہتے ہیں اللہ نے اس کو اٹھایا نہیں تھا بلکہ دیگر مکانات کے ساتھ طوفان میں یہ بھی منہدم ہو گیا تھا۔ باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ زیادہ صحیح قول کس کا ہے۔)

جنابِ ابراہیم علیہ السلام بناتے جا رہے تھے اور جنابِ اسماعیل علیہ السلام پتھر ڈھوتے جا رہے تھے۔ وہ دونوں جو کچھ کہتے جا رہے تھے اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے ہمیں مطلع کیا ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝١٢٧ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝١٢٨ (البقرة:127,128)

اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے (تو انہوں نے دُعا کی:) ''اے ہمارے ربّ! ہم سے قبول فرما، یقیناً تو سب کی سننے والا، سب کو جاننے والا ہے۔ (127) اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسلوں میں سے اپنی فرمانبردار اُمّت اُٹھا اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہمیں معاف فرما، یقیناً تو بڑا معاف کرنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (128)

جب دیواریں بلند ہو گئیں تو جنابِ اسماعیل علیہ السلام ایک بڑا سا پتھر اٹھا لائے۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام اس پر چڑھ گئے اور تعمیر سے فارغ ہونے تک بلند دیوار کے برابر ہی رہے اور یہ پتھر بیت اللہ کی دیوار کے نیچے ہی رہا جس پر جنابِ ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان پڑ گیا تا کہ وہ جہان کے لیے نشانی بن جائیں حالانکہ پتھر سخت تھا نرم نہیں تھا اور جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مشروع قرار دے دیا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (البقرة:125)

''اور تم مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہونے پر اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کردیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ (الحج:27)

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کردیں۔ وہ آپ کے پاس پیدل اور ہر اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے اور وہ (اونٹ) دور دراز راستوں سے آئیں گے۔''

چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے قریبی پہاڑ جبل ابی قبیس پر چڑھ کر اللہ کے نام سے یہ اعلان کیا: ''لوگو! تمہارے رب نے تمہارے لیے گھر بنایا ہے لہٰذا تم اس کا حج کرو۔'' انہوں نے اعلان کرتے وقت دائیں اور بائیں جانب اپنا چہرہ کیا جیسے آج نماز کی اذان کے لیے مؤذن کرتا ہے۔ آپ کی یہ پکار اللہ تعالیٰ نے ہر روح کو سنادی جسے اس نے پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ جس نے تلبیہ پکارا وہ حج کرے گا اور جس نے تلبیہ نہ پکارا وہ کبھی حج نہیں کرسکتا۔ لبیک اللھم لبیک کو تلبیہ کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے: ''یا اللہ! آپ کا بلانا میں بار بار قبول کرتا ہوں۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: بیت اللہ تعمیر کرنے پر جناب ابراہیم علیہ السلام کے شرف وفضل کا بیان ہے۔

2: بیت اللہ کی تعمیر میں باپ بیٹے کے تعاون کا ذکر ہے۔

3: بیت اللہ کو انہی قدیم بنیادوں پر تعمیر کیا گیا ہے، طوفانِ نوح علیہ السلام سے قبل وہ جن بنیادوں پر تھا۔ لہٰذا اس قول کو ترجیح مل جاتی ہے جس کے مطابق عہدِ آدم علیہ السلام ہی سے کعبہ موجود ہے۔

4: پتھر کی چٹان پر جناب ابراہیم علیہ السلام کے نقوش ایک دائمی معجزہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو عطا کرتا ہے۔

5: یہ بیان ہے کہ روحوں کو جسموں کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا گیا۔ پیٹ کا فرشتہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے روح کو گوشت کے ٹکڑے میں پھونک دیتا ہے۔ روح اس میں سرایت کرجاتی ہے اور وہ زندہ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوتِ محمدیہ ﷺ کا آغاز

بیت اللہ کی تعمیر کے دوران جنابِ ابراہیم علیہ السلام اور جنابِ اسماعیل علیہ السلام جو کہتے جارہے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ (البقرۃ:129:2)

''اے ہمارے ربّ! اور ان لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سُنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ یقیناً تو بڑا زبردست ہے، بڑا حکمت والا ہے۔''

آیتِ کریمہ میں ''فیھم'' کی ضمیر جنابِ ابراہیم علیہ السلام و جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے متعلق ہے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کے امرِ نبوت کی ابتداء تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود اس حقیقت کا اقرار کیا ہے جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے امرِ نبوت کی ابتداء کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔'' (البدایۃ والنھایۃ 2/679، سلسلۂ احادیث صحیحہ للالبانی: حدیث:1545)

جنابِ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد

جنابِ اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کے پڑوس میں رہتے تھے اور جرہم کا قبیلہ جن کے آپ بہنوئی تھے مکہ میں رہتا تھا۔ انہی میں آپ کو مقامِ نبوت پر سرفراز کیا گیا اور ان کے ساتھ ساتھ حجاز کے عمالقہ کی جانب آپ کو مبعوث کیا گیا۔ جنابِ اسماعیل علیہ السلام کے ہاں اولاد ہوئی۔ چنانچہ آپ کے بیٹوں کی تعداد بارہ تھی۔ ان میں ایک کا نام نابت ہے جو سب سے بڑا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سلسلۂ ذہب کا حلقہ یہی ہے۔ نابت جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام و جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی دُعا ربنا وابعث فیھم رسولا منھم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو منتخب فرمایا۔ غیر معروف حالات کی بنا پر نابت اور عدنان کے درمیان سلسلۂ ذہب کی چند کڑیاں گم ہیں۔ نابت اور عدنان کے درمیانی پشتوں کی تعداد چھ ہے اور ان سب کے سب نے حرمِ مکی میں قیام کیا۔ اس کے باوجود ان چھ افراد کے نام یاد نہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سلسلہ ذکر فرماتے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزم کے ساتھ عدنان تک پہنچتے اور اس کے بعد رُک جاتے اور فرماتے: ماہرینِ انساب غلط کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ (الفرقان:38)

''اور اس کے درمیان بہت سی قومیں ہیں۔''

لہٰذا جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے نسب کی انتہا کی ہے وہیں انتہاء کرنا زیادہ مناسب ہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: جنابِ اسماعیل علیہ السلام اور عدنان کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا نسب مبارک مجہول ہے۔ لہٰذا ماہرینِ انساب نے جو آپ ﷺ کا نسب حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا ہے اسے یقین کے ساتھ صحیح نہیں کہا جا سکتا۔

2: عدنان سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے والدِ گرامی عبداللہ بن عبدالمطلب تک نسب مبارک صحیح ہے۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

3: ماہرینِ انساب کی باتوں کی توہین کرنا اور ان پر یقین نہ کرنا۔

نسب شریف کا سلسلۂ طہر

نسب شریف کے سلسلۂ ذہب کو ذکر کرنے سے قبل عرب کے بارے میں مختصر بات کرتے ہیں کیونکہ وہ نسلی شرف اور نسبی فضل کے مالک ہیں۔ چنانچہ عربوں کی تین اقسام ہیں: بائدہ، عاربہ، مستعربہ۔ یہ تمام عرب سام بن نوح کی ایک ہی نسل سے ہیں۔ عربوں کو جس طرف منسوب کیا جاتا ہے اور جس کے نام سے یہ پہچانے جاتے ہیں وہ ہیں یعرب بن یشجب بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔

عرب بائدہ:

یہ وہ عرب ہیں جو ہلاک ہو گئے مثلاً طسم، جدلیس، عاد اور ثمود۔ مؤرخین اور نسابین یہی کہتے ہیں۔ طسم وجدلیس نے باہم کشت وخون کیا اور سبھی ہلاک ہو گئے جبکہ عاد وثمود نے ہود علیہ السلام وصالح علیہ السلام کی تکذیب اور شرک پر اصرار کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر کے رکھ دیا۔ قرآنِ پاک ان کے بارے میں بتاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

اَلْحَاۗقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَاۗقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۗقَّةُ ﴿٣﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ (الحاقه:1.6)

”حق ثابت ہونے والی۔(1) کیا ہے حق ثابت ہونے والی؟(2) اور تم کیا جانو حق ثابت ہونے والی کیا ہے؟(3) ثمود اور عاد نے کھڑکھڑانے والی (قیامت) کو جھٹلایا تھا۔(4) جو ثمود ہیں سو انہیں ایک شدید چیخ سے ہلاک کیا گیا۔(5) اور جو عاد ہیں سو انہیں ٹھنڈی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔(6)“

عرب عاربہ:

ان سے مراد وہ نسلی عرب ہیں جن کا نسب یعرب بن یشجب بن قحطان تک جاتا ہے۔اسی وجہ سے انہیں قحطانی کہا جاتا ہے۔عمالقہ ان کے چچازاد تھے جو حجاز و شام میں رہتے تھے۔مصر میں جا کر انہوں نے جزیرۂ عرب کے ہمسایہ علاقوں میں تفرقہ ڈال دیا۔بنو امیم نے بھی ایسا ہی کیا اور جزیرہ عرب میں قیام کیا۔قحطانیوں نے ایک عرصہ تک یمن کے علاقوں میں قیام کیا مگر بعد میں ان کے قبائل جزیرہ اور شام میں پھیل گئے۔ان میں سے ایک قبیلہ جرہم کا تھا جس نے ام اسماعیل ہاجرہؑ کی اجازت سے حجاز مکی میں پڑاؤ ڈالا۔

عرب مستعربہ:

عرب مستعربہ جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔انہیں اس وجہ سے عرب مستعربہ کہا جاتا ہے کیونکہ جنابِ ابراہیم علیہ السلام یعرب سے نہیں بلکہ عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان عربی نہیں سریانی تھی۔یہ دراصل عراق کے بابلی باشندے کلدانیوں کی زبان تھی۔جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے شام میں ہجرت کے وقت کنعانیوں کی زبان میں کلام کیا تھا عربی زبان میں نہیں۔

جنابِ اسماعیل علیہ السلام نے یمن کے قحطانی قبیلے جرہم کے افراد میں پرورش پائی جس نے سیدہ ہاجرہؑ کی اجازت سے مکہ میں پڑاؤ ڈالا تھا۔آپ نے ان سے عربی سیکھ کر اس میں استعداد بہم پہنچائی اور بیان و ادب و بلاغت میں ان سے کمال حاصل کیا۔بعد ازاں جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد نے آپ سے، اپنی ماں سیدہ بنت مضاض جرہمی سے اور مکہ میں اپنے ہمسایہ ننھیال سے عربی زبان سیکھی۔انہیں اسی وجہ سے عرب مستعربہ کہا جاتا ہے کہ ان کے جدِ اعلیٰ جنابِ ابراہیم علیہ السلام عربی نہ تھے مگر ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد نے عربی زبان کو سیکھا، اس میں کلام کیا اور اس میں کامیاب ہوئے۔ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ عدنانی قبائل کو عموماً عرب مستعربہ کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلۂ نسب

پیچھے گزر چکا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام اور عدنان کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا نسب شریف مجہول ہے حتیٰ کہ صاحبِ نسب نے خود فرمایا ہے: ''مجھے عدنان سے آگے بیان نہ کرو۔'' لہٰذا یہی کہنا مناسب ہے کہ جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں بارہ بیٹے تھے جو اپنے ماموؤں کے ساتھ جرہم میں رہے۔ جنابِ اسماعیل علیہ السلام ان کی جانب ہی اللہ کے رسول تھے۔ ان میں سے دو بھائیوں کے نام ہیں: نابت اور قیذار۔ اس پر اتفاق ہے کہ عدنان ان میں سے کسی ایک کا بیٹا تھا اور عدنان کے دو بیٹے تھے: عک اور معد۔

ان میں سے عک یمن چلا گیا اور اپنے اشعری سسرال کے ہاں قیام کیا۔

جبکہ معد مکہ ہی میں تھا۔ اس کے چار بیٹے تھے: نزار، قضاعۃ، قنص اور ایاد۔

قنص کے اکثر بیٹوں کا انتقال ہو گیا۔ جو زندہ تھے ان میں سے ایک نعمان بن منذر بھی تھا۔

ایاد ایک قبیلے کی بنیاد بنا جو اس کی نسبت سے ایادی کہلایا۔ قس بن ساعدہ ایادی ان ہی میں سے تھا۔

قضاعہ یمن کے علاقے حمیر میں جا اقامت پذیر ہوا۔

نزار اپنے بھائی ایاد کی مانند حرم ہی میں رہا اور اس کے ہاں مضر، ربیعہ اور انمار پیدا ہوئے۔

مضر نے الیاس اور عیلان کو جنم دیا۔

الیاس کے ہاں مدرکہ، طابخہ اور قمعہ پیدا ہوئے۔

مدرکہ کے ہاں خزیمہ اور ہذیل پیدا ہوئے۔

خزیمہ کے چار بیٹے تھے: کنانہ، اسد، اسدہ اور ھون۔

کنانہ نے ملکان، نضر، مالک اور عبد منات کو جنم دیا۔

نضر کی کنیت ابو قیس ہے اور اس کے تمام قبائل اسی کی جانب ہی منسوب ہوتے ہیں۔ اس کے ہاں مالک اور مخلد پیدا ہوا۔

مالک بن نضر کے فہر پیدا ہوا۔

فہر کے گھر غالب، محارب، حارث اور اسد پیدا ہوئے۔

غالب بن فہر کے گھر لؤی، تیم اور قیس نے جنم لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوی بن غالب کے ہاں کعب، غالب، سامہ اور عوف پیدا ہوئے۔

کعب بن لوی کے ہاں مرہ، عدی اور ھصیص نے جنم لیا۔

مرہ بن کعب کے ہاں کلاب، تیم اور یقظہ نے جنم لیا۔

کلاب بن مرہ کے ہاں قصی اور زہرنے۔

قصی بن کلاب کے ہاں عبدمناف، عبددار، عبدعزّٰی، عبدقصی۔

عبدمناف بن قصی کے ہاں ہاشم، عبدشمس، مطلب اور نوفل۔

اور ہاشم بن عبدمناف کے ہاں عبدالمطلب، اسد، ابوصیفی اور نضلہ۔

اور عبدالمطلب کے ہاں عباس، حمزہ، عبداللہ، ابوطالب، زبیر، حارث، حجل، مقوم، ضرار اور ابولہب نے جنم لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: حضرت محمد ﷺ سے لے کر عدنان کے درمیانی شجرۂ نسب کی صحت قطعی ہے اور عدنان سے لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام تک کی صحت قطعی ہے مگر اس کا یقین نہیں ہے۔ ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک اور نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان اور حضرت ادریس علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے درمیان کی صحت کمزور ہے۔

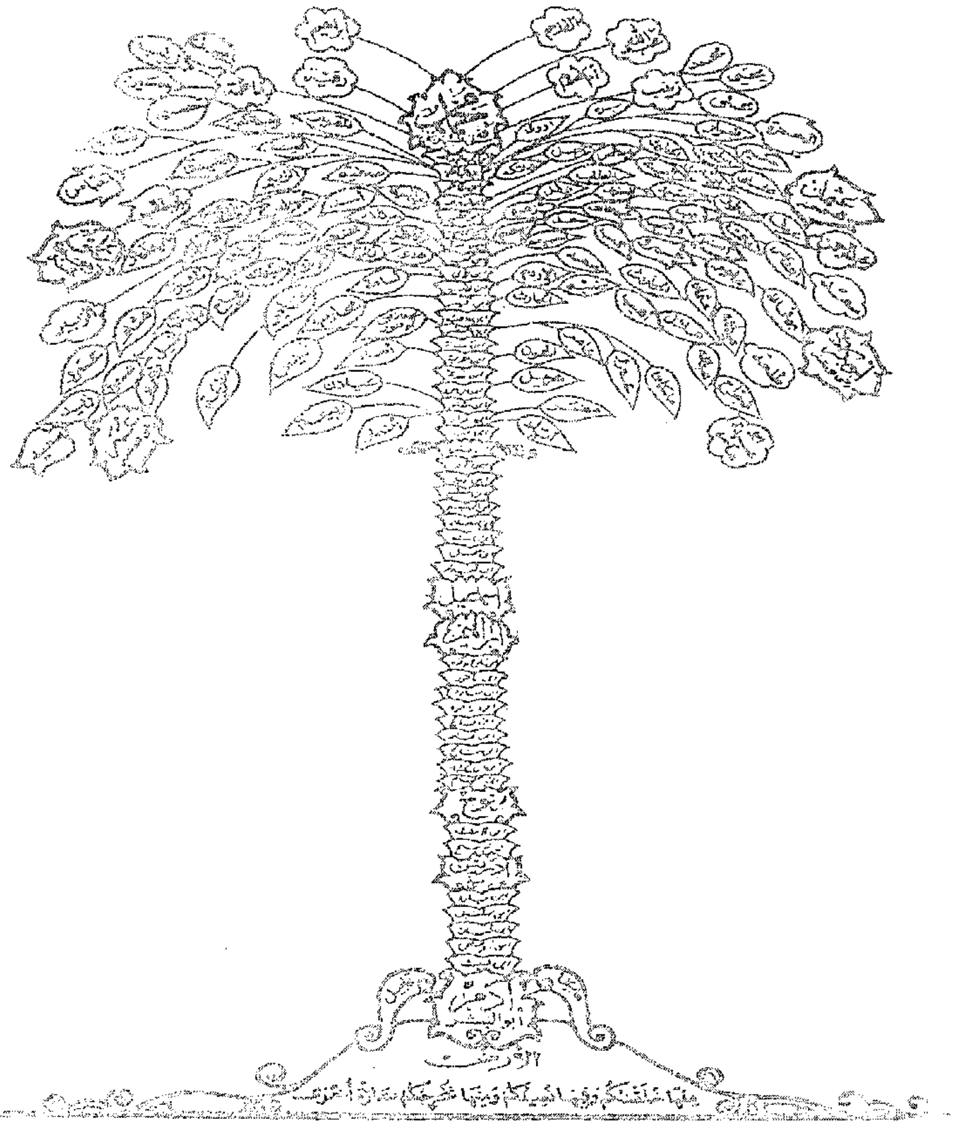

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ نسب

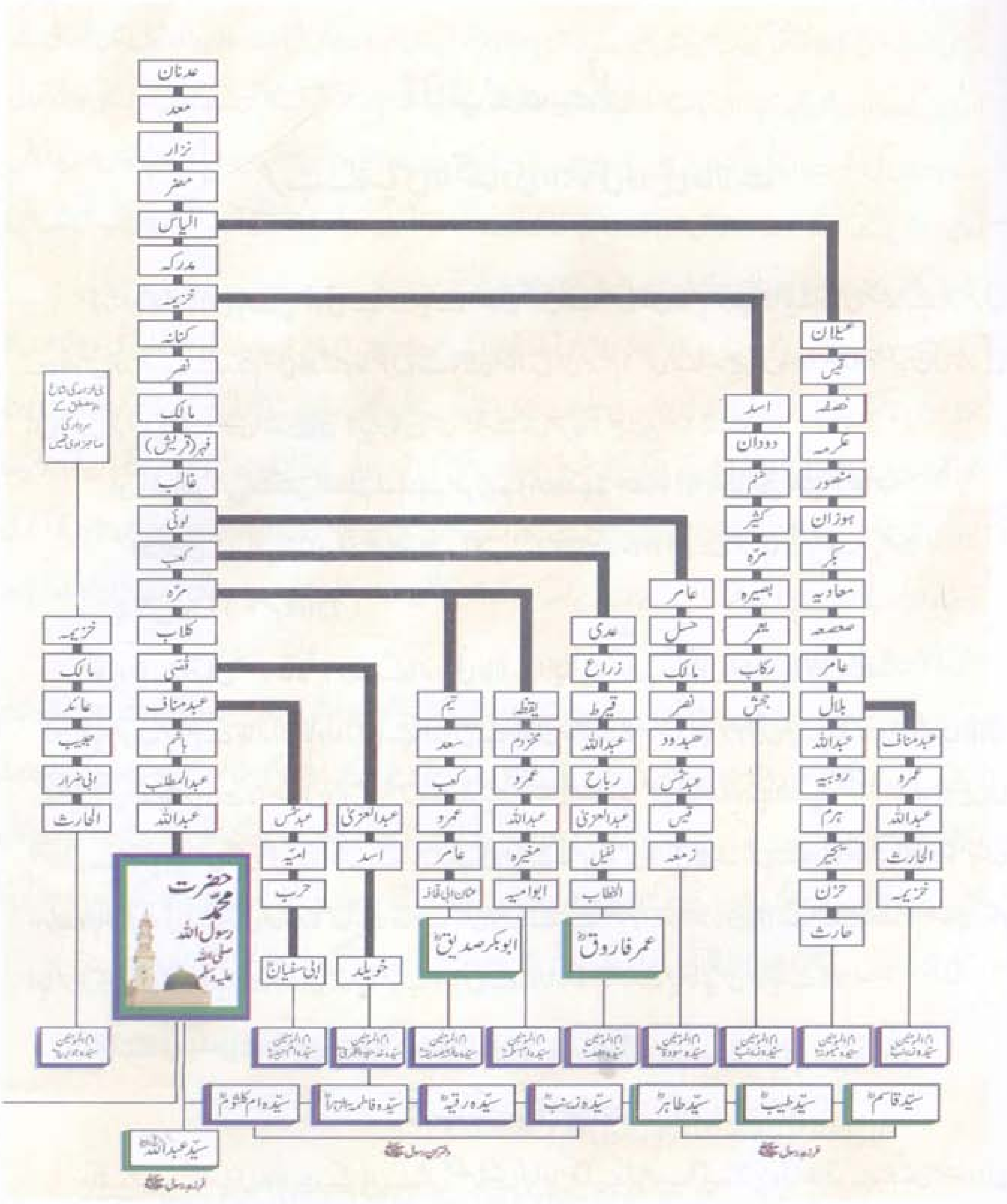

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتابِ نبوت سے قبل

عرب کے سیاسی، اقتصادی، اجتماعی ودینی حالات

مؤرخین کا عموماً اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیائے انسانی گول ہے جس میں عالمِ عرب کا ایک خاص نقشہ ہے جو مشرق سے فارس اور مغرب سے روم جیسی دو عظیم طاقتوں کے مابین متنازع بن کر ظلم وجہل کے اندھیروں اور استبداد وطغیان کی تاریکی میں زندگی گزار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اس حقیقت میں مزید تاکید پیدا کر دیتا ہے:

ان اللہ نظر الی سکان العالم فمقتھم عربھم وعجمھم جمیعا الا بقایا من اھل الکتاب

''اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کو دیکھا اور اہلِ کتاب کے بقایا کے علاوہ ان کے عرب وعجم سب پر سخت ناراض ہوا۔'' (مسلم 7207)

گویا دنیائے انسانی خصوصاً عالمِ عرب کے اندرونی حالات انتہائی ناگفتہ بہ، دگرگوں اور روبہ زوال تھے۔

دیارِ عرب پر ہم نے طائرانہ نگاہ دوڑائی ہے اور اس کے تباہ کن حالات کا سرسری جائزہ پیش کیا ہے تاکہ نبوتِ محمدی ﷺ کے طلوع کی شدید ضرورت کا احساس دلائیں جس سے تہ بہ تہ ظلمتیں چھٹ جائیں گی اور وہ پے درپے مصیبتیں ہٹ جائیں گی جنہوں نے موسمِ بہاراں میں بھی کرۂ ارض کے دیارِ عرب کی حیاتِ عام وخاص کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا کہ یمن وشام میں اور نجد وحجاز میں کوئی فرق نہیں تھا اور تاکہ ایک صاحبِ عقل وخرد کے لیے حضورِ گرامی قدر ﷺ کے انوارِ نبوت کا احسانِ عظیم اجاگر کر سکیں جن کا نور وہدایت جلد ہی جزیرۂ عرب اور اس کے ماوراء تمام کائنات پر سایہ فگن ہو جائے گا۔

ہم بلادِ عرب کے سیاسی حالات سے آغاز کرتے ہیں۔

عرب کے سیاسی حالات

ملکِ عرب کے سیاسی حالات کے بارے میں مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ عرب ایک جزیرہ نما علاقہ ہے جو تین سمندروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان واقع ہے۔اس کے مغرب میں بحیرۂ احمر، جنوب میں بحیرۂ ہنداور مشرق میں خلیجِ عرب ہے جو حیاتِ اجتماعی میں سیاسی اثر ورسوخ کا علاقہ تھا کیونکہ یمن میں حمیر کے تبابعی بادشاہ، مشرق میں حیرہ سے عراق تک مناذرہ اور شمال میں غسانی تھے اوران کے درمیان میں نجد، حجاز اور تہامہ کا علاقہ تھا۔یہی علاقہ طلوعِ فجر کا مقام اور عزوشرف کا محل ہے۔اس سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے جابروں کی سطوت اور باج گزاروں کی سیاست سے بچائے رکھا ہے۔چنانچہ اوباش حبشیوں، ناپاک ایرانیوں اور بدقماش رومیوں میں سے کسی کا دستِ دراز بھی اس تک نہ پہنچ سکا کیونکہ وہ اَنوار کا مشرق اور اَسرار کا مطلع تھا۔مستقبل قریب ہی میں اس کا ستارہ طلوع اور اس کا کعبہ بلند ہوگا جو دنیا ومافیہا کے اندھیروں کو ختم کردے گا۔

یمن کے علاقوں پر حمیر کے تبابعی بادشاہوں کا تسلط تھا۔ایک عرصے تک اس پر بلاواسطہ یا بالواسطہ حبشی بادشاہوں کا اقتدار بھی قائم رہا ہے۔ایک زمانے میں یمن کی سلطنت بڑی وسیع تھی۔اہلِ یمن نے جب مشرقِ وسطیٰ پر حملہ کیا تو ان کی فوج کا اگلا دستہ عراق وایران کی سرزمین کو پار کر کے مشرقِ بعید تک پہنچ گیا تھا۔ان کے آخری بادشاہ کا نام ذونواس تھا جو ایک یہودی تھا۔اصحاب الاخدود کا واقعہ اسی کے متعلق ہے۔وہ ملکِ یمن میں حمیر کا آخری بادشاہ تھا اور یمن میں تبابعہ کا آخری بادشاہ ابوکرب تبان بن اسعد تھا۔اس نے مدینہ پر حملہ کیا، مکہ میں داخل ہوا اور کعبۃ اللہ پر چادر پوشی کر کے یمن لوٹ آیا اور اس کا یمن ہی میں انتقال ہوا۔

حیرہ کے مناذرہ کا آخری بادشاہ نعمان بن منذر تھا۔حیرہ کے اکثر وبیشتر حکام شاہانِ ایران کے تابع تھے۔ایسے ہی شام کے غسانی حکام بھی اکثر وبیشتر شاہانِ روم کے تابع تھے۔یاد رہنا چاہیے کہ حیرہ کے بادشاہ بھی شام کے بادشاہوں کی مانند اصلاً یمنی تھے۔سیلِ عرم کی وجہ سے مارب کا بند ٹوٹنے کے بعد انہوں نے یمن کو چھوڑ دیا تھا۔مدینہ کے اوس وخزرج اور اس کے شمال میں طے کا قبیلہ، یہ تمام لوگ یمن کے تارکینِ وطن ہیں جو مارب کا بند ٹوٹنے پر یہاں آگئے کیونکہ وہی ان کے اقتصاد ومعاش کا منبع تھا۔انہوں نے ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پاداش میں ان پر عرم کا سیلاب بھیج دیا۔چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ (سبا:15,16)

سُبا کے لیے اُن کے اپنے مسکن میں نشانی موجود تھی۔دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔اپنے رب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رزق میں سے کھاؤ اوراُس کا شکر ادا کرو۔ پاکیزہ شہر ہے اور ربّ ہے بخشنے والا۔(15) پھر بھی وہ منہ موڑ گئے (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے)۔ چنانچہ ہم نے اُن پر بند کا سیلاب بھیج دیا۔"

عدنانی مکہ اور اس کے اردگرد حجاز و تہامہ کے باسی تھے۔ ان کے سیاسی حالات کے بارے میں عرض یہ ہے کہ جرہم کا قبیلہ امِ اسماعیل سیدہ ہاجرہؑ کے ساتھ مکہ میں سکونت پذیر ہوا اور ایک عرصے تک سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کے زیرِ حکومت زندگی گزارتا رہا۔ بالآخر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں سے سلطنت چھین کر وہ خود مکہ میں برسرِ اقتدار آ گیا اور پھر کارِ حکومت جرہم ہی کے ہاتھ میں رہا تاوقتیکہ انہوں نے ظلم و جور کا رویہ اختیار کیا اور مکہ کی حرمت کو پامال کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اس ظالم نافرمان قوم پر کنانہ کے بنو بکر اور خزاعہ کے غبشان کو مسلط کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے جرہم کو مکہ سے جلاوطن کر دیا۔ اس وقت جرہم کا قبیلہ واویلا کر رہا تھا۔ وہ یمن میں اپنے قدیم گھروں کو چلا گیا۔

وقائلة والدمعُ سكبٌ مبادرٌ — وقد شَرِقتُ بالدمع منها المحاجرُ
كأنْ لم يكنْ بين الحَجُون الى الصفا — أنيسٌ ولم يَسْمُرْ بمكة سامرٌ
فقلتُ لها والقلب منّى كأنما — يُلجلجهُ بين الجناحَيْن طائرُ
بَلَى، نحن كُنَّا أهلها، فأزالنا — صروفُ الليالى والجدودُ العواثرُ
وكنا ولاة البيت من بعد نابت — نطوف بذاك البيت، والخيرُ ظاهرُ
ونحن وَلينا البيتَ من بعد نابت — بعزِّ فما يحظى لدينا المكاثرُ
ملكنا فعزّزنا فأعظم بملكنا — فليس لَحيّ غيرِنا ثَمّ فاخر

الى أن قال:

وصبرنا أحاديثًا، وكنا بغبطة — بذلك عفّتنا السنون الغوابرُ
فسحَت دموع العين تبكى لبَلْدَة — بها حَرَمٌ أمْنٌ وفيها المشاعرُ
وتبكى لبيت ليس يُؤذى حمامه — يظل به أمنًا وفيه العصافرُ
وفيه وحوشٌ لا تُرامُ أنسيةً — اذا خرجت منه فليست تُغادَرُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصی بن کلاب کی امارت:

جرہم کے ہاتھ سے زمامِ کار چھیننے کے بعد مکہ میں بنوخزاعہ اور بنوبکر کا اقتدار قائم ہوگیا لیکن عرصۂ دراز کے بعد بنوخزاعہ نے بنوبکر پر غلبہ پایا اور کارِحکومت مستقلاً ان کے ہاتھ آگیا جنہوں نے ایک زمانے تک اس کو سنبھالے رکھا۔ حُلیل بن حُبشیہ خزاعی اس قبیلے کا آخری گورنر تھا۔ قصی بن کلاب نے اس کی دخترِ حُبّٰی کے لیے پیغام بھیجا۔ چنانچہ اس نے قصی سے بیٹی کا نکاح کر دیا۔ حُبّٰی نے قصی سے عبدالدار، عبدمناف اور عبدالعزّٰی کو جنم دیا۔ ان سب نے بڑے ہوکر خوب نام اور بڑا مال کمایا۔ حُلیل کا انتقال ہوگیا تو قصی نے سوچا کہ وہ اور اس کے بیٹے کعبہ کی ولایت کے زیادہ حق دار ہیں۔ لہٰذا اس نے قریش اور بنوکنانہ سے مدد طلب کرنے کے لیے کلام کیا۔ انہوں نے بنوخزاعہ اور بنوبکر کے خلاف قصی سے تعاون کیا اور انہیں مکہ سے نکال باہر پھینکا۔ بنوخزاعہ، بنوبکر اور قصی اور اس کے بیٹوں کے درمیان ایک زبردست معرکہ شروع ہوگیا جو عمرو بن عوف کنانی کے فیصلۂ صلح پر اختتام پذیر ہوا۔ اس کے نتیجے میں مکہ اور کعبہ پر قصی بن کلاب کا اقتدار ہوگیا اور اس نے حجابہ، سقایہ، رفادہ، ندوہ اور لواء کے عہدوں کو اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور مکے کا سارا شرف پا گیا۔

قصی نے قریش کے تمام قبائل کو مکہ اور حرم میں جمع کر دیا تھا اسی وجہ سے اس کو مجمع کہا جاتا تھا۔ ایک شاعر نے اسی کے بارے میں کہا ہے:

> ”عمر کی قسم! قصی کو مجمع کے نام سے پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے فہر کے تمام قبائل کو جمع کر دیا ہے۔“

حقائق و عبرت:

بلادِ عرب کے سیاسی حالات پیش کرکے درج ذیل حقائق میں ہم ان کا خلاصہ بیان کر رہے ہیں:

1: یمن کے علاقوں پر جگہ جگہ کئی حکومتیں قائم تھیں۔ ان میں قبیلۂ حمیر کے تبابعہ کی حکومت سب سے بڑی تھی۔

2: حبشیوں اور فارسیوں میں سے ہر دو نے باشندگانِ یمن کی وساطت سے یمن میں اپنی آبادیاں بنا رکھی تھیں۔ یمنی وقتاً فوقتاً ان سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔

3: حیرہ سے عراق تک کا مشرقی جزیرہ کوئی خودمختار علاقہ نہیں تھا بلکہ اس کی ریاستیں اسلام آنے تک ایرانی سلطنت کے تابع تھیں۔ ایسے ہی مناذرہ کے بادشاہ بھی آزاد نہ تھے بلکہ وہ بھی ایران کی مجوسی سلطنت کے زیرنگیں تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4: شمالی جزیرہ کے اکثر علاقے پر بھی خالص عربی اقتدار نہ تھا بلکہ وہ بھی رومی اور غسانی حکومت کے ایسے ہی ماتحت تھے جیسے مشرق کے مناذرہ ماتحت تھے۔

5: جزیرۂ عرب کے درمیان میں حرم اور اس کے ارد گرد کا عدنانی علاقہ آزاد تھا اور اس پر کسی روم یا ایران یا حبشیوں کا دخل نہ تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ شرف ہے جو اس نے حرم اور اس کے باشندگان کو عطا فرمایا ہے۔ جو شخص عبرت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے اس میں عبرت کا بڑا سامان پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مغرب کا وہ نو آبادیاتی دور جب اس نے تمام دنیائے اسلامی پر قبضہ کیا مگر اس دیارِ مقدس پر وہ حکومت نہ کر سکا۔ حرمِ مکی، حرمِ مدنی اور ان کے ساکنان و باشندگان کو اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائیں۔ (آمین)

اسباق:

اس گوشۂ تاریخ میں درج ذیل اسباق ہیں:

1: ظلم کا زمانہ کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو وہ بہر حال برقرار نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے قانون میں تبدیلی نہ پائیں گے۔

2: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے شہر میں کسی ظلم کا ارتکاب کرتا ہے یا کسی حرام کو جائز سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر کے یا اس کو نکال کر ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

3: رِفادہ اور سقایہ میں قریش کی فضیلت کا بیان ہے۔ قریش قبائل کے تمام افراد سے مال جمع کر کے ہر سال حجاج کرام کے کھانے پر خرچ کرنا رِفادہ کہلاتا ہے اور حوض میں پانی ڈال کر اس میں کھجوریں ملا دینا سقایہ کہلاتا ہے۔ حجاج کرام ہر سال یہ پانی پیا کرتے تھے۔

ملکِ عرب کے اقتصادی حالات

بلادِ عرب میں کوئی قابلِ ذکر ذریعۂ معاش نہ تھا کیونکہ وہ ایک صحرائی علاقہ ہے۔ البتہ یمن کا علاقہ نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ خصوصاً سدِ مارب کے دنوں میں کھیتیاں اور فصلیں اس قدر ہری بھری تھیں کہ انہیں دیکھ کر دل خوش ہو جاتا تھا۔ قرآنِ پاک میں اس کا تذکرہ آیا ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ (سبا:15)

''سبا کے لیے اُن کے اپنے مسکن میں نشانی موجود تھی۔دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔اپنے ربّ کے رزق میں سے کھاؤ اور اُس کا شکر ادا کرو۔پاکیزہ شہر ہے اور ربّ ہے بخشنے والا۔''

لیکن انہوں نے شکر ادا نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ عطا فرمایا تھا، وہ سب ان سے چھن گیا۔ان کا بند ٹوٹ گیا اور زمین ویران ہوگئی اور ان کی اکثریت نے وہ علاقہ چھوڑ دیا۔ان میں سے بعض نے عراق میں اور بعض نے یثرب میں جا پڑاؤ کیا۔اوس اور خزرج کا تعلق انہی سے تھا اور کوئی قبیلہ شمال اور شام میں جا خیمہ زن ہوا۔اس کے باوجود یمن میں اس وقت بھی چند قابلِ فخر صنعتیں پائی جاتی تھیں مثلاً کپڑا بنتا اور تلواروں، زرعوں، نیزوں اور برچھیوں کا اسلحہ بنانا وغیرہ۔

یہ تو یمن کی اقتصادی حالت تھی۔عدنانی قبائل صحرا میں رہتے تھے اور گلہ بانی اور کھیتی باڑی کا کام کیا کرتے تھے۔جانوروں کا دودھ اور ان کا گوشت ہی ان کی گزر اوقات کا ذریعہ تھا۔البتہ قحطان کے جو قریشی قبائل حرم میں رہتے تھے ان کا ذریعہ آمدن تجارت تھا۔چنانچہ وہ سردیوں میں یمن کا اور گرمیوں میں شام کا تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا ان پر احسان جتلایا ہے:

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاۗءِ وَالصَّيْفِ ۝ (قریش:1،2)

''قریش کے مانوس ہونے کے لیے۔اُن کے سردی اور گرمی کے سفر سے مانوس ہونے کے لیے۔''

قریش کے پاس فراخ رزق تھا اور ان کے علاوہ دیگر قبائل رزق کی قلت اور تنگی کا شکار تھے۔قریش کے پاس وافر رزق کا سبب یہ تھا کہ وہ حرمِ مکی کا احترام اور اس کی حفاظت کیا کرتے تھے۔علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ان پشتوں اور نسلوں کو بھی عزت سے نواز دیا جن میں رسول اللہ ﷺ کی آمد ہونا تھی۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: دیگر علاقوں کے برخلاف عرب کی اقتصادی صورت حال عام تھی اور وہاں کوئی قابلِ ذکر شے موجود نہ تھی۔

2: یمن کا شمالی علاقہ بڑا خوشحال تھا۔صنعت اور زراعت کی وجہ سے انہیں کوئی مسئلہ نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: بند کا ٹوٹ جانا اور عوام کا نقل مکانی کرنا اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا اور اللہ اور رسول کی اطاعت سے انکار و اعراض اس کا سبب تھا۔

4: قریش پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام، خوف سے امن اور بھوک میں کھانے کا بیان ہے۔ اس زندگی میں ان دو چیزوں کو حاصل کرنا ہر آدمی کا ہدف ہے۔

5: اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قریش سے اسی کا مطالبہ کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ۝٤ (قریش:3,4)

لہٰذا اُن کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے اُنہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور اُن کو خوف سے امن دیا۔''

شکر کا دوسرا نام عبادت ہے اور نماز ایک عظیم ترین عبادت ہے اور جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا۔

بلادِ عرب کے اجتماعی حالات

عرب قوم نے وحی اور ہدایتِ الٰہی کے بغیر ایک طویل عرصہ گزارا اور یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی معاشرے میں انتہائی غلط قسم کی عادتیں پیدا ہوگئیں۔ اگرچہ ان میں بعض عادتیں بہت اچھی تھیں تاہم انہیں بری عادتوں نے چھپا رکھا تھا۔ میں ان میں سے ہر ایک کا ذکر کرنے جا رہا ہوں۔ اس سے آپ اسلام سے قبل کے زمانۂ جاہلیت میں عرب قوم کے اجتماعی حالات سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تعارف کے بعد نیکی کو اختیار کریں اور برائی سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں کہ اس نے اسلام کی نعمت دے کر عرب قوم پر احسان فرمایا ہے۔ تاریخ نویسی اور تاریخ خوانی سے دیگر علمائے کرام کی مانند ہمارا مقصود یہی ہے۔

بُری عادتیں:

اسلام سے قبل کے عرب معاشرے میں درج ذیل بُری عادتیں پائی جاتی تھیں:

1: قمار بازی جس کو جوا کہتے ہیں۔ جزیرۂ عرب میں مکہ، طائف، صنعاء، ہجر، یثرب، دومۃ الجندل جیسے شہروں کے لوگ اس میں مبتلا تھے۔ اسلام نے جوئے کو حرام قرار دیا ہے۔ فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ (المائدۃ:5:90)

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، اور جوا، اور آستانے اور قسمت آزما تیر سب گندے شیطانی کام ہیں۔ چنانچہ تم ان سے اجتناب کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

2: **نفیس اور قیمتی قسم کی شراب پینا، اس کی مجلسیں سجانا اور اس پر فخر کرنا:** یہ بھی شہروں کے امیروں، وڈیروں، ادیبوں اور شاعروں کی عادت تھی۔ یہ عادت پختہ ہو کر ان کے نفوس میں قرار پا چکی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تدریج کے ساتھ وقفے وقفے سے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کے رحم کا یہ ایک مظہر ہے۔

3: **استبضاع کا نکاح کرنا:** اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہوتی تو حسب ونسب کا بہترین آدمی بلایا جاتا اور وہ اس کے ساتھ جماع کرتا۔ اس سے مقصد یہ ہوتا کہ عورت ایسا بچہ جنم دے گی جو صفاتِ کمال میں اس کی مانند ہو گا۔

4: **بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا:** اس کی صورت یہ تھی کہ بیٹی کے پیدا ہونے کے بعد عار کے خوف سے زمین میں گڑھا کھود کر باپ بیٹی کو اس میں دفن کر دیتا تھا۔ قرآنِ پاک نے اس فعل کی قباحت کو بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایسے شخص کو ڈانٹا جائے گا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۝ (التکویر:8,9)

''اور جب زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس قصور میں قتل کی گئی؟''

5: **مذکر یا مؤنث اولاد کو مطلقاً قتل کرنا:** تنگ دستی کے وقت ایسا کرتے تھے یا جب بارش نہ برسنے کی وجہ سے اُفق پر قحط کے آثار نمودار ہوتے تو فقر و فاقہ کے خوف کی بنا پر ہی وہ اولاد کو قتل کر دیتے۔ اسلام نے اس قبیح اور خبیث عادت کو حرام قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ۔ (الانعام:151)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔''

فرمانِ الٰہی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ (الاسراء:31)

''اور اپنی اولاد کو مُفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔''

فقر کی شدت اور زیادتی کو اِملاق کہتے ہیں۔

6: **عورتوں کا آراستہ ہونا**، اپنے محاسن کو بے پردہ کر کے نکلنا، اجنبی مردوں کو مائل کرنا، ناز و ادا سے چلنا گویا وہ خود کو پیش کر رہی ہیں اور دوسروں کو فریفتہ کر رہی ہیں۔

7: **آزاد عورتوں کا مَردوں سے خلوت اختیار کرنا**، ان کے ساتھ ملاقات کرنا اور تنہائی میں ان سے محبت کا تبادلہ کرنا حالانکہ وہ اجنبی ہوتے۔ اسلام نے اس عادت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ فرمایا:

وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ (النساء:25)

''اور وہ چھپے دوست رکھنے والی نہ ہوں۔''

اسلام نے مَردوں پر بھی اس کو حرام قرار دیا ہے۔ فرمایا:

وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (المائدۃ:5)

''اور چھپے دوست بنانے والے نہ ہو۔''

8: **طوائف کا اعلانِ زنا کرنا**: اس کا طریقۂ کار یہ تھا کہ وہ سرخ رنگ کا جھنڈا اپنے گھر کے دروازے پر لگا دیتی تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ طوائف کا گھر ہے۔ اس کے پاس مرد آتے اور وہ ان سے اپنی شرم گاہ کے عوض میں پیسہ وصول کرتی۔

9: **قبائلی عصبیت**: جس کا اصول یہ تھا کہ بھائی ظالم ہو یا مظلوم اس کا خیال کرو۔ جب اسلام آ گیا تو اس نے قریب یا دور کے مسلمان بھائی کی مدد کا حکم دیا کیونکہ یہاں جو بھائی چارہ معتبر تھا وہ اسلام کا بھائی چارہ تھا۔ مظلوم بھائی سے ظلم کو دور کرنا اور ظالم بھائی کو ظلم سے روک دینا ہی اس کی مدد کرنا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

''تمہارا بھائی ظالم ہو یا مظلوم اس کی مدد کرو۔''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب وہ مظلوم ہوگا تو میں اس کی مدد کروں گا مگر جب وہ ظالم ہوگا اس وقت میں کیسے اس کی مدد کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَحْجُزُهُ اَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ ، فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُهُ (بخاری:6952)

''اسے ظلم سے روک دو۔یہی اس کی مدد ہے۔''

10: **چھینا جھپٹی کے لیے ایک دوسرے کے خلاف جنگ اور غارت گری کرنا:** طاقت ور قبیلہ کسی کمزور قبیلے پر حملہ کر کے اس کا مال چھین لے جاتا کیونکہ کوئی قانون اور نظام موجود نہیں تھا جس جانب وہ رجوع کر سکیں۔

ان جنگوں میں داحس اور غبراء کی جنگ بڑی مشہور ہے جو عبس کے اور ذبیان وفزارہ کے درمیان واقع ہوئی۔

ایسے ہی حربِ بسوس بھی مشہور جنگ تھی جو بکر اور تغلب کے درمیان ہوئی۔

جنگِ بعاث اسلام سے قبل مدینہ میں اوس وخزرج کے درمیان ہوئی۔

جنگِ فجار جو قیس عیلان کے اور کنانہ وقریش کے درمیان ہوئی۔اس کو حربِ فجار کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حرام مہینے میں ہوئی۔

11: **نخوت وتکبر کرنا:** عرب لوہے کا، کپڑے کا، حجامت کا، زراعت کا کوئی کام خود نہ کرتے تھے بلکہ اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے کروایا کرتے اور آقاؤں کا کام تھا تجارت کرنا، سواری کرنا، جنگ کرنا، شاعری کرنا اور حسب نسب پر فخر کرنا۔

یہ اسلام سے قبل کے عربی معاشرے میں بڑی بڑی غلط عادتیں تھیں۔ایسی عادتیں کسی بھی معاشرے کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتی ہیں اور اس میں کوئی خیر وسعادت باقی نہیں رہتی۔اس کے باوجود عربی معاشرے میں چند کمالات ابھی تک موجود تھے جو ہم ذکر کر رہے ہیں۔

اچھی عادتیں:

1: **سچائی:** اس سے مراد ہے سچ بات کہنا۔یہ بڑا عظیم خُلق ہے۔اسلام سے قبل ہی عرب اس میں معروف تھے مگر اسلام نے اس کی تاکید کو مزید بڑھا دیا۔

2: **مہمان نوازی:** اس سے مراد ہے مہمان کو کھانا کھلانا۔یہ ایک ایسی سخاوت ہے جس پر میزبان کی تعریف ہوتی ہے۔اسلام نے آکر اس کی مزید تاکید کر دی۔سیدنا ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهُ (بخاری:6019)

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔''

3: **ایفائے عہد:** اس سے مراد ہے وعدہ پورا کرنا اور کسی قیمت پر بھی اسے نہ توڑنا۔یہ ایک نہایت شریف خُلق ہے۔اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایفائے عہد کی اہمیت کو مزید بڑھا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوْا (البقرۃ:177)

''اور جب وعدہ کریں تو اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔''

4: پناہ کا احترام کرنا: اس سے مراد ہے پناہ طلب کرنے پر مدد کرنا اور کسی صورت بھی اس کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ حدیث میں آتا ہے:

اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِي (مسند احمد: 6/342 حدیث: 27435)

''ام ہانی! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔''

ابو العاص بن ربیع ایک مشرک تھا۔ وہ مسلمانوں کی پناہ لے کر مدینہ میں داخل ہوا اور اپنے سامان اور مال کے ساتھ مکہ واپس پلٹ گیا۔ بعد میں وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔

5: صبر و تحمل کرنا: عرب کہا کرتے تھے کہ بھوکی بلی اپنے پستان نہیں کھاتی ہے۔ اسلام نے آ کر صبر کے اس خُلق کو قوت و متانت میں بڑھا دیا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا (آل عمران:200)

''صبر کرو اور ڈٹے رہو۔''

حدیث مبارکہ میں ہے:

مَنْ صَبَرَ ظَفِرَ

''جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہو گیا۔''

6: شجاعت، غیرت، خودداری اور توہین کو قبول نہ کرنا: یہ ایک ایسا وصف ہے جو عرب کے مردوں اور عورتوں میں ممتاز ہے۔ ان کے اشعار و قصص میں اس کے شواہد پائے جاتے ہیں۔

7: حرم اور حرام مہینوں کا احترام کرنا، ان میں بلا ضرورت قتال نہ کرنا اور زائرینِ حرم کو امن دینا خواہ وہ کتنے ہی شریر کیوں نہ ہوں۔

8: ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کو حرام جاننا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9: جنابت سے غسل کرنا۔

10: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔

11: مسواک اور استنجاء کرنا، ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال اُکھیڑنا۔

12: بیٹوں کا ختنہ اور بیٹیوں کا خفاض کرنا۔

13: چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دینا۔

14: حج وعمرہ کرنا۔

یہ وہ عاداتِ حمیدہ ہیں جو اسلام سے قبل عرب معاشرے میں پائی جاتی تھیں۔ اگرچہ ہر شخص میں یہ عام نہ تھیں تاہم اکثریت میں یہ پائی جاتی تھیں۔ اختصار کا ارادہ اور قاری کی تھکن کا خیال نہ ہوتا تو میں ان عادات پر عرب کی نظم ونثر سے شواہد پیش کرتا۔ بہرحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب شام میں رُومی بادشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہرقل نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو ابوسفیان نے کچھ بھی نہ چھپایا اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ابھی تک وہ مشرک ہی تھا اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار بھی تھا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر کو ہم درج ذیل نکات میں بیان کرتے ہیں:

1: کسی قوم میں بھی عروج یا زوال کے دور میں عاداتِ حسنہ یا صفاتِ ذمیمہ اپنی مکمل صورت میں نہیں پائی جاتیں بلکہ اس میں صرف غالب احوال ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کسی معاشرے میں صفاتِ حمیدہ غالب ہوں گی، اس کو صالح اور کامیاب معاشرہ کہا جائے گا اور جب کسی معاشرے میں عاداتِ بد کا غلبہ ہوگا، اس کو خراب اور ناکام معاشرہ کہا جائے گا۔

2: اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اور کوئی سا دین بھی قبول نہیں کریں گے۔ اسلام نے آکر عاداتِ حسنہ کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ان کی ترغیب دے کر اس پر حسنِ ثواب کا وعدہ بھی کیا۔ چنانچہ عاداتِ حسنہ اب دین کا حصہ بن گئیں جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کیا جاسکتا ہے۔

صفاتِ رذیلہ کا اسلام نے اِبطال کیا ہے۔ ان سے نفرت دلا کر اس پر عذاب کی وعید سنائی ہے اور ان میں سے بعض کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے اتنی سخت حدود مقرر فرمائیں کہ انہوں نے ان عادات کو جڑوں سے کاٹ کر رکھ دیا اور عربی معاشرے کو ان سے پاک کر دیا۔ چنانچہ امتِ اسلامیہ میں اب عرب معاشرے کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

3: ایمان و علم، مجاہدۂ نفس اور شیطانی خواہشات کا مقابلہ کرنے سے ہی انسان میں صفاتِ حمیدہ پیدا ہوتی ہیں، پروان چڑھتی ہیں اور قائم رہتی ہیں جبکہ کفر، جہل، اتباعِ شیطان اور ہوائے نفس سے بُری عادتیں پیدا ہوتی ہیں، پرورش پاتی ہیں اور باقی رہتی ہیں۔

4: ضعفِ ایمان اور قلتِ علم کی وجہ سے امتِ اسلامیہ میں آج پہلے زمانۂ جاہلیت کی بے شمار عادات پیدا ہو چکی ہیں مثلاً بناؤ سنگھار کرنا، فواحش کا اِرتکاب کرنا، حرام کا خیال نہ کرنا، شراب پینا، جوا کھیلنا، اسقاطِ حمل کرانا، مانع حمل دوا استعمال کرنا۔ ان کے علاوہ کئی ایسے افعالِ قبیحہ ہیں جن کا جاہلیت میں ارتکاب کیا جاتا تھا اور اسلام نے انہیں حرام قرار دے دیا۔ ایمان کی کمزوری، علم کی کمی، خواہشات کی پیروی اور شہوات کی غلامی ان عادات کے دوبارہ پیدا ہونے کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے رکھیں (آمین)۔

بلادِ عرب کے دینی حالات

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت ہاجرہؓ ایک مسلمان عورت تھیں اور ان کا بیٹا اسماعیل علیہ السلام بھی اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام اور ماں ہاجرہؓ کی مانند مسلمان تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اہلِ خانہ، اپنے ننھیال اور یمنی قبیلہ جرہم کے دیگر افراد کی جانب رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے دینِ اسلام نے عرصۂ دراز تک ان کی زندگی کو منظم بنائے رکھا جس کی انتہا کا کوئی علم نہیں۔

انسانوں کے بارے میں اللہ کے قانون کے مطابق وحی کا سلسلہ جب رک گیا تو وہ جاہل بن کر اس زمین کی مانند ہو گئے جس پر بارش رک جاتی ہے تو وہ قحط زدگی اور خشک سالی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کی شادابی اور تروتازگی، زردی اور سیاہی میں بدل جاتی ہے۔ اس مقام تک پہنچ کر انسان اپنی ذات کو گنوا دیتا اور اپنی عقل کو کھو بیٹھتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد، عرب مستعربہ میں پہلے پہل شرک کا آغاز ہوا۔ رزق کی تلاش میں حرم سے نکلتے وقت وہاں کے پتھر وہ اپنے ساتھ اٹھا رکھتے تھے اور جب پڑاؤ کرتے اس پتھر کو اپنے پاس رکھ دیتے، بیت اللہ کی مانند اس کا طواف کرتے، اس کے قریب اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے اور روانہ ہوتے وقت بھی اسے اپنے ساتھ اٹھاتے جاتے۔ جس شخص نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت کا آغاز کیا تھا اس کی موت کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ اگلی نسل کے جاہلوں نے پتھر کے ان بتوں کو ایسا معبود خیال کیا جن کے وسیلہ سے بیت وحرم کے رب، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عدنانی اولاد میں بت پرستی کا یہ آغاز تھا۔

جہاں تک بتوں اور مورتیوں کا تعلق ہے:

انہیں دیارِ حجاز میں شام سے عمرو بن لُحَیّ لے کر آیا تھا۔ ایک دفعہ وہ مکہ سے شام گیا اور اہلِ شام کو بتوں کی عبادت کرتے دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا: یہ بت کیا ہیں جن کی عبادت کرتے تمہیں میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم ان سے بارش مانگتے ہیں تو یہ ہم پر بارش برساتے ہیں۔ ہم ان سے مدد طلب کرتے ہیں تو یہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ اس نے کہا: تم مجھے ایک بت نہیں دو گے کہ میں اسے بلادِ عرب میں لے جاؤں تا کہ وہ بھی اس کی عبادت کریں؟ چنانچہ انہوں نے عمرو کو ایک بت دے دیا جس کا نام "ہُبل" تھا۔ یہی وہ بت ہے جس کو مشرکین نے کعبہ میں نصب کر رکھا تھا۔ فتح مکہ کے دن تک یہ وہیں نصب رہا۔ چنانچہ باقی تین سو ساٹھ بتوں کے ساتھ اس کو بھی گرا کر پھینک دیا گیا اور بیت اللہ کو پاک کر دیا گیا الحمد للہ رب العالمین۔

اہلِ مکہ کے نزدیک عمرو بن لُحَیّ بڑا محترم شخص تھا۔ چنانچہ وہ ان کے لیے کوئی قانون بناتا تو وہ اس کو تسلیم کرتے اور وہ ان کے لیے کوئی بدعت ایجاد کرتا تو وہ اس کی تحسین کرتے۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے حجازِ مقدس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحیح فرمان میں اس کی دلیل موجود ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عامِرِ بنِ لُحَيّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ (بخاری:3521)

"میں نے عمرو بن عامر بن لحی کو آگ میں دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں کھینچ رہا تھا۔"

اسی طرح فرمایا:

انه اول من غير دين اسماعيل فنصب الاوثان وبحّر البحيرة وسيّب السائبة ووصل الوصيلة وحَمَى الحامی (البداية والنهاية:2/586)

"یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے دینِ اسماعیل علیہ السلام کو تبدیل کر دیا، بتوں کو نصب کیا اور بحیرہ، سائبہ، وصیلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حام کی بدعت کا آغاز کیا۔"

شام سے حجاز میں بت لانے کی بدعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام بلادِ عرب میں بت پھیل گئے۔ ان بتوں کے ناموں، جگہوں اور قبیلوں کا بیان درج ذیل ہے۔ ابنِ اسحٰق کے علاوہ دیگر مورخین نے بھی انہیں ذکر کیا ہے۔

1: **سُواع:** اس کو بُرہاط کے ساحل پر نصب کیا گیا تھا اور ہذیل کا مضری قبیلہ اس کی پوجا کرتا تھا۔

2: **وَدّ:** اس کو مدینہ کے شمال میں شام کے قریب دومتہ الجندل پر نصب کیا گیا تھا اور قضائی قبیلہ کلب اس کی پوجا کرتا تھا۔

3: **یغُوث:** جرش کے مقام پر نصب تھا اور اہلِ جرش اس کی پوجا کرتے تھے جو مکہ کے جنوب میں یمن کے مقابل واقع ہے۔

4: **یعُوق:** یمن کے علاقے ہمدان میں نصب تھا اور ہمدان کی شاخ خَیْوان کا قبیلہ اس کی پوجا کرتا تھا۔ اس بت کے بارے میں ان کے ایک شاعر نے کہا تھا:

یریش الله فی الدنیا ویَبری ولا یبری یعوقُ ولا یَریشُ

ترجمہ: "دنیا میں اللہ تعالیٰ ہی نفع اور نقصان دیتا ہے۔ یعوق نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

5: **نَسر:** یمن کے علاقے حمیر میں نصب تھا اور حمیر کا ایک قبیلہ ذوالکلاع اس کی پوجا کرتا تھا۔

6: **عمیانس:** خولان کے علاقے میں نصب تھا اور یمن کا خولانی قبیلہ اس کی پوجا کرتا تھا۔ انہوں نے اپنے کھیتوں اور جانوروں کو اس کے لیے تقسیم کر رکھا تھا۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ (الانعام:136)

"اور انہوں نے اُن کھیتوں اور مویشیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے حصہ مقرر کیا ہے جنہیں اس نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے خیال میں کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔"

7: **سَعد:** مِلکان بن کنانہ کی زمین پر نصب تھا اور ملکان کا قبیلہ ہی اس کی پوجا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں ان کے شاعر نے کہا ہے:

اتینا الی سعد لیجمع شمْلنا فشتتنا سعدٌ فلا نحن من سعد

وهل سعد الا صخرة بتنوفة من الارض لا تدعو لِغَيٍّ ولا رُشدِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعر اپنا بیمار اونٹ حصولِ برکت کے لیے سعد نامی بت کے پاس لایا۔ اونٹ نے سعد کو قربانی کے خون سے آلودہ دیکھا تو سرپٹ دوڑ پڑا اور سب کچھ الٹا دیا۔ اونٹ کے مالک نے ایک پتھر پکڑا اور غصے میں سعد کو دے مارا اور کہا: ''اللہ تجھے برکت نہ دے! تو نے میرا اونٹ بھگا دیا ہے۔'' بعد میں اس نے اپنا اونٹ تلاش کیا اور اپنا سامان جمع کر کے یہ شعر کہا تھا۔

8: ذوالخلصہ: مکہ کے جنوب میں یمنی علاقے تبالہ پر نصب تھا اور دَوس، خثعم اور بجیلہ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اس بت کی جانب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اس بت کو گرا دیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین، اپنے رسول ﷺ اور مومنین کو غلبہ عطا کیا۔

9: اِساف ونائلہ: یہ دونوں بت کعبۃ اللہ میں نصب تھے بعد میں انہیں صفا و مروہ پر رکھ دیا گیا۔ دیگر بتوں کے ساتھ ساتھ قریش ان کی پوجا بھی کیا کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اصلاً یہ مرد اور عورت تھے جنہوں نے کعبۃ اللہ کے اندر بدکاری کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکل کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ مرد کا نام اِساف تھا اور عورت کا نام نائلہ تھا۔ جب اسلام آ گیا تو اِساف و نائلہ کی وجہ سے صفا و مروہ کے درمیان سعی میں لوگوں نے حرج محسوس کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ذریعے سے اس حرج کو ختم کر دیا چنانچہ ارشاد ہوا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا (البقرۃ:158)

''یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا تو ان دونوں کا طواف کرنے میں اس پر کوئی حرج نہیں۔''

اس کا مطلب ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

10: عزیٰ: مکہ سے عراق کی راہ میں دائیں جانب نصب تھا اور بنوشیبان اس کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا جو بنوہاشم کا حلیف قبیلہ تھا۔ اس بت کو پوجا جاتا تھا اور بیتِ حرام جتنا تقدس دیا جاتا تھا۔

11: لات: یہ طائف میں تھا اور ثقیف کا قبیلہ اس کی پوجا کرتا تھا۔ اس کا خادم اور دربان ثقیف ہی سے تھا۔

12: منات: قدید کے قریب سمندر کنارے مشلّل کے ایک کونے میں نصب تھا۔ اوس، خزرج اور اہلِ یثرب میں سے دیگر ان کے ہم مذہب منات کے پجاری تھے۔ جب اسلام آ گیا اور توحید نے شرک پر غلبہ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا چنانچہ انہوں نے جا کر اس کو گرا دیا۔

13: **فِلْس**: طَی کے دو پہاڑوں سلمی اور اَجا پر نصب تھا۔ طے کا علاقہ حجاز کے شمال میں معروف شہر حائل کے پاس ہی ہے۔ طی کا قبیلہ اس کے حضور کئی قسم کی عبادتیں کرتا تھا مثلاً اس کے نام پر ذبح کرنا، اس سے بارش طلب کرنا، اس کی جاہ سے امن حاصل کرنا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہوں نے جا کر فلس کو گرا دیا۔ یہ بت انسانی شکل کا تھا جس کو اجا نامی پہاڑ کے ساتھ نصب کیا گیا تھا۔

14: **رئام**: یمن کے شہر صنعاء میں یہ حمیر کا گھر تھا۔ وہ اس کی تعظیم کیا کرتے اور اس کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ اس میں شیاطین ان سے باتیں کیا کرتے تھے تاکہ انہیں فتنے میں ڈال دیں۔

15: **رُضاء**: یہ بھی بنو ربیعہ بن کعب بن زید کا ایک گھر تھا۔ جب اسلام آ گیا تو اس کو مُستوغر بن ربیعہ نے گرا دیا اور اس نے یہ شعر کہا تھا:

ولقد شدَدْت علی رُضاء شَدَّةً — فتر کتُها قفرًا بقاعٍ اسْحَما

16: **ذوالکَعَبات**: یہ بھی سنداد کے مقام پر وائل اور ایاد کے بیٹوں بکر اور تغلب کا گھر تھا۔ کوفہ کی فصیل کے نچلی جانب ایاد کے ایک محلے کا نام سنداد تھا۔ اس کے بارے میں اَعشی بن قیس بن ثعلبہ نے کہا تھا:

بین الخَوَرْنق والسَّدیر وبارق — والبیت ذی الکعبات من سنداد

عرب کا بتوں کے ساتھ رویہ:

عربوں کا بتوں کے ساتھ کام یہ تھا کہ جب کوئی شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرتا، بت کی جانب متوجہ ہو کر اس کو چھوتا اور اس کے بعد سفر پر روانہ ہوتا اور سفر سے واپسی پر بھی سب سے قبل وہ بت کو چھوتا اور بعد میں اپنے اہلِ خانہ کے پاس گھر میں داخل ہوتا تھا۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: عرب مستعربہ میں شرک کے ابتدائی سبب کا بیان ہے اور وہ تھا تبرک وطواف کے لیے پتھروں کو اٹھا لانا۔ یہی وجہ ہے کہ اس ذریعے کو بند کرنا بڑا ضروری ہے۔ لہٰذا تبرک کے لیے کسی چیز کو نہیں اٹھانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعتِ رضوان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا درخت کاٹ دیا تھا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ اسے پوجنا شروع کر دیا جائے گا۔ اللہ اکبر! رسول اللہ ﷺ کے آثارِ مبارکہ مثلاً آپ ﷺ کا بال، آپ ﷺ کی چادر یا آپ ﷺ کی تلوار وغیرہ میں سے مرورِ ایام کی بنا پر کچھ باقی نہیں بچا ہے۔

2: عمرو بن لحی کے لیے تعظیم واطاعت کے غلو کا بیان ہے۔ اسی بنا پر اس نے بتوں کو منتقل کیا اور ان کی عبادت کا حکم دیا۔ لہٰذا علماء ومشائخ کے بارے میں غلو سے بچنا چاہیے۔ نہ ہی ان کی بات ماننا چاہیے اور نہ ہی ان کی اطاعت کرنا چاہیے۔ البتہ جس پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل موجود ہو اس پر عمل کیا جائے گا۔

3: عرصۂ دراز کے بعد قومِ نوح کے بتوں کے لیے عربوں کا عبادت کرنا اگرچہ بڑا عجیب مسئلہ ہے تاہم شیاطین کا مکر وفریب ہے۔ لہٰذا یہ تعجب کوئی تعجب نہیں رہتا کیونکہ انہوں نے قومِ نوح کے لیے بتوں کی عبادت کو جیسے مزین بنا دیا تھا اور انہوں نے ان کی عبادت کرنا شروع کر دیا، بالکل ایسے ہی شیاطین نے عرب کے لیے بھی بتوں کی عبادت کو مزین بنا دیا اور انہوں نے بھی ان کی عبادت کرنا شروع کر دیا، اور اس میں کیا تعجب ہے کہ ہم قرآن واسلام کی سرزمین میں رہتے ہیں اور شیطان نے ہمارے بھائیوں کے لیے یعوق اور نسر کی عبادت کو مزین بنا دیا۔ اس بستی میں دو ٹیلے تھے: ایک کا نام یعوق اور دوسرے کا نام نسر تھا۔ جب بارش نہ ہوتی اور قحط پڑ جاتا تو لوگ ان پر چلے جاتے، کوئی چیز قربانی میں پیش کرتے اور ان سے بارش طلب کرتے۔ جب اللہ کی قدرت سے بارش ہو جاتی تو وہ کہتے کہ یعوق اور نسر سے بارش طلب کرنے سے ہم پر بارش ہوئی ہے۔

4: اولیاء وصالحین کی قبروں پر مزاروں کا بنانا بھی اسلام سے قبل کی جاہلیت کا چھوڑا ہوا ترکہ ہے۔ شیاطین نے یہ کام مزین کر دیا، جاہلوں کو ان کی تعمیر کے لیے آمادہ کیا اور مختلف قسم کی عبادات پر ابھارا مثلاً اس کے لیے نذر ماننا، اس سے مدد مانگنا، اس کو بکری یا گائے پیش کرنا، اس پر شمعیں جلانا، اس کے نام کی قسم کھانا، اس کی تعظیم کرنا، اسی کے لیے رختِ سفر باندھنا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ عزی، رئام، رضاء اور ذالکعبات گھر تھے جن کو پوجا جاتا تھا اور ان کے لیے خادم اور دربان بھی مقرر تھا۔ آج اسلامی دنیا کے اکثر شہروں میں درباروں پر یہی عالم ہے۔

دورِ جاہلیت میں دینی بدعات

زمانۂ جاہلیت میں عرب جس مذہب پر تھے وہ سارے کا سارا ہی اگرچہ خود ساختہ دین تھا جس کو انہوں نے علم وعلماء کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر موجودگی میں ایجاد کر رکھا تھا تاہم بدعت کے چند ظاہری امور ایسے بھی تھے جو ان کے بت پرستی کے اصل دین پر اضافہ تھا مگر وہ اس پر عمل پیرا تھے۔ وہ امور درج ذیل ہیں:

1: ان کی ایک بدعت بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کے متعلق تھی۔ بحیرہ اس اونٹنی کا نام تھا جس کے کان کاٹ کر اسے کھلا چھوڑ دیا جاتا اور اس پر سواری نہ کی جاتی اور نہ ہی اس کا دودھ پیا جاتا البتہ کسی مہمان کو پلایا جا سکتا تھا۔ بلا شبہ اس بدعت کا کوئی نہ کوئی سبب ہوگا اور بعید نہیں کہ اپنے معبودوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے وہ ایسا کرتے ہوں۔ جیسے سائبہ اونٹنی کو نذر وغیرہ میں معبودوں کے تقرب کے لیے چھوڑ دیا جاتا اور نہ اس کی پیٹھ پر سوار ہوا جاتا، نہ اس کا دودھ پیا جاتا اور نہ ہی اس کا گوشت کھایا جاتا۔ وصیلہ کی بدعت بھی ظاہر ہے۔ یہ اس بکری کو کہا جاتا ہے جو پانچ دفعہ پے در پے دس مادہ بچے جنم دیتی اور ان کے درمیان کوئی نر پیدا نہ ہوتا۔ چنانچہ وہ اس کو وصیلہ کے نام پر چھوڑ دیتے۔ وصیلہ کا لفظ واصلہ کے معنی میں ہے کیونکہ وہ دس مادہ بچوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیتی تھی۔ ان کے اگر کوئی بچہ اس سے پیدا ہوتا تو وہ ان کے مردوں کے لیے خاص ہوتا، عورتوں کا اس پر کوئی حق نہ ہوتا۔ البتہ کوئی بچہ اگر اس سے مردہ پیدا ہوتا تو وہ عورتوں کو بھی اس میں شریک کرتے اور پھر سب مل کر کھایا کرتے تھے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ (الانعام:139)

”اور وہ کہتے ہیں: جو بھی ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لیے مخصوص اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہو تو اس میں سب (مرد و عورت) شریک ہیں۔“

حامی اس نر اونٹ کو کہا جاتا تھا جس سے متعین تعداد میں دس مادہ بچے پیدا ہوں اس کی پیٹھ کو محفوظ کر دیا جاتا۔ نہ ہی اس پر سوار ہوا جاتا اور نہ ہی اس پر سامان لادا جاتا بلکہ اسے اونٹنی کے لیے بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپنے معبودوں کے تقرب و تعبد کے لیے وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

2: ان کی ایک بدعت یہ تھی کہ حج میں وہ عرفہ کی بجائے مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے۔ سردارانِ مکہ نے اس بدعت کا آغاز کیا تھا۔ انہیں 'حمس' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ دیگر تمام عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ ان کے لیے جائز نہیں تھا کہ وہ مزدلفہ میں وقوف کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: ان کی ایک بدعت یہ تھی کہ وہ ان کپڑوں میں طواف نہیں کرتے تھے جن میں اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب ہوجاتا۔ حمس کے علاوہ پرانے کپڑوں میں طواف کرنا کسی کے لیے جائز نہ تھا۔ اگر حُمس کے پاس کوئی کپڑا دستیاب نہ ہوتا تو وہ ننگے ہی طواف کیا کرتے حتیٰ کہ عورت بھی ننگے ہی طواف کرتی اور اپنی شرم گاہ کو چھپانے کے لیے کوئی چیز رکھ دیتی۔ ایک عورت نے اسی کے متعلق کہا ہے:

اليوم يبدو بعضه او كله   وما بدا منه فلا احله

ترجمہ: ''آج کچھ یا کل شرم گاہ کھل جائے گی لیکن جو کھل جائے گی میں نہیں کہتی کہ اسے دیکھنا حلال ہے۔''

ان دو بدعتوں کے ابطال کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ   (البقرۃ:199)

''پھر تم وہیں سے واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔''

ارشاد فرمایا:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ   (الاعراف:31)

''اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔''

4: پانسہ بازی اور فال گیری کی ایک بدعت تھی۔ اس کا طریقۂ کار یہ تھا کہ فال کے تین تیروں میں سے ایک پر لکھا جاتا تھا ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے'' اور دوسرے پر لکھ دیا جاتا تھا ''اللہ نے مجھے منع کیا ہے'' اور تیسرے تیر کو صاف چھوڑ دیا جاتا اور اس پر کچھ نہ لکھا جاتا۔ چنانچہ جب کوئی شخص نکاح، طلاق، سفر یا تجارت کا ارادہ کرتا تو فال گیر کے پاس چلا جاتا، اسے کچھ پیسہ دیتا اور وہ فال کے تیروں کو چمڑے کے تھیلے میں ڈال دیتا۔ اگر وہ تیر نکل آتا جس میں یہ لکھا ہوتا ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے'' تو جس کام کا اس نے ارادہ کیا تھا اس کو جاری رکھتا اور اگر وہ تیر نکل آتا جس پر لکھا ہوتا ''اللہ نے مجھے منع کیا ہے'' تو وہ اس کام سے باز آجاتا اور اس فال کی وجہ سے وہ کام چھوڑ دیتا اور اگر وہ تیر نکل آتا جس میں کچھ نہ لکھا ہوتا تو فال گیری کا عمل دہرایا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بدعت کو حرام قرار دے دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ   (المائدۃ:3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ بھی (حرام ہے) کہ تم تیروں سے قسمت کا حال معلوم کرو۔''

اس عمل کو استقسام کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس کی مدد سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ ہماری قسمت میں کیا لکھا ہوا ہے۔

5: بدعتِ نسی: نسی کا مطلب تھا حرمت کے ماہِ محرم کو صفر تک پیچھے کر دینا تا کہ حرام مہینے میں قتال کو حلال کر سکیں۔ اس بدعت کے مرتکبین کو نساۃ کہا جاتا تھا۔ وہ اپنی اس بدعت پر فخر کا اظہار کرتے تھے۔ ان کے ایک شاعر نے کہا ہے:

السنا الناسئين على معد　　　شهور الحِلّ نجعلها حراما

ترجمہ: ''کیا ہم معد کے خلاف حلال مہینوں کو پیچھے کرنے والے نہیں ہیں کہ ہم نے انہیں حرام بنا دیا ہے۔''

اسلام نے آ کر اس بدعت کو حرام قرار دے دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (التوبه:37)

''یقیناً مہینوں کا آگے پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے جس سے کافروں کو گمراہی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر دیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کی تعداد پوری کریں۔ سو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال بھی کر جائیں۔ ان کے بُرے اعمال ان کے لیے خوش نما بنا دیئے گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: علماء کی موت سے علم کا نور جب غائب ہو جاتا ہے تو بدعات کا ظہور ہوتا ہے اور لوگ ہدایت کو گمراہی میں بدل دیتے ہیں۔

2: انسان کی فطری کمزوری اس کو وہ چیز حاصل کرنے پر ابھارتی ہے جو اسے فائدہ پہنچاتی ہے اور نقصان کو اس سے دور کرتی ہے۔ لہٰذا انسان اگر راہِ مستقیم پر گامزن ہے جس سے وہ اپنی پسندیدہ چیز حاصل کرے گا اور ناپسندیدہ چیز سے بچ جائے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ بہت ہی اچھا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ ظلم وشرک اور بدعت وبغاوت کی راہوں پر چل رہا ہے۔

3: عرصۂ دراز سے عدنانیوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے متعلق علمِ صحیح کو گم کر دیا تھا۔اس کے باوجود چند نیک اعمال ان میں باقی تھے مثلاً حج وعمرہ ادا کرنا، بیت اللہ کی تعظیم کرنا، حرمِ مکی کا احترام کرنا، حرام مہینوں کا لحاظ رکھنا اور جانور ذبح کر کے حاجیوں کو پانی پلا کر، انہیں کھانا کھلا کر اور ان سے ظلم کو دفع کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔

یہ اس گوشۂ سیرت کے نتائج ہیں۔اس کے اسباق درج ذیل ہیں:

1: مسلمانوں نے صحیح علم کو گم کر دیا ہے۔چنانچہ انہوں نے اہلِ جاہلیت کی بدعات جیسی بدعتوں کو ایجاد کر ڈالا ہے۔چنانچہ یہ بھی اصحابِ مزار کے لیے نذر مانتے ہیں، ان کے لیے جانور ہانک لے جاتے ہیں، ان کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں اور نہایت قیمتی کپڑوں کے ساتھ قبر پر چادر پوشی کرتے ہیں۔

2: جاہل قسم کے مسلمانوں میں گم شدہ اشیاء کا معلوم کرنے کے لیے بدعت پائی جاتی ہے۔یہ بدعت بھی مشرکین کی اس بدعت جیسی ہے جو وہ تیروں کی فال نکالا کرتے تھے۔

3: مشائخ کا اپنے یا دوسرے کے فائدے کے لیے کسی حرام شے کو حلال بنانے کا حیلہ کرنا بالکل وہی طریقہ ہے جو نسائین نے ماہِ حرام کو حلال بنانے کے لیے پیچھے کیا تھا۔ایسے ہی وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں کو تاویلاتِ بعیدہ کے ساتھ حلال کرنا چاہتا ہے دراصل وہ اہلِ جاہلیت کا اتباع کرتا ہے اور جاہلیت کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بلادِ عرب میں یہودیت ونصرانیت

اسلام سے قبل عدنانی عربوں کا دین بت پرستی تھا۔دین کے ذکر کی مناسبت سے بہتر ہوگا کہ بلادِ عرب کے شمال وجنوب میں پائے جانے والے یہودیت اور نصرانیت کا بھی چند الفاظ میں تذکرہ کر دیں تاکہ قارئینِ کرام اسلام سے قبل جزیرہ نمائے عرب کے باشندوں کے حالات کو مکمل طور پر جان سکیں اور یہ بھی معلوم کر پائیں کہ اس خطے میں لوگوں کو واقعتاً اسلام کی ضرورت تھی جیسے تمام دنیا کی کُل انسانیت کو گزشتہ کل بھی اسلام کی ضرورت تھی، آج بھی اس کی ضرورت ہے اور آئندہ کل بھی اس کی ضرورت رہے گی کیونکہ انسان کا کمال اسی کے ساتھ وابستہ اور اس کی سعادت اسی پر منحصر ہے۔

ابن اسحق نے یمن کے علاقہ نجران میں نصرانیت کے دخول سے متعلقہ وہب بن منبہ کی حدیث کو روایت کیا ہے۔وہ کہتے ہیں: شام کے ایک شخص کا نام فیمیون تھا۔وہ عیسائیت کا پیرو اور نیک نہاد آدمی تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو کرامتوں سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوازا تھا۔ اس کے شہر کا ایک شخص صالح تھا اور وہ اس کی صحبت میں رہتا تھا اور اس سے محبت کرتا تھا۔

فیمیون کی صالحیت اور کرامات کا ہر جانب چرچا ہونے لگا تو وہ اس آدمی کے ساتھ یہاں سے نکل کھڑا ہوا جو اس سے محبت کرتا تھا۔ وہ بلادِ عرب میں داخل ہوا ہی چاہتے تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا اور غلام بنا کر نجران کے شہر میں فروخت کر دیا گیا۔ ان دِنوں اہلِ نجران عرب کے دین پر تھے جو کہ بت پرستی تھا۔ ان کے ہاں ایک کھجور تھی جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک سالانہ تہوار بنا رکھا تھا۔ اس موقع پر وہ یہاں آتے اور کھجور پر اپنے بہترین کپڑے اور عورتوں کا خوبصورت ترین زیور لٹکا دیتے۔

فیمیون کو نجران کے ایک سردار نے خریدا تھا۔ رات کو فیمیون تہجد کے لیے کھڑا ہوتا تو سارا گھر نور سے بھر جاتا لہٰذا اس کے آقا کو اس کرامت پر بڑا تعجب ہوا۔ چنانچہ اس نے غلام سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ عیسائیت پر ہے اور یہ بھی کہا کہ اہلِ نجران جس دین پر ہیں وہ سراسر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ معبودِ برحق ہیں اور یہ کھجور نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتی ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیں گے۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ دعا دراز کیا۔ اس پر ہوا کا تیز جھونکا آیا اور اسے تنوں سے اکھاڑ کر پھینک گیا۔

اس کے بعد یہ نیک شخص عیسائیت پر امن کے ساتھ قائم رہا اور دیگر کئی افراد نے بھی اس کا اتباع کیا۔ عیسائیت کے نجران میں داخل ہونے کا یہ آغاز تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیت میں بھی بدعات وتحریفات نے سر اٹھایا اور اصل نصرانیت کہیں گم ہو کر رہ گئی۔

نیک نہاد فیمیون کے بعد نجران میں عیسائیت کی ترویج کے لیے عبداللہ بن ثامر نے بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ جب عیسائیت کا پیغام لوگوں کے درمیان خوب پھیل گیا تو بادشاہِ وقت نے ابن ثامر کو بلا بھیجا اور اس سے کہا: تو نے اہلِ شہر کو خراب کر دیا ہے، میرے اور میرے آباء کے دین کے خلاف کیا ہے، میں تجھے نشانِ عبرت بنا دوں گا۔ چنانچہ اس نے ابن ثامر کو ہر قسم کی سزائیں دینا شروع کر دیں مگر اس کو قتل نہ کر سکا۔ اس پر ابن ثامر نے بادشاہ سے کہا: تو مجھے اس وقت تک تہس نہس نہیں کر سکتا جب تک اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتا۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور ابن ثامر پر وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ فوراً ہی بادشاہ بھی اس کے پہلو میں مر گیا۔ اس واقعے سے تمام اہلِ نجران عیسائیت پر جمع ہو گئے مگر ان کے ہاں بھی دیگر مذاہب کی مانند بدعت وفساد کا آغاز ہو گیا۔ نجران میں عیسائیت کا یہ آغاز تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں ذونواس حمیری بادشاہ بنا۔ وہ ایک یہودی تھا اور اس نے دیکھا کہ اہلِ نجران عیسائیت کے پیرو ہیں لہٰذا اس نے انہیں یہودیت کے لیے بلایا مگر انہوں نے انکار کر دیا تو اس نے ان کے لیے خندقیں کھدوا دیں اور ایک بہت بڑی تعداد کو آگ میں جلا دیا تا کہ وہ اپنے دین کو چھوڑ دیں لیکن انہوں نے اپنا دین نہ چھوڑا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بروج میں تذکرہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں بیان فرمایا: ایک آدمی کو دوس کہا جاتا تھا۔ وہ آگ سے بچ گیا اور رومی بادشاہ کے پاس جا پہنچا اور اسے ذونواس کے خلاف آمادۂ جنگ کیا جس نے اس کے ہم مذہب عیسائیوں کو قتل کر دیا تھا۔ رومی بادشاہ نے اس کو شاہِ حبش کے نام ایک خط دے بھیجا کیونکہ شاہِ حبش عیسائی تھا۔ لہٰذا اس نے ستر ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک لشکرِ جرار اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔ انہوں نے ذونواس پر حملہ کر کے اسے شکست سے دوچار کیا اور اس کی موت کے بعد شہر میں داخل ہو کر قابض ہو گئے۔ اریاط اور ابرہہ حبشی لشکر کے امیر تھے۔ بادشاہت پر ان کا اختلاف ہو گیا۔ ابرہہ نے اریاط پر غلبہ پایا اور اس کو قتل کر کے بلا شرکتِ غیر شہر کا حاکم بن گیا۔ حبشہ کا بادشاہ ابرہہ کو طاقت بہم پہنچاتا اور اس کی کمر کسے رکھتا تھا۔ یمن کے علاقے نجران میں نصرانیت کی یہ داستان ہے۔

جہاں تک دینِ یہودیت کا تعلق ہے

بلادِ یمن میں وہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ اس کی آمد کا سبب یہ تھا کہ تبع ذانواس جب مدینہ میں داخل ہوا تو یہود کے دو عالموں نے آ کر اس کو یہودیت کی دعوت دی۔ چنانچہ اس نے دعوت کو قبول کیا اور یہودی بن گیا۔ اس نے نجران کے عیسائیوں کو سزائیں دی تھیں اور ابرہہ اور اریاط کے ہاتھوں اس کی موت کے ساتھ ہی اس کی بادشاہت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ جزیرۂ عرب کے شمالی علاقوں مثلاً فدک، تیم، خیبر اور یثرب میں یہودی مذہب پایا جاتا تھا۔ سرزمینِ حجاز میں یہود کے دخول کا سبب ایک جانب وہ سختیاں تھیں جو بخت نصر کے بعد شاہانِ روم کے ہاتھوں یہود کو برداشت کرنا پڑیں اور دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان کی وہ اطلاعات تھیں جنہیں تورات و انجیل میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ فاران کے پہاڑوں سے نکلے گا۔ اس کی ہجرت گاہ شور زدہ اور باغوں کی سرزمین یثرب ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے شمالی حجاز کے علاقے میں پڑاؤ ڈال دیا تا کہ نبی آخر الزماں مبعوث ہوں تو وہ آپ پر ایمان لائیں اور اس کے ساتھ مل کر اپنے دشمن سے قتال کریں اور ایک عرصہ قبل ان سے جو سلطنت چھن چکی ہے اس کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔

یہ بات معلوم ہی ہے کہ عیسائیوں کی مانند حرص و ہوس اور خواہش و شہوت کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے نصوصِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعہ کی تاویل وتحریف اور تغیر وتبدل کے زیر اثر یہود کا اعتقاد بھی فاسد ہو چکا اور ان کی شریعت گم ہو کر رہ گئی تھی اور اس فساد کے بعد یہودیت ونصرانیت میں سے ہر دو دین نہ نفس کا تزکیہ کر سکتے تھے، نہ قلب کی اصلاح کر سکتے تھے اور نہ ہی اَخلاق کو سنوار سکتے تھے۔ چنانچہ یہود ونصاریٰ کو بھی اسلام کی ضرورت اسی قدر تھی جس قدر ان کے علاوہ مجوسی اور وثنی حضرات کو تھی حالانکہ مشرکینِ عرب پر یہود فتح طلب کیا کرتے تھے کہ ہمارے نبی کا زمانہ بہت طویل ہو چکا ہے اور جس دن وہ ظاہر ہوں گے ہم ان پر ایمان لائیں گے اور ان کے ساتھ مل کر تم سے قتال کریں گے۔ ان کے اس کلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ (البقرۃ:89)

''حالانکہ وہ پہلے ہی سے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔ پھر جب وہ چیز ان کے پاس آ گئی جسے وہ پہچانتے ہیں تو انہوں نے اُس کا انکار کر دیا۔ انکار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: بلادِ عرب میں یہودیت ونصرانیت کو کوئی قابلِ ذکر مقام حاصل نہ تھا بلکہ وہاں بت پرستی کا غلبہ تھا۔

2: نجران میں عیسائیت جتنا عرصہ اپنے صحیح عقیدہ وشریعت پر قائم رہی وہ بہت تھوڑا عرصہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بلادِ عرب میں اس کا پھیلاؤ نہ ہو سکا اور جب اس میں فساد آ گیا تو وہ ہدایت واصلاح کے قابل نہ رہی۔

3: بلادِ عرب میں یہودیت کا دخول بھی اس کے فساد کے بعد ہوا ہے۔ اس وقت تو اس نے اپنے پیروکاروں کو فائدہ نہیں پہنچایا تھا۔ عرب تو بہت دور کی بات ہیں جن کی جانب انہوں نے رختِ سفر باندھا اور جن کے گھروں میں قیام کیا۔

4: یہودیت، عیسائیت، مجوسیت اور ثنویت کے فساد کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے حالات کسی نئے آسمانی دین کا تقاضا کر رہے ہیں جس میں روح کی تکمیل، نفس کا تزکیہ اور اَخلاق کی تہذیب کا پورا پورا سامان ہو گا اور جس کے ذریعے دنیا وآخرت کی سعادت وکمال کا حصول یقینی ہو گا۔ بہت ہی جلد ایام اس سے پردہ اٹھا دیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا بلادِ عرب میں کوئی حنیف تھا؟

اس پیش کردہ سوال کا جواب افسوس کے ساتھ یہ ہے کہ ان حالات میں بلادِ عرب کے اندر کوئی حنیف نہیں تھے جو اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہوں اور مخلص ہو کر اس کی مشروع کردہ عبادت کرتے ہوں۔ البتہ ایک شخص زید بن عمرو بن نفیل تھا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انه يُبعث يوم القيامة امة واحدة (البداية والنهاية:2/640)

''قیامت کے دن تنہا اسے ایک امت بنا کر اٹھایا جائے گا۔''

وہ اہلِ جاہلیت کے اعمال کا انکار کرتا اور دینِ قریش کا ابطال کرتا تھا اور ان سے کہتا تھا:

''اس ذات کی قسم زید بن عمرو کی جان جس کے ہاتھ میں ہے! میرے علاوہ تم میں سے کوئی شخص بھی دینِ ابراہیم پر قائم نہیں ہے۔''

محمد بن اسحٰق کا کہنا ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا ہم زید بن عمرو کے لیے استغفار کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

نعم فانه يبعث امة واحدة (البداية والنهاية:2/641)

''ہاں وہ اکیلا ہی امت بنا کر اٹھایا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل ہی زید بن عمرو کا انتقال ہو گیا۔ اس کا مصداق رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان ہے جس کو مسلم کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا من اهل الكتاب (مسلم:7207)

''اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کو دیکھا اور اہلِ کتاب کے بقایا کے علاوہ ان کے عرب و عجم سب پر سخت غصے ہوا۔''

یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت عرب میں ایک شخص بھی دینِ صحیح کے مطابق اللہ کی عبادت نہیں کرتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود و نصاریٰ میں البتہ چند افراد موجود تھے جو موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے دینِ صحیح کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے لیکن یہ اس قدر قلیل تھے کہ ان کے ہاتھ سے انسانیت کی ہدایت و اصلاح کا کام مکمل نہیں ہو سکتا تھا۔

زید بن عمرو کے درج ذیل اشعار اس کے ایمان و توحید کی صراحت کرتے ہیں:

أربًا واحدًا أم ألف ربّ　　　أدينُ اذا تقسّمت الأمورُ

عزلتُ اللات والعُزى جميعًا　　　كذلك يفعلُ الجَلْدُ الصَّبورُ

فلا العُزّى أدين ولا ابنتيها　　　ولا صنَمَى بنى عمرو أزُورُ

ولا هُبَلًا أدينُ وكانَ ربًّا　　　لنا فى الدهر اذا حُلمى يسيرُ

ورقہ بن نوفل عیسائی تھا۔ وہ بھی دعوتِ اسلامیہ کے آغاز سے قبل ہی فوت ہو گیا تھا۔ ایسے ہی عبداللہ بن جحش نے پہلے پہل اسلام قبول کیا کیونکہ وہ بعثت محمدی ﷺ کے وقت موجود تھا مگر اس نے اسلام چھوڑ دیا اور حبشہ جا کر عیسائی بن گیا۔ وہ اپنی زوجہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لطف و عنایت کرتے ہوئے ان سے نکاح فرمایا اور عقدِ نکاح میں حبشہ کا بادشاہ اصحم نجاشی آپ ﷺ کا نائب بنا تھا۔

عثمان بن حویرث بھی شام پہنچ کر عیسائی بن گیا۔ روم کے بادشاہ قیصر نصرانی کے ہاں اس کو بڑا مقام حاصل تھا۔

یہ وہ چار افراد ہیں جنھوں نے بتوں کی پوجا کرنے پر قریش کا رد کیا اور وہ اب اس بات کو اعلانیہ کہتے تھے کہ وہ دینِ ابراہیمی کے پیرو ہیں مگر آخری وقت میں وہ غیر حنیفیت پر فوت ہوئے ہیں۔ البتہ زید بن عمرو ایک ایسا شخص تھا جو ملتِ توحید پر حنیف و مسلم بن کر فوت ہوا۔ اس کی تاکید اس بات ہی سے ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے سعید اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس کے حق میں استغفار کی اجازت دے دی اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن اس اکیلے کو ایک امت بنا کر اٹھایا جائے گا۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: عرب و عجم کے تمام لوگ سیدھی راہ سے بھٹک چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مستحق بن گئے تھے مگر یہود و نصاریٰ میں معدودے چند افراد ایسے تھے جو اس طریقے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے جو اس نے اپنے پیغمبروں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان پر جاری کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ تھوڑے ہی تھے۔

2: عرب میں کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے اس دین پر قائم ہوتا جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام اور ان سے اگلے پچھلے تمام نبیوں کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس کی عبادت کرتا اور اس عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ بناتا۔ زید بن عمرو اگرچہ مؤحد تھا تاہم اس کے پاس کوئی طریقۂ کار نہ تھا جس کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے قبل ہی وفات پا گیا تھا۔

3: لوگوں کی گمراہی اور بے راہ روی کے ان حالات کا تقاضا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کر دیا جاتا بلکہ اس کی اشد ضرورت تھی جس کے علاوہ کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثارِ صبح

یہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ایک جاری کردہ سنت ہے کہ تنگی کے بعد کشادگی ہوتی ہے، تاریکی کے بعد روشنی ہوتی ہے اور مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے۔

حیاتِ انسانی کے آسمان کو جب مہلک قسم کی شدید ترین تاریکی نے ڈھانپ رکھا تھا اور جب اس پر شرک، کفر، ظلم، شر اور فساد کے بادل چھا چکے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دیکھا اور ان کے کفر وظلم اور شر وفساد کی وجہ سے چند باقی ماندہ اہلِ کتاب کے علاوہ تمام عرب وعجم پر سخت غصے ہوا۔ ان حالات میں تاریک وتار آفاق پر نورِ نبوت کے آثارِ صبح ہویدا ہوتے ہیں۔

قارئینِ کرام! یہ آپ کے سامنے کواکب زہرہ ہیں اور اُفق پر ایک کے بعد ایک ستارہ نمودار ہوتا ہے جو یہ اعلان کر رہا ہے کہ قریب ہی فجرِ محمدیہ کا طلوع ہوا چاہتا ہے۔

1: دُعائے ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ایک رسول مبعوث فرمائیں۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ (البقرہ 2:128,129)

''اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسلوں میں سے اپنی فرمانبردار اُمّت اُٹھا اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہمیں معاف فرما، یقیناً تو بڑا معاف کرنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (128) اے ہمارے ربّ! اور ان لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ یقیناً تو بڑا زبردست ہے، بڑا حکمت والا ہے۔(129)"

رسولِ اکرم ﷺ نے خود بھی اس حقیقت کو بار بار تاکیداً بیان فرمایا۔ خالد بن معدان اور اصحابِ رسول ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أنا دعوة أبي ابراهيم علیہ السلام وبشرى عيسى علیہ السلام (البداية والنهاية:2/679، سلسله احاديث الصحيحة: حديث:1545)

"میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔"

2: میثاقِ انبیاء علیہم السلام:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور رسول سے یہ عہد لے رکھا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اگر مبعوث ہو جائیں تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بھی آپ ﷺ کے نام اور صفات سے واقف ہوں گے۔ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾ (آل عمران:81)

"اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں کتاب و حکمت میں سے عطا کروں، پھر تمہارے پاس ایک رسول آ جائے جو تمہارے پاس کی تصدیق کرنے والا ہو، تمہیں لازماً اُس پر ایمان لانا ہوگا اور تمہیں ضرور اُس کی مدد کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: پھر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔"

3: الہامی کتابیں:

تورات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں رسولِ اکرم ﷺ کا یہ وصف پایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وحِرْزًا لِلاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِی ورسُولِی سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ ولا غَلِیظٍ وَلا سَخَّابٍ فی الاَسْوَاقِ ولا یَدْفَعُ بالسَّیِّئَةَ وَلٰکِنْ یَعْفُو وَیَغْفِر ولَنْ یَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیمَ بِهِ المِلَّةَ العَوْجَاءَ بِاَنْ یَقُولُوا : لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ویُفْتَحُ بِها اَعْیُنٌ عُمْیٌ وَآذَانٌ صُمٌّ وَقُلوبٌ غُلْفٌ (بخاری:2125)

”اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر اور ناخواندگان کا ملجا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ بداَخلاق، سخت دل اور بازاری نہیں اور نہ آپ برائی کا جواب برائی سے دیتے ہیں بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کرتے ہیں جب تک اس کے ذریعے سے ٹیڑھی قوم سیدھی نہیں ہو جاتی اور اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل ایسے نہیں کھل جاتے کہ وہ لا الہ الا اللہ پکار اٹھیں اللہ تعالیٰ اسے فوت نہیں کرے گا۔“

تورات ہی میں آیا ہے:

”اللہ تعالیٰ طورِ سیناء سے چمکا، ساعیر سے روشن ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے غالب ہوا۔“

طورِ سیناء پر اللہ تعالیٰ کی چمک سے مراد ہے اس کا موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نازل کرنا اور ساعیر سے اس کے روشن ہونے کا مطلب ہے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کا نازل کرنا اور جبالِ فاران سے غالب ہونے کا مطلب ہے محمد ﷺ پر قرآنِ کریم کا نازل کرنا کیونکہ فاران کے پہاڑ دراصل مکہ ہی کے پہاڑ ہیں۔

ایسے ہی تورات میں آتا ہے:

”میں آپ کی مثل ان کے بھائیوں کے درمیان سے ایک نبی کھڑا کروں گا چنانچہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں رکھوں گا۔ پس ان سے وہ وہی کلام کرے گا جس کی میں اسے وصیت کروں گا۔“

جس شخصیت کے منہ میں اللہ تعالیٰ اپنا کلام رکھیں گے وہ محمد ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآنِ کریم آپ ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل کیا گیا ہے۔ آپ وہی باتیں کرتے ہیں جو اس میں آئی ہیں اور اسی کے حق و ہدایت اور اطلاع خیر کی جانب بلاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل

انجیل میں ہے:

ان ایام میں یوحنا معدان آیا اور اس نے یہود کی براءت میں انجیل کا وعظ کیا اور کہا کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب آچکی ہے۔اس کا یہ کہنا کہ آسمان کی بادشاہت قریب آچکی ہے۔یہ سیدنا محمد ﷺ کی جانب ہی اشارہ ہے اور قریب ہی آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی نے حکومت کی ہے اور آسمانی قانون کے مطابق فیصلہ کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

انجیل میں ایک اور مقام پر آتا ہے کہ اس نے ایک اور مثال بیان کرتے ہوئے کہا:

''آسمانی بادشاہت کی مثال ایک دانے کی مانند ہے جسے کوئی انسان پکڑتا ہے اور کھیتی میں کاشت کر دیتا ہے حالانکہ وہ سب سے چھوٹا بیج ہوتا ہے لیکن جب پرورش پاتا ہے تو سب سے بڑا پودا بن جاتا ہے۔''

یہ بالکل وہی بشارت ہے جو قرآنِ حکیم میں بیان ہوئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ (الفتح:29)

''اور انجیل میں اُن کی مثال ایک کھیتی جیسی ہے جس نے کونپل نکالی۔پھر اُس کو تقویت دی۔اور وہ موٹی ہوگئی۔پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔کسانوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ اُن کی وجہ سے کافروں کو جلائے۔اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور اُن میں سے جنہوں نے نیک عمل کیے، مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔''

انجیل کے ایک اور مقام پر آیا ہے:

''میں جاتا ہوں کیونکہ میں اگر نہیں جاؤں گا تو تمہارے پاس بارقلیط نہیں آئے گا۔چنانچہ میں جاؤں گا تو اس کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور جب وہ آجائے گا تو دنیا کو اس کی خطاؤں کی بنا پر ڈانٹ ڈپٹ کرے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی مکمل طور پر نبی اکرم ﷺ کی بشارت ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی نے عالمِ انسانی کو اس کی خطا پر ملامت کی ہے کیونکہ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تمام دنیا اس وقت کفر وشرک کے اندھیروں میں تھی اور اہلِ کتاب کے چند بقایا کے علاوہ اللہ تعالیٰ تمام عرب وعجم پر ناراض ہوئے ہیں۔

زبور

زبور میں ہے:

''اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر ہمیشہ کے لیے برکت کی ہے۔چنانچہ اے زبردست آدمی! تلوار اپنے کندھے پر لٹکا کیونکہ یہ تیرے چہرے کی رونق اور تیرے غلبے کی ضمانت ہے۔کلمۂ حق اور خداپرستی کی علامت کو جمع کر! بلاشبہ تیری عزت اور تیرے قوانین تیرے دائیں ہاتھ کی ہیبت سے وابستہ ہیں اور تیرے تیر تیز دھار ہیں۔تمام قومیں تیرے نیچے گر پڑیں گی۔''

4: اشعیاء نبی علیہ السلام کی بشارت:

''ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خوب صورت ہوگا اور ایک بشارت ہوگی۔اس کے کندھوں کے درمیان میں مہر ہوگی۔وہ حیران کن عظیم سلامتی والا ہوگا۔اس کی حکومت امن وسلامتی کی حکومت ہوگی اور وہ داؤد علیہ السلام کی کرسی پر بیٹھے گا۔''

اشعیاء کہتے ہیں:

''مجھے حکم ہوا کہ کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو کہ کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: ''میں ادھر آتے ہوئے دو سوار دیکھ رہا ہوں: ایک گدھے پر اور دوسرا اونٹ پر سوار ہے۔ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ بابل کے بت اور ان کے پجاری سمندر میں گر گئے ہیں۔''

دو سواروں سے مراد عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ ہیں اور بابل کے بت گرنے کا مطلب اُمتِ محمدیہ ﷺ کے ہاتھ سے ان کی شکست ہے۔

حزقیل علیہ السلام کی بشارت:

حزقیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے امت محمدیہ ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ ان کو تم پر غالب کرے گا۔ ان میں ایک نبی بھیجے گا، ان پر کتاب اتارے گا اور ان کو تمہاری گردنوں کا مالک بنائے گا۔ وہ یقیناً تم پر غالب آئیں گے اور تمہیں ذلیل کریں گے۔ بنو قیذار کے مختلف قبائل کے لوگ مختلف جماعتوں کی صورت بنا کر نکلیں گے۔ ان کے ساتھ سفید گھوڑوں پر مسلح فرشتے سوار ہوں گے۔ چنانچہ وہ تمہیں گھیریں گے اور تمہارا انجام کار آگ ہوگی۔''

دانیال علیہ السلام کی بشارت:

''چنانچہ میرے سامنے خوب صورت چہرے کا ایک نوجوان فرشتہ آ حاضر ہوا اور کہا دانیال! السلام علیک۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل نے مجھے ناراض کر دیا ہے اور سرِ نیاز خم کرنے کی بجائے سرکشی کا مظاہرہ کیا ہے اور مجھے چھوڑ کر دیگر معبودوں کی عبادت کرنے لگ گئے ہیں اور علم کی جگہ جہل کو اور سچ کی جگہ جھوٹ کو اپنا رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا جس نے مردوں کو قتل کیا، عورتوں بچوں کو غلام بنایا، بیت المقدس کو منہدم کیا اور ان کی کتابوں کو جلا ڈالا اور پچھلوں نے بھی ان سے یہی سلوک کیا۔ میں ان سے راضی نہیں ہوں گا اور نہ ہی ان کی خطاؤں سے درگزر کروں گا۔ یہ ہمیشہ مغلوب، ذلیل اور مسکین بن کر رہیں گے حتیٰ کہ بنو اسماعیل میں ایک نبی بھیجوں گا جس کی میں نے ہاجرہؑ کو بشارت دی ہے اور ملائکہ کو میں نے اس کی جانب خوش خبری سنانے کے لیے بھیجا ہے۔ میں اس کی طرف وحی کروں گا، اس کو سب نام لکھواؤں گا اور اس کو تقویٰ کی زینت بخشوں گا اور نیکی اس کا شعار، تقویٰ اس کا ضمیر، سچائی اس کی بات، وفا اس کی طبیعت، اعتدال اس کی سیرت اور ہدایت اس کا طریقہ بناؤں گا۔ میں اسے ایک ایسی کتاب دوں گا جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرے گی اور ان کے بعض احکام منسوخ کرے گی۔ میں اسے رات کو اپنی جانب بلاؤں گا چنانچہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر چڑھاؤں گا یہاں تک کہ میں اسے اپنے قریب کروں گا، اس کو سلام کہوں گا اور اس کو وحی کروں گا۔ چنانچہ فخر و انبساط کے ساتھ اس کو اپنے بندوں کی طرف بھیجوں گا۔ جو چیز اس کے ذمہ لگائی جائے گی اس کی حفاظت کرے گا، جس کا حکم دیا جائے گا اس کو صدقِ دل سے پورا کرے گا، نرم کلامی اور حسنِ بیانی سے میری توحید کی دعوت دے گا۔ وہ بدمزاج، سخت دل اور بازاری نہیں ہوگا۔ دوستوں کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربان، مومنوں کے لیے شفیق اور دشمنوں کے لیے سخت گیر ہوگا۔ اپنی قوم کو میری توحید اور عبادت کے لیے بلائے گا۔ جو نشانِ قدرت دیکھے گا انہیں بتلائے گا مگر وہ اس کی تکذیب کریں گے اور اس کے درپے آزار ہوں گے۔''

اہلِ کتاب کی شہادت:

اہل مدینہ پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت کو عام کیا چنانچہ وہ ظاہر و باطن سے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن گئے۔ اہل مدینہ میں سے بعض کا کہنا ہے کہ جس چیز نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ ساتھ ہمیں اسلام کی دعوت اور اس کے لیے ہدایت دی وہ یہ تھی کہ ہم یہود سے سنا کرتے تھے کیونکہ ہم مشرک اور بت پرست تھے جب کہ اہلِ کتاب کے پاس علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا۔ چنانچہ ہمارے درمیان نوک جھوک جاری رہتی تھی۔ لہٰذا جب ہم اس پر قابو پاتے جس کو وہ ناپسند کرتے تھے تو وہ ہم سے کہتے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب ہے۔ وہ مبعوث ہوگا چنانچہ ہم اس کے ساتھ مل کر تمہیں عاد و ارم جیسا قتل کریں گے۔ یہ بات ہم اکثر و بیشتر ان سے سنا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب محمد ﷺ کو رسول مبعوث کیا ہم نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور جو علامتیں وہ ہمیں بتایا کرتے تھے ہم نے آپ ﷺ کو ان سے پہچان لیا۔ چنانچہ ہم نے آپ ﷺ پر ایمان لانے میں اس سے سبقت کا مظاہرہ کیا مگر وہ انکار پر مصر رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ یہ آیاتِ کریمہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لا وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

(البقرة:89)

''اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے پاس ایک کتاب آئی جو ان کے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے۔ حالانکہ وہ پہلے ہی سے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔ پھر جب وہ چیز ان کے پاس آ گئی جسے وہ پہچانتے ہیں تو انہوں نے اُس کا انکار کر دیا۔ انکار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

ابنِ تیہان ایک یہودی تھا جو شام سے آیا تھا۔ مدینہ میں اپنی موت کے وقت اس نے کہا: ''یہود کی جماعت! جب تم اس کو دیکھو تو مجھے شراب و اناج کی اس سرزمین سے قحط و افلاس کے علاقے میں نکال دینا۔ انہوں نے کہا: تم زیادہ جانتے ہو؟ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: میں اس شہر میں آیا ہوں۔ مجھے اس نبی کے ظہور کی توقع ہے جس کا انتظار دراز ہو چکا ہے۔ یہ شہر اس کی ہجرت کی جگہ ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ جب وہ مبعوث ہو تو میں اس کی اتباع کروں۔ شان یہ ہے کہ اس کا زمانہ تم پر دراز ہو گیا ہے۔ چنانچہ اے یہود کی جماعت! اس کی جانب تم سے کوئی سبقت نہ کر پائے۔"

عموری راہب کی بشارت:

روم کے ایک شہر کا نام عموریہ تھا جہاں کا راہب عیسائی تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دینِ حق کی تلاش میں ایک وصیت کی بنا پر اس کے پاس پہنچے تھے۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آگیا تو اس نے آپ سے کہا: "بیٹا! واللہ آج میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو پہلے راہبوں کے طریقے پر ہو جس کے پاس جانے کا میں تجھے مشورہ دوں۔ البتہ ایک نبی کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو گا اور ہجرت کر کے ایک ایسے شہر میں سکونت اختیار کرے گا جو دونوں جانب سے سنگلاخ میدانوں میں گھرا ہوا ہے۔ وہاں کھجور کے باغ بکثرت ہوں گے۔ اس کی نبوت کی علامتیں واضح ہوں گی۔ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ کا مال نہیں کھائے گا۔ اس کے کندھوں کے درمیان میں مہرِ نبوت ہو گی۔ اگر تجھ میں استطاعت ہے تو اس شہر میں جا کر اس نبی سے ملاقات کرنا۔"

جنات پر پابندی:

فجرِ محمدی ﷺ کے طلوع سے قبل ہویدۂ صبح کے آثار میں سے ایک یہ بھی تھا کہ شیاطین کو آسمان سے ستاروں کے ساتھ کثرت سے مارا جانے لگا جس سے کاہنوں سمیت تمام لوگ وحشت زدہ ہو گئے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے سے سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ کسی شخص نے پوچھا: امیر المومنین! آپ اس آدمی کو جانتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! کون ہے؟ اس نے کہا: "یہ سواد بن قارب ہے جس کو اس کے ہم راز جن نے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر دی تھی۔" جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلا بھیجا اور کہا: "تم سواد بن قارب ہو؟" اس نے کہا: "جی ہاں!" پوچھا: "کیا تمہارے ہم راز جن نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر دی تھی؟" اس نے کہا: "بالکل۔" آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "تم ابھی تک کہانت کا کام کرتے ہو؟" یہ سن کر وہ ناراض ہو گیا اور کہنے لگا: "امیر المؤمنین! میرے مسلمان ہونے کے بعد کسی نے مجھ سے ایسی بات نہیں کی ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اس میں تعجب کیا ہے؟ جس شرک میں ہم مبتلا تھے وہ تمہاری کہانت سے بڑا تھا۔ لہٰذا تم مجھے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے بارے میں اپنے ہم راز جن کی خبر سناؤ۔" اس نے کہا: "سنئے امیر المؤمنین! ایک رات میں سونے اور جاگنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ میرا ہم راز آیا اور پاؤں مار کر کہنے لگا: سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات سن اور اگر سمجھتا ہے تو سمجھ کہ قبیلہ لؤی بن غالب سے ایک رسول مبعوث ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے بعد جن نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجن وتطلابها — وشدها العيس باقتابها

تهوى الى مكة تبغي الهدى — ما صادق الجنّ ككذابها

فارحل الى الصّفوة من هاشم — ليس المقاديم كاذنابها

ترجمہ: مجھے جنوں پر اور ان کے تلاش کرنے پر اور ان اونٹنیوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہوا۔ وہ ہدایت کی تلاش میں مکہ معظّمہ جا رہے ہیں اور سچا جن جھوٹے جن کی مانند نہیں ہے۔ لہٰذا تو بھی بنو ہاشم کے برگزیدہ انسان کی جانب چل! بعد میں آنے والے پہلوں جیسے نہیں ہو سکتے۔

اس نے کہا کہ جب میں سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں ہوتا تھا، وہ پہلی رات کے بعد مزید دو راتیں میرے پاس آیا اور کہا: سواد بن قارب! اٹھ اور اگر سمجھ رکھتا ہے تو سمجھ کہ قبیلہ لؤی بن غالب سے ایک رسول مبعوث ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ وہ ہر رات مجھے آ کر شعر سناتا رہا۔ میں نے جواباً یہ شعر کہا:

اتاني نجيّي بعد هدء ورقدة — ولم يك فيما قد تلوتُ بكاذبِ

ثلاث ليال قوله كل ليلة — اتاك رسول من لؤى بن غالب

ترجمہ: میرا ہم راز رات کا کچھ حصہ گزرنے اور لوگوں کے سو جانے کے بعد آیا اور جہاں تک میں نے تجربہ کیا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے۔ وہ تین رات تک برابر آتا رہا اور ہر رات اس نے یہی کہا کہ تمہارے میں لؤی بن غالب سے ایک رسول مبعوث ہوا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو سواد بن قارب اسلام لے آیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہم راز کا قصہ کہہ سنایا اور درج ذیل اشعار پڑھنے لگا:

فاشهد ان الله لا ربّ غيره — وانك مأمون على كل غائب

وانك ادنى المرسلين وسيلة — الى الله يا ابن الاكرمين الاطايب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فمُرنا بما یاتیک من وحی ربّنا   وان کان فیما قلت شیبُ الذّوائب

وکن لی شفیعًا یوم لا ذو شفاعۃ   بمُغنٍ فتیلًا عن سواد بن قارب

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی رب نہیں ہے اور آپ ہر غیب کی بات پر امین ہیں۔ اے عزت والے پاک باز سرداروں کے بیٹے! آپ وسیلے کے لحاظ سے تمام رسولوں کی بہ نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ مجھ کو ہمارے رب کی وحی کا حکم دیجئے جو آپ کے پاس آئی ہے اگرچہ اس کی شدت سے بال سفید ہو جائیں اور میری اس روز سفارش کرنا جب کوئی سفارشی سواد بن قارب کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔"

جہاں تک چنگاریوں کی کثرت کا، ان سے شیطانوں کو مارنے کا اور بات چرانے سے منع کرنے کا تعلق ہے، اس کا ذکر بہرحال قرآنِ مجید میں بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿٩﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾ (الجن:10-8)

"ہم نے آسمان ٹٹول کر دیکھا تو اسے مضبوط چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پُر پایا۔(8) اور ہم اُس کے بعض ٹھکانوں پر باتیں سننے بیٹھا کرتے تھے۔ اب جو کوئی بھی سننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنے گھات میں شہاب پاتا ہے۔(9) اور ہم نہیں جانتے کہ اہلِ زمین کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُن کے ربّ نے اُن کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے؟(10)"

اصحابِ فیل کا حادثہ:

اصحابِ فیل کے حادثے سے ابرہہ کا غزوہ مراد ہے جو شاہِ حبشہ کی جانب سے یمن کا گورنر تھا اور مکہ پر اس کی چڑھائی کا سبب یہ تھا کہ وہ کسی نئے کام کے ذریعے سے شاہِ حبش کے قرب کا خواہاں تھا۔ چنانچہ اس نے صنعاء میں ایک بے مثل عمارت تعمیر کرائی جس کا نام اس نے "القلیس" رکھا۔ اس نے کہا کہ لوگوں کو مکہ میں کعبہ کی بجائے اس کے حج کی دعوت دی جائے گی تاکہ یمن کو عرب کی تجارت کا مرکز بنا دیا جائے۔ ایک کنانی شخص نے یہ سنا تو وہ قلیس میں آیا اور اس میں پیشاب کر کے چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ جب یہ بات ابرہہ تک پہنچی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ پر چڑھائی کر کے کعبہ کو گرا دے گا۔ چنانچہ اس نے ایک طاقتور فوج تیار کی اور محمود نامی ایک ہاتھی کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں جب کوئی عرب قبیلہ اس کے مقابلے میں آتا کہ وہ اس کو روک دیں تو ابرہہ ان سے جنگ کر کے انہیں شکست سے دوچار کر دیتا حتی کہ وہ حرم کے اطراف تک آن پہنچا۔ اس نے اپنے آدمی بھیجے جو اہلِ مکہ کے جانور ہانک کر لے گئے۔ اس میں شیخِ مکہ رئیسِ قریش عبدالمطلب بن ہاشم کے دو سو اونٹ بھی شامل تھے۔ اس کے بعد مذاکرات شروع ہو گئے جس میں یہ نتیجہ نکلا کہ عبدالمطلب کے اونٹ اس کو واپس کر دیئے جائیں گے۔ بیت اللہ کے بارے میں اس نے وہ جملہ کہا جو بعد میں ضرب المثل بن گیا کہ "ان للبيت ربًا يحميه" یعنی بیت اللہ کا ربّ ہے جو اس کو بچائے گا۔ چنانچہ جب عبدالمطلب نے دیکھا کہ اس کی قوم اس ظالم دشمن کے لشکرِ جرار سے مقابلہ نہیں کر سکتی ہے تو اس نے اہلِ مکہ کو پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ کا حکم دیا تاکہ جنگ میں لشکر سے انہیں کوئی گزند نہ پہنچے۔ اہلِ مکہ نے ایسا ہی کیا جب کہ عبدالمطلب خود کعبہ کا دروازہ حلقے سے تھام کر وہاں کھڑے ہو گئے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

لا هُم ان العبد يمنع　　رحـلـه فـامـنـع جـلالـك
لا يغلبنّ صليبهم　　ومـحـالُـهـم غَـدْوًا مـحـالـك
ان كنت تاركهم وَمِلّتنا　　فـامـرٌ مـا بـدا لـك
وانصر على آل الصليب　　وعـابـديـه الـيـوم آلـك

جب صبح ہوئی اور ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کو بالکل تیار ہو گیا تو ہاتھی کو مکہ کی جانب موڑ دیا لیکن ہاتھی نے چلنے ہی سے انکار دیا مگر جب وہ اس کو دوسری جانب موڑتا تو وہ چلنا شروع کر دیتا۔ وہ اسی میں مشغول تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابابیل نامی پرندوں کو بھیج دیا۔ ہر پرندے نے تین تین کنکریاں اٹھا رکھی تھیں ایک ایک اپنی چونچوں میں اور دو دو اپنے پنجوں میں۔ جس آدمی پر بھی وہ کنکر پڑ جاتا اس کا گوشت پگھلنا شروع کر دیتا۔ اب وہ پوچھ رہے تھے کہ کوئی شخص انہیں راستہ بتلائے تاکہ وہ شکست خوردہ ہو کر یمن بھاگ جائیں۔ فقال دليلهم:

اين المفر والاله الطالب　　والاشرم المغلوب ليس الغالب

ابرہہ کی فوج کا شکست سے یہ حال ہو گیا بلکہ خود ابرہہ زخموں سے چور ہو کر صنعاء پہنچا اور وہاں جا کر مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فیل نازل فرمائی ہے جو اسی واقعہ پر مشتمل ہے۔ مختصراً یہ بھی محمد ﷺ کے صدقِ نبوت کی ایک دلیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباق ونتائج:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے اسباق ونتائج درج ذیل ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کے امرِ نبوت کی ابتداء عہدِ ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔

2: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو قبول فرمایا ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ کے علوِ شان اور کمالِ شرف کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام واُمم سے عہد لے رکھا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی نصرت وحمایت کریں گے۔

4: رسول اللہ ﷺ کے کمالِ صورت کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اس وصف میں جلوہ گر ہے جو تورات میں مذکور ہے اور جو اس فرشتے کی زبان پر بیان ہوا ہے جو حضرت دانیال علیہ السلام پر اترا تھا۔

5: عرب کے شرف اوران سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے افضل ترین پیغمبر ﷺ کو ان میں مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو ان کا ملجا بنایا تاکہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لاکر اور آپ ﷺ پر نازل شدہ نورِ قرآن کریم کا اتباع کر کے آپ ﷺ کی بدولت کمال تک پہنچیں اور کامیابی حاصل کریں۔

6: تورات، زبور، انجیل، انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام، مومنین جنات، صلحائے اہلِ کتاب کی شہادتیں جن کے باعث آپ ﷺ کی رسالت سے انکار حماقت، سفاہت اور عقلی ضلالت کی ایک مثال ہے اور ایسا کرنے والا ابدی خسارے کا حق دار بن گیا ہے۔

7: ابرہہ اور اس کی فوج کی خرقِ عادت شکست جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی فجرِ محمدی ﷺ کے طلوع کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

8: اس میں عبرت کا پہلو یہ ہے کہ نبوتِ محمدیہ ﷺ پر قلب وجان سے یقینی ایمان لانا واجب ہے اور آپ ﷺ کی اتباع، آپ ﷺ کی تعظیم اور مال وجان اور اہل وعیال سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت

عام الفیل کے ماہِ ربیع الاول جسے ربیع الانوار بھی کہا جاتا ہے کی بارہ کو پیر کی رات نبوتِ محمدی ﷺ کی فجر طلوع ہوئی۔ اس تاریخ ولادت پر اکثر مؤرخین کا اتفاق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمل قبل الميلاد
والمصاهره قبل الحمل
والوالد قبل الولد
ولكلّ زمانٌ ومكان

بطحائے مکہ کے بیتِ عریق میں عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی نے اپنے لختِ جگر عبد اللہ ذبیح کا نکاح وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب کی صاحبزادی آمنہ سے کر دیا جو سیرت میں نہایت پاک دامن اور صورت میں بڑی خوش خلق عورت تھیں۔

حضرت عبد اللہ کے ذبیح لقب کا قصہ بڑا عجیب وغریب ہے جس کو سن کر کان حظ اٹھاتے اور جس کے ذکر کا دل شوق رکھتے ہیں۔ اس کا مختصراً تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ ہم انوارِ نبوت سے دور نہ ہونے پائیں۔

بنو جرہم نے اپنے ظلم وشکست کے بعد مکہ چھوڑتے وقت زمزم کا کنواں پاٹ دیا تھا۔ ایسا انہوں نے اپنے دشمن سے بدلہ کی غرض سے کیا تھا جنہوں نے ان سے جنگ کر کے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ چنانچہ شیبہ الحمد عبد المطلب کے عہد تک بئرِ زمزم بے نشان ہی رہا۔ بالآخر خواب میں انہیں بئرِ زمزم کا مقام بتایا گیا۔ لہٰذا انہوں نے اس کی دوبارہ کھدائی کا کام شروع کیا جس سے قریش نے ان کو منع کر دیا۔ اس وقت حارث کے علاوہ عبد المطلب کا کوئی بیٹا نہیں تھا جو اس مقصد تک پہنچنے میں ان کی مدد کرتا۔ چنانچہ عبد المطلب نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ اگر ان کو دس بیٹے عطا کریں جو ان کی حفاظت اور اعانت کریں تو ایک بیٹے کو وہ ذبح کر دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دس بیٹے عطا فرمائے تو انہوں نے اپنی نذر پوری کرنے کا ارادہ کیا اور بیٹوں میں قرعہ ڈالا جو عبد اللہ کے نام نکل آیا۔ چنانچہ انہوں نے کعبہ کے پاس عبد اللہ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا مگر قریش نے ان کو روک دیا اور مشورہ دیا کہ وہ مدینہ میں کسی عرافہ سے اس مسئلے کی بابت دریافت کریں جو بیٹے کو ذبح کرنے سے متعلق بتائے گی۔ اس عرافہ نے عبد المطلب سے کہا کہ آپ دس اونٹ کھڑے کریں، ان کے نزدیک ایک شخص کی دیت دس اونٹ تھے، اور عبد اللہ اور اونٹوں کے نام قرعہ ڈالیں۔ قرعہ اگر عبد اللہ کے نام پر نکلا تو دس اونٹوں کا مزید اضافہ کر دیں اور اگر اونٹ کے نام نکل آیا تو اس کو عبد اللہ کی جگہ پر ذبح کر دیں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے اور تمہارے بیٹے کو نجات دیں گے۔ چنانچہ قریش کعبے میں جمع ہو گئے۔ اونٹوں کو اور قرعہ انداز کو لایا گیا جب کہ عبد المطلب کعبہ کے ساتھ ہی ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دُعا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررہے تھے اور قرعہ اندازنام نکال رہا تھا۔ جب بھی عبداللہ کا نام آتا وہ دس اونٹ مزید شامل کرتے جاتے حتی کہ اونٹوں کی تعداد سوتک پہنچ گئی۔ ہر دفعہ عبدالمطلب کعبہ کے قریب ہبل کے پاس کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے۔ قریش کے ایک آدمی نے کہا: عبدالمطلب آپ کے ربّ کی رضا مکمل ہوچکی ہے۔ مگر عبدالمطلب نے کہا: قرعہ انداز تین مرتبہ مزید نام ڈالے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور ہر دفعہ اونٹ ہی کا نام نکل آیا۔ تب جاکر عبدالمطلب راضی ہوئے۔ اونٹوں کو ذبح کرکے وہیں رکھ دیا گیا جن سے کسی انسان اور حیوان کو نہیں روکا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کو نجات دلائی الحمدللہ۔ عبدالمطلب کے یہ بیٹے جناب عبداللہ ہی تھے جو رسول اللہ ﷺ کے والدِ گرامی ہیں۔ عبداللہ کے ذبیح لقب ہونے کا سبب یہی واقعہ ہے۔ عبدالمطلب کو آپ دیگر تمام بیٹوں سے زیادہ محبوب تھے۔ اس عجیب حادثے نے ان کی محبت میں اور اضافہ کردیا۔

اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو بئرِ زمزم کی دوبارہ کھدائی کا اعزاز بھی بخش دیا اور قریش نے اس کھدائی میں آپ کی دوبارہ موافقت کی۔ یہ موافقت بھی عبدالمطلب کے حق میں ایک نشانی تھی کیونکہ قریش نے جب آپ کو کنواں کھودنے سے منع کیا اور آپ نے اس سے انکار کردیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنا فیصلہ چکانے ایک کاہنہ کے پاس جاتے ہیں جو بنوسعد سے تعلق رکھتی تھی اور شام کے علاقہ میں رہتی تھی۔ چنانچہ وہ اس کی جانب چل دیئے۔ سفر کے دوران راستے میں انہیں پانی ختم ہونے کی وجہ سے شدید پیاس کا احساس ہوا حتی کہ وہ ہلاک ہونے کے قریب ہوگئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے عبدالمطلب کی اونٹنی کے پاؤں کے نیچے سے ایک چشمہ جاری ہوگیا۔ قریش نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ چنانچہ انہوں نے عبدالمطلب کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیا اور اس بات پر راضی ہوگئے کہ زمزم کا کنواں تنہا عبدالمطلب ہی کھودیں گے اور اہلِ مکہ میں سے کوئی دوسرا ان کے ساتھ شریک نہیں ہوگا۔

اسباق ونتائج:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے اسباق ونتائج درج ذیل ہیں:

1: عبدالمطلب کا اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دُعا کرنا جو اس بات کی دلیل ہے کہ مشرکینِ عرب بے دین نہیں تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کو ربّ، خالق، رازق اور مدبر تسلیم کرتے تھے۔ قرآنِ کریم اس پر گواہ ہے۔

2: عبدالمطلب نے وسیلہ وسفارش کے لیے ہبل کے پاس کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور شیطان نے جاہل مسلمانوں کو بھی اس پر لگا رکھا ہے۔ چنانچہ ایک شخص کسی بزرگ کی قبر پر آتا ہے اور عبدالمطلب کی جاہلانہ سنت پر عمل کرتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزرگ کے وسیلہ وسفارش کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے۔

3: اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو بعض کرامات کا اعزاز بخشا تھا مثلاً خواب میں بئرِ زمزم کا دکھانا اور اس کی کھدائی کروانا، ان کی اونٹنی کے پاؤں کے نیچے سے پانی کا جاری ہو جانا، قرعہ کا عبداللہ کی بجائے اونٹ کے نام نکل آنا۔ اگرچہ ظاہراً یہ عبدالمطلب کی کرامتیں ہیں مگر درحقیقت وہ نبوتِ محمدی ﷺ کی بشارتیں ہیں۔

4: قرعہ اندازی کا برابر جاری رہنا حتی کہ اونٹوں کی تعداد سو تک جا پہنچی۔ یہ کسی شخص کی دیت کا ابتدائی تقرر تھا۔ اسلام نے بھی اس کو باقی رکھا ہے۔ چنانچہ ایک مرد کی دیت سو اونٹ اور عورت کی دیت اس سے نصف ہے۔

حمل وولادت

حضرت عبداللہ نے حضرت آمنہ سے نکاح کیا۔ ان کا یہ نکاح آپ کے والدِ گرامی جناب عبدالمطلب نے نذر کی وفا اور ذبح سے نجات کے بعد کرایا تھا۔ حضرت آمنہ کی رخصتی عمل میں آئی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے حاملہ ہوئیں اس وقت حمل اور وضعِ حمل میں نبوت کی چند علامات کا ظہور ہوا جو درج ذیل ہیں:

1: آپ ﷺ کی ولادت شرعی نکاح سے ہوئی ہے جاہلی زنا سے نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے آپ ﷺ کی عصمت ہے جس پر اس کے علاوہ کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

2: آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے حمل کے دوران میں کسی قسم کا ضعف محسوس نہیں کیا جیسا کہ عموماً حاملہ عورتوں کو لاحق ہو جاتا ہے۔

3: حضرت آمنہ نے جب آپ ﷺ کو جنم دیا اس وقت انہوں نے خود سے ایک نور کو نکلتے دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ خالد بن معدان اور اصحاب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أنا دعوة أبي ابراهيم وبشرى عيسىٰ علیہ السلام ورأت أمي حين حملت بي أنه خرج منها نور أضاءت له قصور الشام (البداية والنهاية:2/679مسلسله احاديث الصحيحة:حديث:1545)

”میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ میری والدہ نے میرے حمل کے دوران اپنے سے ایک نور نکلتے دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔“

4: حضرت آمنہ جب آپ ﷺ کے حمل سے تھیں تو ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: ”آپ نے اس امت کے سردار کو اٹھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے۔ چنانچہ جب آپ وضعِ حمل کریں تو کہنا کہ میں اس کو ہر قسم کے شریر حاسد سے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ نور خارج ہوگا جو شام کی سرزمین میں بصریٰ کے محلات کو بھر دے گا۔ چنانچہ اس کا نام محمد رکھنا کیونکہ تورات میں اس کا نام احمد ہے۔ اہلِ ارض وسماء اس کی تعریف بیان کریں گے۔''

5: دیگر بچوں کے برخلاف پیدائشی طور پر آپ ﷺ کا نافہ کٹا ہوا تھا جب کہ دیگر بچوں کا ماؤں سے متصل نافہ بعد میں کاٹا جاتا ہے۔

6: آپ ﷺ پیدائشی مختون تھے یعنی آپ ﷺ کے عضوِ تناسل کا غلاف کٹا ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے عام بچوں کا ختنہ کیا جاتا ہے آپ ﷺ کا ختنہ نہیں کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے عبدالمطلب کو اس پر تعجب ہوا تھا اور اس نے کہا تھا کہ میرے اس بیٹے کی شان بہت بلند ہوگی اور وہ بہت معزز ہوگا۔

7: پتھر کی اس ہنڈیا کا ٹوٹ جانا جسے قریشی عورتوں کی عادت کے مطابق آپ ﷺ پر رکھ دیا گیا تھا۔ وہ دونوں جانب سے ٹوٹ گئی اور آپ ﷺ اس کے نیچے ایک رات بھی نہیں رہے۔ یہ نبوت کی ایک علامت تھی۔

8: ایران میں کسریٰ کے محل کا لرز جانا اور اس کے چودہ کنگوروں کا گر جانا۔

9: فارس کی آگ کا بجھ جانا جو ایک ہزار سال سے بجھنے نہ پائی تھی۔

10: جس گھر میں آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی اس کا نور سے بھر جانا، ستاروں کا آپ ﷺ کو دیکھنا اور آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہو جانا کہ وہ آپ ﷺ پر گر پڑیں گے۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ کی ماں اور دایہ نے دیکھا۔ دونوں نے اس کو بیان کیا ہے جو حق ہے باطل نہیں ہے اور سچ ہے جھوٹ نہیں ہے۔

یہ دس آیات آپ ﷺ کی ولادت سے متعلق ہیں جو آپ ﷺ کی نبوت کا اعلان، آپ ﷺ کے علوِ شان کا اِعلام اور آپ ﷺ کی عظمتِ مرتبہ کی اخبار ہیں۔

آپ ﷺ دارِ مولد میں پیدا ہوئے ہیں جو حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے گھر سے مشہور ہوا۔ آج کل اس جگہ پر پبلک لائبریری ہے۔ یہ عام الفیل تھا یعنی ابرہہ کے حملے اور اس کی شکست کے قریباً پچاس دن کا واقعہ ہے۔ اس کی شکست بھی رسول اللہ ﷺ کے صدقِ نبوت، صحتِ رسالت اور عظمتِ شان پر دلالت کرتی ہے۔

آپ ﷺ اپنے والدِ گرامی حضرت عبداللہ کی وفات کے چند ماہ بعد پیدا ہوئے ہیں کیونکہ وہ تجارت کی غرض سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطین کے علاقے غزہ میں گئے ہوئے تھے جب کہ آپ ﷺ ابھی تک حمل کی صورت میں والدہ کے پیٹ میں تھے۔ وہاں حضرت عبداللہ کے دادا ہاشم کا انتقال ہو گیا مگر عبداللہ وہاں سے واپس پلٹ آئے لیکن واپسی میں راستے پر بیمار ہو گئے۔ چنانچہ بنوعدی بن نجار میں آپ ﷺ کے ننھیال میں قیام کیا اور وہیں مدینہ میں فوت ہو گئے۔ ماضی قریب تک ان کی قبر کی جگہ معلوم تھی مگر اب اس کو پوشیدہ رکھا ہوا ہے کیونکہ جاہل حضرات اس کی زیارت کر کے امن کی سفارش طلب کرتے حتی کہ خود ان ہی سے دُعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں! اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں جہالت کا غلبہ ہے، علمائے کرام کی قلت ہے اور حصولِ علم میں رغبت نہیں ہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے چند اسباق ونتائج کو درج ذیل سطور میں بیان کیا جا رہا ہے:

1: آپ ﷺ کے والدین کریمین کے شرف وعصمت کا بیان ہے جس سے آپ ﷺ کی عظمت ومحبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

2: حمل وولادت سے متعلقہ دس علامتوں کا بیان ہے جو تمام کائنات پر آپ ﷺ کی نبوت وسیادت کو ثابت کرتی ہیں۔

3: تیسری علامت میں یہ واضح اشارہ پایا جاتا ہے کہ مشرق ومغرب میں آپ ﷺ کا دین عام ہو جائے گا اور آپ ﷺ کا پیغام پھیل جائے گا۔

4: آٹھویں نشانی محل کے چودہ کنگوروں کا گر جانا بھی نبوت کی ایک علامت ہے کیونکہ فارس کی سلطنت پر چار سال کے اندر اندر دس بادشاہوں نے حکومت کی ہے اور باقی چار کا اقتدار خلفائے راشدین کے عہد میں مکمل ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی رضاعت

رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کا سب سے پہلا شرف آپ ﷺ کی پاک دامن، پاکباز والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کو حاصل ہوا جنہوں نے علاماتِ نبوت میں سے دیکھا جو بھی دیکھا۔ اس کے بعد ابولہب کی لونڈی ثویبہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا گویا وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں اور باپ کی جہت سے آپ ﷺ کے چچا ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو بنوسعد بن بکر کی ایک عورت حلیمہ بنت ابی ذویب نے اپنی بیٹی شیماء بنت حارث بن عبدالعزی کے ساتھ دودھ پلایا۔ دودھ پلانے کے دوران انہوں نے عجیب نشانیاں ملاحظہ کیں۔ ہم انہی کی بیان کردہ علامات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر کر رہے ہیں جن کا انہوں نے بچشمِ خود مشاہدہ کیا ہے۔

وہ کہتی ہیں: ''میں بنی سعد کی عورتوں میں شیر خواروں کی تلاش میں اپنے خاوند کے ساتھ اپنے شہر سے روانہ ہوئی۔ ہمارا ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا جو ابھی دودھ پیتا تھا۔ یہ قحط کا سال تھا جب ہمارے پاس کوئی شے نہ تھی اور ہم اپنی قمراء نامی گدھی پر سوار تھے۔ ہمارے پاس اپنی ایک کمزور اونٹنی بھی تھی۔ واللہ! وہ ایک قطرہ دودھ بھی نہ دیتی تھی۔ اجمع کے مقام پر ہم رات بھر سو بھی نہ سکے کیونکہ بھوک کی وجہ سے بچہ روتا تھا۔ نہ ہی میری چھاتی میں دودھ تھا جو اس کو پلایا جاتا اور نہ ہی اونٹنی میں کچھ تھا جو اس کو غذا کا کام دیتا البتہ ہم کشائش کی امید رکھتے تھے۔ ہم شیر خوار تلاش کرتے کرتے مکہ میں آ گئے۔ ہم میں سے ہر عورت کو رسول اللہ ﷺ کی پیش کش ہوئی مگر جب، کہا جاتا کہ بچہ یتیم ہے تو عورتیں اس کو اپنانے سے انکار کر دیتیں کیونکہ بچے کے باپ ہی سے ہمیں انعام کی امید ہوتی تھی۔ میری ساتھی تمام عورتوں نے ایک ایک شیر خوار اپنا رکھا تھا۔ جب ہم اپنے وطن کو واپس جانے لگے تو میں نے اپنے خاوند سے کہا: واللہ! مجھے ناگوار محسوس ہوتا ہے کہ میں شیر خوار کے بنا ہی واپس جاؤں۔ میں اس یتیم کے پاس جاتی ہوں اور اس کو اپناتی ہوں۔ اس نے کہا: ''کوئی بات نہیں، قریب ہے اللہ تعالیٰ اس میں ہمیں برکت عنایت فرما دیں۔ چنانچہ میں آپ کو لے آئی کہ اس کے علاوہ کوئی ملا ہی نہ تھا۔ چنانچہ جب میں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کیا اور اپنی گود میں بٹھایا اور اپنی چھاتی اس کی جانب کی تاکہ وہ دودھ پی لے۔ اس نے دودھ پیا حتیٰ کہ خوب سیراب ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی نے بھی دودھ پیا حتیٰ کہ وہ خوب سیراب ہو گیا۔ پھر وہ سو گیا۔ میرا خاوند اونٹنی کے پاس گیا جس کے دودھ بھر آیا تھا۔ اس نے دودھ دوہا، خود بھی پیا اور میں نے بھی اس کے ساتھ ہی پیا حتیٰ کہ ہم خوب سیراب ہو گئے اور ہم نے خیریت کے ساتھ رات گزاری۔ صبح کو میرے خاوند نے مجھ سے کہا: کیا تو جانتی ہے حلیمہ! بلاشبہ تو نے ایک مبارک نسل کو اپنایا ہے۔ میں نے کہا: واللہ! میرا بھی یہ خیال ہے۔ پھر ہم چل دیئے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو گئی اور بچے کو بھی اپنے ساتھ ہی سوار کر دیا۔ واللہ! میں نے اس کے ذریعے اتنا سفر کیا کہ جو گدھوں کے ساتھ ممکن ہی نہیں ہے حتیٰ کہ جب میں اپنی ساتھی عورتوں کے پاس سے گزری تو انہوں نے کہا: ابوذویب کی بیٹی! دیکھ ہم سے بھی تیز رفتار ہو گئی ہے۔ کیا یہ وہ گدھی نہیں ہے جس کے ساتھ تو گھر سے نکلی تھی؟ میں نے ان سے کہا: کیوں نہیں، واللہ! یہ وہی ہے۔ اب اس کی شان ہی عجیب ہے۔ جب ہم بنو سعد کے علاقے میں اپنے گھروں میں پہنچ گئے، میں اس علاقے سے زیادہ قحط زدہ علاقہ نہیں جانتی تھی لیکن شام کے وقت جب چرواہے واپس آ گئے تو میرا ریوڑ خوب دودھ آور ہو جاتا۔ ہم ان کا دودھ دوہا کرتے اور پیا کرتے تھے حالانکہ انسان کو ایک قطرہ دودھ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستیاب نہ ہوتا اور نہ ہی اونٹنی کے تھنوں میں موجود ہوتا حتی کہ ہماری قوم کے مالک اپنے چرواہوں سے کہا کرتے تھے کہ تمہارا بُرا ہو! جہاں حلیمہ کا چرواہا بکریاں چراتا ہے وہاں تم بھی چرایا کرو۔ اس کے باوجود ان کے ریوڑ بھوکے ہی شام کو واپس آتے جن کے تھنوں میں ایک قطرہ بھی دودھ نہ ہوتا اور میرا ریوڑ سیر ہو کر آتا اور خوب دودھ دیتا۔ ہم مسلسل اللہ تعالیٰ کی خیر و برکت کو وصول کرتے رہے حتی کہ دودھ پلانے کے دو سال مکمل ہو گئے۔ اب آپ ﷺ بچے نہیں بلکہ لڑکے معلوم ہوتے تھے۔ ان دو سال میں آپ ﷺ ایک مضبوط لڑکے بن گئے اور ہم آپ ﷺ کی ماں کے پاس لے آئے۔ ہماری خواہش یہ تھی کہ بچہ ہمارے پاس کچھ دیر اور رہتا کیونکہ ہم نے اس کی برکت کو دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی ماں سے کہا: آپ اگر میرے بیٹے کو میرے پاس ہی رہنے دیں تاکہ وہ پرورش پائے کیونکہ میں اس پر مکہ کی وبا سے خوف کھاتی ہوں۔ ہم اس سے یہی باتیں کرتے رہے حتی کہ اس نے بچہ ہمارے ساتھ بھیج دیا۔ واپس آنے کے چند ماہ بعد ہمارے گھروں کے پیچھے اپنے بھائی کے ساتھ وہ ایک ریوڑ میں تھا کہ اچانک اس کا بھائی گھبرایا ہوا ہمارے پاس آیا اور اس نے مجھے اور اپنے باپ سے کہا: میرے قریشی بھائی کو سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمیوں نے پکڑ رکھا ہے اور انہوں نے زمین پر لٹا کر اس کا سینہ چاک کر دیا ہے۔ چنانچہ میں اور اس کا باپ اس جانب کو دوڑ پڑے اور ہم نے دیکھا کہ وہ کھڑا ہے اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کو اپنے ساتھ چمٹایا اور پوچھا: بیٹا کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس دو آدمی آئے ہیں جن پر سفید لباس تھا۔ انہوں نے مجھے لٹا دیا اور میرا پیٹ چاک کر دیا۔ میں نہیں جانتا ہوں وہ کوئی شے تلاش کر رہے تھے۔ اس کے بعد ہم اس کو اپنے خیموں میں لے آئے۔ اس کے باپ نے مجھ سے کہا: حلیمہ! مجھے ڈر ہے اس بچے کے ساتھ کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے پہلے اس کو اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ہم نے اس کو سوار کیا اور اس کی ماں کے پاس آ گئے۔ اس نے کہا: آیا! اتنی جلدی میں کیا بات ہے حالانکہ بچے کو اپنے پاس رکھنے کی تو خواہش مند تھی؟ میں نے کہا: میرے بیٹے کو دشمن آ پہنچے ہیں اور جو وعدہ مجھ پر تھا وہ میں نے پورا کر دیا ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی حادثے کا خوف کھاتی ہوں۔ چنانچہ میں نے اس کو آپ کے حوالے کر دیا ہے جیسے آپ پسند کرتی ہیں۔ اس نے پوچھا: بات کیا ہے؟ مجھے سچ سچ بتلاؤ۔ اس نے مجھ سے اصرار کیا حتی کہ میں نے اس کو بتلا دیا تو اس نے کہا: کیا تجھے اس پر شیطان کا خوف ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: قطعاً نہیں واللہ! شیطان اس پر کوئی راہ نہیں پا سکتا ہے۔ میرا بیٹا عظیم الشان ہے۔ میں اس کے بارے میں تجھے بتلاؤں؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: جب میں اس سے حاملہ تھی تو میں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس نے سرزمینِ شام میں بصریٰ کے محلات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشن کردیا ہے۔ جب میں اس سے حاملہ تھی واللہ! اس سے آسان اور خفیف میں کسی حمل میں نہ تھی اور جب میں نے اس کو جنم دیا تو وہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے تھا اور اس نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھا رکھا تھا۔ لہٰذا یہ خیال چھوڑو اور بھلی بات کہو۔

بنوسعد کی بستی میں اس انداز میں آپ ﷺ کو دودھ پلایا گیا کیونکہ سردارانِ قریش اپنی اولاد کو دیہاتوں میں دودھ پلاتے تھے تاکہ ان کے اجسام سلامت رہیں، ان کی زبانیں فصیح ہو جائیں اور ان کے اعضاء مضبوط بن جائیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے نسب کے شرف کو اور دیہات کی رضاعت کو فخریہ انداز میں بیان فرمایا۔ ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

أنا أعربكم ، أنا قريشي ، واسترضعت في بني سعد بن بكر (البداية والنهاية:2/681)

''میں تم میں سب سے بڑا اعرب ہوں، میں قریشی ہوں، مجھے بنوسعد بن بکر میں دودھ پلایا گیا ہے۔''

اسباق ونتائج:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے درج ذیل اسباق ونتائج ہیں:

1: آپ ﷺ کی رضاعی ماؤں کی تعداد کا بیان ہے کہ وہ تین ہیں: آپ ﷺ کی حقیقی ماں حضرت آمنہ، آپ ﷺ کے چچا کی لونڈی ثویبہ اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا۔

2: آپ ﷺ کی رضاعت کی مدت کا بیان ہے کہ وہ کل دو سال تھے۔ یہی وہ مدت ہے جو اسلام نے برقرار رکھی ہے۔

3: اس خیر وبرکت کا بیان ہے جو حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاندان نے وصول پائی اور جو شرف انہیں حاصل ہوا۔ آپ ﷺ کی رضاعت اور محبت کا جو شرف انہیں حاصل ہوا اس کا اندازہ کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

4: رسول اللہ ﷺ کی محبت سے خیر حاصل ہوتی اور شر دفع ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت کی خوش خبری کے وقت ابولہب کی محبت نے اس کو فائدہ پہنچایا۔ کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ کفر وشرک پر اس کو عذاب دیا جاتا ہے مگر سوموار کے دن اپنی انگلیوں کے درمیان سے پانی چوستا ہے اور یہ دن آپ ﷺ کی ولادت کا دن ہے۔

5: جو شخص ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے دودھ پلائی مدت اسلام نے مکمل دو سال تک مقرر کر رکھی ہے۔

6: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ کو اِلقائے وحی کے لیے شقِ صدر کے ساتھ نزغِ شیطان سے محفوظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے چنانچہ وہ جگہ ہی نہ رہنے دی جس میں شیطان وسوسہ ڈال سکتا ہے۔

7: نبوت کی ان علامات کا بیان ہے جو آپ ﷺ کی والدۂ ماجدہ نے حمل کے دوران اور وضعِ حمل کے وقت ملاحظہ فرمائیں۔

8: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جو خیر عنایت فرمائیں، اس پر فخر کے جواز کا بیان ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ خیر و فضل والے منعمِ حقیقی کا شکر گزار بھی رہنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی پرورش و پرداخت

رسول اللہ ﷺ اپنی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے واپس آ گئے تاکہ ان کی حقیقی ماں حضرت آمنہ آپ ﷺ کی کفالت کر سکیں اور آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب آپ کی دیکھ بھال کر سکیں۔ گویا آپ ﷺ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ آپ ﷺ کی پہلی کفیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ وہ آپ ﷺ کو لے کر یثرب آئیں تاکہ بنو عدی بن نجار میں آپ ﷺ اپنے خالہ زادوں سے مل سکیں۔ وہ آپ ﷺ کے والد گرامی کے خالہ زاد تھے لہٰذا باپ کی خالہ بیٹے کی خالہ ہی ہوتی ہے۔ عبداللہ کے والد عبدالمطلب کی ماں سلمیٰ بنت عمرو قبیلۂ نجار ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ مکہ سے واپس آتے وقت حضرت آمنہ جب ابواء کے مقام پر پہنچیں تو بیمار ہو گئیں اور وہیں انتقال کر گئیں۔ محمد ﷺ ابھی تک ایک نوخیز لڑکے ہی تھے چنانچہ انہیں آپ ﷺ کے والدِ گرامی کی خادمہ امِ ایمن برکت رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ لے کر آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے محبوب ہیں۔ چنانچہ امِ ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مکہ آ گئیں اور دادا عبدالمطلب کے حوالے کر دیا جنہوں نے آپ ﷺ کی کفالت کی گویا عبدالمطلب آپ ﷺ کے دوسرے کفیل ہیں۔ نوجوان لڑکے محمد ﷺ نے اپنے دادا کی کفالت سے جو اِجلال و تکریم پایا اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کو ناپا جا سکتا ہے۔

آپ ﷺ کے رحم دل کفیل اور باوقار دادا کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک 8 سال تھی۔ عبدالمطلب کی خصوصی وصیت کے مطابق آپ ﷺ کی پرورش ابوطالب نے کرنا تھی جو آپ ﷺ کے والدِ گرامی کے سگے بھائی تھے۔ ابوطالب گویا رسول اللہ ﷺ کے تیسرے کفیل ہیں۔ سنِ بلوغت تک وہ آپ ﷺ کی کفالت کرتے رہے اور آپ ﷺ کو کبھی نہ چھوڑا اور نہ ہی کسی قریب یا بعید کے حوالے کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے نبوتِ عظیمہ کے گیارہویں سال انہیں بھی اپنے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا بھیجا۔ صد افسوس!! ابو طالب دینِ اسلام پر فوت نہ ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی تھا کہ وہ غیر مسلم ہی فوت ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی شخص ردّ نہیں کر سکتا ہے۔

اسباق ونتائج:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل اسباق ونتائج ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کے یتیم ہونے کا بیان ہے کیونکہ ابھی آپ ﷺ حمل میں تھے کہ والدِ گرامی کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ کی والدۂ ماجدہ نے وفات پائی حالانکہ ابھی آپ ﷺ کی عمرِ مبارک چھ سال تھی۔ قرآنِ کریم میں آتا ہے:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾ (الضحیٰ:6)

''کیا اُس نے آپ کو یتیم پا کر ٹھکانہ نہیں دیا؟''

2: ان حضرات کے شرف کا بیان ہے جنہوں نے ایامِ طفولیت میں آپ ﷺ کی کفالت کا فرض سرانجام دیا۔

3: امِ ایمن رضی اللہ عنہا کے شرف کا بیان ہے جنہوں نے آپ ﷺ کی والدہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی حضانت کا کام کیا۔

4: قضا وقدر کے عقیدے کا بیان ہے کہ خوش بخت وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں خوش بخت ہے اور بد بخت وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بد بخت ہے کیونکہ جو ہونے والا تھا اس کی قلمیں اٹھا دی گئیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

5: اس حقیقت کا بیان ہے کہ نیکی کا کام کرنے والا اپنی نیکی کا بدلہ پاتا ہے کیونکہ ابو طالب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کفر پر موت کی وجہ سے وہ جہنم میں ہے اور یہ بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے عذاب ہلکا کر دیا گیا ہے کیونکہ اس نے مکہ مکرمہ میں اپنی تمام زندگی رسول اللہ ﷺ کی اِعانت وحمایت میں گزاری ہے۔

نبوت سے قبل کمالاتِ محمدی ﷺ کے مظاہر

ایامِ طفولیت سے لے کر یومِ بعثت کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ کا جو عرصہ گزارا، وہ کمالاتِ محمدی کے مظاہر سے کثیر انداز میں بھرا ہوا ہے۔ وہ تمام کے تمام مظاہر آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں اور آپ ﷺ کے کمالات کی علامتیں۔ ہم قارئینِ کرام کے سامنے ان میں سے چند مثالیں پیش کر رہے ہیں تا کہ آپ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ پر ایمان کے یقین میں اضافہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مظہر:

ان مظاہرِ کمالیہ میں سے پہلا مظہر آپ ﷺ کے روئے مبارک سے بارانِ رحمت کی طلب ہے۔اس وقت تک آپ ﷺ ابھی بچے تھے اور بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنی مختصر میں ذکر کیا ہے کہ ابن عساکر نے جلصمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''میں مکہ آیا۔لوگ قحط سے دوچار تھے۔قریش نے کہا: ابوطالب! وادی قحط کا شکار ہے اور بال بچے کال کی زد میں ہیں۔آپ چلیے بارش کی دُعا کیجئے۔ابوطالب اپنے ساتھ ایک بچہ لے کر برآمد ہوئے۔بچہ ابرآلود سورج معلوم ہوتا تھا جس سے گھنا بادل ابھی ابھی چھٹا ہو۔اس کے اردگرد اور بچے بھی تھے۔ ابوطالب نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک دی۔بچے نے ان کی انگلی پکڑ رکھی تھی۔اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نہ تھا۔ناگہاں ادھر ادھر سے بادل کی آمد شروع ہوگئی اور ایسی موسلادھار بارش ہوئی کہ وادی میں سیلاب آگیا اور شہر و بیاباں شاداب ہوگئے۔اسی واقعے کی بابت ابوطالب نے کہا تھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

ترجمہ: ''وہ خوبصورت ہیں۔ان کے رخِ زیبا سے بارش کا فیضان طلب کیا جاتا ہے۔یتیموں کے ماویٰ ہیں اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے رسول اللہ ﷺ پر یہ ایک انعام ہے جو مظاہرِ کمال کا ایک مظہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کو اِلہام کیا کہ وہ اس بچے کے طفیل بارش طلب کریں حالانکہ وہ ابھی تک بچے تھے۔چنانچہ وہ اس کو پکڑ کر کعبہ میں لاتے ہیں اور اپنے سامنے بلند کر کے بچے کی پیٹھ کو دیوارِ کعبہ کے ساتھ لگا دیتے ہیں اور بزبانِ حال یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ! ہم پر بارش نازل فرمائیں! ہم نے اس بچے کو آپ کی جناب میں وسیلہ بنایا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی حتیٰ کہ وادیاں بہہ پڑیں اور زمینیں سیراب ہوگئیں۔گویا یہ بھی طلوعِ نبوت کی ایک علامت ہے۔

نتیجہ:

کمالاتِ محمدی ﷺ کے اس مظہر کے مطالعے سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ نبوتِ محمدی ﷺ کی تاکید و توثیق ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد حبِ نبوی ﷺ اور آپ ﷺ سے قلبی تعلق میں اضافہ ہوتا ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک آدمی کو اپنی ذات سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد محبوب جس کا ترک کرنا پسند کرتے ہیں محب اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس انداز سے عقیدہ و عبادت اور اَخلاق و ادب میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع مکمل ہو جاتی ہے۔ محبوب کے ساتھ یہی تعلق قیامت کی وحشت اور دنیا و آخرت میں نجات و کامرانی کا راستہ ہے اور یہی طلبگارانِ صادقین کا مقصدِ حیات بھی ہے۔

دوسرا مظہر:

کمالِ محمدی ﷺ کا دوسرا مظہر یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ستر کبھی نہیں کھلا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ تعمیرِ کعبہ کے لیے قریش کے دیگر افراد کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے تہ بند اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے تاکہ پتھروں کی تکلیف سے محفوظ رہیں جب کہ آپ ﷺ ننگے کندھوں ہی پتھر ڈھو رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر کہا: اپنے تہ بند کو کندھے پر رکھ لو تاکہ تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا جس سے آپ ﷺ کا ستر ظاہر ہو گیا اور آپ ﷺ اپنے چہرے کے بل زمین پر گر گئے۔ چنانچہ ایک آواز آئی: اپنا ستر چھپاؤ۔ یہ فرشتہ تھا اس کے بعد آپ ﷺ کا ستر کبھی نہیں دیکھا گیا۔

نتیجہ:

اس مظہر کے نتائج درج ذیل ہیں:

1: جو کام رسول اللہ ﷺ کے مقامِ رفیع اور مرتبۂ عظیم کے شایانِ شان نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اس سے حفاظت فرمائی ہے۔

2: اسلام نے بلا ضرورت ستر کے اظہار سے منع کر دیا اور اس کو حرام قرار دیا ہے۔

3: خیر و معروف کے امور میں رسول اللہ ﷺ کا اپنی قوم کے ساتھ تعاون کا بیان ہے جو آپ ﷺ کے ذاتی، روحانی اور اخلاقی کمالات کا مظہر ہے۔

تیسرا مظہر:

باطل کی تمام اَنواع مثلاً موسیقی، شراب نوشی، قمار بازی، بت پرستی اور غفلت کے دیگر امور کو، جن میں قریش کے نوجوان اور بڑے لوگ مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ناپسندیدہ بنا دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے خود ہی فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لما نشأت بُغضت اليّ الاوثان وبغض اليّ الشعر ، ولم اهمّ بشيء مما كانت الجاهلية تفعله الا مرتين ، كل ذلك يحول الله تعالىٰ بيني وبين ما اريد من ذلك ، ثم ما هممت بسوء بعدهما حتى اكرمني الله برسالته . قلت ليلة لغلام كان يرعى معي : لو ابصرت لي غنمي حتى ادخل مكة فاسمر كما يسمر الشباب فخرجت حتى جئت اول دارمن مكة اسمع عزفًا بالدفوف والمزامير لعرس كان لبعضهم فجلست لذلك فضرب الله على اذني فمنت فما ايقظني الا حرّ الشمس ، ولم اقض شيئًا ثم عراني مثل ذلك مرة اخرى (حاکم،قرطبی:56/16)

"مجھے ابتداء ہی سے بت پرستی اور شعر گوئی پسند نہ تھی۔ اہلِ جاہلیت جو کام کرتے تھے دو دفعہ کے علاوہ مجھے ان کا خیال کبھی نہیں گزرا مگر ان میں سے ہر دفعہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کام کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی اور اس کے بعد کبھی مجھے اس کا خیال نہیں آیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی پیغمبری سے مشرف فرما دیا۔ جو لڑکا میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا ایک رات میں نے اس سے کہا: کیوں نہ تم میری بکریاں دیکھو اور میں مکہ جا کر دیگر نوجوانوں کی مانند شبانہ قصہ گوئی کی محفل میں شرکت کروں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ اس کے بعد میں نکل پڑا اور ابھی مکہ کے پہلے گھر کے پاس ہی پہنچا تھا کہ مجھے کسی کے ہاں شادی کے دف اور باجوں کی آواز سنائی دی۔ میں وہاں سننے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا کان بند کر دیا اور میں سو گیا اور مجھے سورج کی تمازت کے علاوہ کسی چیز نے بیدار نہ کیا۔ اس کے بعد دو بار میرے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔"

نتائج:

بعثت سے قبل کمالِ محمدی ﷺ کے اس مظہر میں درج ذیل نتائج ہیں:

1: اللہ تعالیٰ نے اس امر سے اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمائی ہے جو آپ ﷺ کے مقامِ رفیع اور علوِ مرتبت کے لائق نہیں تھا۔

2: دیہات میں آپ ﷺ کے بکریاں چرانے کا بیان ہے جو آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی ہے۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ

''کوئی ایسا نبی نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔''

پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی ایسے نہیں ہیں؟'' فرمایا:

نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ (بخاری:2262)

''میں بھی ایسا نہیں ہوں میں بھی چند قیراط کے عوض اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

3: انبیائے کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں حکمت یہ تھی کہ رحمت، نرمی اور شفقت کے ساتھ انسانی تربیت کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں تیار کریں کیونکہ بھیڑ بکریوں کا ریوڑ اونٹ گائے سے زیادہ کمزور ہے جو نرمی کا زیادہ محتاج ہوتا ہے اور انسان اس سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت میں سختی اور شدت کی بہ نسبت نرمی اور شفقت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

چوتھا مظہر:

ایک بہت بڑے اختلاف میں قریش کے مابین آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا جو قریب تھا کہ جنگ وجدل کی صورت اختیار کر جاتا۔ واقعہ یہ ہے کہ سیلاب کی طغیانی سے کعبہ میں پانی بھر گیا جس نے کعبہ کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اور اس کی دیواریں گرنے کے قریب تھیں۔ چنانچہ قریش نے ایک طویل مشاورت کے بعد یہ طے کیا کہ تخریب کے بعد کعبہ کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا مگر قریش کو یہ خوف لاحق تھا کہ کعبہ کو کوئی گزند پہنچے خصوصاً اس کے گر پڑنے یا دوبارہ تعمیر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی جناب سے کوئی عذاب ہی ان پر نازل نہ ہو۔ وہ اللہ جو کعبہ کا مالک ہے اور ہر منصوبے سے کعبہ کا محافظ ہے۔ بحث ونظر کے بعد جب حلال کمائی سے اس کے لیے ہر طرح سے تیاری ہو چکی تھی انہوں نے کعبہ کو گرا کر از سرِ نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ بیت اللہ کی دیواروں کو مختلف قبائل میں تقسیم کر دیا گیا جنہوں نے گرانے اور تعمیر کرنے کا آغاز کر دیا۔ جب کعبہ کی دیواریں بلند ہو گئیں اور حجرِ اَسود کے نصب کرنے کا مقام آیا تو ان کے مابین اس بات پر اختلاف رونما ہو گیا کہ حجرِ اَسود کو نصب کرنے کا شرف کون حاصل کرے گا؟ حجرِ اَسود کو رکنِ یمانی کے مشرقی جانب نصب کیا جانا تھا۔ اس پر ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ شروع ہو گیا۔ قریب ہی تھا کہ ان کے درمیان جنگ ہو جاتی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ الہام کیا کہ جو شخص سب سے قبل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب صفا سے داخل ہوگا اس سے فیصلہ کرائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے انتظار کیا حتی کہ انہوں نے آپ ﷺ کو آتا دیکھ کر کہا:

هذا محمد الامين رضينا به حكما

"یہ محمد ﷺ ہیں جو امین ہیں۔ ہم انہیں منصف بنانے پر راضی ہیں۔"

عملاً وہ اپنے درمیان آپ ﷺ کے فیصلہ کرنے پر خوش ہوگئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک چادر بچھانے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو اس میں اٹھا کر رکھا اور قبائلِ قریش کے معتبر افراد سے کہا کہ ہر قبیلے کا سردار اس چادر کا ایک کنارہ پکڑ کر اٹھائے گا۔ جب انہوں نے حجرِ اسود کو اس کی جگہ کے برابر پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند کیا اور حجرِ اسود کو اس کے مقام پر نصب کر دیا۔ اس فیصلے سے قریش کا خون بہتے بہتے رُک گیا اور قریش کے قبائل میں محبت و اُلفت واپس آگئی۔ آپ ﷺ کا یہ فیصلہ نبوت و رسالت سے قبل کے محمدی کمالات کا عظیم ترین مظہر ہے۔

نتائج:

کمالِ محمدی ﷺ کے اس مظہر سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

1: قریش کا بیان کردہ یہ وصف بھی کمالِ محمدی ﷺ کی ایک دلیل ہے کہ آپ ﷺ امین ہیں۔ گویا مال، عصمت، قول یا فعل کی خیانت میں آپ ﷺ معروف نہ تھے۔

2: آپ ﷺ کے حسنِ سیاست کا بیان ہے جس کے سبب قریش کا خون بہتے بہتے رہ گیا جو قریب تھا کہ اختلاف کی شدت سے بہہ ہی پڑتا۔

3: آپ ﷺ کے فیصلے پر قریش کے تمام قبائل کی رضامندی میں شرفِ محمد ﷺ کا اظہار ہے۔ علاوہ ازیں ان کی اکثریت کی جانب سے آپ ﷺ کی نبوت کے انکار اور آپ ﷺ کی رسالت پر اعتراض کے خلاف ایک حجت بھی قائم ہو جاتی ہے۔ وہ آپ ﷺ کے نقائص کے لیے تہمت تراشی کرتے تھے حالانکہ آپ ﷺ مطلقاً ایک کامل ترین ہستی ہیں۔

پانچواں مظہر:

بحیرہ راہب کا آپ ﷺ کے کمال و نبوت کا اعتراف کرنا اور آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کو وصیت کرنا کمالِ محمدی ﷺ کا پانچواں مظہر ہے۔ قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عمرِ مبارک کے قریباً بارھویں سال میں تھے جب آپ ﷺ کے چچا اور کفیل ابوطالب نے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام کے سفر کا ارادہ کیا۔ ابوطالب پر گراں گزرا کہ وہ محمد ﷺ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے چھوڑ جائیں کیونکہ وہ دل سے آپ ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے۔

ایسے ہی محمد ﷺ پر بھی شاق تھا کہ آپ کے چچا انہیں پیچھے چھوڑ جائیں چنانچہ آپ ﷺ کا ساتھ جانا متعین ہو گیا اور ابوطالب نے آپ ﷺ کو ساتھ لے کر دیارِ ثمود اور بلادِ مدین کے راستے شام کا سفر کیا اور شام میں بصریٰ کے قریب پہنچ کر بحیرہ راہب کے ایک گرجا کے پاس ہی جا پڑاؤ کیا۔ وہ عیسائیت اور پہلی کتابوں کا عالم اور اس صوبے میں علم و فضل کا چشمہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اس نے اپنے گرجا سے قافلۂ قریش کو اپنی جانب آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے درمیان میں ایک لڑکا ہے جس پر سورج سے بادل کا ٹکڑا سایہ کر رہا ہے۔ جب قافلہ پڑاؤ کے لیے رک گیا تو اس نے دیکھا کہ بادل بھی لڑکے کے سر کے اوپر ٹھہر گیا ہے جو سورج کی دھوپ سے اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ پہچان گیا کہ لڑکا بڑی شان والا ہے۔ اس کی عظمتِ شان کی پہچان کے لیے وہ کیسے اس کے ساتھ ملاقات اور باتیں کر سکتا ہے؟ ایک ہی طریقہ تھا لہٰذا راہب نے قافلے کو رات کے کھانے پینے کے لیے دعوت کے نام پر بلا بھیجا۔ تردّد کے بعد قافلے نے دعوت کو قبول کیا اور یہ سوال کیا کہ دیگر کئی قافلوں کو اس قسم کی دعوت کا شرف نہیں دیا جاتا؟ بحیرہ نے انہیں جواب دیا کہ دعوت سے اس کا مقصد ان کا اکرام اور ان کے احوال کی پہچان ہے۔

جب کھانا حاضر ہو گیا اور لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو بحیرہ نے وہ لڑکا نہ پایا جس پر بادل کے ٹکڑے کو سایہ کرتے اس نے دیکھا تھا۔ اس نے تعجب کیا اور پوچھا: تمہارے قافلہ کا کوئی شخص پیچھے تو نہیں رہ گیا؟ انہوں نے کہا: نہیں! بحیرہ نے کہا: کیوں نہیں! وہ لڑکا کہاں ہے جو تمہارے ساتھ تھا؟ چنانچہ وہ اس کو لے آئے۔ وہ قریش کے بڑے بڑوں کے ساتھ کھانے میں کم سنی اور حیاداری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا اور اپنے چچا کے ساز و سامان کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ چنانچہ جب وہ آ گیا اور بیٹھ گیا تو بحیرہ اسے بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ جب لوگ واپس چلے گئے تو بحیرہ محمد ﷺ کے پاس آیا اور کہا: لڑکے! میں لات و عزیٰ کی قسم دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ عرب عموماً قسم میں یہی کہا کرتے تھے کہ میں تجھ سے جو سوال کروں تو مجھے اس کا جواب دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

لا تسألنی باللات والعزیٰ فواللہ ما ابغض شیئًا قط بغضھما

”آپ مجھ سے لات و عزیٰ کے نام پر سوال نہ کریں۔ واللہ! میں ان سے زیادہ کسی شے کو ناپسند نہیں کرتا ہوں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: میں اللہ کی قسم دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جو میں سوال کروں گا تو اس کا جواب دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کرو سوال؟ چنانچہ بحیرہ آپ ﷺ کی نیند، ہیئت اور دیگر امور سے متعلق سوالات کر رہا تھا اور آپ ﷺ اسے خبر دیتے جا رہے تھے۔ یہ باتیں ان صفات کے بالکل مطابق تھیں جو بحیرہ نے پہلی کتابوں میں مطالعہ کی تھیں۔ پھر اس نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دیکھا اور دونوں کندھوں کے درمیان میں مہرِ نبوت کو ملاحظہ کیا جو سینگی کے نشان کی مانند تھی۔

اس کے بعد بحیرہ راہب نے ابو طالب سے پوچھا۔ انہوں نے بھی جواب دیا۔ چنانچہ اس کو معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ وہ نبی ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ اس نے ابو طالب سے آپ ﷺ کو گھر واپس بھیج دینے کا مشورہ دیا کیونکہ یہود سے خوف تھا کہ جب وہ آپ ﷺ کو دیکھیں گے اور پہچان جائیں گے تو کہیں آپ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ چنانچہ ابو طالب نے جلدی سے اپنی تجارت کا کام پورا کیا اور اپنے بھتیجے کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

نتائج:

کمالِ محمدی ﷺ کے اس مظہر سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو طالب کی شدید محبت کا بیان ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ پر بادل کا سایہ ایک علامت تھی۔

3: بحیرہ راہب کی شہادت سے نبوتِ محمدی ﷺ کا اِثبات ہوتا ہے۔

4: رسول اللہ ﷺ بعثت سے قبل بھی شرک سے پاک تھے کیونکہ آپ ﷺ کو لات وعزیٰ کی قسم بہت زیادہ ناگوار ہوئی۔

5: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھانے کی حرمت کا بیان ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔

چھٹا مظہر:

کمالِ محمدی ﷺ کا چھٹا مظہر رسول اللہ ﷺ کی حِلف الفضول میں شرکت ہے۔ حِلف الفضول کا واقعہ حربِ فجار کے بعد پیش آیا۔ فجار وہ جنگ تھی جس میں فریقین نے ماہِ حرم کی حرمت کو پامال کیا تھا۔ اس جنگ میں ایک جانب کنانہ اور قریش تھے جب کہ دوسری جانب قیس تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قیس کے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا تو انہوں نے اپنے حلیف قبائل کو جنگ کے لیے بلایا اور جب اس فاجرہ خاسرہ جنگ کا اختتام ہوا کیونکہ اس کا تعلق جاہلیت کے عمل سے تھا تو قریش نے حلف الفضول کے لیے بُلا بھیجا۔ حلف الفضول کا سبب یہ تھا کہ یمن کے شہر زبید سے ایک آدمی مکہ میں اپنا سامانِ تجارت لایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا سارا سامان عاص بن وائل نے خریدا۔ وہ مکہ میں چونکہ صاحبِ حیثیت اور بااختیار رئیس تھا چنانچہ اس نے زبیدی کو مال کی قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ زبیدی نے ہر انداز سے اپنے حق کا مطالبہ کیا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس نے قریش کے قبائل بنو عبدالدار، بنو مخزوم، بنو جمح، بنو سہم اور بنو عدی سے عاص کے خلاف اپنا حق طلب کرنے کے لیے مدد مانگی مگر انہوں نے عاص کے خلاف اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر اس نے کعبہ سے ملحق پہاڑ ابوقبیس پر چڑھ کر چند اشعار پڑھے جن میں اس نے اپنے ستم رسیدہ ہونے کا تذکرہ کیا۔ یہ سنتے ہی زبیر بن عبدالمطلب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ شخص بے یار و مددگار کیوں ہے؟ چنانچہ بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو تیم کے تمام قبائل عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان میں شامل تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک بیس سال تھی۔ عبداللہ بن جدعان نے ان کی دعوت کا اہتمام کیا اور انہوں نے وہاں حرمت کے مہینے ذی قعدہ میں ایک معاہدہ کیا اور خدا کی قسم اٹھا کر بیک زبان کہا کہ وہ سب مظلوم کی مدد کے لیے ظالم کے خلاف ایک ہاتھ کی مانند متحد رہیں گے اور مظلوم کی حق رسی تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اسی معاہدے کو قریش نے حلف الفضول کا نام دیا کیونکہ قریش نے یہ معاہدہ کر کے افضل ترین کام کا ثبوت دیا تھا۔ پھر وہ سب مل کر عاص بن وائل کے پاس گئے اور اس سے زبیدی کو اس کا حق دلایا۔ اس پر زبیر بن عبدالمطلب نے یہ اشعار کہے تھے:

ان الفضول تحالفوا وتعاقدوا ‏ الا یقیم ببطن مکة ظالم

امر علیه تواقفوا وتعاقدوا ‏ فالجار والمعتر فیهم سالم

"حلف الفضول کے شرکاء نے قسم اٹھا کر معاہدہ کیا ہے کہ آج کے بعد کوئی ظالم مکہ میں نہیں ٹھہر سکے گا۔ اس بات پر سب نے بالاتفاق عہد کیا ہے چنانچہ ان میں ہمسایہ اور مہمان کے لیے سلامتی ہے۔"

طلحہ بن عبداللہ بن عوف الزہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اس معاہدے کے متعلق) فرمایا تھا:

لقد شهدت في دار عبدالله بن جدعان حلفاً ما أحب أن لي به حمر النعم ولو دعي به في الاسلام لأجبت (البداية والنهاية: 2/698)

"میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک ایسے معاہدے میں شرکت کی ہے کہ مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اسلام میں اگر مجھے اس قسم کی دعوت دی جائے گی تو میں اس کو ضرور قبول کروں گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عبداللہ بن جدعان وہ ہے جو حج کے ایام میں ایک ہزار چادریں پہنایا کرتا تھا اور ایک ہزار اونٹ ذبح کرتا تھا۔ اسی کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! عبداللہ بن جدعان بھوکوں کو کھانا کھلاتا اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا تھا۔ کیا اس کو قیامت کے دن اس کا فائدہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا لِاَنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا قَطُّ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ (مسلم:518، مسند احمد:25404 صحیح ابن حبان:331)

''نہیں! اس نے تمام عمر کے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے رب! قیامت کے دن میرے گناہ معاف کر دینا۔''

نتائج:

کمالِ محمدی ﷺ کے اس مظہر کے نتائج مختصراً درج ذیل ہیں:

1: اہلِ جاہلیت کو گناہ کا اور اس کی کراہیت کا شعور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جس جنگ میں انہوں نے ماہِ حرم کی حرمت کو پامال کیا اس کا نام انہوں نے حربِ فجار رکھا تھا۔ یہ فجور سے فِعال کے وزن پر ہے۔ باہم مل کر جب فجور کا ارتکاب ہوگا اس وقت فاعل کے باب سے فِعال کا وزن آئے گا جیسے قاتل کا مصدر قِتال آتا ہے۔

2: عاص بن وائل کے ظلم وطغیان کا بیان ہے۔ یہی وہ شخص ہے جو دعوتِ اسلام کے سامنے کھڑا ہو گیا اور جنگ کرتا رہا حتی کہ اس کو موت نے آ پکڑا اور وہ جہنم رسید ہو گیا۔

3: زبیر بن عبدالمطلب کی مروت کا بیان ہے کیونکہ حلف الفضول کے انعقاد کا اور حقِ زبیدی کے اِعادہ کا محرک وہی شخص ہے۔

4: بنو ہاشم کی دیگر قبائل پر فضیلت کا بیان ہے مگر ان کے لیے یہی شرف وفخر کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تعلق انہی کے ساتھ ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ کی حلف الفضول میں شرکت اور اس پر مفاخرت سے کمالِ محمدی ﷺ میں مزید تاکید وتوثیق ہو جاتی ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بالکل صحیح ثابت ہے: ''میں عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک ایسے معاہدے میں شریک ہوا ہوں کہ مجھے اس کے عوض میں سرخ اونٹ بھی پسند نہیں ہیں۔ اسلام میں مجھے اگر اس قسم کی دعوت دی جائے گی تو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور قبول کروں گا۔''

6: جب کوئی شخص مشرک بن کر فوت ہو اس کے نیک اعمال اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عبداللہ بن جدعان کے متعلق فرمایا تھا: ''اس نے زندگی میں ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا کہ یا اللہ! قیامت کے دن میرے گناہ معاف کر دینا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اعمالِ صالح فائدہ نہیں دیں گے کیونکہ اس کی موت کفر وشرک پر ہوئی تھی۔

ساتواں مظہر:

کمالاتِ محمدی ﷺ کا ساتواں مظہر یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لیے پسندیدگی کا اظہار کیا اور آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمرِ مبارک بیس سال سے متجاوز ہوگئی، آپ ﷺ نے حلف الفضول میں شرکت فرمائی اور اس سے قبل حجرِ اسود کی تنصیب میں قریش کے درمیان فیصلہ بھی کیا تھا چنانچہ اب تک آپ ﷺ نسب کے افضل ہونے کے ساتھ ساتھ صدق وامانت اور وفا و عصمت میں بھی مشہور ہو چکے تھے۔ مکہ میں اخلاقِ کریمانہ، کمالاتِ ذاتیہ اور آدابِ عالیہ کی مالک ایک مالدار عورت تھیں جن کا نام خدیجہ بنت خویلد تھا، جن کے پاس کمالاتِ محمدی ﷺ کے مظاہر پہنچ چکے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے مال سے تجارت کرنے کی آپ ﷺ کو پیش کش کر دی تاکہ تجارت میں یہ دخل اندازی آپ ﷺ کو اپنے چچا ابوطالب کی کفالت سے بے نیاز کر دے گی۔ آپ ﷺ نے اس پیش کش کو قبول فرمایا اور تجارتی قافلہ لے کر شام کو روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا میسرہ نامی غلام بھی شریکِ سفر تھا۔ شام کی جانب آپ ﷺ کا یہ دوسرا سفر تھا کیونکہ ابتدائی ایام میں آپ ﷺ نے اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر کیا تھا جس کا تذکرہ کمالاتِ محمدی ﷺ کے چوتھے مظہر میں گزر چکا ہے۔

میسرہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جن علامتوں کا مشاہدہ کیا ان میں اس نے دو فرشتوں کو دیکھا جو آپ ﷺ پر دوپہر کے وقت سورج کی دھوپ سے سایہ کر رہے تھے۔ جیسے ایک دن آپ ﷺ ایک درخت کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے جو کسی راہب کے گرجا کے پاس ہی تھا۔ راہب نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میسرہ سے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ میسرہ نے کہا: یہ اہلِ حرم میں سے قریشی ہیں۔ راہب نے اس کو کہا: اس درخت کے نیچے نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھا کرتا۔ دراصل یہ نبوت کی علامتیں ہیں جو ہر صاحبِ بصیرت اور ذی شعور کے لیے چمک رہی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے ایک دیہاتی نے پہلی دفعہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک دیکھ کر کہا تھا: ''واللہ! یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔''

بہر حال اس تجارت میں رسول اللہ ﷺ کو بہت فائدہ پہنچا جس کا چھٹا حصہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیا گیا مگر اس سے کہیں زیادہ خوش وہ اس بات پر تھیں جو میسرہ غلام نے راہب کی پیشین گوئی اور فرشتوں کے سائبانی کے متعلق آپ کو بتایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کے علاوہ دیگر عورتیں بھی آپ ﷺ میں رغبت رکھتی تھیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک قریباً پچیس سال تھی جب کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت پینتیس سے چالیس سال کے درمیان تھی۔ اس سے قبل انہوں نے ابو ہالہ زرارہ تمیمی سے نکاح کیا تھا بلکہ اس سے بھی پہلے عتیق بن عائذ مخزومی سے آپ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تھی۔ ان سے آپ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی جس کا نام ہند تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہند اور ہالہ دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ بیٹیاں تھیں۔

نکاح کا پیغام:

نکاح کے پیغام کا قصہ درج ذیل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی جانب یہ پیغام بھیجا: میرے چچازاد! آپ ﷺ کے اَخلاقِ حسنہ، صاف گوئی اور قوم میں آپ ﷺ کے شرف و وقار کی بنا پر میں آپ ﷺ میں رغبت رکھتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے خود کو آپ ﷺ سے شادی کے لیے پیش کیا۔ ان دنوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کی عورتوں میں سے نسب میں بہترین، شرف میں عظیم ترین اور مال میں امیر ترین عورت تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی قوم میں سے جس آدمی کے پاس بھی طاقت ہوتی وہ آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا خواہش مند تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے چچا حمزہ اور ابو طالب دونوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والدِ گرامی خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اس کو نکاح کا پیغام دیا چنانچہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیس اونٹ حق مہر ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا وہ پہلی عورت ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور ان کی وفات تک کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ آپ ﷺ کی تمام اولاد انہی کے بطن سے تھی البتہ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی ماں کا نام ماریہ تھا۔

نتائج:

کمالِ محمدی ﷺ کے اس مظہر میں درج ذیل نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ ہم انہیں نکات وار بیان کر رہے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: دو فرشتوں کی رؤیت سے نبوتِ محمدیہ ﷺ کا اِثبات ہے جو سورج سے آپ ﷺ پر سایہ کر رہے تھے۔

2: آپ ﷺ کی نبوت پر راہب کی گواہی ہے۔ یہ ایک عالم کی گواہی ہے اور یہی ایک گواہی کافی ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ کے ذاتی کمالات کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے جس کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے شادی کی رغبت کی۔

4: عورت کی جانب سے کسی مرد کو اپنی رغبت کے اظہار کا جواز ہے جو اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

5: نکاح کے پیغام اور اس میں نیابت کی مشروعیت ہے جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوطالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کے والد کے پاس جا کر نیابت کی تھی۔

6: ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شرف وفضل کا بیان ہے۔ بلاشبہ آپ ﷺ حقیقت میں قریشی عورتوں کی سردار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے سیدنا جبرئیل علیہ السلام ایک عظیم ترین خوشخبری لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ فرمایا:

ان اللہ یقول لک : اقرئ خدیجة منی السلام وبشرھا بقصر فی الجنة من قصب

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ میری جانب سے خدیجہ کو سلام کہیں اور جنت میں سونے کے محل کی انہیں خوشخبری سنا دیں۔''

آفتابِ نبوت کے طلوع کی گھڑی قریب آگئی

رسول اللہ ﷺ اپنی عمرِ مبارک کے چالیسویں سال کو پہنچ چکے تھے اور آفتابِ محمدی ﷺ کے طلوع کی گھڑیاں قریب آیا چاہتی تھیں۔ وہ آپ ﷺ ہی تھے کہ صبح یا شام کو ضرورت کے لیے جب کسی درخت یا پتھر کے پاس سے آپ ﷺ کا گزر ہوتا وہ آپ سے کہتا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو۔'' آپ ﷺ اپنے اردگرد، دائیں یا بائیں دیکھتے مگر درخت یا پتھر کے علاوہ کسی کو نہ پاتے جو آپ ﷺ کو سلام کہہ رہا تھا۔

گویا نبأِ عظیم کا یہ ایک مقدمہ تھا۔

آفتابِ نبوت کا طلوع:

ربیع الاول کے مہینے میں سوموار کی رات کو نبوتِ محمدی ﷺ کا آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت سے دن یا رات کو آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھا کرتے وہ سپیدۂ صبح کی مانند نمودار ہو جاتا تھا۔ امام زہری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول روایت کیا ہے:

اَوَّلُ مَا بُدِیءَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ فِی النَّوْمِ فَکَانَ لَا یَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَیْهِ الْخَلَاءُ وَکَانَ یَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ (بخاری:3)

''اللہ تعالیٰ نے جب آپ ﷺ پر انعام اور آپ ﷺ کے ذریعے بندوں پر رحمت کا ارادہ فرمایا تو رسول اللہ ﷺ پر نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔ نیند میں آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھا کرتے وہ سپیدۂ صبح کی مانند نمودار ہو جاتا۔ اس کے بعد خلوت آپ ﷺ کو محبوب ہو گئی بلکہ تنہا رہنے سے زیادہ کوئی چیز بھی آپ ﷺ کو پسند نہ تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جبلِ حراء میں اپنی پسندیدہ خلوت کو اختیار فرمایا۔''

مکہ کے ایک پہاڑ کا نام حراء ہے۔ آپ ﷺ یہاں جا کر اپنا تزکیۂ نفس کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ اپنی قوم قریش کا جو شرک و باطل دیکھتے یا سنتے اس پر آزردہ ہوتے تھے۔ رمضان المبارک میں کسی رات کو شاید یہ سترہویں رات تھی کو نبوت کی بشارت لے کر جبریل علیہ السلام آپ ﷺ پر نازل ہوئے۔ یہ تمام لوگوں کے لیے رسالت کی ذمہ داری اٹھانے کی ابتداء تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتدائے وحی کا واقعہ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَوَّلُ مَا بُدِیءَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ فِی النَّوْمِ فَکَانَ لَا یَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَیْهِ الْخَلَاءُ وَکَانَ یَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ فِیهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّیَالِیَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ یَنْزِعَ اِلٰی اَهْلِهِ وَیَتَزَوَّدُ لِذٰلِکَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی خَدِیجَةَ فَیَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰی جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِی غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَکُ فَقَالَ: اِقْرَاْ قَالَ: مَا اَنَا بِقَارِیءٍ ثُمَّ اَرْسَلَنِی فَقَالَ: اقْرَاْ قُلْتُ: مَا اَنَا بِقَارِیءٍ فَاَخَذَنِی فَغَطَّنِی الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِی فَقَالَ: اقْرَاْ فَقُلْتُ: مَا اَنَا بِقَارِیءٍ فَاَخَذَنِی فَغَطَّنِی الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِی فَقَالَ: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ (العلق:3-1)(بخاری:3)

''وحی سے قبل حضرت محمد ﷺ پر خوابوں کا سلسلہ شروع ہوا۔آپ ﷺ جب کوئی خواب دیکھتے تو کچھ ہی عرصے میں اس کی سچائی ایسے ظاہر ہو جاتی جیسے رات کی تاریکی میں سپیدۂ سحر نمودار ہوتا ہے۔پھر آپ ﷺ کو خلوت نشینی کی رغبت ہوئی چنانچہ آپ ﷺ مکہ سے دور غارِ حرا میں گوشہ نشین ہو کر کئی کئی رات تک عبادت میں مصروف رہتے اور جب آپ ﷺ کا کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر اتنی مدت کا توشہ لے کر واپس چلے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس حق آ گیا۔ایک دن آپ ﷺ بدستور غارِ حرا میں مصروف عبادت تھے کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ ﷺ سے کہا: پڑھو۔آپ ﷺ نے جواب دیا: میں پڑھ نہیں سکتا۔آپ ﷺ فرماتے ہیں: یہ سن کر اس نے مجھے پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ میں نے انتہائی تکلیف محسوس کی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو۔ میں نے کہا: میں پڑھ نہیں سکتا۔پھر اس نے مجھ کو تیسری مرتبہ بھینچا کہ میں نے انتہائی تکلیف محسوس کی۔پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔اُس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔پڑھو اور تمہارا ربّ بڑا کریم ہے۔''

اس واقعے کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو خوف سے آپ ﷺ کا دل دھڑکتا تھا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آ کر کہا:

زملونی زملونی

''مجھ پر کمبل ڈال دو! مجھ پر کمبل ڈال دو!''

ذرا گھبراہٹ دور ہوئی تو فرمایا: خدیجہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ پھر انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا اور ساتھ ہی کہا:

لقد خشیت علی نفسی

''مجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔میں زندہ نہیں بچوں گا۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كلا والله ! ما يخزيك الله ابدا ابك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرئ الضيف وتعين على نوائب الحق

''نہیں نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ کو اللہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔''

نتائج واسباق:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل اسباق ونتائج پائے جاتے ہیں:

1: سنتِ غالبہ کا بیان ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی عمر کے چالیسویں سال میں مبعوث ہوئے ہیں۔

2: اس بات کا بیان ہے کہ درختوں اور پتھروں کا آپ ﷺ کو سلام کہنا دراصل نبوتِ محمدی ﷺ کی علامات میں سے تھا۔

3: اس بات کا بیان ہے کہ سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں کیونکہ نزولِ وحی کا زمانہ 23 سال کا ہے جس میں سے چھ مہینے خواب کے ہیں۔

4: گوشہ نشینی کے جواز کا بیان ہے جب فساد اتنا عام ہوجائے کہ بندۂ مومن اس کے شر سے بچ نہ سکتا ہو۔

5: اس حقیقت کا بیان ہے کہ آپ ﷺ پر پہلی وحی اقرأ باسم ربک ہے اور یہ بھی کہ نبوت بہرحال رسالت سے پہلے تھی کیونکہ آپ ﷺ کو اقرا کے ساتھ نبوت اور مُدَّثِر کے ساتھ رسالت سے مشرف کیا گیا اور ان دونوں کے درمیان میں ایک عرصے تک وحی بند رہی ہے۔

6: علم حاصل کرنا ایک مسلمان پر فرضِ عین ہے کیونکہ جس کے بنا کوئی واجب مکمل نہ ہوتا ہو وہ خود بھی واجب ہی ہوتا ہے۔

آفتابِ نبوت کی ابتدائی کرنیں دارِ خدیجہ کو روشن کرتی اور ورقہ بن نوفل پر پڑتی ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر تمام واقعہ سنا دیا تو انہوں نے کہا: ''ابن عم! خوش ہوجائیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے! بلاشبہ میں امید کرتی ہوں آپ ﷺ یقیناً اس امت کے نبی ہیں۔'' پھر انہوں نے آپ ﷺ پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور آپ ﷺ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس چل دیں۔ وہ عیسائی بن چکے تھے اور انہوں نے کتابوں میں پڑھ اور اہلِ کتاب سے سن رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''بھیا! ذرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھتیجے کو سنیے یہ کیا کہتے ہیں۔“ ورقہ نے کہا: ”بھتیجے آپ نے کیا دیکھا ہے؟“ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا ان کو بتلا دیا۔ ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا: ”یہ وہی ناموسِ اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش! میں اس وقت جوان ہوتا۔ کاش! جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو شہر بدر کرے گی میں اس وقت زندہ ہوتا۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا میری قوم مجھے اپنے اس شہر سے نکال دے گی؟“ ورقہ نے جواب دیا: ”ہاں! جب کوئی شخص حق کی بات پیش کرتا ہے جو آپ ﷺ کو نصیب ہوا ہے تو لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ ﷺ کی بھرپور مدد کروں گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے ابھی تک وہ عرصہ پورا نہیں کیا تھا جو آپ ﷺ غارِ حرا کی عبادت میں گزارا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کو مکمل کرنے دوبارہ غارِ حرا میں آ گئے اور جب اس کو پورا کیا اور اپنے گھر کے لیے واپس ہوئے اور اپنی عادتِ مبارکہ کے مطابق طوافِ کعبہ کے سات چکر لگانے لگے تو طواف کے دوران ہی میں آپ ﷺ کی ورقہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس وقت ورقہ نے آپ ﷺ سے پوچھا: ”بھتیجے مجھے بتائیے آپ نے کیا دیکھا اور کیا سنا؟“ آپ ﷺ نے اس کو بتایا تو انہوں نے کہا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آپ ﷺ بلاشبہ اس امت کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس وہی ناموسِ اکبر (فرشتۂ عظیم) آیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ (حاشیہ: ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ خیر وشر میں آدمی کا رازدان ہوتا ہے۔) آپ ﷺ کی لازماً تکذیب کی جائے گی۔ آپ ﷺ کو ضرر وایذا دی جائے گی۔ آپ ﷺ کو شہر بدر کیا جائے گا اور آپ ﷺ سے واقعتاً جنگ کی جائے گی اور اگر میں اس وقت کو پاؤں گا تو مکمل تندہی کے ساتھ اللہ کے دین کی مدد کروں گا۔ پھر اس نے آپ ﷺ کا سرِ مبارک اپنے قریب کیا اور درمیان میں سے اس کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے گھر واپس آ گئے۔

(حاشیہ: ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں ورقہ کو دیکھا جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ایسے ہی آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”میں نے ورقہ کو جنت میں دیکھا ہے جو ریشم کے کپڑوں میں تھا کیونکہ سب سے پہلے وہی مجھ پر ایمان لایا تھا۔“)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ان کی جستجو نے حقیقتِ حال کی معرفت پر انگیخت کیا تاکہ علم ویقین کے ساتھ وہ اس پر ایمان لے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے اس واقعے کو اس انداز میں آزمایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”میرے چچازاد! کیا آپ ﷺ مجھے اپنے اس ساتھی کے بارے میں بتا سکتے ہیں جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے گا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش رسول ﷺ سے بعثت تک

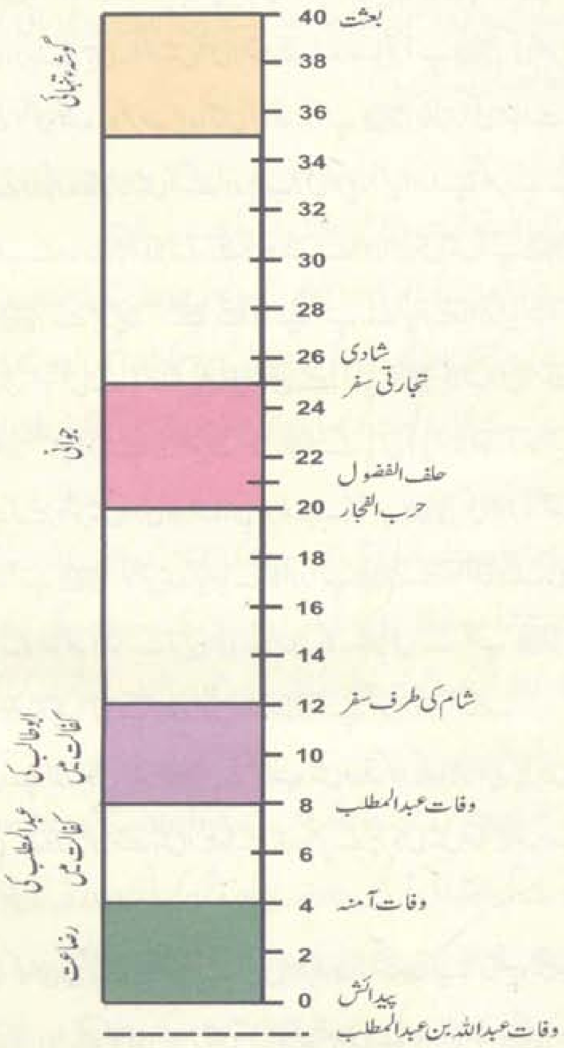

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہاں!'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے گا مجھے اس کی خبر کرنا۔'' چنانچہ آپ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آگئے جیسے وہ آپ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''خدیجہ! یہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں۔'' انہوں نے کہا: ''میرے چچازاد! کھڑے ہو کر میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں۔'' آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کی بائیں ران پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں!'' انہوں نے کہا: ''آپ ﷺ بدل کر میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں۔'' آپ ﷺ دائیں ران پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' انہوں نے کہا: ''آپ ﷺ بدل کر میری گود میں بیٹھ جائیں۔'' آپ ﷺ بدل کر ان کی گود میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا اب بھی آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' چنانچہ انہوں نے اپنی چادر اتار کر سر کھول دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ ان کی گود میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا اب بھی ان کو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں!'' انہوں نے جواب دیا: ''میرے چچازاد! میں نے اطمینان کیا ہے اور خوشخبری سناتی ہوں کہ وہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔''

گویا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے نبوتِ محمدی ﷺ کے نور سے ضیاء پائی اور سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر اور وحی پر ایمان لائیں جیسے ورقہ بن نوفل بھی پہلے کامیاب حضرات میں سے تھے اگر ان کی وفات نہ ہو جاتی مگر وہ آفتابِ محمدی ﷺ کی ضیاء پاشی کا مشاہدہ نہ کر سکے۔

اَسباق ونتائج:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں مختصراً درج ذیل اسباق ونتائج ہیں:

1: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کمالِ عقل اور ورقہ کے صحتِ علم کے ساتھ ساتھ ان میں سے ہر ایک کے روحانی شرف وکمال کا بیان ہے۔

2: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذہانتِ طبعی اور فطرتِ سلیمہ کا بیان ہے کہ انہوں نے بڑے عجیب انداز میں امتحان کیا جس کے نتیجے میں نبوتِ محمدی ﷺ کا اِثبات ہوا اور وہ علم ویقین کے ساتھ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔

3: فرشتوں کے ساتھ شرم وحیا ہوتی ہے مگر شیطانوں کے ساتھ فحش وعریانی ہوتی ہے۔

4: عورت کا اپنے سر کے ستر کو چھپانا مستحب ہے اگرچہ وہ تنہائی میں ہی کیوں نہ ہو تاکہ شیطان اس کے قریب نہ آسکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کا اِنقطاع

رسول اللہ ﷺ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ورقہ بن نوفل کی اس اچانک خوشی کے بعد وحی رک گئی اور قریباً چالیس دن تک اس کا اِنقطاع رہا۔ ورقہ وفات پا گئے اور رسول اللہ ﷺ اس قدر غم زدہ ہوئے کہ انہوں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خدشہ لاحق ہو گیا ہے بلکہ آپ ﷺ کسی پہاڑ کی چوٹی سے خود کو گرانے کا ارادہ کرتے اور جب کبھی یہ غم شدت اختیار کرتا تو جبریل علیہ السلام آ حاضر ہوتے اور عرض کرتے: ''محمد ﷺ! آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔'' چنانچہ اس پر آپ ﷺ کی گھبراہٹ دور ہو جاتی اور آپ ﷺ کا دل مطمئن ہو جاتا۔ یہ دن تیزی کے ساتھ گزر رہے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ جا رہے تھے کہ آسمان سے ایک آواز سنی۔ آپ ﷺ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ وہی فرشتہ تھا جو آپ ﷺ کے پاس غارِ حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان میں ریشم کی ایک چٹائی پر بیٹھا تھا جس سے آپ ﷺ شدید خوف زدہ ہو کر گھر واپس آ گئے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''مجھے چادر اوڑھا دو! مجھے چادر اوڑھا دو!'' اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَأَنْذِرْ ② وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ④ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ⑥ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ⑦ (المدثر: 1-7)

''اے لحاف میں لپٹنے والے! اُٹھو پھر خبردار کرو۔ اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ اور گندگی سے دُور رہو۔ اور زیادہ کی طلب میں احسان نہ کرو۔ اور اپنے ربّ کی راہ میں صبر کرو۔''

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج و عبر درج ذیل ہیں:

1: ایک وقت تک اِنقطاع سے آپ ﷺ میں وحی کے لیے شوق پیدا ہو گیا جس نے آپ ﷺ کو شدید غم میں مبتلا کر دیا۔

2: اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیج کر آپ ﷺ پر لطف و کرم فرمایا جب وہ آپ ﷺ کو پکار کر اطمینان دلاتے ہوئے یہ خوشخبری سنا رہے تھے کہ آپ ﷺ بلاشبہ رسولِ برحق ہیں۔

3: اس بات کا بیان ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ پر ڈرانے کا پیغام بھیجا گیا اور جو شخص اس ڈراوے کو قبول کرتا ہے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بشارت لازم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ایمان لے آتا، تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور جو کچھ رسول لاتے ہیں اس کا اتباع کرتا ہے۔

وحی کی صورتیں

خفیہ انداز میں بہت جلد خبر دینا وحی کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ اس وحی کی مختلف اقسام تھیں جن میں سے بعض کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں پایا جاتا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ (الشوری:51)

''اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی پیغامبر بھیجتا ہے۔ پھر وہ اُس کے حکم سے جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ یقیناً وہ برتر ہے، بہت دانا ہے۔''

ان مختلف صورتوں کا بیان درج ذیل ہے:

1: نیند میں نیک سچے خواب آنا:

رسول اللہ ﷺ پر اسی سے وحی کا آغاز ہوا تھا۔ یہ خواب چھ ماہ تک جاری رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَوَّلُ مَا بُدِىءَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ (بخاری:3)

''رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خواب سے ہوئی تھی۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھا کرتے وہ سپیدۂ سحر کی مانند نمودار ہو جاتا تھا۔''

2: دل میں کسی بات کا ڈال دینا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ان روح القدس نفث في روعي ان نفسًا لن تموت حتى تستكمل رزقها واجلها ، فاتقوا الله ، واجملوا في الطلب ، ولا يحملنكم اسبطاء الرزق على ان تطلبوه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمعصية الله فان ما عند الله لا ينال الا بطاعته (ابن ابی الدنیا، حاکم)

''روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی کہ جب تک کوئی نفس اپنا مکمل رزق حاصل نہیں کرتا وہ مر نہیں سکتا ہے۔ چنانچہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تلاشِ رزق میں اچھا طریقہ اختیار کرو اور رزق کی تاخیر تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کی معصیت کے ذریعے رزق تلاش کرو کیونکہ اللہ کے پاس جو ہے وہ اس کی اطاعت کے سوا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔''

3: گھنٹی کے ٹنٹنانے کی مانند وحی کا آنا:

یہ صورت آپ ﷺ پر سب سے شاق تھی۔ بخاری کی ایک روایت کے مطابق حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کیفیتِ وحی کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا:

اَحْيَانًا يَاْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ

(بخاری:2)

''بعض دفعہ میرے پاس فرشتہ گھنٹی کے ٹنٹنانے کی مانند آتا ہے۔ یہ مجھ پر سب سے زیادہ شاق ہے۔ جب وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے تو جو کچھ اس نے مجھ سے کہا ہوتا ہے میں اسے یاد کر چکا ہوتا ہوں۔''

4: فرشتے کا کسی شخص کی شکل میں آنا:

یہ آپ ﷺ پر سب سے زیادہ آسان تھی کیونکہ یک جنسی کا وجود عموماً دو افراد کے مابین فہمِ کلام میں مطلوب ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَاَعِيَ (بخاری:2)

''فرشتہ کبھی انسان کی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر چھوڑتا ہوں۔''

جبریل علیہ السلام اکثر آپ ﷺ کے پاس حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

5: اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ سے پسِ پردہ براہِ راست مخاطب ہونا:

ایسا اِسراء و معراج کی رات میں ہوا تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے پر آپ ﷺ نے کئی دفعہ اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جبلِ طور میں بھی بعض دفعہ یہی صورت پیش آئی چنانچہ اللہ تعالیٰ کو وہ سنا کرتے تھے لیکن آپ کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھ سکتے تھے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ پر وحی کے آنے کا ثبوت ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی اس کی مختلف صورتوں کا بیان ہے۔

3: اس بات کا بیان ہے کہ سچے خواب وحی کی ایک صورت ہیں۔

4: جو بندہ قضاء وقدر پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حرص کی مذمت کا بیان ہے۔

5: اس حقیقت کا بیان ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اللہ کی اطاعت کے ذریعے سے طلب کرنا چاہئے، معصیت کے ساتھ نہیں۔

6: اس ضابطے کا بیان ہے کہ کلام میں حصولِ فہم کے لیے دو افراد کا یک جنس ہونا ضروری ہے۔

7: حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کیونکہ جبریل علیہ السلام ان کی شکل میں آیا کرتے تھے۔

8: اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہِ راست کلام ہونا وحی کی مکمل ترین صورت ہے۔

ابتدائے دعوت اور پہلا مسلمان

دوسری بار وحی بہت پُر جوش تھی کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ اپنی قوم کو کفر وشرک اور فساد وشر کے عذاب سے ڈرائیں جیسے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے اور اس کی وحدانیت اپنانے کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو نجاست سے کپڑے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا کیونکہ اب ہر وقت آپ ﷺ وحی کو وصول کریں گے۔ چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ بہترین اور مکمل ترین حالت میں ہوں۔ جیسے آپ ﷺ کو بار بار بتوں کے چھوڑ دینے، ان سے دور رہنے اور ان کی جانب کسی حال میں بھی توجہ نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ان تمام احکام پر مشتمل ہے:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَأَنذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾ (المدثر:1-7)

”اے لحاف میں لپٹنے والے! اُٹھو پھر خبردار کرو۔ اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ اور گندگی سے دُور رہو۔ اور زیادہ کی طلب میں احسان نہ کرو۔ اور اپنے ربّ کی راہ میں صبر کرو۔“

چنانچہ یہاں سے آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا اور جس میں قبول کرنے کی استعداد دیکھی اس کے سامنے اپنی دعوت کو پیش کیا۔ لہٰذا عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہیں۔ قبولِ اسلام کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ اسلام سے قبل آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام عثمان بن عمرو تیمی تھا جن کی کنیت ابوقحافہ تھی۔

غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ بن شرحبیل کلبی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حکیم بن حزام کے غلام تھے۔ حکیم نے اپنی خالہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا ان ایام میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زید کو ہبۃً طلب کیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زید کو آزاد کر کے اپنا متبنّیٰ بنا دیا۔ یہ بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے کی بات ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ جب آٹھ برس کے تھے آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ انہیں اپنے ساتھ لے کر بعض عزیزوں سے ملنے آئیں کہ راستے میں بنوقین کے سواروں نے آدھرا۔ چنانچہ انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو عرب کی منڈی حباشہ میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے انہیں خرید کر اپنے دیگر غلاموں میں شامل کر دیا اور بعد میں انہوں نے اپنی خالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ غلام ہبہ کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے فراق میں ان کے والد بہت غمزدہ تھے چنانچہ انہوں نے قصیدہ میں درج ذیل اشعار پڑھے ہیں:

بکیت علی زید ولم ادر ما فعل	احیٌّ فیُرجَی ام اُتی دونہ الاجلُ
فو اللہ ما ادری و انی لسائل	اغالک بعدی السھل ام غالک الجبَل
ویالیت شعری ھل لک الدّھر اوبۃ	فحسبی من الدنیا رُجوعُک لی بَجَل
تذکّرنیۃ الشمس عند طلوعھا	وتعرض ذکراہ اذا غربُھا افل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان هبت الارياح هيّجن ذكرهُ   فيا طول ما حزني عليه وما وَجَل
ساعمل نصّ العيس في الارض جاهدًا   ولا اسام التطواف او تسام الابل
حياتي او تأتي عليّ منيّتي   فكل امرئ فان غرّه الامل

ایک عرصے کے بعد ان کے والد مکہ آئے اور اپنے بیٹے زید کو پہچان گئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دے دیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ جائیں یا آپ ﷺ کے پاس ہی رہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے پاس رہنا پسند کیا چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا چھوڑا اور زید بن محمد نام سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ہو گیا حتیٰ کہ اسلام نے آکر لے پالکی کو حرام کر دیا۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت سے زید بن محمد کی بجائے زید بن حارثہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر کو درج ذیل نکات میں مختصراً بیان کیا جا رہا ہے:

1: رسول اللہ ﷺ کو انقطاعِ وحی کے بعد نذارت، توحید، طہارت اور بتوں سے براءت کا حکم دیا گیا۔

2: عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا بیان ہے۔

3: حضرت زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کرنے اور بیٹا بنانے کے سبب کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی بجائے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کیا تھا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام اور دعوت پر اس کے اثرات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسا جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ ان کے علاوہ کسی کو بھی اس سے مشرف نہیں کیا۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین تمیمی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

ما دعوت أحدًا الى الاسلام الا كانت عنده كبوة وتردد ونظر ، الا أبا بكر ماعكم عنه حين ذكرته ، ولا تردد فيه (البداية والنهاية:31/3)

"میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے تردد و تاخر کا اظہار کیا لیکن ابوبکر بن ابی قحافہ کو جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے ذکر کیا انہوں نے کوئی تردد اور تذبذب نہ کیا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تقریباً رسول اللہ ﷺ کے ہم عمر تھے اور اہلِ مکہ کے درمیان حسب ونسب کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اگرچہ ہاشمی نہ تھے تاہم تمیمی اور قریشی ضرور تھے۔ حسنِ خُلق اور عزتِ نفس میں ممتاز تھے حتی کہ عرب کے اَنساب کی معرفت میں آپ رضی اللہ عنہ کی مثال دی جاتی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہی اپنے علم و دولت کی بنا پر دعوت کا کام شروع کر دیا اور قریشِ مکہ کے بہترین افراد کے سامنے خفیہ انداز میں اسلام پیش کیا۔ چنانچہ اس دعوت کو قبول کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مکہ کے ممتاز اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ مکہ کے اندرون اور بیرون میں دعوتِ اسلام کی اشاعت پر اس کے دوررس اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ درج ذیل افراد اسی قبیل کے تھے:

1: خلیفۂ راشد عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ جو ابو عبداللہ اور ابو عمرو کنیت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بعد حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

2: حضرت زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ قریشی رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حواری اور آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے تھے۔

3: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ رضی اللہ عنہ۔ آپ رضی اللہ عنہ قریشی تھے اور ذوالہجرتین کہلاتے تھے۔

4: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جن کے والد کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ قریشی تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ماموں تھے کیونکہ سعد کے دادا اہیب رسول اللہ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کے چچا تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوۃ تھے حتی کہ کہا جاتا تھا کہ سعد کی بددُعا سے ڈرو۔ فرضی اللہ عن سعد وأرضاہ (حاشیہ: روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ سے دُعا کریں وہ میری دُعا قبول فرمائیں۔ فرمایا: کمائی پاکیزہ بناؤ دُعا قبول ہوگی۔)

5: طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب رضی اللہ عنہ۔ آپ رضی اللہ عنہ قریشی تھے۔ ابو محمد فیاض آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ واقعۂ جمل میں آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ جماعت ہے جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر یہ کل آٹھ لوگ بن جاتے ہیں جو اسلام میں سابقین ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اولین مومنوں میں تھیں۔ ان کے استثنیٰ کے ساتھ اس جماعت نے ہر شخص سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نمازیں ادا کی ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج ہیں:

1: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

2: دعوت الی اللہ کی فضیلت اور اس شخص کے شرف کا بیان ہے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ ایک یا کئی افراد کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

3: اسلام میں سبقت کی بنا پر ان آٹھ نفوسِ مبارکہ کے شرف کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلامِ پاک میں ان کی تعریف کی ہے۔ فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبة:100)

''اور مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور جن لوگوں نے حسن وخوبی سے ان کی اتباع کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے ہیں۔''

اولین کے بعد سابقین کی افواج

اس مقدس جماعت نے جونہی اسلام قبول کیا، قریش کے اشراف نے یکے بعد دیگرے دائرۂ اسلام میں داخل ہونا شروع کردیا۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ربّ اور الٰہ ہونے، حضرت محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے اور قرآنِ کریم کے نور اور ہدایت ہونے پر ایمان لاکر مسلمان بنتے گئے۔

1: سیدنا ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس امت کے امین ہونے کا لقب پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ اُحد کے دن انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ سے خود کے دو حلقوں کو کھینچ نکالا تھا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے دندانِ ثنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وأرضاہ.

2: سیدنا ابو سلمہ عبداللہ بن اسد بن بلال قریشی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے خالہ زاد ہیں۔ ان کی والدہ کا نام برّہ بنت عبدالمطلب تھا۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ ہجرت کی، بدر میں بھی شریک ہوئے اور سن 3 ہجری میں وفات پائی۔ آپ ﷺ نے ان کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا چنانچہ وہ ام المومنین بن گئیں۔ دراصل یہ ان کی اسلامی خدمات کا اعزاز واعتراف تھا جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا دونوں کے لیے انعام ہے۔

3: سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ جو عبد مناف بن اسد قریشی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ دسویں مسلمان ہیں۔ صفا کے مقام پر ان کے گھر میں رسول اللہ ﷺ دعوت کا خفیہ کام کرتے رہے حتی کہ مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان میں سے آخری مسلمان تھے۔ چنانچہ اس دن دارِ ارقم سے نکل کر انہوں نے کعبہ کے گرد اعلانیہ نماز ادا کی۔

4: سیدنا عثمان بن مظعون قریشی رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو سائب تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ مدینہ میں فوت ہونے والے آپ رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے روحانی فضائل وکمالات میں یہ بھی ہے کہ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ شراب نہیں پیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: میں شراب نہیں پیتا ہوں۔ یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے اور ایک ادنیٰ شخص بھی مجھ پہ ہنستا ہے اور یہ مجھے برانگیختہ کرتی ہے کہ میں اپنی محرم عورت سے جماع کروں۔

5: سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی قریشی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ سے عمر میں بیس سال بڑے تھے۔ انہوں نے مدینہ کی جانب اپنے بھائیوں طفیل اور حصین کے ساتھ ہجرت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں دخول سے قبل ہی اسلام قبول کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا بڑا مقام ومرتبہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ابو حارث کنیت رکھتے تھے۔

6: سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قریشی رضی اللہ عنہ جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں۔ وہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا سبب بنیں۔

7,8: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم سنی میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں جب کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس وقت اسلام قبول کیا جب وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی شدہ تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9: سیدنا خباب بن اَرت تمیمی رضی اللہ عنہ جو بنوز ہرہ کے حلیف تھے۔

10: سیدنا عبداللہ بن مسعود بن ام عبدالہذ لی رضی اللہ عنہ۔

11: سیدنا عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔

12: سیدنا مسعود بن قاری بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جو ایک تیرانداز قوم جس کا لقب قارہ تھا سے تعلق رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کے انعام سے نوازا اور وہ پے درپے مسلمان ہوئے ہیں۔ چنانچہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی، عیاش رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ خُنیس، عامر بن ربیعہ بن عنز بن وائل رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی ابواحمد، حاطب بن حارث رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ فاطمہ بنت مُجَلّل رضی اللہ عنہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، خالد بن سعد بن العاص رضی اللہ عنہ، بنو یقظہ کے حلیف عمار بن یاسر عنسی رضی اللہ عنہ، صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی نسبت روم کی طرف ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین شام سے قید ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ان سے خریدا گیا تھا۔ آپ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

صهيب سابق الروم

''صہیب رضی اللہ عنہ روم کے پہلے مسلمان ہیں۔''

فرضي الله عنه، وأرضاه وجعل الجنة مأوانا ومأواه، آمين.

اگرچہ اب تک مسلمانوں کی تعداد کافی ہو چکی تھی تاہم دعوت ابھی تک خفیہ تھی اور قریش کی صفوں میں اعلان نہیں ہوا تھا کیونکہ مسلمانوں کو قریش کی جانب سے متوقع اذیتوں کے دفاع کے لیے یہ تعداد کافی نہ تھی اور اس سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور مومنوں کو اعلانیہ دعوت کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ انہیں اعلانیہ دعوت کا حکم دے دیا جاتا تو وہ یہ کام علی الاعلان کرتے خواہ اس میں انہیں کتنی ہی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا۔ عنقریب وہ دن بھی آئے گا جب انہیں اعلانیہ دعوت کا حکم دیا جائے گا اور جلد ہی انہیں مختلف قسم کے آلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ اسے خوش دِلی اور وسعتِ ظرفی کے ساتھ قبول کریں گے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کو وہی کام پسند ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے سرانجام دیئے جائیں۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: نیکی میں سبقت کرنے اور نیکوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے ابتدائی مصداق کا بیان ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا

(بخاری:3496،مسلم:6454)

"تمہارے جاہلیت میں بہترین لوگ جب سمجھ جائیں تو وہ اسلام میں بھی بہترین ہیں۔"

3: اَرقم بن ابی اَرقم کے شرفِ عظیم کا بیان ہے کیونکہ ناتوانی کے ایام میں ان کے گھر کو دعوتِ اسلامی کا مرکز بنایا گیا۔ یہ وہ سخت ترین مراحل تھے جو دعوت پر گزر رہے تھے۔

4: سبقتِ اسلام اور ان کی وجہ سے جنابِ عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی بنا پر فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ہے۔

5: عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا، اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور امِ سلمہ رضی اللہ عنہا وہ عورتیں ہیں جنہوں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا۔

اعلانیہ دعوت

مسلمان مردوں اور عورتوں کی تعداد جب چالیس سے کچھ زیادہ ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے گویا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دُعا کو قبول فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهم أيد الدين بعمر بن الخطاب (مستدرک حاکم:4483،مسند احمد:3662)

"یا اللہ! دو میں سے ایک عمر کے ساتھ اسلام کی نصرت فرما۔"

آپ ﷺ کی مراد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن ہشام (ابو جہل) تھے۔ (حاشیہ: ترمذی نے صحیح الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ یا اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے اپنے محبوب ترین شخص کے ذریعے اسلام کو عزت بخش۔ (ترمذی:3681) بعض حضرات نے اس حدیث میں کلام کیا ہے حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ دینِ اسلام کی مدد فرمائی ہے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوگیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ (الحجر:94)

"چنانچہ جس کا آپ کو حکم ملا ہے اُسے کھلم کھلا کہہ دیں اور مشرکوں سے منہ موڑیں۔"

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی حکم دیا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء:214)

"اور اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیں۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر با آوازِ بلند یہ اعلان کیا:

وا صباحاہ !! وا صباحاہ !!

"ہائے صبح!! ہائے صبح!!"

وادیٔ مکہ کے کونے کونے میں یہ صدائے بازگشت گونج اٹھی اور لوگ فرداً فرداً یا گروہ در گروہ آواز کی جانب متوجہ ہوئے حتیٰ کہ میدانِ صفا بھر گیا اور آپ ﷺ نے ہلالِ بدر کی مانند لوگوں پر متوجہ ہو کر فرمایا:

یا معشر قریش ! أرأیتم لو أخبرتکم أن خیلًا بسفح هذا الجبل ، ترید ان تغیر علیکم صدقتمونی

"گروہِ قریش! تمہارا کیا خیال ہے میں اگر تمہیں یہ خبر دوں کہ وادی کے پیچھے سے شہسواروں کی جماعت تم پر حملہ آور ہوا چاہتی ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے؟"

انہوں نے کہا: "ہاں!" آپ ﷺ نے فرمایا:

انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید ، انقذوا انفسکم من النار

"میں شدید عذاب سے پہلے ہی تمہیں ڈرانے والا ہوں چنانچہ خود کو آگ سے بچاؤ۔"

ابولہب نے کھڑے ہو کر کہا: "تو سارا دن غارت ہو! کیا اس کے لیے تو نے ہمیں جمع کیا ہے؟" اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مسد نازل فرمائی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ١ؕ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ٢ؕ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ٣ۚ صلے وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ٤ۚ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ٥
(المسد:5-1)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو۔ اُس کا مال اور جو کچھ اُس نے کمایا اُس کے کسی کام نہ آیا۔ وہ جلد ہی بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اُس کی گردن میں چھال کی رسی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تین سال تک خفیہ انداز میں دعوت کا کام کیا۔ اس کے بعد اعلانیہ دعوت کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس حکمِ ربانی کی تعمیل میں دعوت کا کام علی الاعلان کیا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ (الحجر:94)

''چنانچہ جس کا آپ کو حکم ملا ہے اُسے کھلم کھلا کہہ دیں اور مشرکوں سے منہ موڑیں۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: تین سال کی اس مدت کا بیان ہے جس میں دعوتی کام خفیہ تھا۔

2: خفیہ دعوت کی حکمت کا بیان ہے کہ مسلمان بہت کم اور مشرکین بہت زیادہ تھے۔

3: دعوت کا اعلانیہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے شروع کیا گیا۔

4: سورۂ مسد کے شانِ نزول کا بیان ہے کہ ابولہب کا قول **تبا لک سائر الیوم** اس کا سببِ نزول ہے۔

5: جو شخص اسلامی ممالک میں آج بھی خفیہ دعوت کا قائل ہے، رسول اللہ ﷺ کی تین سالہ خفیہ دعوت میں اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کلمہ پکارنے، اذان کہنے اور نماز پڑھنے تک کی اجازت نہیں تھی۔ ان کی طاقت جونہی مضبوط ہوگئی انہیں اعلانیہ دعوت کا حکم دے دیا گیا چنانچہ انہوں نے دعوت کا کام علی الاعلان کیا اور انہیں اس قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا جو تمام مسلمانوں کے درمیان مشہور رہی ہیں۔

6: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا بیان ہے لیکن ان کے قبولِ اسلام کا واقعہ ذکر نہیں کیا گیا جس میں عبرت کے پہلو سے ہم غور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسکیں۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام کا بھی بالکل یہی احوال ہے۔ان کے قبولِ اسلام کے سبب کا واقعہ بھی ہم نے بیان نہیں کیا ہے۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے واقعۂ اسلام کے بعد ہم ساتویں نمبر میں اس کا واقعہ رقم کریں گے۔ان شاء اللہ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ:

ایک دن ابوجہل صفا کے قریب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا۔اس نے آپ ﷺ کو ایذاء پہنچائی، گالیاں دیں اور آپ ﷺ کے دین میں عیب جوئی اور آپ ﷺ کے امر کی کمزوری کو ذلت آمیز لہجہ میں بیان کیا۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور اس کو کوئی جواب نہ دیا۔عبداللہ بن جدعان کی لونڈی اپنے گھر میں ابوجہل کی باتیں سن رہی تھی۔اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ کا شکار سے واپسی پر جب وہاں سے گزر ہوا اور انہوں نے کمان اپنے کندھے پر لٹکا رکھی تھی تو اس عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''ابوعمارہ! کاش! تم وہ بدسلوکی دیکھتے جس کا مظاہرہ ابھی ابھی ابوالحکم بن ہشام نے تمہارے بھتیجے محمد (ﷺ) کے ساتھ کیا ہے۔وہ یہاں بیٹھ رہے تھے کہ ابوجہل نے انہیں ایذاء پہنچائی، گالیاں دیں اور نہایت ناروا سلوک کیا ہے۔پھر وہ واپس چلا گیا لیکن محمد (ﷺ) خاموش ہی رہے ہیں۔'' یہ سن کر حمزہ رضی اللہ عنہ غصہ سے آگ بگولہ ہو گئے اور وہاں سے جلدی جلدی نکل پڑے۔انہوں نے کسی کو نہ دیکھا حتی کہ ابوجہل کے پاس آ گئے جو مسجدِ حرام میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر کمان اس زور سے ماری کہ اس کو ایک گہرا زخم لگا دیا اور کہا: ''تو نے میرے بھتیجے کو گالی دی ہے۔میں بھی اُسی کے دین پر ہوں اور وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔اگر کچھ کرنے کی ہمت ہے تو میرے ساتھ کرو۔'' بنومخزوم کے چند آدمی اٹھے تاکہ وہ ابوجہل کی مدد کریں مگر ابوجہل نے ان سے کہا: ''ابوعمارہ کو کچھ نہ کہو۔غلطی میری ہے۔میں نے اس کے بھتیجے کو قبیح گالیاں دی ہیں۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور ایک بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔قریش کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اب قوت اور حمایت حاصل ہو گئی ہے اور حمزہ رضی اللہ عنہ ضرور ان کو بچائیں گے کیونکہ ان کے درمیان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قریش کا ایک مضبوط جوان سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا قصہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک مخزومی شخص کے پاس سے ہوا جو اسلام قبول کر چکا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ملامت کی جس پر اس نے جواب دیا: ''اگر میں نے ایسا کیا ہے تو یہ کام اس شخص نے بھی کیا ہے جس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق تجھ پر مجھ سے بھی زیادہ ہے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "وہ کون ہے؟" اس نے کہا: "تیری بہن اور تیرا بہنوئی۔" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو چل پڑتے ہیں جو سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "تمہارے بارے میں مجھے کیا خبر پہنچی ہے؟" انہوں نے انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا سر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی جانب کھڑے ہو کر کہا: "تیری ناک خاک آلود ہو!" عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے سر سے خون بہتا ہوا دیکھ کر حیا کی اور بیٹھ گئے۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ ان کے درمیان میں ایک کتاب ہے چنانچہ کہا: "مجھے ذرا یہ کتاب دکھلاؤ۔" فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: "پاک آدمی کے سوا اس کو کوئی نہیں چھوسکتا۔" چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر غسل کیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک صحیفہ نکال دیا جس میں **بسم الله الرحمن الرحیم** لکھا ہوا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "یہ بڑے مقدس و مطہر نام ہیں۔" اس کے بعد **ما انزلنا علیک القرآن لتشقی** سے لے کر **الاسماء الحسنی** تک سورۂ طٰہٰ کی پہلی آٹھ آیتیں لکھی ہوئی تھیں جس کی عظمت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں جاگزیں ہوگئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ان سے پوچھا: "رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟" انہوں نے کہا: "دارِارقم میں۔" آپ رضی اللہ عنہ دارِارقم میں گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر میں موجود لوگ گھبرا گئے مگر ان سے حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "تمہیں کیا ہوا ہے دروازہ کھول دو! اگر اس نے اسلام قبول کیا تو ہم بھی اسے قبول کریں گے اور اس نے اگر کوئی گڑبڑ کی تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔" گھر کے ایک حجرے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ یہ باتیں سن کر آپ ﷺ باہر آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پکار دیا جس پر حاضرین نے اس قدر بلند آواز میں اللہ اکبر کہا کہ وہ اہلِ مسجد کو بھی سنائی دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم حق پر نہیں؟" فرمایا: "کیوں نہیں!" انہوں نے پوچھا: "چھپنے کی وجہ؟" چنانچہ مسلمان صفیں بنا کر نکل پڑتے ہیں۔ ایک صف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسری میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن قبل ہی اسلام قبول کیا تھا۔ جب قریش نے دیکھا کہ ان کے درمیان حمزہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو انہیں شدید دکھ ہوا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام "فاروق" رکھا تھا۔

آفتابِ نبوت کی ضیاء پاشیاں

رسول اللہ ﷺ نے مشرکینِ مکہ میں دعوت کا اعلانیہ کام شروع کیا۔ یہ ایک نہایت ہی واضح اور صحیح دعوت تھی جس میں کسی قسم کا عیب یا نقص نہیں تھا مگر قریش نے اس سے چشم پوشی کا مظاہرہ کیا اور اس دعوت کی خیر و ہدایت کو نہ دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے خلاف دشمنی اور ہٹ دھرمی کے علاوہ اپنے تئیں ہر قوت کے ساتھ اس کا پوری شدت سے مقابلہ کیا۔ ذیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس حقیقت کو آشکار کیا جا رہا ہے۔

تھوڑا پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے کہ ابو جہل نے رسول اللہ ﷺ کو صفا کے پاس بیٹھے دیکھا تو آپ ﷺ کو سب و شتم کیا اور سخت سست کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اگرچہ کوئی جواب نہ دیا تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا ایک شیر مسلط کر دیا جن کا نام حمزہ رضی اللہ عنہ تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے۔ چنانچہ انہوں نے ابو جہل کے سر پر مار کر گہرا زخم کر دیا اور اس قدر غضبناک ہوئے کہ اس کے سامنے ہی اسلام قبول کیا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرتے ہی دعوتِ اسلامی ایک نئے مرحلہ میں داخل ہوگئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت کا کام اعلانیہ شروع کر دیا جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا۔ اس سے مشرکین کی نیندیں حرام ہو گئیں اور مسلمانوں کے اعلانیہ قبولِ اسلام اور ان کی روز افزوں تعداد نے ان پر خوف طاری کر دیا کہ وہ کسی طور بھی مشرکین کی عداوت کی پرواہ نہیں کر رہے تھے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ تھا۔ اس مشکل کا جو حل مشرکین نے نکالا تھا اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرنے کے لیے انہوں نے ابو ولید عتبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔ اس نے کہا: ''بھتیجے! ہماری قوم میں تمہارا جو نام و مرتبہ تھا اور جو بلند پایہ نسب ہے وہ تمہیں معلوم ہی ہے اور اب تم اپنی قوم میں ایک بڑا معاملہ لے کر آئے ہو جس کی وجہ سے تم نے ان کی جماعت میں تفرقہ ڈال دیا، ان کی عقلوں کو حماقت سے دوچار کر دیا، ان کے معبودوں میں، ان کے دین میں عیب نکالا اور ان کے گزشتہ آباء و اجداد کو کافر ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا میری بات سنو! میں تم پر چند باتیں پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو۔ ہوسکتا ہے کوئی بات ہی قبول ہو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو الولید کہو میں سنتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''بھتیجے! جو معاملہ تم لے کر آئے ہو اگر اس سے تم یہ چاہتے ہو کہ مال حاصل کرو تو ہم تمہارے لیے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ مال دار تم ہو جاؤ گے۔ تم اگر چاہتے ہو کہ اعزاز و مقام حاصل کرو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ تمہارے سوا ہم کسی معاملے کا فیصلہ نہ کریں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بادشاہ بن جاؤ تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے پاس آنے والا کوئی جن بھوت ہے جسے تم دیکھتے ہو مگر اپنے سے دفع نہیں کر سکتے تو ہم اس کے لیے تمہارا علاج تلاش کر دیتے ہیں۔ اس پر ہم اپنا مال خرچ کرنے کو تیار ہیں حتیٰ کہ تم شفایاب ہو جاؤ کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن بھوت انسان پر غالب آ جاتا ہے جس کا علاج بہرحال کروانا ہی پڑتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ یہ باتیں سنتے رہے اور جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو الولید! تم فارغ ہو گئے؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: ''ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اب میری بات سنو۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے سنتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (فصلت2)

''حم۔ وسیع رحمت والے، رحم کرنے والے کی جناب سے اُتارا ہوا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ پڑھتے جارہے تھے اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے چپ چاپ سنتا جارہا تھا۔ سجدے کی آیت پر پہنچ کر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اس کے بعد فرمایا: ''ابوالولید! تمہیں جو کچھ سننا تھا وہ سن چکے ہو اور اب تم جا سکتے ہو۔''[1]

عتبہ اٹھ کر سیدھا اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔ اسے آتا دیکھ کر مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: ''خدا کی قسم! ابوالولید تمہارے پاس وہ چہرہ لے کر نہیں آ رہا جو چہرہ لے کر وہ گیا تھا۔'' جب وہ آ کر بیٹھ گیا تو انہوں نے پوچھا: ''ابوالولید! پیچھے کیا خبر ہے؟'' اس نے کہا: ''پیچھے کی خبر یہ ہے کہ میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے واللہ! ویسا کلام میں نے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم! وہ نہ شعر ہے، نہ جادو اور نہ ہی کہانت ہے۔ اہلِ قریش! میری بات مانو اور اس معاملے کو مجھ ہی پر چھوڑ دو اور میری رائے یہ ہے کہ اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ کر الگ تھلگ بیٹھ رہو۔ خدا کی قسم! میں نے اس سے جو کلام سنا ہے اس سے کوئی بڑا واقعہ رونما ہو کر رہے گا۔ لہٰذا اس شخص کو اگر عرب نے مار ڈالا تو تمہارا کام دوسروں کے ذریعے انجام پا جائے گا اور یہ شخص اگر عرب پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہت تمہاری بادشاہت اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور اس کا وجود سب سے زیادہ تمہاری سعادت کا باعث ہوگا۔'' قریش نے یہی جواب دیا: ''خدا کی قسم! اس کی زبان کا جادو تم پر بھی چل گیا ہے۔'' عتبہ نے کہا: ''اس آدمی کے بارے میں میری رائے بہر حال یہی ہے لہٰذا تم وہی کرو جو تمہیں ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔''

قریش کی جانب سے یہ ایک پیش کش تھی۔

دوسری پیشکش:

رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی راہ سے روکنا اور دین کی دعوت سے پھسلانا اگر ابوالولید کا ارادہ نہ ہوتا تو اس نے آپ ﷺ کو ایک معقول پیش کش کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ انہیں بالکل ہی قبول نہ کریں بلکہ یکسر چھوڑ دیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

---

[1] ''اس بارے میں وارد ہوا ہے کہ جب نبی ﷺ قراءت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ پھر اگر لوگ منہ موڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں نے تمہیں عاد اور ثمود پر اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب جیسے عذاب سے ڈرا دیا ہے۔ (13) تو عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کی قسمیں دینے لگا وہ ڈر گیا تھا کہ کہیں اس پر بجلی کا عذاب نازل نہ ہو جائے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ نبی ﷺ سچے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ (الانسان:23،24)

''یقیناً ہم ہی نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اُتارا ہے۔ چنانچہ اپنے رب کے حکم پر صبر کرو۔ اور اُن میں سے کسی گناہ گار یا ناشکرے کی بات نہ مانو۔''

واپس آ کر عتبہ نے مشرکینِ مکہ سے جو کہا تھا اور جس پر انہوں نے عتبہ کو سحر زدہ ہونے کا طعنہ دیا تھا، مشرکین کو اگر حیرت زدگی اور بے بصیرتی لاحق نہ ہوتی تو بلاشبہ وہ ایک نہایت معقول بات تھی۔ ان کے پاس اگر عقل ہوتی یا اگر وہ بصیرت رکھتے یا ان کے پاس سیاسی شعور ہوتا تو عتبہ کے مشورے کا سونے کے ساتھ وزن کرتے۔ ان کی حیرت زدگی اور بے بصیرتی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ابوالولید سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے کے بعد انہوں نے معتبر افراد کا ایک وفد تشکیل دیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ بھی آپ ﷺ کے سامنے وہی باتیں کریں اور وہی پیش کش رکھیں جو اس سے پہلے ابوالولید کر چکا تھا۔ گویا عملاً یہ ایک نیا وفد تھا لیکن حقیقتاً بات پرانی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر اس کو بھی رد کر دیا:

انه ما بی ما تقولون ، ما جئت بما جئتكم به اطلب اموالكم ، ولا الشرف فيكم ، ولا الملك عليكم ، ولكن الله بعثنى اليكم رسولًا وانزل علىّ كتابًا ، وامرنى ان اكون لكم بشيرًا ونذيرًا فابلغكم رسالات ربى ، ونصحت لكم فان تقبلوا منى ما جئتكم به فهو حظكم فى الدنيا والآخرة ، وان تردُّوه علىّ اصبر لامر الله حتى يحكم بينى وبينكم

''تم لوگ جو کہہ رہے ہو مجھے ان میں سے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ جو چیز میں تم پر پیش کر رہا ہوں اس سے میری غرض تمہارے مال ہتھیانا یا تم سے عزو شرف پانا یا تم پر بادشاہ بننا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانب مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے، مجھ پر اپنی کتاب کو نازل کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں خوشخبری سنادوں اور ڈراؤں۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات تم تک پہنچا دیئے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کر دی ہے۔ اگر اس کو قبول کرو گے تو دنیا و آخرت میں یہ تمہاری خوش قسمتی ہے اور اگر تم اس کو رد کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کروں گا حتی کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ صادر فرمادیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدالمرسلین جناب محمد ﷺ کی جانب سے جب انہوں نے یہ جواب سنا تو اپنے حواس کھو بیٹھے، ان کے ہوش اڑ گئے اورانہوں نے بہکی بہکی باتیں کرنا شروع کر دیں جنہیں وہ خود بھی نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے جو کہا اس کا خلاصہ بہر حال یہ تھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے ربّ سے دُعا کریں کہ وہ ان کے فوت شدہ آباء واجداد کو زندہ کر دیں اور مکہ کے اردگرد سے پہاڑوں کو ہٹا دیں اوران کے درمیان سے نہریں جاری کر دیں تا کہ اس کی جگہ کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں۔ ان کی باتوں اور مطالبوں میں سے بعض کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں بھی کیا ہے:

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۚ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ ۗ (الاسراء:93-90)

''اور اُنہوں نے کہا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی بہتا چشمہ جاری نہ کر دیں۔ یا آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو۔ چنانچہ اس کے درمیان میں آپ نہریں جاری کر دیں۔ یا جیسے آپ نے دعویٰ کیا ہے، ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں۔ یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو آپ ہمارے سامنے لے آئیں۔ یا آپ کا کوئی سونے کا گھر ہو یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں۔ اور آپ کے چڑھنے کو ہم نہ مانیں گے یہاں تک کہ آپ ہم پر ایسی کتاب اُتار دیں جسے ہم پڑھیں۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انہیں یوں جواب دینے کا حکم دیا:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ﴿٩٣﴾ (الاسراء:93)

''آپ کہہ دیں کہ پاک ہے میرا ربّ! کیا میں ایک انسان رسول کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟''

جب وہ اپنی اس پیش کش اوراس کے منہ توڑ جواب سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ بن ابوامیہ مخزومی آپ ﷺ کے پیچھے ہو گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا خالہ زاد بھائی تھا کیونکہ اس کی ماں عاتکہ بھی عبدالمطلب کی صاحبزادی تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''قریش نے آپ کو فلاں فلاں پیش کیا لیکن آپ نے سب کو ردّ کر دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واللہ! میں کبھی آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔" رسول اللہ ﷺ انتہائی افسردہ ہو کر واپس آ گئے کیونکہ قریش نے دعوت سے متعلق بات کرنے کی غرض سے آپ ﷺ کو بلایا تھا جس سے آپ ﷺ کو امید تھی کہ قوم آپ ﷺ کو قبول کرے گی مگر ایسا نہ ہو سکا۔ یہ دوسری پیش کش تھی۔

تیسری پیشکش:

جب قریش کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے ان کی پیش کش کو ٹھکرا دیا ہے اور وہ یہ سن کر مایوس ہو گئے کہ اپنی دعوت سے بال برابر پیچھے ہٹنا بھی آپ نے قبول نہیں کیا تو اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ابو جہل اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور کہا: "محمد جب نماز پڑھ رہا ہوگا میں پتھر کے ساتھ اس کا سر کچل دوں گا۔" اللہ کا دشمن مناسب وقت کا انتظار کرنے بیٹھ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں آ کر بیت اللہ کی جانب منہ کر کے دو ارکان کے درمیان میں نماز کے لیے آ کھڑے ہوئے اور وہ پتھر سے آپ ﷺ کو مارنے کے لیے آگے بڑھا۔ قریش اپنی اپنی مجلسوں میں اس سرکش کی کاروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اندھا دھند پیچھے کو بھاگا۔ مارے ڈر کے اس کا رنگ فق پڑ گیا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ پتھر سے چمٹ گئے تھے۔ قریش کے آدمی دوڑ کر اس کے پاس آئے اور پوچھا: "ابوالحکم کیا بات ہے؟ تمہیں کیا ہوا ہے؟" اس نے کہا: "رات کو میں نے تم سے جو کہا تھا وہی کرنے جا رہا تھا مگر جونہی میں اس کے قریب پہنچا ہوں ایک سانڈھ اونٹ میرے آڑے آ گیا۔ واللہ! کبھی میں نے کسی اونٹ کی ایسی کھوپڑی، ایسی گردن اور ایسے دانت دیکھے ہی نہیں۔ وہ مجھے کھا جانا چاہتا تھا۔" اس واقعے سے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ﴿١٧﴾
سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ﴿١٩﴾ (العلق: 19_15)

"ہرگز نہیں! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم پیشانی سے لازماً کھینچیں گے جو جھوٹی، خطا کار پیشانی ہے۔ وہ اپنی جماعت کے حامیوں کو بُلا لائے۔ جلد ہی ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہرگز نہیں! تم اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔"

یہ دیکھ سن کر نضر بن حارث کلدہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا: "گروہِ قریش! تم پر ایک عظیم مصیبت آن پڑی ہے جس کا علاج تم آج تک نہیں کر سکے ہو۔ محمد کا بچپن تمہارے سامنے گزرا ہے۔ اس نے عہدِ شباب میں قدم رکھا ہے تو وہ قریش کا سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ پسندیدہ، سب سے زیادہ راست باز، سب سے زیادہ امانت دار جوان تھا۔ اس وقت اس میں کوئی عیب تمہیں دکھائی نہ دیا لیکن جب اس کی کنپٹیوں کے بال سفید ہو گئے ہیں اور تمہارے سامنے وہ کوئی شے پیش کر چکا ہے تو تم کہتے ہو وہ جادوگر ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ جادوگر نہیں ہے کیونکہ ہم نے جادوگروں، ان کے دَم جھاڑوں اور ان کی گرہ بندیوں کو دیکھا ہے۔ تم کہتے ہو کہ وہ کاہن ہے۔ خدا کی قسم! وہ کاہن بھی نہیں ہے کیونکہ ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے، ان کی پرفریب باتوں اور پرتکلف کلاموں کو سنا ہے۔ تم کہتے ہو کہ وہ شاعر ہے۔ واللہ! وہ شاعر بھی نہیں ہے کیونکہ ہم نے شعراء دیکھے ہیں اور ان سے ہر صنف کا کلام سنا ہے۔ تم کہتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔ بخدا! وہ دیوانہ بھی نہیں ہے کیونکہ ہم نے جنون دیکھا ہے اور یہ جنون کی دم کشی یا ہم خیالی یا خلط کلامی نہیں ہے۔ چنانچہ اے گروہِ قریش! اپنی فکر کرو۔ خدا کی قسم! تم پر ایک بڑی آفت نازل ہونے والی ہے۔''

نضر بن حارث حق پہچان چکا تھا اور قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا لیکن حسد نے اس کو روک دیا۔ یہی وہ شخص ہے جو اپنی بات کی بنا پر اس آیت کا مصداق ہے:

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ (الانفال:32)

''اور جب اُنہوں نے کہا: اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری جناب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔''

اس کے بارے میں یہ آیات اتری تھیں:

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ﴿١﴾ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ (المعارج:3_1)

''مانگنے والے نے واقع ہونے والا عذاب مانگا ہے۔ کافروں کے لیے اُس کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عروج کے زینوں والا ہے۔''

نضر بن حارث قریش کا شیطان آدمی تھا۔ وہ بہت ہی خبیث النفس تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور مومنین کا بڑا سخت دشمن تھا۔ اس نے کہا تھا: ''میں محمد سے بہتر کلام بنا سکتا ہوں۔'' چنانچہ وہ شاہانِ فارس کے واقعات بیان کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا جیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ حکیم میں ہے:

سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ (الانعام:93)

’’جلد ہی میں بھی ویسا ہی اُتاروں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے۔‘‘

اس کو حسد وغرور نے آدبوچا اور وہ نظر وفکر کا اندھا بن گیا۔ یہ ان کی جانب سے تیسری پیش کش تھی۔

چوتھی پیشکش:

دعوتِ حق کی خیرہ کن شعاعوں سے مشرکینِ مکہ کی نگاہیں چندھیا چکی تھیں اور انہیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ اس کو کیسے روکیں۔ چنانچہ انہوں نے یہودی علماء سے حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے یثرب (مدینہ) میں اپنا ایک وفد بھیجا کیونکہ وہ اہلِ کتاب تھے اور اَدیان کے حوالے سے اصحابِ علم تھے۔

چنانچہ مشرکینِ مکہ نے نضر بن حارث کو امیر اور عقبہ بن ابی معیط کو مشیر بنا کر ایک وفد یثرب کو روانہ کیا اور کہا: ان سے محمد کے بارے میں پوچھ کر آؤ، ان سے اس کی صفات بیان کرو اور اس نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا تذکرہ کرو کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں اور انبیاء کے بارے میں جو علم انہیں حاصل ہے وہ ہمیں حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ وہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور یہودی علماء سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق استفسار کیا۔ آپ ﷺ کی صفات بیان کیں اور آپ ﷺ کے دعوئ نبوت اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا: ’’علمائے یہود! آپ اہلِ تورات ہیں۔ ہم آپ سے اس مدعیٔ نبوت کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں کہ ہم اس کے سچ یا جھوٹ کا فیصلہ کیسے کریں؟‘‘ انہوں نے کہا: ’’تم اس سے یہ تین باتیں پوچھو۔ اگر اس نے ان کا جواب دے دیا تو سمجھو کہ وہ نبی اور رسول ہے اور اگر وہ جواب نہ دے پایا تو سمجھنا کہ وہ جھوٹا ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کرنا۔ پہلے ان جوانوں کے بارے میں پوچھنا جو قرونِ اُولیٰ میں ظلم سے بچاؤ کے لیے اپنے شہر سے نکل گئے۔ ان کی ایک عجیب سرگزشت ہے۔ دوسرے اس آدمی کے متعلق پوچھنا جس نے زمین کے تمام مشرقی اور مغربی ممالک زیرِ نگیں کیے کہ وہ کون تھا؟ اور اس کا کیا حشر ہوا؟ تیسرے اس سے روح کے بارے میں پوچھنا کہ وہ کیا ہے؟ اگر اس نے تینوں سوالات کا جواب دے دیا تو وہ برحق نبی ہے اس کا اتباع کرنا اور اگر وہ جواب نہ دے سکا تو سمجھنا کہ وہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے متعلق جو چاہو فیصلہ کرنا۔

چنانچہ وفد قریش کی جانب پلٹ آیا اور ان سے کہا کہ ہم تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان چند فیصلہ کن باتیں پوچھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے ہیں۔ یہودی اہلِ علم نے ہمیں اس سے تین باتیں پوچھنے کو کہا ہے۔ اگر اس نے ان کا جواب دے دیا تو وہ برحق نبی ہے اور اگر وہ ان کے جواب نہ دے پایا تو وہ جھوٹا ہے اس کے متعلق جو چاہو فیصلہ کرو۔ چنانچہ قریش نے جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سوالات کا کل جواب دوں گا لیکن آپ ﷺ ان شاءاللہ کہنا بھول گئے۔ قریش یہ وعدہ لے کر واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان شاءاللہ نہ کہنے کی وجہ سے قریباً پندرہ دن تک وحی کو روکے رکھا حتی کہ رسول اللہ ﷺ بہت غمزدہ ہو گئے جب کہ قریش بڑے خوش تھے بلکہ ان میں سے اکثریت نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ شیطان اسے چھوڑ گیا ہے جو اس کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ ضحیٰ نازل فرمائی جس میں اس بات کا ردّ کیا گیا جو قریش نے کہا بلکہ آپ ﷺ کے بعض انتہا پسند مخالفین نے کہا: ''اللہ تعالیٰ اس پر غصے ہو گیا ہے اور اس کو چھوڑ دیا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اس وقت سورۂ کہف نازل فرمائی جس میں اصحابِ کہف کے واقعے کا تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں دنیا کا چکر لگانے والے آدمی ''ذوالقرنین اسکندر'' کی خبر بھی ہے اور روح کے بارے میں اس سے پہلی سورۂ اسراء میں یہ نازل کیا گیا ہے:

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾

(الاسراء:85)

''اور وہ آپ سے رُوح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیں رُوح میرے ربّ کا امر ہے۔ اور تمہیں علم میں سے بہت ہی کم دیا گیا ہے۔''

یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی۔ یہ ان کی ایک پیش کش تھی۔

پانچویں پیشکش:

علمائے یہود کی جانب وفد بھیج کر بھی قریشِ مکہ اپنی اس آخری سازش میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے زبانی جنگ اور عداوت کا اظہار کیا۔ ایک دفعہ ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ دین کا مذاق اڑا کر کہا: ''گروہِ قریش! محمد (ﷺ) کہتا ہے کہ تم کو عذاب دینے اور دوزخ میں بند رکھنے والے فرشتوں کی تعداد اُنیس (19) ہے۔ تم تعداد میں سب سے زیادہ ہو۔ کیا تمہارا سو سو آدمی مل کر بھی ایک ایک فرشتے کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے؟'' اس کے ردّ میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا جَعَلْنَآ أَصْحَـٰبَ ٱلنَّارِ إِلَّا مَلَـٰٓئِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا

(المدثر:31)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے فرشتے ہی جہنم کے نگران بنائے ہیں اور ہم نے کفار کی آزمائش ہی کے لئے اُن کی تعداد مقرر کی ہے۔''

ابوجہل نے اپنے حسد وتکبر کا اظہار اپنے ہی منہ سے اس انداز میں کیا کہ اَخنس بن شریق نے اس کے پاس آ کر پوچھا: ''ابوالحکم! جو کچھ تم سے محمد (ﷺ) سے سنا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟'' ابوجہل نے کہا: ''سنا کیا ہے بھائی؟ ہمارا اور بنو عبد مناف کا عزوشرف میں مقابلہ ہوا۔ انہوں نے کھانا کھلایا اور ہم نے بھی کھلایا، انہوں نے سوار کیا اور ہم نے بھی سوار کیا، انہوں نے مال دیا اور ہم نے بھی مال دیا۔ جب ہم دونوں نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دو گھوڑوں کی مانند مقابلے کے لیے دوڑنا شروع کر دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم میں ایک نبی پیدا ہوا ہے جس پر آسمان سے وحی آتی ہے۔ اب ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں؟ خدا کی قسم! ہم نہ اس پر ایمان لائیں گے اور نہ ہی اس کی تصدیق کریں گے۔''

اسی بُغض وخوف نے انہیں برانگیختہ کیا تھا کہ وہ قرآنِ کریم کی سماعت سے منع کریں اور اپنی مجلسوں میں تلاوتِ قرآن نہ سننے پر قول وقرار دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝۲۶ (فصلت:26)

''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنا کرو اور اس میں خلل ڈالا کرو شاید کہ تم غالب آ جاؤ۔''

چنانچہ انہوں نے قرآن نہ سننے کا پختہ ارادہ کیا اور اس سے باز رہنے پر انہوں نے باہم قول وقرار بھی کیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک رات ابوجہل، ابوسفیان اور اَخنس بن شریق تینوں رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سننے کے لیے نکلے۔ آپ ﷺ اپنے گھر پر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ رات کے اندھیرے میں وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر قرآن سنتے رہے اور ان میں سے ایک کو دوسرے کا علم نہ تھا یہاں تک کہ طلوعِ فجر کے وقت وہ اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے لیکن راستے میں ایک دوسرے سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور آپس میں معاہدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے مگر وہ صبر نہ کر سکے اور دوسری رات بھی آ گئے۔ ان میں سے ایک دوسرے کو نہیں جانتا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کو بہت غور سے سنا حتیٰ کہ طلوعِ فجر کے وقت وہ منتشر ہو گئے مگر راستے میں ملاقات ہو گئی تو ایک دوسرے کو ملامت کی۔ ایسا واقعہ ان کے ساتھ تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ پیش آیا اور چوتھی دفعہ انہوں نے اس کا پختہ معاہدہ کیا کہ آئندہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔

یہاں سے کسی قسم کے اخفاء کے بغیر ہی یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ نورِ محمدی ﷺ سے مشرکینِ مکہ کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں چنانچہ وہ اس کی خیر و ہدایت کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ دشمنی اور ہٹ دھرمی کے علاوہ اپنے پاس موجود تمام قوت کو بروئے کار لا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقابلہ کیا۔ آج کے کفار کا بھی بالکل یہی حال ہے۔ یہ اسلام کے ساتھ ہمیشہ سے جنگ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ تک جنگ جاری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے دوستوں کا اگر مددگار نہ ہوتا تو کفار اسلام اور مسلمانوں پر غالب آ جاتے اور نہ اسلام باقی رہتا اور نہ کوئی مسلمان ہی موجود ہوتا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ دعوتِ محمدیہ ﷺ کو ناکام بنانے کے لیے کفار آج بھی پشیمان ہیں۔

2: اس میں یہ بیان بھی ہے کہ مشرکینِ مکہ نے دعوت کو روکنے اور اس کے نور کو بجھانے کے لیے کون کون سا طریقہ استعمال کیا۔

3: تمام چیلنجوں اور پیشکشوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے مضبوط پہاڑ کی مانند ثابت قدم رہنے کا بیان ہے۔

4: دشمن ہونے کے باوجود عتبہ بن ربیعہ کا دعوتِ محمدیہ ﷺ کی صداقت وحقانیت کی گواہی دینا اس کی معنوی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حق وہ ہے دشمن بھی جس کی گواہی دیں۔

5: مشرکین پر دعوت کا حق ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود عناد و کبر اور ایسے مطالبات نے انہیں روکے رکھا جن کا ثابت ہونا نہ ہی نبوت کا لازمہ ہے اور نہ ہی دعوتِ حق قبول کرنے کی شرط ہے۔

6: رسول اللہ ﷺ کے خلاف ابو جہل کی شدید عداوت اور آپ ﷺ کی دعوت کی مخالفت میں اس کی خباثت کا بیان ہے۔

7: مستقبل میں کسی کام یا بات کے لیے ان شاء اللہ کہنا مستحب ہے۔

8: جو شخص غور و فکر کے ساتھ سنتا ہے اس کے دل پر قرآنِ کریم کے اثر انداز ہونے کا بیان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کی ناکامی

قریشِ مکہ نے دعوتِ محمدیہ ﷺ کے انوار کو بجھانے کی کوشش میں اپنے تمام وسائل کو کھپا دیا مگر اس میں انہیں رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے اب کمزور مسلمانوں کو تکلیفیں دینا شروع کر دیا جن میں بلال رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، یاسر رضی اللہ عنہ، سمیہ رضی اللہ عنہا، صہیب رومی رضی اللہ عنہ، خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ، ابوفہیرہ رضی اللہ عنہ، ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ، زنیرہ رضی اللہ عنہا، نہدیہ رضی اللہ عنہا و اُمِ عبیس رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف کے غلام تھے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو چہرے اور پیٹھ کے بل پتھریلی زمین پر لٹا دیا کرتا اور بہت بڑا پتھر آپ رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھ دیتا۔ اس وقت دوپہر کو سورج چمک رہا ہوتا تھا۔ اُمیہ کہتا تھا کہ تم اسی حال میں رہو گے حتی کہ تم مرجاؤ یا محمد (ﷺ) کا انکار کر دو یا لات وعزیٰ کی عبادت کرو مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ صبر کے ساتھ اَحد اَحد پکارا کرتے۔ آخرِ کار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مشرک غلام کے بدلے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر آزاد کر دیا۔

عمار رضی اللہ عنہ، ان کے والد یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو دوپہر کے وقت میدانِ اَبطح میں لے جایا جاتا اور پتھروں سے سخت تکلیفیں دی جاتیں۔ جب انہیں ستایا جا رہا ہوتا رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرتے اور فرماتے:

صبرًا آل یاسر فان موعدکم الجنة

''آلِ یاسر! صبر کرو تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔''

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اسی سزا میں وفات پا گئے۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے ابوجہل کو برا بھلا کہا چنانچہ اس ملعون نے آپ رضی اللہ عنہا کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اسلام میں پہلی شہیدہ ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اللہ کے دشمنوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ چنانچہ کبھی انہیں گھسیٹا جاتا اور کبھی ان کے سینے پر پتھر رکھ دیا جاتا اور کبھی غوطے دے کر انہیں پانی میں ڈبویا جاتا۔ کفار ان سے کہا کرتے: ''جب تک لات وعزیٰ کو اچھا اور محمد (ﷺ) کو بُرا نہیں کہو گے ہم نہیں چھوڑیں گے۔'' انہوں نے جو مطالبہ کیا تھا عمار رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''پیچھے کیا خبر ہے؟'' عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! شر ہی شر ہے۔'' اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟'' کہا: ''میں اس کو ایمان پر مطمئن پاتا ہوں۔'' فرمایا: ''اگر وہ دوبارہ کہیں تم بھی دوبارہ کہہ دینا۔'' اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَٮِٕنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ وَلٰـكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا (النحل:106)

''ماسوا اُس کے جسے مجبور کیا گیا ہو مگر اُس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جس نے اپنے دل کو کفر کے لیے کھول دیا۔''

حضرت خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ نے چھٹے نمبر پر اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے انتہائی سخت سزائیں دیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو پیٹھ کے بل نوکیلے کنکروں پر لٹا کر دہکتے پتھروں سے آپ رضی اللہ عنہ کا سر داغا جاتا حتی کہ اس سے خون بہہ پڑتا تھا۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی قدیم الاسلام تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دارِ اَرقم میں دخول سے پہلے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ وہ بھی کمزوروں میں سے تھے چنانچہ انہیں بھی سخت سزائیں دی گئیں مگر یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کو دینِ اسلام سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جتنا عرصہ غارِ ثور میں قیام کیا یہ شام کو بکریاں وہاں لے جایا کرتے تھے۔

ابوفکیہہ کا اصل نام اَفلح یا یسار تھا۔ صفوان بن اُمیہ کے غلام تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ اُمیہ بن خلف ملعون ان کے پاؤں کو رسی کے ساتھ باندھ دیتا اور انہیں گھسیٹنے کا حکم کرتا۔ چنانچہ انہیں نوکیلے پتھروں کے میدان میں پھینک دیا جاتا۔ ایک دفعہ ان کے پاس سے ایک سیاہ کیڑا گزرا جس پر اُمیہ نے کہا: ''تمہارا ربّ کہیں یہ تو نہیں؟'' جواب دیا: ''اللہ ہی میرا بھی، تیرا بھی اور اس کا بھی ربّ ہے۔'' اُمیہ بن خلف نے بہت سختی سے آپ رضی اللہ عنہ کا گلا دبایا۔ اس کا بھائی اُبی بن خلف بھی پاس ہی تھا۔ اس نے کہا: ''اسے اور زیادہ سزا دو۔ محمد (ﷺ) خود آکر اپنے جادو سے اس کو چھڑائے۔'' چنانچہ وہ ایسے ہی ان کو مسلسل سزائیں دیتے حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو جاتے اور وہ سمجھتے کہ اب یہ مر چکے ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو پھر اَفاقہ ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔

عورتوں میں سے زنیرہ رضی اللہ عنہا، لبیبہ رضی اللہ عنہا، اُمِ عبیس رضی اللہ عنہا کو بھی ان کے مالکوں کی جانب سے بڑی بڑی سزائیں دی جاتیں مگر وہ انہیں دینِ اسلام سے نہ ہٹا سکیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشہ میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: فرمانِ الٰہی احسب الناس ان یترکوا کے معنی کی تاکید وتوثیق ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: کمزور مسلمانوں کو طرح طرح کا عذاب دیا گیا مگر وہ بھی انہیں اسلام سے نہ ہٹا سکا۔

3: اسلام میں پہلی شہید حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

4: مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے غیظ وغضب کا اور مسلم غلاموں پر ان کی سخت سزاؤں کا بیان ہے۔

جنہوں نے مذاق اڑایا

مشرکینِ مکہ نے کمزور مسلمانوں کو جن آزمائشوں میں مبتلا کر رکھا تھا وہ صرف کمزوروں ہی کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ تمام مسلمان ہی خصوصاً رسول اللہ ﷺ بھی اس کا شکار تھے۔ البتہ آزاد مسلمانوں کا بہرحال ایک مقام تھا جس کی وجہ سے مشرکین اگرچہ یہ طاقت تو نہیں رکھتے تھے کہ انہیں بھی اپنے کمزور غلاموں اور لونڈیوں جیسی سزائیں دیں تاہم کوئی مسلمان بھی ان کے استہزاء و تمسخر اور ظلم وستم سے محفوظ نہ تھا حتی کہ خود رسول اللہ ﷺ کو بھی سب وشتم کیا گیا اور آپ ﷺ کا مذاق اڑایا گیا اور آپ ﷺ کو بھی مشرکین کی جانب سے اسی شدت کا سامنا کرنا پڑا جس کا سامنا اکثر مسلمان کر رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والے وہ لوگ انتہائی بدترین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾
(الحجر: 95,96)

''بلاشبہ آپ کی جانب سے مذاق اڑانے والوں کو ہم ہی کافی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں۔ چنانچہ جلد ہی وہ جان لیں گے۔''

ان ملعون گستاخوں کے نام، ان کے احوال اور ان کی موت درج ذیل ہیں:

1: ابولہب:

اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا۔ آپ ﷺ کی سب سے سخت تکذیب کرتا اور سب سے زیادہ تکلیف پہنچاتا تھا۔ وہ آپ ﷺ کا پڑوسی تھا اور آپ ﷺ کے دروازے پر گندگی پھینک دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ کر فرماتے: ''عبدالمطلب کے بیٹے! یہ کیا ہمسائیگی ہے؟'' ایک دفعہ ابولہب کے پاس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے دروازے پر گندگی پھینک رہا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس گندگی کو اٹھا کر ابولہب کے سر میں ڈال دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی اس کی بیوی اُم جمیل بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بغض وعداوت میں بڑی سخت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کو حمّالة الحطب کا لقب دیا ہے۔ وہ کہا کرتی تھی:

مُذَمّما عَصينا وامره ابينا ودينه قَلَينا

''ہم نے مذمم کی نافرمانی کی ہے اور اس کی بات کا انکار کر دیا ہے اور اس کے دین سے بغض رکھا ہے۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ جب سورۃ المسد نازل ہوئی جس میں ان میاں بیوی کے لیے دنیا میں ہلاکت کی اور آخرت میں آگ کے دائمی عذاب کی وعید ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلی۔ اس نے ہاتھ میں بڑا سا پتھر اٹھا رکھا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس کھڑی تھی مگر آپ ﷺ کو دیکھ نہ رہی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت کو ختم کر دیا تھا۔ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا: ''تمہارا دوست کہاں ہے؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ میری ہجو کرتا ہے۔ واللہ! اگر وہ مجھے مل گیا تو میں یہ پتھر ماروں گی۔ اللہ کی قسم! میں بھی شاعرہ ہوں۔'' اس وقت اس نے کہا:

مُذَمّما عَصينا وامره ابينا ودينه قَلَينا

اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو مکہ ہی میں عدسہ کے مرض میں مبتلا کر دیا۔ بدر میں جس دن مشرکین کو شکست کا سامنا ہوا اسی وقت اپنی قوم کی اس شکست کی خبر سن کر وہ عدسہ کے مرض کا شکار ہو گیا اور بدترین قسم کی موت مر گیا اور وہ اس کو غسل دینے پر بھی قادر نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے دور ہی سے اس پر پانی پھینک دیا کیونکہ اس سے انتہائی ناپسندیدہ قسم کی بدبو پھوٹ رہی تھی۔ اس کا جسم پگھل گیا تھا اور اب اس کی شکل پہچاننا بھی مشکل تھا۔

2: ولید بن مغیرہ مخزومی:

یہ وہ شخص ہے جس نے قریش سے کہا تھا: ''ایامِ حج میں لوگ تمہارے پاس آ کر محمد (ﷺ) کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ چنانچہ تم مختلف باتیں نہ کہا کرو کہ ایک کہتا ہے کہ وہ شاعر ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ وہ کاہن ہے بلکہ ایک ہی بات کہا کرو کہ وہ جادوگر ہے جو ایک شخص کو اس کے بھائی اور بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔'' اس کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ اس کو ایک تیر لگ گیا جس نے اس کو زخمی کر دیا اور اس کا پاؤں سوج گیا جس کی وجہ سے وہ ایک بدترین موت مر گیا۔

3: ابوجہل عمرو بن ہشام:

رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں یہ شخص سب سے زیادہ سخت تھا۔ اس کا نام عمرو اور کنیت ابوالحکم تھی۔ اس کے افعالِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبیثہ اور اعمالِ قبیحہ کی بنا پر مسلمان اس کو ابوجہل کہتے تھے۔ بدر کے دن عفراء کے دو بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہوا تھا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک چرواہے کے بیٹے تھے اور ابوجہل کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اس نے کہا تھا: ''محمد (ﷺ) اگر ہمارے معبودوں کو گالیاں دے گا تو ہم بھی اس کے معبود کو گالیاں دیں گے۔'' جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ (الانعام:108)

''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں اُنہیں بُرا بھلا نہ کہو کہ وہ بھی جہالت کی بنا پر حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں۔''

4: نضر بن حارث:

رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے میں بڑا سرگرم اور آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اذیت دینے میں بڑا سخت تھا۔ یہ فارسی کتابیں پڑھتا تھا اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ میل ملاپ رکھتا تھا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا جن کا انتظار کیا جا رہا تھا اور جن کی بعثت کا زمانہ قریب ہی تھا تو اس نے کہا: ''اگر ہمارے پاس کوئی خبردار کرنے والا آئے گا تو ہم کسی بھی امت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق یہی ہے:

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ (فاطر:42,43)

''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تاکیدی قسمیں کھائی تھیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا تو وہ ہر اُمت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔ پھر جب خبردار کرنے والا اُن کے پاس آیا تو اُس نے اُن کی نفرت کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا۔ زمین میں خود کو بڑا سمجھنے اور بُری تدبیر کرنے کی وجہ سے اور بُری تدبیر ہمیشہ تدبیر کرنے والوں ہی کو گھیرتی ہے۔''

وہ کہا کرتا تھا جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے:

اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ (الانفال:32)

''اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری جناب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی یہی مراد ہے:

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾
(المعارج:3-1)

''مانگنے والے نے واقع ہونے والا عذاب مانگا ہے۔کافروں کے لیے اُس کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عروج کے زینوں والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اسی کے متعلق ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ (لقمان:6)

''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو غافل کر دینے والی باتیں خریدتا ہے تاکہ وہ علم کے بغیر ہی (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے اور اس کا مذاق بنائے۔''

یہ سرکش بھی غزوۂ بدر میں مارا گیا۔مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی شرارتوں کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔

5: عقبہ بن ابی معیط:

یہ اُموی تھا جو رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے اور مسلمانوں سے عداوت رکھنے میں بڑا سخت تھا۔یہ وہی ہے جس نے اونٹ کی اوجھری کو نماز کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر رکھ دیا تھا اور مشرکین ہنس رہے تھے حتی کہ کم سن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر اس کو رسول اللہ ﷺ سے اتارا اور عقبہ کو بُرا بھلا کہا۔رضی اللہ عنها و أرضاه.

یہ خبیث اور سرکش بھی غزوۂ بدر میں مارا گیا۔اس کو قید کر کے پھانسی دے دی گئی۔اسلام میں اس شخص کو پہلی دفعہ پھانسی دی گئی۔اس کا رنگ تھوڑا سرخ اور آنکھیں قدرے نیلی تھیں۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو قدار بن سالف سے مشابہ قرار دیا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔ان پر اللہ کی لعنت ہو

6:اسود بن عبد یغوث:

بنو زہرہ سے تعلق تھا۔ یہ بھی مذاق اڑایا کرتا تھا اور جب فقرائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھتا تو کہتا: ''کسریٰ کی سلطنت کے وارث بن کر کیا یہی لوگ زمین کے بادشاہ ہوں گے؟'' رسول اللہ ﷺ کو مذاق کرتے ہوئے کہتا: ''یا محمد (ﷺ)! آج آسمان سے تجھ پر کوئی کلام نہیں اترا'' ؟ اللہ کا یہ دشمن ایک دن اپنے گھر سے نکلا کہ بادسموم کا شکار ہو گیا اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور وہ اکلہ نامی ایک مرض میں مبتلا ہو گیا اس کا جسم پیپ سے بھر چکا تھا چنانچہ وہ بہت بری موت مر گیا اللہ اس پر رحم نہ کریں اور نہ ہی اس سے اپنا عذاب ہلکا کریں۔

7:حارث بن قیس:

رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ تمام زندگی آپ ﷺ کو تکلیف دیتا رہا۔ اپنے جہل کی بنا پر بت پرستی میں بڑا مشغول رہتا تھا اور ایک پتھر کو پکڑ کر اس کی عبادت کرنا شروع کر دیتا اور اس سے اچھا اگر کوئی اور پتھر دیکھتا تو پہلے کو چھوڑ کر اس خوبصورت پتھر کی عبادت شروع کر دیتا۔ یہ کہا کرتا تھا: ''محمد (ﷺ) نے اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ وہ موت کے بعد زندہ ہوں گے حالانکہ ہمیں تو زمانہ ہی ہلاک کر دیتا ہے۔'' اس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے:

أَفَرَءَيْتَ مَنِ ٱتَّخَذَ إِلَٰهَهُۥ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ ٱللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِۦ وَقَلْبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَٰوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِنۢ بَعْدِ ٱللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوا۟ مَا هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ (الجاثیہ:23,24)

''پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا۔ اور اُس کے کانوں اور اُس کے دل پر مُہر لگا دی۔ اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بعد اب کون اُسے ہدایت دے گا؟ پھر بھی کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟ اور اُنہوں نے کہا کہ یہی بس ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ (اسی میں) ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتے ہیں اور ہم جیتے ہیں۔ اور ہمیں صرف زمانے کی گردش ہلاک کرتی ہے۔ اور انہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں۔ وہ محض گمان کی باتیں کرتے ہیں۔''

یہ سرکش ملحد یہ دہریہ بن کر ہلاک ہوا۔ یہ نمکین مچھلی کھا بیٹھا تھا۔ اس کے بعد شراب ہی پیتا گیا حتی کہ مر گیا کیونکہ اس کا سر پیپ سے بھر گیا تھا۔ گویا یہ ایک بدترین اور مکروہ ترین موت مرا تھا۔

8.9: اُبی بن خلف و اُمیہ بن خلف

دینِ اسلام کے ساتھ استہزاء، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمسخر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیت دینے میں سرگرم تھے۔ اُبی ملعون ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے ایک ہڈی کو پیس کر اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: ''تیرا کیا خیال ہے تیرا ربّ اس ہڈی کو بھی زندہ کر دے گا؟'' اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ (یٰس: 78,79)

''وہ کہتا ہے کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور وہ ہر طرح کی تخلیق کا پورا علم رکھنے والا ہے۔''

عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تو لا الہ الا اللہ نہیں کہے گا میں کھانے میں شریک نہ ہوں گا۔'' اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تو رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ اُمیہ بن خلف نے عقبہ سے پوچھا: ''کیا تو نے فلاں فلاں کلمہ کہا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے اپنے کھانے کے لیے کہا تھا۔'' اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ (الفرقان: 27,29)

''اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو چبائے گا۔ وہ کہے گا: اے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ ہدایت کا راستہ اختیار کیا ہوتا! ہائے میری شامت! کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا! اُس نے مجھے نصیحت سے بہکا دیا باوجودیکہ وہ میرے پاس آ چکی تھی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ بدر کے موقع پر اُمیہ بن خلف ذلت ورسوائی کی موت مرا جب کہ اس کے بھائی اُبی بن خلف کو رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے موقع پر گردن میں نیزہ مارا تھا جس کی وجہ سے راستے ہی میں وہ مر گیا اور واصلِ جہنم ہوا اور جہنم بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

10:ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ:

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتا تھا اور ابوجہل کی مدد کرتا تھا۔غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔اللہ تعالیٰ حمزہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں۔اور اس سے بھی خوش ہوں جو حمزہ سے خوش ہوتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔

11:عاص بن وائل سہمی:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا باپ تھا۔یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے استہزاء کیا کرتا تھا۔آپ ﷺ کے صاحبزادے قاسم کی وفات پر اس نے کہا تھا:''محمد (ﷺ) نسل کٹا ہے۔اس کا بیٹا ہی زندہ نہیں رہا کہ اس کو یاد کیا جاتا۔''اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی:

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

''یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کر دی ہے۔چنانچہ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔یقیناً تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔''

عاص اپنے نام اور ذات دونوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔اس کی موت کا سبب یہ تھا کہ اس کے پاؤں پر کسی چیز نے کاٹا تھا جس سے اس کا پاؤں پھول گیا حتیٰ کہ اونٹ کی کوہان جتنا ہوگیا۔ہجرتِ رسول ﷺ کے ایک مہینہ اور چند دن بعد ہی مکہ میں مر کر واصلِ جہنم ہوگیا جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

12,13:نُبیہ بن حجاج سہمی ومُنبہ بن حجاج سہمی:

یہ دونوں حجاج کے بیٹے تھے،سہمی تھے۔رسول اللہ ﷺ اور مومنین کا مذاق اڑاتے اور انہیں اذیت پہنچاتے تھے۔جب بھی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوتی وہ کہا کرتے:''اللہ کو آپ کے علاوہ کوئی نہیں ملا جسے وہ مبعوث کرتا؟ یہاں آپ سے زیادہ عمر رسیدہ اور آپ سے زیادہ مال دار بھی موجود ہیں۔''یہ دونوں ہی بدر کے دن ہلاک ہوئے ہیں۔مُنبہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔دوسرے کا علم نہیں ہے کہ اسے کس نے مارا۔بہر حال اللہ کے ابدی عذاب اور دائمی غضب میں جا وارد ہوئے اور یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مستہزئین کا بدلہ ہے۔

14: اسود بن مطلب بن اسد:

اس کی کنیت ابوزمعہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوتے تو دوسروں کے ساتھ مل کر آنکھوں سے اشارہ کرتا اور کہتا: ''تمہارے پاس وہ آئے ہیں جو زمین کے بادشاہ ہوں گے اور جو قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر غالب آئیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ ہنسی مذاق میں لوٹ پوٹ جاتے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددُعا کی کہ وہ اندھا ہو اور بیٹا اس کو گم پائے۔ لہٰذا وہ اندھا ہو گیا اور اس کے بیٹے نے اس کو گم پایا اور وہ مکہ ہی میں مر گیا۔ مشرکین جب جنگِ احد کی تیاریاں کر رہے تھے اس وقت مرض کے باوجود وہ کفار کو جنگ کے لیے آمادہ کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور دینِ اسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کے غیض و غضب کی شدت کا یہ عالم تھا۔ چنانچہ وہ اندھا ہو کر جہنم رسید ہوا۔

15: طعیمہ بن عدی بن نوفل:

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا، آپ ﷺ کو بُرا بھلا کہتا اور آپ ﷺ کو ایذاء پہنچاتا تھا۔ اس کو غزوۂ بدر میں قیدی بنایا گیا اور باندھ کر قتل کر دیا گیا چنانچہ وہ واصلِ جہنم ہوا۔

16 مالک بن طلاطلہ بن عمرو بن غبشان:

یہ بیوقوف بھی رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرتا۔ اس کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ نے بددُعا کی چنانچہ اس کے سر میں پیپ پڑ گئی اور مکہ میں ہلاک ہو کر واصلِ جہنم ہوا۔

17: رکانہ بن عبد یزید:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت و تمسخر میں یہ بھی بڑا سخت تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''بھتیجے! آپ میرے ساتھ کشتی کریں۔ میں آپ کو جھٹلاتا نہیں ہوں۔ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو مجھے پتہ چل جائے گا کہ آپ سچے ہیں۔'' اس کو کوئی شخص بھی پچھاڑ نہیں سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک کے بجائے تین دفعہ اس کو پچھاڑ دیا اور اس کو اسلام کے لیے بلایا مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا: ''جب تک آپ اس درخت کو نہ بلائیں گے میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے درخت سے کہا: ''ادھر آؤ۔'' چنانچہ وہ زمین پھاڑتا ہوا چلا آیا جسے دیکھ کر رکانہ نے کہا: ''میں نے اس سے بڑا جادو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ اسے واپس جانے کا حکم دیں۔'' آپ ﷺ نے اسے حکم دیا وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رکانہ نے کہا: ''یہ بہت بڑا جادو ہے۔'' اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا۔

ابن اثیر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ عتبہ، شیبہ جیسے دیگر رؤسائے قریش کی بہ نسبت مذکورہ افراد رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں بڑے سخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اذیت وعداوت رکھنے والا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو ایمان لا کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا مثلاً ابوسفیان بن حرب، حکم بن ابی العاص اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے باپ شریک بھائی عبداللہ بن ابواُمیہ وغیرہ۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اس بات کا اِثبات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا، اس کی آیات کا اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑانا کفر ہے جو دائمی عذاب کا سبب ہے جیسے مومنوں کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔

2: مشرکین کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء رسانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس صبر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد فرما کر عزت سے نوازا اور مشرکین کے دین کو باطل کر کے انہیں ذلیل کر دیا۔

3: اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا بیان ہے کہ سب سے زیادہ انبیائے کرام علیہم السلام کو آزمایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جس کا جتنا درجہ ہوگا اس کو اتنا ہی آزمایا جاتا ہے۔

4: اللہ تعالیٰ کے وعدے انا کفیناک المستهزئین کی سچائی کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسے کافی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی ایک مختصر وقت میں ان تمام کو ہلاک کر دیا۔

5: معجزات اور علامات ایمان کو لازم نہیں کرتیں کیونکہ بڑی بڑی نشانیاں دیکھ کر بھی رکانہ ایمان نہیں لایا تھا۔

پہلی ہجرت اسلام

رسول اللہ ﷺ کی اعلانیہ دعوت کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مشرکینِ مکہ کا ظلم وستم بھی بڑھتا گیا چنانچہ انہوں نے اپنی زبانوں اور ہاتھوں سے ان کو تکلیفیں پہنچانا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا کہ ان کی حمایت پر آپ ﷺ قادر نہیں لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا:

لو خرجتم الی ارض الحبشة فان فیها ملکًا لا یُظلم احد عنده حتی یجعل الله لکم فرجًا و مخرجًا مما انتم فیه

''تم حبشہ کی سرزمین کو نکل جاؤ۔ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے پاس کسی شخص پر بھی ظلم نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی کا کوئی راستہ پیدا فرمادیں۔''

مسلمانوں نے اس حکم کو قبول کیا اور اپنے دین کے لیے مکہ سے حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ یہ سنہ 5 نبوی میں رجب کا مہینہ اور اعلانیہ دعوت کا دوسرا سال تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دس کی تعداد میں وہاں پہنچ گئے جن میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے شعبان اور رمضان کے دو ماہ تک حبشہ میں قیام کیا اور شوال کو مکہ میں واپس آ گئے۔ ان کی واپسی کا سبب یہ تھا کہ انہیں یہ اطلاع پہنچی کہ قریش کے ساتھ رسول اللہ ﷺ صلح کر چکے ہیں اور مشرکین کی جانب سے مسلمانوں پر کوئی مشکل نہیں رہی ہے۔ ان جھوٹی افواہوں کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار کعبہ کے پاس سورۂ نجم کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب یہ مقام آیا:

أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾ (النجم:19,20)

''کیا تم نے لات اور عزیٰ پر غور کیا ہے؟(19) اور ایک تیسری منات پر بھی؟(20)''

اس پر شیطان نے قریش کے سامعین میں اپنا یہ کلام ڈال دیا:

تلک الغرانیق العلا ، وان شفاعتهن لترتجی

''یہ بت بھی بڑے بلند قدر ہیں اور ان سے سفارش کی بھی امید کی جاتی ہے۔''

مشرکین کو یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہی ایسا کہہ رہے ہیں اور ان کلمات کے ساتھ بتوں کی تعریف کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے سورۃ کے آخر میں سجدہ کیا جو تمام سجدوں میں سے ایک عظیم سجدہ ہے تو مشرکین نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا حتی کہ ایک بوڑھے شخص ولید بن مغیرہ نے ہاتھ میں کنکر لے کر اپنی پیشانی کو اس پر رکھ دیا۔ اس کے بعد لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدا ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ کفار نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی سجدہ کیا ہے کہ شیطان نے ان کے کانوں میں لات وعزیٰ کی تعریف کو ڈال دیا اور انہیں وہم یہ ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی ان کی تعریف کر رہے ہیں تو آپ ﷺ اس خبر سے بڑے غمگین ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دلاسہ دیتے ہوئے ان آیات کو نازل فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿52﴾ (الحج:52)

''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اُس نے تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں خلل ڈال دیا۔ پھر جو کچھ بھی شیطان ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو مٹا دیتا ہے۔ پھر وہ اپنی آیات پختہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو اس سے مسرت ہوئی اور حزن وملال سے آپ ﷺ سے جاتا رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک سنت رہی ہے اور اس میں بڑی حکمتیں ہیں جن کو اللہ ہی جانتے ہیں۔

چنانچہ مسلمان ابھی مکہ میں داخل ہوا ہی چاہتے تھے کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ مشرکینِ مکہ کے اسلام کی خبر غلط تھی اور مشرکین تو ابھی تک اپنے کفر وشرک پر قائم ہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف ان کی سختی اور دشمنی میں اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ وہ چھپ چھپا کر یا کسی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہو گئے اور واپس آ کر مکہ ہی میں رہے اور ان کو ویسے ہی سزاؤں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے دوچار کیا جاتا رہا جیسے وہ ہجرت سے پہلے اس میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ انہیں دوبارہ حبشہ کو ہجرت کر جانا چاہئے چنانچہ وہ بہت سے دیگر مسلمانوں کے ساتھ واپس ہوئے جو تعداد میں 83 سے زیادہ مرد تھے۔ اس کو ہجرتِ ثانیہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بہرحال مکہ ہی میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا یقین کر کے صبر کے ساتھ اعلانیہ اور پوشیدہ اللہ کی دعوت دیتے رہے۔ آپ ﷺ کو روزانہ ہی قریش کی ایذاء کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس عرصے کے دوران میں سب سے بڑا سانحہ وہ پیش آیا جس کو ابنِ اثیر کے علاوہ دیگر اصحابِ سیر نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''قریشِ مکہ ایک دفعہ حطیم میں موجود تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر چھیڑ دیا کہ انہوں نے آپ کی بہت بڑی بات پر بھی صبر کیا ہے۔ ان کے درمیان یہ گفتگو جاری تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف آور ہوئے۔ آپ ﷺ نے پہلے حجرِ اسود کو چوما اور پھر طواف کرتے مشرکین کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرتِ حبشہ

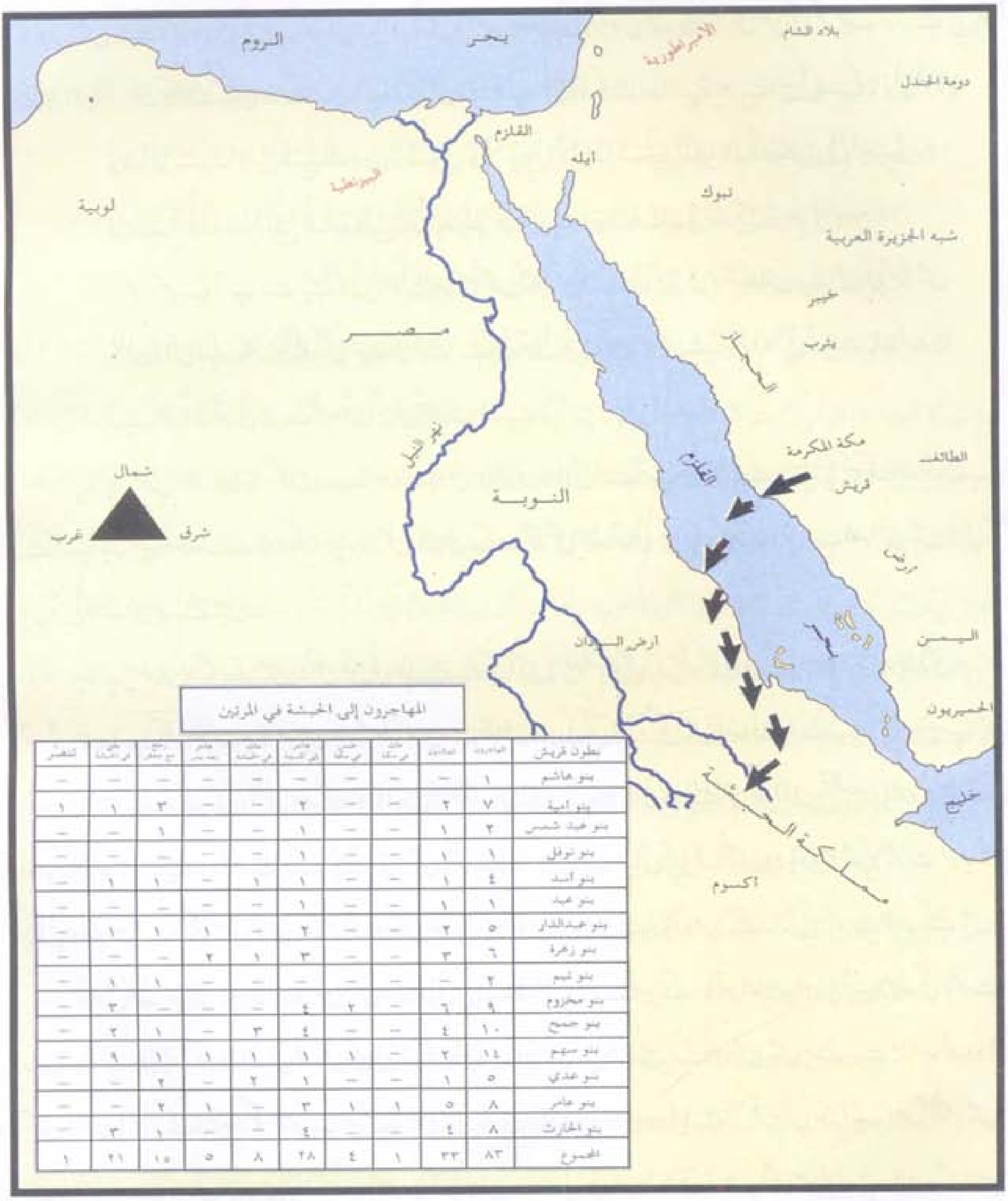

المهاجرون إلى الحبشة في المرتين

بطون قريش	المهاجرون	العائدون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بنو هاشم	١	—	—	—	—	—	—	—	—	—
بنو امية	٧	٢	—	—	٢	—	—	٣	١	١
بنو عبد شمس	٢	١	—	—	١	—	—	١	—	—
بنو نوفل	١	١	—	—	١	—	—	—	—	—
بنو أسد	٤	١	—	—	١	١	—	١	١	—
بنو عبد	١	١	—	—	١	—	—	—	—	—
بنو عبد الدار	٥	٢	—	—	٢	—	١	١	١	—
بنو زهرة	٦	٣	—	—	٣	١	٢	—	—	—
بنو تيم	٢	—	—	—	—	—	—	١	١	—
بنو مخزوم	٩	٦	—	٢	٤	—	—	—	٣	—
بنو جمح	١٠	٤	—	—	٤	٣	—	١	٢	—
بنو سهم	١٤	٢	—	١	١	١	١	١	٩	—
بنو عدي	٥	١	—	—	١	٢	—	٢	—	—
بنو عامر	٨	٥	١	١	٣	—	١	٢	—	—
بنو الحارث	٨	٤	—	—	٤	—	—	١	٣	—
المجموع	٨٣	٣٣	١	٤	٢٨	٨	٥	١٥	٢١	١

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس سے گزرے۔انہوں نے کچھ کہہ کر آپ ﷺ پر طعن کیا جس کا اثر میں نے آپ ﷺ کے چہرے میں دیکھا۔اس کے بعد جب دوبارہ آپ ﷺ کا گزر ہوا تو مشرکین نے دوبارہ آپ ﷺ پر طعن کیا۔میں نے اس کا اثر بھی آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھا۔اس کے بعد سہ بارہ جب آپ ﷺ کا ان پر سے گزر ہوا اور انہوں نے آپ ﷺ پر طعن کیا تو آپ ﷺ نے رک کر ان سے فرمایا:

أتسمعون یا معشر قریش ، والذی نفس محمد بیده لقد جئتکم بالذبح

''گروہِ قریش! سن رہے ہو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس (تمہارے) قتل وذبح (کا حکم) لے کر آیا ہوں۔''

چنانچہ جواباً انہوں نے کوئی کلام نہ کیا گویا ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے بلکہ ان میں سے جو آپ ﷺ پر سب سے زیادہ سخت تھا وہ بھی بہتر سے بہتر الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ سے طلبگارِ رحمت ہوا۔(حاشیہ:یعنی یوں کہنے لگا:''ابوالقاسم! واپس جائیے خدا کی قسم! آپ نادان نہیں ہیں۔'') چنانچہ رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے۔

دوسرے دن قریش دوبارہ حطیم میں جمع تھے۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: اچھا تم ذکر کر رہے تھے کہ اس (محمد ﷺ) سے تمہیں کیا کیا دکھ پہنچا ہے حتی کہ تمہارے پاس وہ آ گیا تھا جس کو تم ناپسند کرتے ہو لہٰذا تم نے بات کو چھوڑ دیا تھا؟ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب مل کر ایک آدمی کی مانند آپ ﷺ پر پل پڑے۔وہ کہہ رہے تھے: کیا تو ہی وہ آدمی ہے جس نے یہ یہ کہا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''میں نے ہی یہ کہا تھا۔''عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کو چادر سے پکڑ رکھا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو بچا رہے تھے اور روتے روتے کہہ رہے تھے:

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ

''کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟''

ایسا ہی کلمہ فرعونیوں سے بندۂ مومن نے کہا تھا۔چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی لاتوں اور گھونسوں کے ساتھ مار کر واپس چلے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج وعبر:

1: ہجرت کے جواز کا بیان ہے جس کا مطلب ہے کہ کسی کافرانہ علاقے میں اگر بندۂ مومن پر اللہ کی عبادت کرنا مشکل ہے تو کسی ایسے علاقے میں چلے جانا جہاں کسی سزا کے بغیر اللہ کی عبادت ممکن ہے۔

2: اسلام کی پہلی ہجرت ہجرتِ حبشہ تھی۔

3: حبشہ کے مہاجرین کے شرف کا بیان ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی ان میں شامل تھے۔

4: ایک جھوٹی افواہ کے پھیل جانے کا بیان ہے جس کی وجہ سے مہاجرین واپس آ گئے اور انہیں اس قدر سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ ہجرتِ ثانیہ کے لیے مجبور ہو گئے۔

5: قصۂ غرانیق کا بیان ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ اس قصے کو صرف اس خوف سے جھٹلا دیتے ہیں کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ قصۂ غرانیق اگر درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں شیطان وہ بھی داخل کر سکتا ہے جو اس میں ہے ہی نہیں۔ شیعہ کے وہم کی مانند یہ بھی ایک بہت بڑا وہم ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ جنابِ علی رضی اللہ عنہ کے بجائے جبریل علیہ السلام فرشتہ بھول کر رسالت ووحی رسول اللہ ﷺ پر لے آیا۔ اس سے لازم یہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عاجز ہے حالانکہ اللہ کی جانب عجز کو منسوب کرنا کفر، کذب اور باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے سوا کسی چیز کا کائنات میں وقوع پذیر ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

چنانچہ ہم اگر یہ فرض بھی کریں کہ شیطان نے ایک کلمہ یا کئی کلمات رسول اللہ ﷺ کی قراءت میں ملا دیئے تھے تو سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا اس کے بطلان وبیان پر قادر نہ تھے؟ اگر نہیں تھے تو کیوں اور کیسے نہیں تھے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنْ يَّشَإِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (الشوریٰ:24)

”پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو آپ کے دل پر مہر کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے حق ثابت کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ سینوں کے راز جاننے والا ہے۔“

اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (الحج:52)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر جو کچھ بھی شیطان ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو مٹا دیتا ہے۔ پھر وہ اپنی آیات پختہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔''

البتہ جس بات کا جاننا اس مقام پر ضروری ہے وہ یہ ہے کہ تلک الغرانیق اور اس کے بعد کا کلمہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے ادا نہیں کیا تھا بلکہ اس کا نطق شیطان نے کیا تھا اور اپنی آواز کو اپنے مشرک دوستوں تک سنا دیا تھا تاکہ لات وعزیٰ کے معبودوں جیسے فاسد عقائد پر مشرکینِ مکہ باقی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بخاری شریف کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انہوں نے بھی سجدہ کیا تھا۔ قصۂ غرانیق کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں سب سے بہترین لکھا ہے اور ہم نے یہاں جو ذکر کیا ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے واللہ اعلم۔

وفدِ قریش؛ نجاشی کی خدمت میں

مہاجرین کی حبشہ میں قیام پذیری اور شاہِ حبشہ کی جانب سے ان کی مہمان نوازی کا علم جب قریشِ مکہ ہوا تو انہوں نے اس کے نتائج سے خوف محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے مشہور سیاستدان عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی اُمیہ کا ایک وفد تشکیل دیا۔ شاہِ نجاشی اور اس کے وزیروں کے لیے نہایت قیمتی تحفے دے کر روانہ کر دیا تاکہ وہ نفسیاتی طور پر اپنی جانب انہیں مائل کر سکیں اور وہ تحائف سے متاثر ہو کر مہاجرین کو ان کے حوالے کر دیں اور یہ انہیں طرح طرح کی سزاؤں سے دوچار کریں اور انہیں ہر قسم کے ایجابی عمل سے روک دیں جو دعوتِ اسلامی کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

وفد یہ تحفے لے کر وہاں پہنچا اور انہیں نجاشی اور وزیرانِ سلطنت کی خدمت میں پیش کر دیا مگر وفد نے نجاشی سے قبل تحائف کو وزیروں کی خدمت میں پیش کیا تاکہ جب وہ نجاشی سے مہاجرین کو مکہ واپس بھیجنے کا مطالبہ کریں تو درباری ان کی حمایت کریں۔

وفد جب تحائف پیش کر کے واپس ہو چکا تو عمرو نے بادشاہ اور اس کے وزراء سے کہا: ''ہمارے چند بیوقوف آدمیوں نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے اور ایک بالکل ہی نیا دین پیش کیا ہے جس کو ہم آپ دونوں نہیں جانتے ہیں۔'' عمرو اپنی بات کر کے فارغ ہو گیا۔ تحائف سے متاثر ہو کر وفد کو مدد کا وعدہ دینے والے درباری حضرات نے بھی مہاجرین کو وفدِ قریش کے سپرد کرنے کا اشارہ کیا مگر نجاشی نے کہا: ''جو لوگ میری پناہ میں آئے ہیں، جنہوں نے میرے ملک میں قیام کیا ہے اور جنہوں نے دیگر کی بہ نسبت مجھے ترجیح دی ہے، خدا کی قسم! میں اس وقت تک انہیں تمہارے سپرد نہیں کروں گا جب تک میں ان کی باتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں بلا کر اُن سے سوال نہ کروں۔ اگر یہ سچے ہوں گے تو میں ان کے سپرد کردوں گا اور اگر ان کے ذکر کردہ کے برعکس ہوں گے تو میں ان کے سپرد نہیں کروں گا بلکہ میں بہترین پناہ کا ان کے ساتھ سلوک کروں گا۔" چنانچہ اصحاب رسول ﷺ مہاجرین کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی نے بلا بھیجا۔ انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ وہ حق بات ہی کہیں گے خواہ نجاشی اس سے ناراض ہو یا خوش۔ ان کے ترجمان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ نجاشی نے ان سے پوچھا: "وہ کیا چیز ہے جس کی بنا پر تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے اور میرے دین کے علاوہ دیگر کسی دین میں بھی تم داخل نہیں؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: "بادشاہ سلامت! ہم لوگ جاہل تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھایا کرتے تھے، فحش کام کیا کرتے تھے، رشتوں کو توڑ دیا کرتے تھے، ہمسائے سے بُرا سلوک کیا کرتے تھے، ہم میں سے طاقت ور آدمی کمزور کو کھا جایا کرتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث کیا جس کی نسل، صداقت، امانت اور عفت کو ہم جانتے تھے۔ چنانچہ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیا کہ ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم جن بتوں کی پوجا کیا کرتے ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ اس نے ہمیں راست گوئی، امانت داری، صلہ رحمی اور حسنِ ہمسائیگی کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم خون ریزی اور حرام کاری سے باز آ جائیں۔ اس نے ہمیں بُرے کاموں، جھوٹی باتوں اور یتیموں کا مال کھانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں نماز روزے کا حکم دیا اور اسلام کے دیگر احکامات کا بتلایا۔ چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، ہم نے اس کی تصدیق کی ہے اور ہم اس کو حرام سمجھتے ہیں جس کو وہ حرام کر دیتا ہے اور اس کو حلال جانتے ہیں جس کو وہ حلال کر دیتا ہے۔ بس یہی باعث ہے کہ ہماری قوم نے ہم پر ظلم کیا، ہمیں سزائیں دیں اور دین کے بارے میں ہمیں آزمائشوں میں مبتلا کر دیا تا کہ وہ دوبارہ ہمیں بتوں کی عبادت کے لیے پھیر دیں۔ جب انہوں نے ہم پر انتہائی ظلم کیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے تو ہم آپ کے ملک کو نکل آئے ہیں۔ ہم نے دیگر کی بہ نسبت آپ کو اختیار کیا ہے۔ بادشاہ سلامت! ہمیں امید ہے کہ آپ کے پاس ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔" اس وقت بادشاہ گویا ہوا: "جو کچھ وہ نبی اللہ کی جناب سے تمہارے پاس لایا ہے اس کا کوئی حصہ تمہارے پاس ہے؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: "ہاں!" اور اس پر قرآنِ کریم کو تلاوت کیا جس پر نجاشی اور اس کے تمام درباریوں نے رونا شروع کر دیا۔ نجاشی نے کہا: "عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی انجیل اور یہ دونوں ایک ہی چراغ کا نور ہیں۔" اس نے وفد کے دونوں آدمیوں سے کہا: "تم چلے جاؤ، واللہ! میں انہیں کبھی تمہارے سپرد نہیں کروں گا۔"

نکلتے وقت عمرو نے کہا: "واللہ! کل ہم ان کے پاس ایسی باتیں کریں گے جو ان کی ساکھ کو ختم کر دیں گی۔" عبداللہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کہا: ''ایسا نہ کرنا۔ ان کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہے۔'' عبداللہ گویا عمرو سے زیادہ پختہ تھا۔ چنانچہ دوسرے دن وہ نجاشی کے پاس آئے اور عمرو نے کہا: ''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں یہ لوگ بڑی بات کہتے ہیں۔'' نجاشی نے انہیں دوبارہ بلایا اور ان سے پوچھا: ''عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہمارے رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ تھا جو اس نے مریم بتول میں ڈالا تھا۔'' نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا: ''جو کچھ آپ نے کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے برابر بھی اس کے علاوہ کچھ نہ تھے۔'' جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں سے کہا: ''اب آپ جا سکتے ہیں، آپ امن میں ہیں۔ میں یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ سونے کے ایک پہاڑ کے بدلے میں تم میں سے ایک آدمی کو بھی تکلیف پہنچاؤں۔'' اس نے قریش کو تحائف واپس کر دیئے اور کہا: ''اللہ نے مجھ سے رشوت نہیں پکڑی ہے تو میں تم سے کیوں پکڑوں اور میرے مسئلے میں لوگوں کی بات نہیں مانی ہے تو میں اس کے بارے میں ان کی بات کیسے مان جاؤں!'' چنانچہ مسلمانوں نے بہترین ملک میں بہترین پناہ میں قیام کیا۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: مسلمانوں پر قریشِ مکہ کا ظلم اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ اس سے بڑھ کر ظلم کا عرب جانتے ہی نہیں تھے۔

2: وفدِ قریش کی رسوائی اور ان کی مہم کی ناکامی کا بیان ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کے دوستوں میں اللہ سے مقابلہ کیا تھا اور جو اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے وہ ناکام ہوتا اور دنیا و آخرت میں خسارہ پاتا ہے۔

3: حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علمی و دینی کمال کا بیان ہے۔

4: اصحم نجاشی کے ایمان و علم اور سخاوت و پناہ کے حسن و کمال کا بیان ہے۔

5: رشوت کی حرمت اور رشوت لینے اور دینے والے کے انجامِ بد کا بیان ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ اوّل

مسلمانوں پر مشرکین کا ظلم و ستم بڑھتا چلا گیا جن کا دفاع کرنے کی کسی میں طاقت نہیں تھی اور نہ ہی ان کا کوئی مددگار تھا چنانچہ انہوں نے ملکِ حبشہ کو ہجرت کا منصوبہ بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے بعد حبشہ کو ہجرت کا پروگرام بنایا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے سفر شروع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ ابھی وہ مکہ سے دو دن کی مسافت پہ پہنچے تھے کہ اَحابیش کا سردار ابن دغنہ مل گیا۔ اس نے پوچھا: ''ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' فرمایا: ''میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ انہوں نے مجھے اذیت دی ہے اور مجھے تنگ کیا ہے۔'' ابن دغنہ نے کہا: ''کیوں؟ آپ اچھا تعلق رکھتے ہیں، مصائب میں مدد کرتے ہیں، نیک کام کرتے ہیں، بے کسوں کو کما کر دیتے ہیں۔ آپ واپس آیئے! آپ میری پناہ میں ہیں۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ واپس ہوئے۔ مکہ میں داخل ہو کر ابنِ دغنہ کھڑا ہوا اور کہا: ''اے گروہِ قریش! ابنِ ابی قحافہ کو میں نے پناہ دی ہے۔ کوئی شخص بھی خیر کے علاوہ ان سے تعرض نہیں کرے گا۔'' چنانچہ اس دن سے انہوں نے اپنے ہاتھوں کو ایذاء رسانی سے روک دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے کے پاس ہی ایک مسجد بنا رکھی تھی جس میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے رو پڑتے تھے۔ کفار کے بچے، عورتیں اور غلام کھڑے ہو کر دیکھا کرتے اور تلاوت میں آپ رضی اللہ عنہ کے رونے کی ہیئت سے متاثر ہوتے۔ جب قریش کو یہ خبر ہوئی تو وہ ابنِ دغنہ کے پاس آئے اور کہا: ''آپ نے ابوبکر کو ہمیں اذیت دینے کے لیے پناہ دے رکھی ہے؟ یہ آدمی جب نماز پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو رو دیتا ہے۔ یہ بڑا عجیب معاملہ ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اس سے وہ ہماری عورتوں، بچوں اور غلاموں کو فتنے میں ڈال دے گا۔ چنانچہ آپ اس کے پاس جائیں اور کہیں کہ اسے جو کرنا ہے اپنے گھر کے اندر کرتا رہے۔'' ابنِ دغنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ''آپ کے بارے میں یہ شکایت ہے لہٰذا آپ اپنے گھر میں داخل ہو کر جو مرضی کریں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تمہاری پناہ واپس کر کے میں اللہ کی پناہ پر راضی نہ ہو جاؤں؟'' اس نے کہا: ''آپ میری پناہ مجھے واپس کر دیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اسے واپس کرتا ہوں۔'' ابنِ دغنہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا: ''گروہِ قریش! ابنِ ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے چنانچہ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔'' ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے کہ قریش کا ایک بیوقوف شخص وہاں سے گزرا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر میں مٹی کا ٹک ڈال دیا۔ قریش سے غالباً ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ''دیکھتے نہیں! اس بیوقوف نے کیا کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''بلکہ آپ نے خود ہی یہ کیا ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے: ''یا اللہ آپ کتنے بردبار ہیں! یا اللہ آپ کتنے بردبار ہیں! یا اللہ آپ کتنے بردبار ہیں!!''

نتائج وعبر:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: جس بندۂ مومن کو بھی اپنے علاقے میں ستایا جاتا ہے جنابِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت اس کے لیے ایک زندہ مثال ہے۔ چنانچہ اسلام کے لیے عزتِ نفس اور حریتِ عمل کی تلاش میں اسے نکل جانا چاہئے۔

2: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان وتقویٰ اور ان کے شرف وفضل کا بیان ہے۔

3: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابنِ دغنہ کی پناہ واپس کرنے اور اللہ کی پناہ پر راضی ہونے میں اللہ پر توکل کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

4: بیوقوف کے سر میں مٹی ڈالنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے جب ایک قریشی سے شکایت کی اور اس نے کہا کہ آپ نے خود ہی یہ کام کیا ہے۔ اس وقت آپ کا تین بار کہنا: ''یا اللہ آپ کتنے بردبار ہیں!'' اس میں ہر اس شخص کے لیے عبرت ہے جو اللہ کے لیے ستایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسے اپنی قوم کی اذیت پر صبر کرنا اور ظالموں پر اللہ کے عذاب کے نزول کا انتظار کرنا چاہئے۔

شعب ابی طالب میں

قریشِ مکہ نے جب اسلام کا پھیلنا اور لوگوں کا بکثرت اس میں داخل ہونا دیکھا اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ملکِ حبشہ میں مہاجرین کے ساتھ امن واحسان کا کیسا سلوک کیا گیا اور ان کا وفد کیسے ناکام ہو کر پلٹ آیا ہے تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی عداوت مزید شدت اختیار کر گئی۔ چنانچہ وہ انتقام کی ظالمانہ کاروائی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر انہیں پے دَر پے رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا تو شاید وہ اس اقدام کے لیے تیار نہ ہوتے جس نے انہیں اس منصوبہ بندی پر غور کرنے اور اس شرانگیز کام کو عملی جامہ پہنانے پر آمادہ کیا تھا۔

چنانچہ انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف مقاطعہ کا فیصلہ کیا اور اس مضمون کا ایک عہدنامہ تحریر کیا کہ وہ ان سے نہ رشتہ لیں گے اور نہ ہی رشتہ دیں گے، نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچیں گے اور نہ ان سے کچھ خریدیں گے۔ انہوں نے اس کو ایک صحیفے میں لکھ دیا اور اس پر پختہ عہد کیا۔ اس کے بعد انہوں نے تاکید کے لیے اس صحیفے کو کعبہ میں لٹکا دیا۔ یہ صحیفہ منصور بن عکرمہ بن عامر نے لکھا تھا جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددُعا فرمائی اور اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔

قریشِ مکہ نے جب یہ ظالمانہ اور سفاکانہ کام سرانجام دیا تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے تمام لوگ اپنے بچوں اور عورتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیت شعبِ ابی طالب میں منتقل ہو گئے مگر سرکش ابولہب اس میں شامل نہیں تھا کیونکہ جُرم کے اس کام میں اس نے قریش کی مدد کی تھی۔ یہ بعثتِ نبوی ﷺ کا ساتواں سال تھا۔ شعبِ ابی طالب میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کا محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔ اس دوران میں انہیں جس بے سروسامانی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے وہ درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے اور بھوک سے ان کے بچوں کے چیخنے کی آوازیں دُور دُور تک سنائی دیتی تھیں۔

صحیفے کا چاک ہونا

جب بنو ہاشم اور بنو مطلب نے صبر و احتساب کا ریکارڈ قائم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو ختم کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے چند اصحابِ مروت اور اہلِ حسب کے مقدر کر دیا جن میں ہشام بن عمرو بن ربیعہ پیش پیش تھا۔ قریش کے جو افراد اس معاہدے پر رضامند نہیں تھے ہشام ان کے پاس گیا۔ اس نے ان کے شعور کو بیدار کیا اور عہد نامہ چاک کرنے پر باہمی مدد کے لیے ابھارا۔ یہ کل پانچ افراد تھے۔ چنانچہ قریش جب اپنی مجلسوں میں جمع ہو گئے تو ان میں سے ایک شخص زہیر بن ابوامیہ اٹھ کھڑا ہوا اور لوگوں پر متوجہ ہو کر کہا: ''اے اہلِ مکہ! کیا یہ انصاف ہے کہ ہم جو چاہیں کھائیں اور جو چاہیں پہنیں اور بنو ہاشم ایک ایک دانے کو ترسیں؟ نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچی جائے اور نہ خریدی جائے؟ خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ ظالم عہد نامہ پھاڑ نہیں دیا جاتا۔'' ان پانچوں میں سے ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ اس نے بھی وہی کہا جو پہلے آدمی نے کہا تھا۔ تیسرا اس کی تائید کے لیے کھڑا ہوا۔ چوتھے شخص نے بھی کھڑے ہو کر بالکل یہی کہا۔ چنانچہ مطعم بن عدی عہد نامے کو چاک کرنے کے لیے آگے بڑھا لیکن اس نے دیکھا کہ دیمک نے اس کے تمام کلمات کو چاٹ کھایا ہے مگر **باسمک اللّٰھم** کا کلمہ باقی ہے۔ عہد نامے کے بارے میں جو باتیں ہو رہی تھیں، ابوجہل انہیں سن رہا تھا مگر کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس نے بس یہی کہا: ''اس کام کا منصوبہ رات کو بنایا گیا ہے۔'' چنانچہ عہد نامہ چاک کر دیا گیا اور معاہدہ باطل قرار پایا۔ اس دن بنو ہاشم اور بنو مطلب گھاٹی میں سے نکل آئے۔

نبوت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو بتلا دیا تھا کہ دیمک نے صحیفے میں سے ظلم و باطل کے تمام کلمات کو چاٹ کھایا ہے مگر کلمۂ حق ''**باسمک اللّٰھم**'' باقی ہے۔ چنانچہ بالکل ایسے ہی ہوا کیونکہ جب انہوں نے دیوارِ کعبہ پر سے صحیفے کو اتارا تو اس میں ''**باسمک اللّٰھم**'' کے جملے کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ اسی بنا پر ابو طالب نے اس قبیح حرکت پر انہیں خوب ملامت کی۔ ندامت کی وجہ سے انہوں نے اپنے سروں کو جھکا رکھا تھا اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوطالب نے اس بابت کلام بھی کہا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

وقد کان فی امر الصحیفة عبرةٌ — متی ما یُخَبَّر غائب القوم یُعجب

محا اللہ منھا کفرھم وعقوقھم — وما نقموا من ناطِق الحق مُعرب

فاصبح ما قالوا من الامر باطلًا — ومن یختلق ما لیس بالحق یکذب

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: قریشِ مکہ کے ظلم وستم کی انتہاء کا بیان ہے۔ وہ یہاں تک جا پہنچے تھے کہ انہوں نے اخلاق باختہ اور انسانیت کش بائیکاٹ پر عہد وفا باندھا تھا۔

2: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفارِ قریش کی جانب سے کن کن مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کا بیان ہے۔

3: اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمانوں کے صبر وآزمائش کا بیان ہے۔

4: اصحابِ مروت اور اہلِ کرم سے کوئی زمان ومکان بہرحال خالی نہیں ہوتا۔

5: دیمک کا اسمِ الٰہی کے علاوہ سب صحیفے کو چاٹ کھانا اور رسول اللہ ﷺ کا اس کے بارے میں خبر دینا نبوتِ **محمد**یہ ﷺ کی ایک روشن نشانی ہے کیونکہ جب صحیفے کو اتارا گیا تو اس میں انہوں نے ''**باسمک اللّٰھم**'' کے علاوہ کچھ بھی نہ پایا اور باقی تحریر کو دیمک نے چاٹ کھایا تھا۔ گویا رسول اللہ ﷺ نے جو بتلایا تھا معاملہ ویسے ہی ہوا۔

غم کا سال

شعب ابی طالب میں حمار کا تین سالہ ہلاکت خیز دور اپنے اختتام کو پہنچا ہی تھا کہ ابوطالب اور خدیجہ کی وفات نے آپ کو غم سے نڈھال کر دیا۔ ابوطالب صرف چچا ہی نہیں بلکہ آپ کیلئے مضبوط چٹان، حامی شیر اور حفاظتی قلعہ تھے اور خدیجہ کون تھیں؟ اللہ کے بعد آپ کی پناہ گاہ اور مددگار! وہ اس وقت آپ پر ایمان لائیں جب آپ خوف میں مبتلا تھے، انہوں نے اس وقت آپ کو دلاسہ دیا جب آپ وحشت کا شکار تھے۔ آپ کو تھکن کا احساس ہوتا تو اپنی صائب رائے سے آپ کی ڈھاس بندھائی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوطالب کو وفات کا مرض لاحق ہوگیا۔ جب کفارِ قریش کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو ان کے بارے میں کچھ باتوں کا پابند کر دیں جس کی بنا پر اس کے چچا کی وفات سے قبل ہی وہ اس کے ساتھ صلح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور کہا: ''بھتیجے! یہ تمہاری قوم کے معزز لوگ ہیں اور تمہارے ہی لیے جمع ہوئے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تمہیں کچھ عہد و پیان دے دیں اور تم بھی انہیں کچھ عہد و پیان دے دو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔ یہ ایک بات ہے آپ اسے مانیں گے تو عرب کے بادشاہ بن جائیں گے اور عجم آپ کے زیرِ نگیں ہوں گے۔'' ابوجہل نے کہا: ''تمہارے باپ کی قسم! ایک کیا دس باتیں پیش کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس کے علاوہ باقی جو پوجتے ہیں انہیں چھوڑ دیں۔'' اس پر انہوں نے ہاتھ پیٹ پیٹ کر کہا: ''محمد (ﷺ)! تم یہ چاہتے ہو کہ تمام خداؤں کو بس ایک ہی خدا بناؤ۔ بلاشبہ بڑا عجیب معاملہ ہے۔'' پھر انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: ''خدا کی قسم! یہ شخص تمہاری بات ماننے کو تیار نہیں۔ اٹھو اور اپنے باپ داوا کے دین پر ڈٹ جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔'' چنانچہ وہ جدا ہو گئے۔ اس موقع پر درج ذیل آیات کریمہ نازل ہوئیں:

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ ز وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ج اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِھَتِکُمْ ج اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝۶ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ج اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ (ص: 7-1)

''ص۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (1) بلکہ جن لوگوں نے انکار کیا سخت تکبر اور ضد میں ہیں۔ (2) اُن سے پہلے ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کر دیں چنانچہ اُنہوں نے پکارا اور وہ بچنے کا وقت نہیں تھا۔ (3) اور اُن لوگوں کو تعجب ہوا کہ اُن کے پاس ایک خبردار کرنے والا اُن ہی میں سے آیا ہے۔ اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے۔ (4) کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا؟ یقیناً یہ بڑی عجیب بات ہے۔ (5) اور اُن میں سے سرداروں نے کہا کہ چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو۔ یقیناً یہ کوئی مطلب کی بات ہے۔ (6) ہم نے یہ پچھلے مذہب میں نہیں سُنا۔ یہ کچھ نہیں مگر ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من گھڑت بات ہے۔(7)“

ابوطالب کا مرض بڑھتا گیا۔ رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہاں بعض مشرک بھی بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا اور فرمایا: ”چچا! ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کے لیے جھگڑوں گا۔“ ابوطالب نے دیکھا کہ ان کے اردگرد شرک کے ستون بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا: ”ابوطالب! عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑو گے؟“ اس نے کہا: ”وہ عبدالمطلب کے دین پر ہے۔“ اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو بہت غم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بخدا! جب تک مجھے منع نہ کیا گیا میں اس کے لیے دُعائے مغفرت کرتا رہوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ (التوبة:113)

”نبی کو اور ان کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دُعا کریں خواہ وہ رشتہ دار ہوں! اس کے بعد کہ ان پر واضح ہو چکا کہ یقیناً وہ جہنمی ہیں۔“

بعد میں رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا کہ آپ ﷺ کا چچا ابوطالب نسبتاً کم گہری آگ میں ہے جو اس کے ٹخنوں تک آتی ہے مگر اس سے بھی اس کا دماغ اُبل پڑتا ہے۔

ابوطالب کی وفات کے تقریباً پچاس دن کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی ہے۔ آپ ﷺ پر ان مصائب کا نزول پے در پے ہوا چنانچہ آپ ﷺ کا دکھ بڑھتا چلا گیا اور آپ ﷺ کا غم شدت اختیار کرتا چلا گیا کیونکہ آپ ﷺ کے چچا کی وفات ہوگئی جو رسول اللہ ﷺ کے لیے مضبوط سہارا اور پختہ رکاوٹ تھے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی جو دہشت کی گھڑیوں میں آپ ﷺ کی غم خواہ تھیں اور خوف کی ان ساعتوں میں بھی آپ ﷺ کے لیے اطمینان بخش رفیقہ حیات ثابت ہوئیں جب کفارِ قریش نے وہ اذیتیں پہنچائیں جو اس سے پہلے انہوں نے نہ پہنچائیں تھیں اور انہوں نے آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کے دروازے پر، آپ ﷺ کے گھر میں حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ہنڈیا کے اندر بھی گندگی پھینکنا شروع کر دی تھی۔

---

[1] اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول نازل ہوا: إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ سورة القصص
یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے، درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سنِ وفات کا بیان ہے کہ سنہ 10 نبوی میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ کے پاس صلح کے لیے قریش کی آخری آمد کا ذکر ہے مگر اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ وہ شرک پر مُصر تھے۔

3: سورۃ ص، سورۃ توبہ اور سورۃ قصص کی آیات کے شانِ نزول کا بیان ہے۔ یہی آیاتِ کریمہ ناکام صلح کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ دوسری اور تیسری آیت ابوطالب سے متعلق ہے، دوسری آیت ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے استغفار نہ کرنے سے متعلق ہے اور تیسری آیت رسول اللہ ﷺ کو تسلی سے متعلق ہے جب ابوطالب کی شرک پر وفات سے آپ ﷺ غم زدہ ہو گئے۔

4: رسول اللہ ﷺ پر پے در پے مصائب کا نزول قریبی آسانیوں کا اعلان ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ کو جن بڑے بڑے مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے ان میں ہر اس مومن کے لیے اُسوہ ہے جو اس دنیا میں مصائب وبلاء کا شکار ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ تمام مومنین ومومنات کے لیے اُسوہ ہیں۔

طائف کا سفر

رسول اللہ ﷺ کے لیے ابوطالب ایک مضبوط سہارا اور مستحکم حصار تھے۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو آپ ﷺ نے طائف کا سفر کیا تاکہ بنو ثقیف قومِ قریش کے خلاف آپ ﷺ کی مدد کریں اور ابلاغِ دعوت میں آپ ﷺ کے معاون بنیں۔ آپ ﷺ کو امید تھی کہ اہلِ طائف میں سے بعض آپ ﷺ کی جانب سے اللہ کا پیش کردہ دین بہرحال قبول کر لیں گے۔ چنانچہ طائف پہنچ کر آپ ﷺ نے تین افراد سے ملاقات کی۔ قبیلۂ ثقیف کے یہی افراد اشراف وسادات تھے۔ وہ تینوں بھائی تھے: عبدیالیل، مسعود اور حبیب۔ ان کے باپ کا نام عمرو بن عمیر تھا۔ ان میں سے کسی ایک کے نکاح میں قریشی عورت تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس بیٹھ کر انہیں اللہ کا پیغام پہنچایا کہ قریش کے خلاف دینِ اسلام کی نصرت کے لیے وہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے اگر آپ ہی کو مبعوث کیا ہے تو میں کعبہ کی چادر پھاڑوں۔'' (حاشیہ: گویا ردائے کعبہ کا اتار کر دور پھینکنا اس کی نگاہ میں بہت بڑا گناہ تھا۔ اگرچہ یہ گناہ ہے تاہم رسول کو جھٹلانا، اس کا مذاق اڑانا اور اوباشوں کو پیچھے لگانا اس سے بھی بڑا گناہ تھا۔) دوسرے نے کہا: ''کیا اللہ تعالیٰ کو آپ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کوئی نہیں ملا کہ وہ اس کو مبعوث کرتا۔'' تیسرے نے کہا: ''میں آپ سے بات ہی نہیں کروں گا کیونکہ آپ اگر واقعتاً رسول ہیں تو آپ کا انکار کرنا بہت بڑا خطرہ ہے اور آپ نے اگر اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو مجھے یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ آپ سے بات کروں۔''

ثقیف کی خیر سے مایوس ہو کر آپ ﷺ اٹھ پڑتے ہیں تاہم آپ ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس گفتگو کو قریش سے ذکر نہیں کریں گے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ اپنے غلاموں اور اوباشوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپ ﷺ کو پتھر مار رہے تھے حتی کہ انہوں نے آپ ﷺ کے قدمین مبارکہ کو لہولہان کر دیا اور آپ ﷺ کو عتبہ اور شیبہ کے ایک باغ میں پناہ پر مجبور کر دیا جو دونوں ربیعہ کے بیٹے تھے۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر انگور کے ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ جب آپ ﷺ کو کچھ سکون ہوا تو آپ ﷺ نے یہ دُعا فرمائی:

اللّٰهم اشكو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس . يا أرحم الرحمين ! أنت رب المستضعفين ، وأنت ربي الى من تكلني ؟ الى بعيد يتجهّمني ام الى عدو ملكته أمري ، ان لم يكن بك عليّ غضب فلا أبالي ، ولكن عافيتك أوسعُ لي أعوذ بنور وجهك الذى أشرقت له الظلمات ، وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة من أن تنزل بي غضبك ، أوتحلّ عليّ سخطُك ، لك العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة الا بك . (البداية والنهاية:147/3)

''الٰہی! میں آپ کے حضور اپنی کمزوری کی شکایت کرتا ہوں۔ میری تدبیر نا کام ہے اور میں لوگوں میں بے قدر ہو گیا ہوں۔ آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ آپ کمزوروں کے رب ہیں اور میرے بھی آپ ہی رب ہیں۔ آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں؟ دور کے دشمن کے جو مجھ سے ترش روئی سے پیش آتا ہے؟ یا اس دشمن کے جس کو آپ نے میرے کام کا مالک بنا دیا ہے؟ الٰہی! اگر آپ ناراض نہیں تو مجھے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے لیکن آپ کی عافیت زیادہ وسیع ہے۔ میں آپ کے نور کا واسطہ دے کر جس سے سب اندھیرے چھٹ گئے ہیں اور دنیا و آخرت کے تمام امور سلجھ گئے ہیں آپ کے غضب اور آپ کی ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب تک آپ راضی نہ ہوں گے میں آپ کی رضا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب گار رہوں گا۔ آپ کے علاوہ نہ ہی گناہ سے بچاؤ کی توفیق ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی طاقت ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دُعا کر کے جب آپ ﷺ فارغ ہو چکے تو عتبہ وشیبہ نے دیکھ کر اپنے غلام عداس کو بلایا۔ انہوں نے انگور کا خوشہ ایک تھال میں رکھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے کھانے کا حکم دیا چنانچہ عداس نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھا جسے سن کر عداس نے آپ ﷺ کا چہرہ غور سے دیکھا اور کہا: ''خدا کی قسم! اس شہر کے لوگ یہ کلام نہیں پڑھتے۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''عداس تم کس شہر سے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میں عیسائی ہوں اور نینوا کا شہری ہوں۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''نیک آدمی یونس بن متی کے شہر سے؟'' اس نے پوچھا: ''یونس بن متی کے بارے میں آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہوا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

ذلک أخی کان نبیاً و أنا نبی

''وہ میرا بھائی ہے۔ وہ نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔''

یہ سن کر عداس جھکا اور اس نے آپ ﷺ کے سرِ مبارک اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔'' (البدایۃ والنھایۃ: 148/3)

جب عتبہ وشیبہ نے دیکھا تو ایک دوسرے سے کہا: ''اس نے تیرے غلام کو خراب کر دیا ہے۔'' جب عداس ان کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: ''عداس تم پر افسوس ہے! تم نے اس کے سر اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ کیوں دیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے آقا! روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ اس نے مجھے وہ بات بتلائی ہے جو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' انہوں نے کہا: ''عداس تم پر افسوس ہے! کہیں وہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ ہی نہ کر دے۔ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔''

ثقیف کی خیر سے مایوس ہو کر طائف سے واپسی پر نخلہ کے مقام پر رات کو کھڑے ہو کر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ جنات کی ایک جماعت کا آپ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ احقاف میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ (الاحقاف: 29)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ہم نے جنات کے ایک گروہ کو آپ کی جانب متوجہ کیا کہ وہ غور سے قرآن سُنیں ۔ پس جب وہ اُس کے پاس آئے تو اُنہوں نے (آپس میں) کہا: خاموش ہو جاؤ۔''

وہ نصیبین کے جنات تھے جن کی تعداد سات تھی اور انہوں نے خبردار کرنے کے لیے اپنی قوم کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا۔ سورۃ جن میں انہی کا قصہ ہے اور تفصیل کے ساتھ اس کا بیان ہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: مصائب کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی اور پُر امیدی کا بیان ہے اور مدد طلب کرنے کے لیے آپ ﷺ کا طائف کو نکلنا اس کی دلیل ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ ایک حکیم ہی نہیں بلکہ حکمت میں بھی استاد تھے۔ آپ دیکھیں کہ آپ ﷺ نے دعوت کے لیے ان تین افراد کو منتخب کیا جو ثقیف کے سردار تھے کہ اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں گے تو باقی اہلِ طائف بھی قبول کر جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے ٹھکرا دیا تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ دیگر لوگ بھی لازماً ٹھکرا دیں گے چنانچہ ان کے علاوہ آپ ﷺ کسی کے پاس نہیں گئے۔

3: اہلِ طائف کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کا بیان ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے لیے بددُعا کی بجائے دُعا ہی فرمائی ہے کہ ''یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دے کر لانا۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت آپ ﷺ کی دُعا کو قبول کیا چنانچہ اپنے محاصرے کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا۔

4: رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی گواہی اور عداس کی فضیلت کا بیان ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنات کی ملاقات کے مقام اور اپنی قوم کی جانب ان کے اسلام کا پیغام پہنچانے کا بیان ہے۔

حضور کی ملکوت اعلیٰ کو اسراء و معراج

ہم اللہ کے نام سے بات کا آغاز کرتے ہیں اس کے بعد اس سوال پر بات کرتے ہیں۔

اسراء و معراج

بعثتِ نبوی ﷺ کے دسویں سال میں اسراء و معراج کا واقعہ پیش آیا جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے دراصل ان تمام آلام و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصائب کا صلہ تھا جن سے رسول اللہ ﷺ کو دوچار ہونا پڑا تھا۔مثلاً تین سال تک شعبِ ابی طالب میں محصور رہنا،اس دوران میں بھوک اور بے سروسامانی میں مبتلا ہونا، جنابِ ابوطالب جیسے غم خوار کا بچھڑ جانا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی رفیقۂ حیات کا وفات پانا، آپ ﷺ کا ثقیف سے ناکام واپس آنا اور وہاں کے غلاموں، لڑکوں اور اوباشوں سے دوچار ہونا۔ان تمام مصائب و مشکلات کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ صلہ دیا کہ ان کو اپنی جناب میں بلند کر کے اپنے بہت قریب کیا اور اپنی رضا کی خلعتِ فاخرہ سے نوازا جس سے آپ ﷺ کو ابلاغِ رسالت اور اشاعتِ دعوت میں جس جس مصیبت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کا سارا غم غلط ہو کر رہ گیا۔

اِسراء کیسے ہوا؟

سیدہ اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے اِسراء کا آغاز ہوا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کو مسجدِ حرام میں لایا گیا۔حجرِ اسود اور حطیم کعبہ کے درمیان میں آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کو چاک کرنے کا عمل کیا گیا اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کو نکال کر زمزم کے مقدس پانی سے دھویا گیا۔اس کے بعد ایمان و حکمت سے بھرا ہوا ایک تھال لایا گیا اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کو اس ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا اور قلبِ مبارک کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ایک بُراق نامی جانور لایا گیا جس پر سوار ہو کر آپ ﷺ بیت المقدس کو روانہ ہوگئے۔براق کو مسجد کے دروازے کے کنڈے کے ساتھ باندھ دیا اور خود آپ ﷺ نے مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کی۔اس کے بعد آسمان و زمین کے درمیان میں آپ ﷺ کے لیے ایک سیڑھی لگا دی گئی چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے پیغام رساں بھائی جبریل علیہ السلام کے ساتھ اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔آسمانِ دنیا پر پہنچ کر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا: ''آپ کے ساتھ کون ہیں؟'' جبریل علیہ السلام نے بتایا: ''محمد ﷺ ہیں جن کو اجازت دی جا چکی ہے۔'' چنانچہ ان کے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔

ایسے ہی ایک کے بعد دوسرے حتیٰ کہ آپ ﷺ ساتویں آسمان تک پہنچ گئے۔ہر آسمان پر ان سے مقرب فرشتوں اور نبیوں نے ملاقات کی۔چنانچہ پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام، دوسرے پر یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے پر یوسف علیہ السلام اور چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔پانچویں پر ہارون علیہ السلام، چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

ہر آسمان پر آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا جاتا جس سے آپ ﷺ کو آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور اور سینے کا چین حاصل ہوتا۔بلاشبہ آپ ﷺ اس کے اہل بھی تھے۔اس کے بعد آپ ﷺ کو سدرۃُ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا۔ہاتھی کے کان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتنے اس کے پتے ہیں، ہجر کے مٹکوں جتنے اس کے بیر ہیں، اسے بڑے بڑے امور اور قسم قسم کے رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے، فرشتے کثرت کے ساتھ کوؤں کی مانند اس پر بیٹھے ہیں اور اس کے پتنگے سونے کے ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے نور نے ڈھانپ رکھا ہے۔ اس مقام پر رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ ان کے سات سو پَر ہیں اور ہر دو پَروں کے درمیان میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی اسی پر دلیل بنتا ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ (النجم: 17-13)

''اور اُس (رسول) نے ایک مرتبہ اور بھی اُسے (جبریل کو) دیکھا تھا۔ (13) انتہائی حد کی بیری کے پاس۔ (14) اسی کے پاس ہمیشہ رہنے کی جنت ہے۔ (15) جب کہ سدرہ کو چھپائے دیتی تھی وہ چیز جو چھپا رہی تھی۔ (16) نگاہ نہ ہی دائیں بائیں ہوئی اور نہ ہی حد سے بڑھ پائی۔ (17)''

یہاں کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے اس مقام کو دیکھا جس کے لیے آپ ﷺ کی نگاہِ پاک کو محدود کر دیا گیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے تجاوز نہیں کیا۔ آپ ﷺ کی جانب سے یہ ادب کی انتہا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو بیت المعمور پر لے جایا گیا جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس ایک برتن شراب کا، ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے دودھ کا برتن اٹھایا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا: ''یہی وہ فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت ہیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ کو بلند کر کے مزید قریب کیا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ عرش کے اتنا قریب پہنچ گئے کہ آپ ﷺ نے قلموں کی آواز کو سنا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے قرب سے نواز کر ہم کلامی سے مشرف فرمایا مگر اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ نے دیکھا نہیں تھا کیونکہ وہ نور ہے، آپ ﷺ کیسے انہیں دیکھ سکتے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازوں کو فرض کیا۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آپ ﷺ کا گزر ہوا اور سوال و جواب کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کریں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا تجربہ تھا جنہیں آپ علیہ السلام نے مستقل مزاج نہیں پایا تھا۔ لہٰذا انہیں خدشہ تھا کہ محمد ﷺ کی امت کو بھی وہ (کاہلی) لاحق نہ ہو جائے جو ان کی امت کو لاحق ہوا تھا چنانچہ رسولِ محبوب ﷺ نے اپنے ربِّ محبوب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخفیف کا سوال کیا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کو فرض کیا تھا مگر آپ ﷺ کے بار بار تخفیف کا سوال کرنے پر پانچ نمازیں باقی رہ گئیں جو ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ (حاشیہ: جہاں تک نماز پنجگانہ کے وقت اور کیفیت کا سوال ہے اس کے لیے خود جبریل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ ﷺ کو دیگر مسلمانوں کے ساتھ ایک دن رات کعبہ کے پاس نماز پڑھائی اور انہیں نماز پنجگانہ کے لیے مطلوبہ وقت اور کیفیت اداء سکھلائی جیسا کہ مؤطا اور صحیحین میں ہے۔)

اس کے بعد جبریل علیہ السلام کی معیت میں رسول اللہ ﷺ بیت المقدس میں اتر آئے اور انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی نزول ہوا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں صفیں بنائیں اور آپ ﷺ نے انہیں مسجد اقصیٰ میں صبح کی نماز پڑھائی اور جس براق کو مسجد کے دروازے کے حلقے کے ساتھ باندھ کر گئے تھے اس پر سوار ہو کر اس رات کی صبح کو مکہ میں تشریف آور ہوئے۔ اب ہر قسم کا حزن و ملال اور غم و کرب آپ ﷺ سے چھٹ چکا تھا اور انتہائی درجے کا اطمینان و سکون آ گیا تھا جو ملکوت اعلیٰ کی جانب آپ ﷺ کے سفر مبارک ہی کا نتیجہ تھا کیونکہ جس کی آپ ﷺ کو خبر دی جاتی تھی اب آپ ﷺ نے بچشم خود اس کا مشاہدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے براہِ راست وحی کو اخذ کیا تھا گویا ایک خبر نے دوسری خبر کی تصدیق کر دی تھی کیونکہ سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی چیز کے برابر نہیں ہوتی ہے والحمد للہ ذی الانعام والجلال والاکرام۔

قریش نے اس خبرِ عظیم کا سامنا کیسے کیا تھا؟

واپس آکر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں بیٹھے سوچ رہے تھے کہ قریش کے سامنے اس خبرِ عظیم اور واقعۂ جلیل کو کیسے پیش کریں؟ اسی دوران میں ابوجہل ملعون آپ ﷺ کے پاس آیا اور میٹھے مذاق کے انداز میں کہا: ''آج کوئی نیا واقعہ بھی پیش آیا ہے؟'' آپ ﷺ نے جواب دیا: ''ہاں! آج رات مجھے بیت المقدس تک لے جایا گیا۔'' ابوجہل نے کہا: ''اور صبح ہوتے ہی آپ (ﷺ) ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' ابوجہل نے کہا: ''میں تمہاری قوم کو بھی اس کی خبر نہ کروں؟'' فرمایا: ''کردو۔'' ابوجہل نے کہا: ''اے بنوکعب بن لوی! ادھر آؤ۔'' رسول اللہ ﷺ نے سارا واقعہ انہیں کہہ سنایا۔ ان میں سے کوئی تصدیق کرنے والا تھا اور کوئی اس بڑی خبر پر حیرت و استعجاب میں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ کر اس کی تکذیب کرنے والا تھا۔

واقعے کی اس خبر کے خلاف تعجب و تمسخر نے اس قدر شدت اختیار کی کہ بعض وہ افراد بھی مرتد ہو گئے جو ایمان لا چکے تھے مگر ایمان ابھی تک ان کے قلب و ضمیر میں راسخ ہوا اور نہ ہی ان کے رگ و پے میں جاگزیں ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکینِ مکہ نے استہزاء کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا: ''آپ کا دوست یہ دعویٰ کرتا ہے کہ راتوں رات اس کو بیت المقدس لے جایا گیا ہے۔'' صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر انہوں نے یہ کہا ہے تو سچ کہا ہے۔ میں اس سے بھی بعید از عقل باتوں میں ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح و شام ان کے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں۔'' اس دن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب دیا گیا۔

قریش نے جمع ہو کر آپ ﷺ کا امتحان کرنا چاہا چنانچہ انہوں نے پوچھا: ''آپ ہمیں مسجدِ اقصیٰ کی صفات بتائیں۔'' آپ ﷺ نے انہیں صفات بتانا شروع کر دیں۔ جب کچھ چیزیں آپ ﷺ پر مشتبہ ہو گئیں تو مسجدِ اقصیٰ کو آپ ﷺ کے قریب کر دیا گیا چنانچہ آپ ﷺ اس کو دیکھ کر بتاتے جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ''ہمارا ایک قافلہ شام سے آنے والا ہے، آپ اس کے بارے میں ہمیں بتلائیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''روحاء کے مقام پر میں فلاں قبیلے کے قافلے پر سے گزرا ہوں۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کو تلاش کر رہے تھے چنانچہ تم ان ہی سے پوچھ آؤ۔ میں فلاں بن فلاں کے قبیلے سے بھی گزرا ہوں اور میں نے ذی مرہ مقام پر ایک سوار کو دیکھا ہے جس کا اونٹ بھاگ کھڑا ہوا اور وہ اس سے گر پڑا اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جاؤ! اس سے پوچھو۔ تمہارے قافلے پر سے میں تنعیم کے مقام پر گزرا ہوں۔ ان میں سب سے آگے آگے ایک زرد اونٹ ہے جس پر دو سفید نشان ہیں۔ وہ طلوعِ آفتاب کے وقت تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔''

چنانچہ قریش ثنیہ پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئے۔ وہ طلوعِ آفتاب کا انتظار کر رہے تھے تاکہ آپ ﷺ کی تکذیب کر دیں کہ اچانک ایک شخص بولا: ''سورج طلوع ہو چکا ہے۔'' دوسرے نے کہا: ''واللہ! قافلہ بھی آ چکا ہے اور آگے آگے زرد رنگ کا اونٹ ہے جیسا اس نے کہا ہے۔'' اس سب کچھ کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے بلکہ انہوں نے کہا: ''یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے سورۃ اسراء کی ابتدائی آیات اسی کے متعلق نازل فرمائی ہیں۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: معجزات کی بنا پر ایمان کا نصیب ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ قریشِ مکہ بڑی بڑی نشانیاں دیکھ کر ایمان نہیں لائے تھے۔

2: اسراء و معراج کے واقعے کا بیان ہے۔ قرآنِ کریم، حدیثِ رسول ﷺ اور اجماعِ امت اس کا ثبوت ہیں۔ بلاشبہ اسراء و معراج جسم و روح سمیت ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت وسبقت اور ان کے صدیق لقب پڑنے کا بیان ہے۔

نبوت محمدیہ ﷺ کی علامات میں سے تین علامتیں

نبوتِ محمدیہ ﷺ کی علامات اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے کئی ایک اس کتاب کی ابتداء میں گزر چکی ہیں اور دس معجزات اس کتاب کے آخر میں بیان ہوں گے۔ یہاں ہم وہ تین علامتیں ذکر کرنا چاہتے ہیں جنہیں مختلف مؤرخین نے رسول اللہ ﷺ کی صدقِ نبوت پر ایک مضبوط دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کیونکہ تاریخی زاویہ نگاہ اسراء ومعراج کے واقعے کے بعد ان کو ذکر کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

پہلی علامت:

یہ انشقاقِ قمر کا واقعہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی معجزے کا مطالبہ کیا چنانچہ چاند پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ (مسند احمد: 12718) امام بخاری رحمہ اللہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ انہیں کوئی نشانی دکھائیں؟ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دکھایا حتی کہ انہوں نے ان کے درمیان سے حراء کا پہاڑ دیکھا۔ (بخاری: 4868) سورۃ قمر کی ابتداء میں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ (القمر: 3-1)

''قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہوتا ہے! (1) تمہارا ساتھی نہ ہی بھٹکا ہے اور نہ ہی بہکا ہے۔ (2) اور اُنہوں نے جھٹلایا اور اُنہوں نے اپنی خواہشات کا اتباع کیا۔ اور ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ (3)''

حضرت حذیفہ بن یمان نے ایک دن مدائن میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ (القمر: 1)

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ (1)

اور کہا سنو: قیامت بے شک قریب آ چکی ہے اور چاند بلا شبہ پھٹ گیا ہے اور دنیا نے اپنے فراق سے آگاہ کر دیا ہے آج کا دن مقابلے کا دن ہے اور کل کا دن انعام کا دن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارکہ میں چاند پھٹ گیا تھا حتی کہ لوگوں نے بچشمِ خود اسے دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا: ''گواہی دے دو۔'' مشرکوں نے جواب دیا: ''یہ ابنِ ابی کبشہ کا جادو ہے۔'' انہوں نے کہا: ''ہم مکہ کے بیرونی مسافروں سے پوچھیں گے۔ جب انہوں نے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ''ایک رات ہم نے چاند پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہوتے دیکھا ہے۔'' (مسند احمد: 3583)

دوسری علامت:

اہلِ مکہ کے لیے قحط کی بددُعا ہے۔ جب انہوں نے دعوتِ حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ضد، عناد اور تکبر کی روش اپنائی تو آپ ﷺ نے بددُعا کی۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ (بخاری: 4824)

''یا اللہ! یوسف کے سات سالہ قحط کی مانند ان کے خلاف میری مدد فرما۔''

چنانچہ ان پر قحط طاری ہو گیا اور وہ مردار، چمڑا اور ہڈیاں کھانے لگے۔ چنانچہ ابوسفیان اور اس کے ساتھ چند افراد نے مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: ''آپ ﷺ کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ کو رحمت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہو چکی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دُعا فرمائیں۔'' آپ ﷺ نے دُعا فرمائی جس پر بارشیں نازل ہوئیں حالانکہ بھوک کی وجہ سے عالم یہ ہو گیا تھا کہ ان میں سے کوئی شخص اگر آسمان کو دیکھتا تو اسے دھواں ہی دکھائی دیتا تھا۔ اس واقعے کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ⑩ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑪
(الدخان: 10,11)

''چنانچہ آپ انتظار کریں اُس دن کا جب آسمان واضح دھواں لے آئے گا۔ (10) وہ لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ ہے دردناک سزا۔ (11)''

رسول اللہ ﷺ کے دُعا کرنے اور بارش برسنے کے بعد بھی وہ ضد و عناد پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ⑮ (الدخان: 15)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یقیناً ہم کچھ وقت کے لیے عذاب ہٹانے والے ہیں۔ بے شک تم دوبارہ وہی کرنے والے ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان سے انتقام لیا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ (الدخان:16)

''جس دن ہم بڑی سختی سے پکڑیں گے۔ یقیناً ہم انتقام لینے والے ہوں گے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان کی گردنیں دے ماریں اور انہیں ہلاک کر کے رکھ دیا اور ان میں تھوڑے افراد کے علاوہ کوئی نہ بچ سکا جن کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے نجات لکھ دی تھی کہ وہ ایمان لا کر دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے مثلاً ابوسفیان وغیرہ۔

تیسری علامت:

مکہ میں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان ایک زبردست مقابلہ ہوا جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایران و روم کی دو عظیم ہمسایہ سلطنتوں کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوئی۔ رومی ریاست اہلِ کتاب میں سے عیسائی تھی اور ایرانی سلطنت مجوسی تھی۔ اہلِ مکہ ان سے باتیں حاصل کر کے انہیں کا اتباع کرتے تھے لہٰذا انہیں یہی پسند تھا کہ رومیوں کے خلاف ایران کی مدد کریں جب کہ ان کے برعکس مسلمانوں کو یہ پسند تھا کہ ثنویت پسند ایران کے خلاف روم کی مدد کریں۔ اس باب میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا ہے:

الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّومُ ﴿٢﴾ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾ فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ (الروم:5-1)

''الم۔ (1) مغلوب ہوگئے رومی۔ (2) قریب کی زمین میں۔ اور اپنی مغلوبیت کے بعد جلد ہی وہ غالب آجائیں گے۔ (3) چند ہی برسوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور اُس دن مومن خوش ہوں گے۔ (4) اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اور وہ بڑا زبردست ہے، بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (5)''

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ روم پر ایرانی غالب آجائیں گے اور روم چند سال کے اندر اندر ایران پر غلبہ پالیں گے۔ تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لے کر نو تک کے لیے 'بضع' کا استعمال کیا جاتا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشرکوں نے کہا:''آپ ہمارے اور اپنے درمیان وقت مقرر کریں۔اس کے دوران میں روم اگر ایران پر غالب آ جائیں گے تو آپ کے لیے یہ یہ کچھ ہوگا اور ایران اگر روم پر غالب رہیں گے تو ہمارے لیے وہ وہ کچھ ہوگا۔''جس آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شرط لگائی وہ اُبی بن خلف تھا۔ان کے درمیان میں جواں سالہ پانچ اونٹ مقرر ہوئے۔ابھی مقررہ سال نہیں گزر پائے تھے کہ ایران پر روم نے غلبہ پایا۔یہ بدر کا دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح عطا کی اور دوسری جانب روم نے ایران پر غلبہ پایا۔رسول اللہ ﷺ جو ہدایت اور دینِ حق لائے ہیں یہ اس کی صداقت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔یہ تین وہ علامتیں ہیں جو نبوتِ محمدیہ ﷺ اور دینِ حق پر شاہد ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کا یہ گوشہ درج ذیل نتائج وعبر پر مشتمل ہے:

1: انشقاقِ قمر کی علامت ایک بہت بڑی علامت ہے جو کتاب وسنت اور اخبارِ متواترہ سے ثابت ہے۔اس سے نبوتِ محمدیہ ﷺ کی تاکید وتوثیق ہوتی ہے۔

2: اس حقیقت کا بیان ہے کہ نبی کی دُعا کو رد نہیں کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ کا اس دُعا کو قبول کرنا نبوت کی صداقت، دعوت کی صحت اور رسالت کے ثبوت کی ایک دلیل ہے۔

3: اس حقیقت کا بیان ہے کہ جو شخص ان علامات کو ملاحظہ کرتا ہے اس کا ایمان لانا لازمی نہیں ہے کیونکہ مشرکین نے ان علامات کو دیکھا تھا مگر ان میں سے چند ایک کے ماسوا ایمان لا کر کوئی بھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوا۔

4: دینِ اسلام کی صداقت کا بیان ہے کیونکہ قرآنِ کریم نے جن غیبی امور کی خبریں دی ہیں وہ من وعن واقع ہوئیں اور ان میں کوئی اختلاف نہ ہوا۔یہ اسلام کے مبنی برحق دین ہونے کی دلیل ہے۔

5: یہود ونصاریٰ کے اہلِ کتاب، مشرکین وملحدین کی بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں۔

بیرونِ مکہ میں دعوت

طائف میں بنو ثقیف کے افراد پر دعوت پیش کرنے کے بعد ان کی خیر سے دل برداشتہ ہو کر مطعم بن عدی سے پناہ طلب کر کے رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ابوجہل نے آپ ﷺ کو دیکھ کر تمسخر کے انداز میں کہا:''بنو عبد مناف! یہ تمہارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ہے۔" عتبہ بن ربیعہ نے جواب دیا: "اس میں تعجب کیا ہے کہ ہم میں سے نبی یا بادشاہ ہو؟" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے عتبہ سے فرمایا:

اما انت فما حميت لله ، وانما حميت لنفسك ، واما انت يا ابا جهل فوالله لا يأتي عليك غير بعيد حتى تضحك قليلًا وتبكي كثيرًا ، واما انتم يا معشر قريش فوالله لا يأتي عليكم غير كثير حتى تدخلوا فيما تنكرون وانتم كارهون

"تو نے اللہ کے لیے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لیے حمیت کا مظاہرہ کیا ہے اور اے ابوجہل! واللہ! تجھ پر جلد ہی وہ دن آنے والا ہے کہ تو ہنسے گا کم اور روئے گا زیادہ اور اے گروہِ قریش! تم بھی بہت جلد اس (اسلام) میں داخل ہو جاؤ گے جس کو تم اجنبی سمجھتے اور ناپسند کرتے ہو۔"

معاملہ بہرحال ایسے ہی ہوا۔ گویا یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپ ﷺ نے مکہ ہی میں قیام کیا ہوا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف قوم کی عداوت بڑی سخت تھی مگر آپ ﷺ کے مددگار بہت کم تھے کیونکہ کمزوروں کے علاوہ مکہ میں اور کوئی مسلمان نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بیرونِ مکہ دعوت کے بارے میں غور وفکر کیا اور حج کے دنوں میں، سالانہ تہواروں میں اور منڈی بازاروں میں اپنی حمایت اور رب کی دعوت کو پیش کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے کندہ کے قبیلے کے پاس جا کر دینِ اسلام کی دعوت دی اور ان سے حمایت طلب کی مگر انہوں نے آپ ﷺ کو انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے بنوکلب کے خاندان بنوعبداللہ پر دعوت الی اللہ اور اپنی حمایت کو پیش کیا مگر جو آپ ﷺ نے پیش کیا تھا انہوں نے بھی اس کو قبول نہ کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ بنوحنیفہ کے پاس گئے جو مسیلمہ کذاب کی قوم تھی۔ آپ ﷺ کی دعوت کو رد کرنے میں ان سے زیادہ قبیح اور بدبخت کوئی نہ تھا۔ بنوعامر کے پاس بھی آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ ان پر بھی اپنی حمایت اور دعوت پر ایمان کو پیش کیا مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر ہم تمہاری بات مانیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن پر غلبہ دیں تو تمہارے بعد حکومت کیا ہماری ہوگی؟" آپ ﷺ نے جواب دیا: "حکومت اللہ کی ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔" عامری نے کہا: "آپ کے دفاع میں عرب کے سامنے اپنی گردنیں ہم پیش کریں اور جب آپ غالب آجائیں تو حکومت ہمارے علاوہ کسی اور کی ہو! ہمیں تمہارے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے گھروں میں واپس جا کر بنو عامر نے اپنے ایک بزرگ آدمی کو یہ بات بتلائی تو اس نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہا: ''بنو عامر! اس کی تلافی کیا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اسماعیلی نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے بلکہ وہ دعوتِ برحق ہے۔ آخر اس کے بارے میں تمہاری عقل کو کیا ہو گیا تھا؟''

جو مشہور قبیلہ بھی آتا رسول اللہ ﷺ اس پر اپنی دعوت پیش کرتے کہ شاید ان میں سے کوئی دعوتِ دین کی بنا پر آپ ﷺ کی مدد کو تیار ہو جائے۔ آپ ﷺ جس قبیلے کے پاس بھی جاتے، آپ ﷺ کا چچا ابولہب آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے رہتا اور جب آپ ﷺ بات کر کے فارغ ہو جاتے تو ابولہب ان سے کہتا: ''اے بنو فلاں! یہ تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ تم اس کی بدعت و ضلالت کے لیے لات و عزیٰ کو اپنی گردنوں سے اتار پھینکو۔ لہٰذا اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی بات پر توجہ نہ دو۔''

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: عرب اپنی پناہ کا لحاظ رکھا کرتے تھے۔ یہ ایک اچھی روایت تھی۔ آج بھی اس کو سیاسی پناہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل اور قریش کو جو پیشگی خبر دی تھی وہ نبوتِ محمدیہ ﷺ کی صداقت کے لیے ایک روشن دلیل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے متعلق آپ ﷺ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی ہے۔

3: عامری بزرگ کی قوتِ فراست کا بیان ہے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور آپ ﷺ کی دعوت کی صحت کو پہچان گیا تھا کہ بلاشبہ وہ دعوتِ برحق ہے۔

4: بیرونِ مکہ بھی دعوتِ اسلامی کے سامنے ابولہب کے روڑے اٹکانے کا بیان ہے۔

5: ابولہب کی جانب سے شریعت و ہدایت کے لیے بدعت و ضلالت کے الفاظ کو استعمال کرنے کا بیان ہے۔ ایسے ہی آج کل نفس پرست حضرات بھی لوگوں کو کتاب و سنت سے نفرت دلانے کے لیے اس کی ہدایت کو بدعت و ضلالت کا نام دیتے ہیں۔

ظہور اسلام کے لیے تدابیر الٰہیہ

پہلی تدبیر:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے دین کی دعوت اور اپنی حمایت کو ہر معزز و معروف شخص کے سامنے پیش کیا۔ایک دفعہ سوید بن صامت حج وعمرہ کی غرض سے مکہ آیا۔ یہ اوس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔قوت وطاقت کی بنا پر اس کو کامل کا لقب دیا گیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور اس پر قرآنِ حکیم کو تلاوت کیا تو سوید نے کہا:''یہ بہت ہی عمدہ کلام ہے۔''اس کے بعد وہ مدینہ واپس چلا گیا حتی کہ جنگِ بعاث میں جو اوس وخزرج کے درمیان بپا ہوئی تھی ،خزرج نے اس کو قتل کر دیا۔اس کی قوم کا کہنا تھا کہ کامل کو قتل کر دیا گیا حالانکہ وہ مسلمان تھا۔ یہ ایک تدبیر تھی۔

دوسری تدبیر:

دوسری تدبیر ابوحیسر انس بن رافع کی مکہ میں آمد تھی۔ایک نوخیز جوان ایاس بن معاذ بھی اس کے ساتھ تھا۔ایاس کا تعلق بنوعبدالاشہل سے تھا۔ یہ وفد مکہ میں قریش سے خزرج کے خلاف مدد طلب کرنے آیا تھا۔چنانچہ ان کے پاس تشریف لا کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هل لكم فيما هو خير لكم مما جئتم له ؟

''آپ جس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں کیا اس سے بہتر چیز قبول کر سکتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان پر قرآنِ حکیم کو تلاوت کیا۔اس پر ایاس نے جو ابھی نوخیز ہی تھا کہہ دیا: ''واللہ! یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے ہم یہاں آئے ہیں۔''ابوالحیسر نے مٹی اس کے منہ پر دے ماری اور کہا:''یہ بات چھوڑو۔واللہ! یہاں ہم کسی دوسرے ہی مقصد سے آئے ہیں۔''یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔مدینہ پلٹنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ایاس کا انتقال ہو گیا۔اس کی قوم نے سنا کہ وہ اپنی وفات کے وقت تہلیل وتکبیر کر رہے ہیں چنانچہ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ ان کو اسلام پر موت آئی ہے۔ یہ دوسری تدبیر تھی۔

تیسری تدبیر:

جب رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کو تعاون کی غرض سے حج وعمرہ پر آنے والے قبائل کے سامنے پیش کر رہے تھے اسی دوران میں عقبہ کے پاس خزرج کے ایک قبیلہ سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو اللہ کی دعوت دی اور اسلام کو ان پر پیش کیا۔انہیں یاد آیا کہ آپ ﷺ وہی ہیں جن کے بارے میں مدینہ کے یہود ان سے کہتے رہتے ہیں کہ قریب ہی ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، ہم جس کا اتباع کریں گے اور اس کے ساتھ مل کر تمہیں عاد وارم کی مانند قتل کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: ''یہی وہ نبی ہیں جن کی یہود تمہیں دھمکیاں دیتے ہیں۔ لہٰذا تم اس نبی کی دعوت کو قبول کرو اور اس کی تصدیق کرو۔'' چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''ہماری قوم کے درمیان اختلافات ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے باعث ان میں اتفاق پیدا کر دیں۔ آپ ﷺ پر اگر سب کا اتفاق ہو گیا تو آپ ﷺ سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں ہوگا۔'' اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ ان کی تعداد سات تھی۔

مدینہ پہنچ کر انہوں نے اہلِ مدینہ سے رسول اللہ ﷺ اور دعوتِ اسلام کا تذکرہ کیا حتی کہ ان کے درمیان آپ ﷺ کا نام معروف ہو گیا۔ چنانچہ آئندہ سال حج کے موقع پر انصار کے بارہ افراد نے رسول اللہ ﷺ سے عقبہ کے پاس ملاقات کر کے عورتوں جیسی بیعت کی۔ (حاشیہ: عورتوں جیسی بیعت سے مراد ان امور پر بیعت ہے جو اللہ کے اس فرمان میں بیان ہوئے ہیں:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنه:12)

''اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں، اس بات پر تم سے بیعت کرتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی نیک کام میں وہ تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔''

اس بیعت میں جہاد و قتال کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ عورتوں پر جہاد و قتال فرض نہیں ہوتا۔)

اس کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ اہلِ بیعت میں اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، معاذ بن حارث، رافع بن مالک بن عجلان اور عبادہ بن صامت وغیرہ رضی اللہ عنہم خزرج سے تھے جب کہ ابوالہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما کا تعلق اوس سے تھا۔ بیعت سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اہلِ مدینہ کو قرآنِ کریم سکھلائیں گے اور دینِ اسلام کی تعلیم دیں گے۔ چنانچہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر نزول فرما ہوئے جو ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کو بنی ظفر کے محلے میں لے گئے۔ وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس چند مسلمان بھی جمع ہو گئے۔ اس وقت تک بنو اشہل کے دونوں سردار جناب سعد بن معاذ اور جناب اسید بن حضیر مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ شرک پر ہی قائم تھے۔ انہیں جب اس کی خبر ہوئی تو جناب سعد نے جناب اسید سے کہا: ''ذرا جاؤ اور ان دونوں کو جو ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بنانے آئے ہیں ڈانٹ دو اور ہمارے محلے میں آنے سے منع کر دو۔ اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد ہے ورنہ میں خود ہی یہ کام انجام دے آتا۔'' چنانچہ اسید نے اپنا حربہ اٹھایا اور ان دونوں کے پاس آ پہنچے۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے انہیں آتا دیکھ کر مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اپنی قوم کا سردار تمہارے پاس آ رہا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ سے سچائی اختیار کرنا۔'' مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر یہ بیٹھا تو اس سے بات کروں گا۔'' اسید نے ان کے پاس آ کر کہا: ''تم ہمارے یہاں کیوں آئے ہو؟ ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بناتے ہو! تمہیں اگر اپنی جان کی ضرورت ہے تو ہم سے الگ ہی رہو۔'' سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیوں نہ آپ بیٹھیں اور کچھ سنیں۔ بات اگر پسند آئے تو قبول کریں ورنہ چھوڑ دیں۔'' سیدنا اسید نے کہا: ''بات منصفانہ کہہ رہے ہو۔'' اس کے بعد اپنا حربہ گاڑ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے اس سے اسلام کی بات کی تو انہوں نے کہا: ''یہ بڑا ہی عمدہ اور بہت ہی خوب تر ہے۔ آپ لوگ کسی کو اپنے دین میں داخل کرنا چاہتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''آپ غسل کریں، پاک کپڑے پہنیں، حق کی شہادت دیں اور دو رکعت نماز پڑھیں۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام قبول کر کے فرمایا: ''میرے پیچھے ایک اور شخص ہے اگر وہ تمہارا پیروکار بن جائے گا تو اس قوم کا کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا اور میں اس کو بھی تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اور وہ سعد بن معاذ ہیں۔''

اس کے بعد سیدنا اسید رضی اللہ عنہ جناب سعد رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے پاس آتے ہیں۔ انہوں نے اسید رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا: ''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو چہرہ لے کر یہ شخص تمہارے پاس آ رہا ہے یہ وہ چہرہ نہیں ہے جسے لے کر یہ گیا تھا۔'' اس کے بعد اسید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم نے کیا کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''میں نے ان سے بات کی ہے مگر مجھے تو ان میں کوئی حرج دکھائی نہیں دیا ہے۔'' اس پر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دی لہٰذا وہ بھی سیدنا اسید رضی اللہ عنہ کی مانند مسلمان ہو گئے اور اپنے محلے میں آ کر اہلِ مجلس سے کہا: ''اے بنی عبد الاشہل! آپ اپنے اندر میرا معاملہ کیسا جانتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''آپ ہمارے سردار ہیں اور سب سے افضل ہیں۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''سنو! تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری بات چیت حرام ہے جب تک تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لاؤ۔'' لہٰذا شام ہونے تک بنو عبد الاشہل کی ہر عورت اور ہر مرد مسلمان ہو چکا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ واپس پلٹ کر جناب اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر ہی میں مقیم رہ کر دعوت کا کام کرتے رہے حتیٰ کہ انصار کا کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس کے چند مرد یا عورتیں مسلمان نہ ہو چکی ہوں۔ صرف بنوامیہ بن زید، وائل اور واقف کے مکانات باقی رہ گئے تھے۔ وہ لوگ اپنے شاعر قیس بن اسلت کی بات مانتے تھے چنانچہ اس نے انہیں سلام قبول کرنے سے روک دیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کر کے مدینہ میں قیام کیا اور بدر، اُحد اور خندق کی جنگیں بھی گزر گئیں تو اس کے بعد وہ لوگ مسلمان ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ تیسری تدبیر تھی۔

چوتھی تدبیر:

انصار کے درمیان مدینہ میں جب اسلام کا خوب چرچا ہو گیا تو اہلِ مدینہ کی ایک جماعت نے آپس میں عہد کیا کہ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ہجرت کے موضوع پر رات کی تاریکی میں آپ ﷺ سے درپردہ بات کریں گے۔ چنانچہ مکہ پہنچ کر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے خفیہ ملاقات کی اور ایامِ تشریق کی درمیانی رات کو عقبہ کے مقام پر آپ ﷺ سے مجلس کر کے ہجرت کا معاہدہ کیا۔ وہ کل ستر افراد تھے جن میں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا اور ام عمرو بن عدی اسماء رضی اللہ عنہا دو عورتیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں ابھی تک کافر تھے اور مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی موجودگی کا مقصد یہ تھا کہ انصار جو معاہدہ کر رہے ہیں اپنے بھتیجے کے بارے میں وہ اس کا مکمل اطمینان حاصل کر سکیں۔ چنانچہ سب سے پہلے بات کا آغاز بھی انہوں نے ہی کیا اور کہا: ''خزرج کے لوگو! ہمارے اندر محمد ﷺ جس عزت اور حفاظت سے ہیں وہ تمہیں معلوم ہی ہے مگر اب وہ تمہارے یہاں جانے اور تمہارے ساتھ لاحق ہونے پر مُصر ہیں۔ لہٰذا اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم انہیں جس چیز کی طرف بلا رہے ہو اسے نبھاؤ گے اور انہیں ان کے مخالفین سے بچاؤ گے تب تو ٹھیک ہے لیکن تمہارا اگر یہ اندازہ ہے کہ تم انہیں اپنے پاس لے جانے کے بعد ان کا ساتھ چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاؤ گے تو پھر ابھی سے انہیں چھوڑ دو کیونکہ وہ بہر حال عزت و حفاظت سے ہیں۔''

انصار نے کہا: ''جو آپ نے کہا ہم نے سنا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! اب آپ گفتگو فرمائیے اور اپنے اور اپنے رب کے لیے جو پسند کریں عہد و پیمان لے لیجئے۔'' رسول اللہ ﷺ نے قرآنِ کریم کی تلاوت، اللہ کی دعوت اور اسلام کی ترغیب دینے کے بعد فرمایا:

تمنعوني مما تمنعون منه نساء كم و أبناء كم (البداية والنهاية:173/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم اس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔''

اس پر جناب براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے! ہم اس چیز سے یقیناً آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ہماری بیعت لیجیے! خدا کی قسم! ہم جنگ کے بیٹے ہیں، ہتھیار ہمارا کھلونا ہیں اور پشت ہا پشت سے ہماری یہ ریت چلی آرہی ہے۔'' ابوالہیثم نے بات کاٹتے ہوئے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہمارے اور بعض لوگوں کے درمیان عہد و پیمان کی رسیاں ہیں اور اب ہم ان رسیوں کو کاٹ رہے ہیں۔ ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم ان رسیوں کو کاٹ ڈالیں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرمائیں اور آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ آئیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

بل الدم الدم ، والهدم الهدم ، انا منكم وانتم مني احارب من حاربتم واسالم من سالمتم

''نہیں بلکہ آپ کا خون میرا خون اور آپ کی بربادی میری بربادی ہے۔ میں آپ سے ہوں اور آپ مجھ سے ہیں۔ جس سے آپ جنگ کریں گے اس سے میں بھی جنگ کروں گا اور جس سے آپ صلح کریں گے اس سے میں صلح کروں گا۔''

اس وقت عباس بن عبادہ انصاری نے انصار کی جانب متوجہ ہو کر کہا: ''تم جانتے ہو کہ ان سے کس بات پر بیعت کر رہے ہو؟ تم ان سے سرخ اور سیاہ لوگوں سے جنگ کی بیعت کر رہے ہو۔ تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ جب تمہارے اَموال کا صفایا کر دیا جائے گا اور تمہارے اَشراف قتل کر دیے جائیں گے تو تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو ابھی سے ساتھ چھوڑ دو کیونکہ تم نے اگر انہیں لے جانے کے بعد چھوڑ دیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی اور تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ مال کی تباہی اور اَشراف کے قتل کے باوجود تم وہ عہد نبھاؤ گے جس کی طرف تم نے انہیں بلایا ہے تو پھر بے شک تم انہیں لے جاؤ کیونکہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔'' اس پر سب نے بیک آواز ہو کر کہا: ''ہم مال کی تباہی اور اَشراف کے قتل کا خطرہ مول لے کر انہیں قبول کرتے ہیں البتہ یارسول اللہ ﷺ! ہم نے یہ عہد پورا کیا تو اس کے عوض میں ہمیں کیا ملے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''اپنا ہاتھ بڑھائیے!'' آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو لوگوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی مگر یہ پہلی بیعت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برخلاف تھی کیونکہ اب انہوں نے سیاہ وسرخ جنگ پر آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان میں خزرج کے نو اور اوس کے تین کل بارہ نقیب مقرر فرمائے۔خزرج کے نقیب یہ ہیں: اسعد بن زرارہ، سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواحہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو بن حرام، عبادہ بن صامت، سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بن خنیس رضی اللہ عنہم۔

اوس کے نقیب یہ ہیں: اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ اور رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہم۔

بیعتِ عقبہ ثانیہ کا کام مکمل ہو چکا تو شیطان نے ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر پکارا: ''خیموں والو! محمد (ﷺ) کو دیکھو اس وقت بے دین لوگ اس کے ساتھ ہیں اور تم سے لڑنے کے لیے جمع ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هذا ازبّ العقبة ، اتسمع ای عدو الله ، اما والله لاتفرغن لک

''یہ اس گھاٹی کا شیطان ہے اور اللہ کے دشمن سن! اب میں جلد ہی تیرے لیے فارغ ہوا چاہتا ہوں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ اپنے ڈیروں پر چلے جائیں۔عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! آپ ﷺ چاہیں تو ہم کل ہی اہلِ منیٰ پر اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔''

جب قریشِ مکہ نے اس بیعتِ مبارکہ کا سنا تو انصارِ مدینہ کا پیچھا کیا مگر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئے۔سعد رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مارا پیٹا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں رہائی دلائی اور وہ مدینہ پہنچ گئے۔اس بیعت کی وجہ سے مومنین کے خلاف مشرکین کے غصے اور اذیتوں میں شدت آ گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مومنین کو ہجرتِ مدینہ کا حکم دے دیا۔سب سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ، ان کے بعد عامر بن ربیعہ اور ان کی اہلیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا، ان کے بعد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے پیچھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ وغیرہ مدینہ پہنچے ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: سوید بن صامت جن کا لقب کامل تھا، کے شرف کا بیان ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے انہی سے ملاقات کر کے اسلام کی دعوت کو پیش کیا تھا۔وہ بڑے اچھے انداز میں پیش آیا اور اس دعوت کو مدینہ تک پہنچا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: نوجوان ایاس بن معاذ کے شرف کا بیان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنتے ہی کہہ دیا تھا: واللہ! یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے ہم یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور ایمان لا کر مدینہ میں لوٹ کے اسلام کو پھیلایا۔

3: اس قافلے کے فضل کا بیان ہے جس سے عقبہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے ملاقات کر کے ان پر اسلام کو پیش کیا۔

4: بیعتِ عقبہ اولیٰ کے اصحاب رضی اللہ عنہم خصوصاً اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے شرف و فضل کا بیان ہے۔

5: شہیدِ اُحد سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے جو حسنِ دعوت اور صبر و استقامت میں ضرب المثل ہیں۔

6: بیعتِ عقبہ ثانیہ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا شرف اور ان کے بارہ نقیبوں کے فضل کا بیان ہے۔

7: شیطان کی عداوت کا بیان ہے کیونکہ جب اس نے اسلام کی حمایت کا مشاہدہ کیا تو رنج و الم سے چیخ اٹھا، بیعتِ عقبہ کی خبر کا انکشاف کیا اور مشرکین کو مومنین پر حملہ کرنے کے لیے برانگیختہ کیا لعنۃ اللہ علیہ۔

ہجرت سے قبل کی چند اہم باتیں

1: ان امور میں سے پہلی بات حدیثِ ہجرت کی وہ نص ہے جو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہیں بھی نقیب مقرر کیا گیا تھا۔ ان کا کہنا ہے: ”ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر جنگ کی بیعت کی کہ ہم تنگی میں، آسانی میں، خوشی میں، غمی میں اور ہم پر دوسروں کو ترجیح کی صورت میں غرض ہر حالت میں آپ ﷺ کی بات سنیں گے اور آپ ﷺ کی اطاعت کریں گے اور حق داروں سے حکومت نہیں چھینیں گے اور جہاں بھی ہوں گے حق بات کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔“

2: دوسری اہم بات یہ ہے کہ سیدنا عباس بن عبادہ عوفی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کو مہاجر انصاری کا لقب دیا گیا ہے ورنہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجر تھے یا انصاری تھے۔ سیدنا عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیعت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ ہی میں رہے ہیں اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو انصار کا مہاجر کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اُحد میں شہید کر دیا گیا۔ رضی اللہ عنہ

3: تیسری اہم بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نصرت پر مشتمل بیعتِ عقبہ ثانیہ جب مکمل ہو چکی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

ان اللہ قد جعل لکم اخوانا و داراً تأمنون بہا (البدایة والنهایة: 3//183)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی اور گھر بنا دیے ہیں جہاں تم امن میں رہو گے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ کے لیے نکل پڑے مگر رسول اللہ ﷺ ہجرتِ مدینہ کے لیے اذنِ الٰہی کا انتظار کرتے ہوئے مکہ ہی میں مقیم رہے۔

4: چوتھی اہم بات یہ ہے کہ قریشِ مکہ میں سب سے پہلے مہاجرِ مدینہ بنو مخزوم کے ابو سلمہ بن عبد الاسد تھے جن کا نام عبد اللہ تھا رضی اللہ عنہ وأرضاہ۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے واقعۂ ہجرت سے متعلقہ حدیث یہ ہے:

انہوں نے پہلے حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ وہاں سے واپسی پر قریشِ مکہ نے انہیں بڑی اذیت پہنچائی۔ اس وقت تک انہیں انصارِ مدینہ کے اسلام قبول کرنے کی خبر پہنچ چکی تھی چنانچہ انہوں نے دوبارہ مدینہ کو ہجرت اختیار کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کی بیوی اور ایک بچہ بھی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں زادِ راہ کے ساتھ اپنے اونٹ پر سوار کیا۔ انہوں نے جب روانہ ہونا چاہا تو بنو مخزوم کے لوگ آگئے اور انہوں نے کہا: ''یہ ہے تمہاری ذات! اس کے متعلق تو تم ہم پر غالب آگئے ہو لیکن تمہارا کیا خیال ہے کہ بیوی آخر ہم کس بنا پر تمہارے ساتھ چھوڑ دیں کہ تم اسے شہر شہر گھماتے رہو؟'' چنانچہ انہوں نے اونٹ کی لگام ان کے ہاتھ سے چھین لی جس پر زادِ راہ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کا بچہ اور بیوی بھی تھے۔ اس پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگ بھی تاؤ میں آگئے اور انہوں نے کہا: ''ہم تمہاری عورت کے پاس اپنا بیٹا نہیں رہنے دیں گے۔'' چنانچہ فریقین نے بچے کو اپنی اپنی طرف کھینچا جس سے اس کا ہاتھ اُکھڑ گیا۔ چنانچہ بنو عبد الاسد بچے کو اپنے ساتھ لے گئے اور بنو مغیرہ نے امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو محبوس کر دیا۔

امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہجرت کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ آیئے! انہی کی زبانی یہ واقعہ سنتے ہیں:

''انہوں نے میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی ڈال دی کیونکہ وہ چلتے چلاتے مدینہ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے میرے بچے کو بھی مجھ سے جدا کر دیا کیونکہ اس کو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ قبیلے کے افراد لے جا چکے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد میں روزانہ صبح صبح ابطح کے مقام پر پہنچ جاتی اور وہاں بیٹھ کر رونا شروع کر دیتی اور شام تک روتی رہتی۔ قریباً ایک سال تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ ایک دن بنو مغیرہ میں سے میرا ایک چچازاد بھائی میرے پاس سے گزرا۔ اس نے میری حالت دیکھ کر مجھ پر رحم کھایا اور اس نے بنو مغیرہ سے کہا: تم اس بیچاری پر رحم کیوں نہیں کھاتے ہو! تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور بچے کے درمیان جدائی ڈال رکھی ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس پر بنو مغیرہ کے افراد نے مجھ سے کہا: اگر آپ چاہتی ہیں تو اپنے شوہر کے پاس جا سکتی ہیں۔ اس وقت بنو الاسد نے بھی میرا بچہ مجھے واپس کر دیا۔ چنانچہ اونٹ پر سوار ہو کر بچہ میں نے اپنی گود میں بٹھایا اور اپنے شوہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تلاش میں مدینہ کے لیے چل پڑی۔ میرے ساتھ اللہ کی اور کوئی مخلوق نہیں تھی۔ میں نے کہا: جس سے ملاقات کرنا ہے اس کے پاس پہنچ جاؤ گی اور اپنے شوہر سے مل پاؤ گی؟ حتی کہ تنعیم کے مقام پر بنوعبدالدار کا ایک شخص عثمان بن طلحہ مجھے ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: ابوامیہ کی بیٹی! کہاں جارہی ہے؟ میں نے کہا: مدینہ میں اپنے شوہر کے پاس جانے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا: آپ کے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! اللہ اور اس بچے کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اس نے کہا: واللہ! تمہیں یونہی چھوڑ نا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے میرے اونٹ کو لگام سے پکڑا اور اشارے کرتا ہوا میرے ساتھ چل دیا۔ واللہ! میں نے اس سے زیادہ معزز کسی شخص کی صحبت میں سفر نہیں کیا۔ جب کبھی پڑاؤ کرنا ہوتا وہ سواری کو بٹھا دیتا اور خود پیچھے ہٹ جاتا اور میں اپنی سواری سے اتر کر تھوڑا دور ہٹ جاتی اور وہ سواری کو اٹھا کر کسی درخت کے ساتھ باندھ دیتا۔ اس کے بعد وہ کسی دوسرے درخت کے نیچے جا کر لیٹ جاتا اور جب روانگی کا وقت قریب آتا تو وہ میری سواری پر زادِ راہ لادتا اور اس سے ہٹ کر کھڑا ہو جاتا اور مجھ سے کہتا کہ سوا ہو جائیں اور جب میں سیدھی ہو کر اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتی تو وہ آ کر اس کو لگام سے پکڑتا اور اگلا پڑاؤ کرنے تک اس کو چلاتا رہتا۔ مدینہ پہنچانے تک اس کا میرے ساتھ یہی رویہ تھا۔ چنانچہ قبا کے پاس بنوعمرو بن عوف کی بستی کو دیکھ کر اس نے کہا: آپ کا خاوند اس بستی میں ہے۔ آپ اس میں چلی جائیں۔ اللہ تعالی برکت دیں۔ اس کے بعد وہ مکہ واپس پلٹ آیا۔ ان دنوں وہ شرک پر ہی تھا۔ اس نے حدیبیہ کے وقت ہی اسلام قبول کیا۔

واللہ! میں نہیں جانتی کہ اسلام میں کسی اہلِ بیت کو اس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہوگا جس قدر ابوسلمہ کے اہلِ خانہ کو ان سے دوچار ہونا پڑا اور نہ ہی میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ حیادار کوئی شخص کبھی دیکھا ہے۔“

مراجعت:

میرے اسلامی بھائیو! آیئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قصے پر ہم دوبارہ غور کریں۔ شاید ہم رو پڑیں اور ہمارے آنسو ہمارے کسی گناہ کو دھو دیں اور ہم اپنے دل کی سختی کو کسی حد تک کم کر دیں۔

یہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور وہ ان کے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہیں جو دوسری ہجرت کر رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ مکہ سے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر مدینہ کے لیے نکل رہے ہیں۔ ان سے ان کی بیوی اور بچہ چھن جاتا ہے اور بچہ اپنی ماں کو گم کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ اور بیٹے کو چھوڑ کر تنِ تنہا ہی رب کے لیے نکل پڑتے ہیں گویا وہ اپنا نصف حصہ پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔
اب ام سلمہ رضی اللہ عنہا دیکھتی ہیں مگر انہیں کوئی غم خوار دکھائی نہیں دیتا چنانچہ وہ ابطح کے مقام پر جا کر سارا سارا دن روتی رہتی ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام کو اپنے اُجڑے ہوئے گھر میں واپس آجاتی ہیں۔سال کے بارہ مہینے ان کا یہ عمل جاری رہتا ہے۔اس کے بعد انہیں ہجرت کی اجازت دے دی جاتی ہے چنانچہ وہ اکیلے ہی اونٹ پر ہجرت کرتی ہیں۔ان کے ساتھ اپنے چھوٹے سے بچے کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا اور وہ دن کی مسافت یونہی طے کرتی ہیں۔

لہٰذا ان کا یہ کہنا بالکل برحق ہے کہ کسی کے اہلِ خانہ کو اس قدر مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑا جتنے مصائب سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے اہلِ خانہ کو دوچار ہونا پڑا ہے۔ان کی یہ بات بالکل درست ہے۔دوسرا نکتہ عثمان بن ابی طلحہ کے کمال سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے پاک دامنی کا ریکارڈ قائم کر دیا۔وہ ایک عورت کو اونٹ پر دیکھتے ہیں جو بے آب وگیاہ جنگل میں دس دن کے سفر کا ارادہ رکھتی ہے۔وہ اس کا احوال دریافت کرنے کے بعد کہتے ہیں: واللہ! آپ کو تنہا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔چنانچہ وہ ان کے اونٹ کو آ پکڑتے ہیں اور ان کو سوار کرنے اور اتارنے میں نہایت اچھا انداز اختیار کرتے ہیں اور اس قدر عفت مآبی اور شرافتِ نفسی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ عورت نے اپنی زندگی میں اس جیسا شخص کبھی دیکھا ہی نہیں ہے۔

آہ! ایسے حیادار، پاک دامن اور باوقار لوگ اب کہاں ہیں؟ جن کے بنا زندگی بے آباد اور جن کے سوا حیات قحط زدہ ہو جاتی ہے کہ ایسی دنیا میں کوئی خیر نہیں ہوتی جس سے ایسے لوگ اٹھ جاتے ہیں۔

5: پانچویں اہم بات یہ ہے کہ تمام تر مہاجرین میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں تھا جو کسی نہ کسی انصاری کے گھر مہمان بن کر نہ ٹھہرا ہو۔اس سے بڑی سخاوت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور اس سے سچی اخوت اور کسے کہتے ہیں؟ اس سے اچھا اسلام اور کیسا ہو سکتا ہے؟ اس سے زیادہ صبر اور کیا ہوگا؟ اور اس سے بڑھ کر ایمان اور کیا ثمر آور ہوگا؟ اور آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اللہ کے بندو! کہاں وہ اور کہاں ہم؟

6: چھٹی اہم بات سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کی ہجرت سے متعلق ہے کہ جب انہوں نے ہجرتِ مدینہ کا ارادہ کیا تو کفارِ قریش نے ان سے کہا: ''تم ہمارے پاس آئے تھے تو حقیر و فقیر تھے۔یہاں آ کر تمہارا مال بہت زیادہ ہو گیا ہے اور تم بہت آگے پہنچ گئے ہو۔اب تم چاہتے ہو کہ اپنا مال اور اپنی جان دونوں لے کر چل دو۔بخدا! ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔'' سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اچھا تم یہ بتلاؤ کہ میں اگر اپنا مال چھوڑ دوں تو تم میری راہ چھوڑ دو گے؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں!'' فرمایا: ''جاؤ میں نے اپنا مال تمہیں دے دیا ہے۔'' حضرت عثمان النہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب صہیب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربح البیع صهیب .. ربح البیع صهیب (البداية والنهاية:187/3)

"صہیب نے نفع اٹھایا ہے۔صہیب نے نفع اٹھایا ہے۔"

آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں قرآنِ حکیم کی وہ آیت نازل ہوئی جس کو آج تک تلاوت کیا جارہا ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ م بِالْعِبَادِ ٢٠٧

(البقرة:207)

"اور لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں اپنی جان تک بیچ دیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔"

7: ساتویں اہم بات یہ ہے کہ بیعتِ عقبہ اُولیٰ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں ان کے ساتھ بھیجا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ انہیں قرآنِ حکیم پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور دین کی باتیں سکھلائیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جن کو مقری کا لقب دیا گیا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کو اُحد میں شہید کر دیا گیا۔آپ رضی اللہ عنہ میدانِ اُحد میں سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی آرام فرما ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ فرضی اللہ عنهما وأرضاهما وجعل الجنة ماواهما

8: آٹھویں اہم بات سیدنا عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی بینائی جا چکی تھی اور میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ایک دفعہ میں انہیں لے کر جمعہ کے لیے نکلا۔انہوں نے جمعہ کی اذان سن کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجا۔میں نے پوچھا: "اباجان! کیا بات ہے جمعہ کی اذان سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پر سلام کیوں بھیجا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ وہ پہلا شخص ہے جس نے مدینہ میں ۲ ھ کے ہزم النبیت نامی پہاڑ کے پاس ہمیں جمعہ کے لیے جمع کیا تھا۔" میں نے پوچھا: "اس دن آپ کی تعداد کیا تھی؟" انہوں نے فرمایا: "ہم چار آدمی تھے۔"

9: نویں اہم بات یہ ہے کہ بیعتِ عقبہ کے افراد نے مدینہ پہنچ کر اسلام کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ان میں معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔معاذ رضی اللہ عنہ کے والد عمرو بن جموح کے پاس ایک بت تھا جسے اس نے اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔عمرو کا شمار مدینہ کے اَشراف و سادات میں ہوتا تھا۔ان کا بُت لکڑی کا بنا ہوا تھا۔عمرو اپنی دُعا دتعظیم کے ساتھ اس کی عبادت کیا کرتا تھا۔ایک رات کی تاریکی میں اس کے بیٹے معاذ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے چند مسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکوں کے ساتھ مل کر بت کو اٹھایا اور بنوسلمہ کے کنویں میں سر کے بل پھینک کر اس پر کوڑا کرکٹ ڈال دیا۔ صبح کو عمرو نے دیکھا کہ بت موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے بت کو تلاش کیا اور بالآخر اسے کنویں میں پایا کہ اسے سر کے بل پھینک دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے بت کو پکڑا اور نہلا دھلا کر دوبارہ اپنے گھر میں نصب کر دیا۔ مسلم لڑکوں نے دوسری رات بھی اس کو اٹھایا اور اس کے ساتھ پہلی رات جیسا سلوک ہی کیا۔ عمرو بھی اس کو وہیں سے اٹھالایا اور کہنے لگا: ''مجھے اگر معلوم ہو جائے کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک کون کرتا ہے تو میں ضرور بہ ضرور اس کی گردن ماردوں گا۔'' یہی معاملہ جب بار بار پیش آیا تو عمرو اس کو نہلانے دھلانے کے بعد اپنی تلوار لے کر اس کے پاس آیا اور اس کی گردن میں تلوار لٹکا کر کہا: ''واللہ! میں نہیں جانتا تیرے ساتھ یہ سلوک کون کرتا ہے۔ لہٰذا تجھ میں اگر کوئی خیر ہے تو خود ہی اس کو روک دینا۔ یہ تلوار تمہارے پاس ہے۔'' جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو لڑکوں نے بت کے پاس آکر تلوار کو اس کی گردن سے اتارا۔ ایک مردار کتا پکڑا اور ایک رسی میں بت کو اس کے ساتھ باندھ کر بنوسلمہ کے کسی کنویں میں پھینک دیا اور اس پر انسان کا فضلہ بھی ڈال دیا۔ صبح کو عمرو نے دیکھا کہ بت اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ تلاش کے بعد وہ کیا دیکھتا ہے کہ بت کو مردار کتے کے ساتھ باندھ کر سر کے بل کنویں میں پھینک دیا گیا ہے۔ عمرو بن جموع نے بت کو جب اس حال میں دیکھا تو اس پر یہ واضح ہو گیا کہ اس میں اُلوہیت کی صلاحیت نہیں ہے۔ علاوہ اَزیں اس کی قوم کے بعض افراد نے بھی اس کو اسلام کی دعوت دی چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اپنے بت کے بارے میں اس کے درج ذیل اَشعار ہیں:

واللہ لو کنت الھًا لم تکن ... انت و کلبٌ وسط بئرٍ فی قرنٌ

''بخدا! اگر تو معبود ہوتا تو کتا اور تو دونوں کنویں کے درمیان میں نہ پڑے ہوتے۔''

یہاں تک کہ اس نے کہا:

الحمد للہ العلیّ ذی المِنن ... الواھب الرزّاق دیّان الدین

ھو الذی انقذنی من قبل ان ... اکون فی ظلمۃ قبر مُرتَھن

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو احسان کرنے والا، عطا کرنے والا، رزق دینے والا اور دین مقرر کرنے والا ہے۔ وہی ذات ہے جس نے مجھے بچایا ہے اس سے پہلے کہ میں قبر کے اندھیرے میں گروی رکھا جاؤں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیہ بدء الوحی سے 13ھ بیعت عقبہ تک

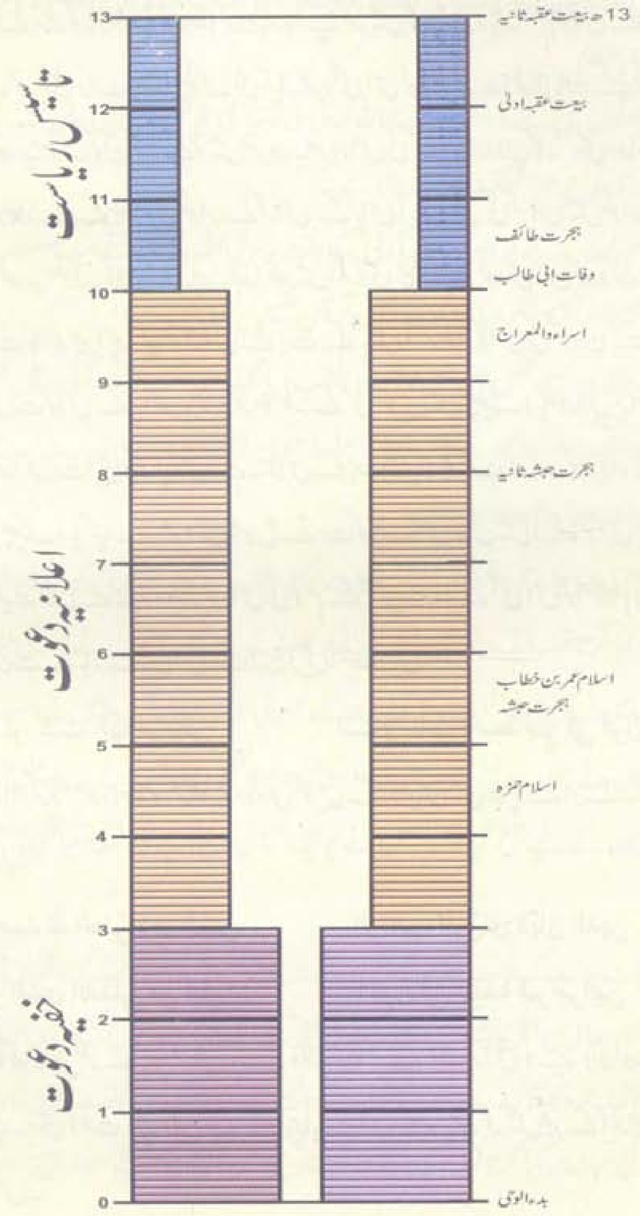

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت

مہاجرینِ مکہ نے گروہ دَر گروہ مدینہ کے لیے رختِ سفر باندھا اور مکہ میں ان کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہا جن کو روک دیا گیا تھا یا جن کو فتنے میں مبتلا کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب سے اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی کسی ضرورت کے تحت آپ ﷺ کے پاس باقی رہ گئے تھے اور جہاں تک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے، انہوں نے بھی ہجرت کے لیے بار بار رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تھی مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کریں، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کوئی رفیقِ سفر ہی مقرر کر دیں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات پر مطمئن ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے رفیقِ سفر ہوں گے۔ ان دنوں قریشِ مکہ کو یہ خوف لاحق تھا کہ آپ ﷺ بھی کہیں انصارِ مدینہ کے پاس نہ چلے جائیں جیسے دیگر مومنین ان کے ساتھ جا ملے ہیں کیونکہ وہ لوگ شوکت وحفاظت کے مالک تھے۔ چنانچہ انہوں نے دارالندوہ میں ایک اجتماع کا انعقاد کیا جس میں آپ ﷺ کے مسئلے پر غور وفکر کرنے کے لیے اصحابِ رائے کو جمع کیا گیا۔ اس وقت شیطان بھی ایک بارعب اور تجربہ کار بزرگ کی شکل میں قیمتی لباس زیب تن کر کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ جب انہوں نے اس کو دروازے پر کھڑے دیکھا تو پوچھا: ''کون بزرگ ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں نجد کا رہنے والا ہوں۔ میں نے سنا ہے آپ نے آج کوئی اہم فیصلہ کرنے کے لیے اجلاس طلب کیا ہے۔ میں اس اجلاس کی کاروائی سننا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے میں آپ کو کوئی صحیح مشورہ دے سکوں۔'' انہوں نے کہا: ''بہتر ہے آپ بھی آ جائیے۔'' چنانچہ وہ ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ اس اجتماع میں ابوجہل، ابوسفیان اور نضر بن حارث جیسے قریش کے سربرآوردہ لوگ جمع تھے۔ اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی تو قریش کے ایک سردار نے کہا: ''محمد (ﷺ) نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ خدا کی قسم! اس کا ارادہ اغیار کے تعاون سے ہم پر حملہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب پانی سر سے گزر چکا ہے لہٰذا اس کے بارے میں حتمی اور آخری فیصلے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہا ہے۔'' ایک شخص نے کہا: ''اس کو ہتھکڑی پہنا کر اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر کسی کال کوٹھڑی میں قید کر دو اور جیسے اس سے قبل کے شعراء مر گئے ہیں اس کی موت کا بھی انتظار کرو۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہی کے متعلق فرمایا ہے:

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ (الطور:30)

''کیا وہ کہتے ہیں ایک شاعر ہے جس پر ہم گردشِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد موت ہے اور اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ (الانفال:30)

''اور جب کافر آپ کے خلاف تدبیریں کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوہے میں جکڑ کر کسی جگہ قید کر دو۔

اس وقت شیطان ایک شیخ نجدی کے روپ میں ظاہر ہوا تا کہ اس کی خواہش کے مطابق وہ ایک پختہ عہد کریں۔ یہ وہی تھا جو چند ماہ میں عقبہ باندی جانب سے چلایا تھا کہ خیمے والو محمد کو دیکھو بے دین اس کے ساتھ ہیں تو رسول اللہ نے جواب دیا تھا کہ اس گھاٹی کا شیطان ہے اور دشمن خدا: میں جلد ہی تیرے لیے فارغ ہوا چاہتا ہوں۔ شیخ نجدی نے کہا: ''یہ کوئی معقول تجویز نہیں ہے۔ اس کے ساتھیوں کو پتہ چلے گا تو عین ممکن ہے وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھین لے جائیں اور کسی مناسب وقت پر حملہ کر کے تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں۔ لہٰذا میری رائے میں یہ تجویز معقول نہیں ہے۔ کوئی اور تجویز پیش کرو۔'' دوسرا سردار بولا: ''ہم اس کو جلاوطن کر دیں۔ جب ہم اسے ملک بدر کر دیں گے تو ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کہاں رہتا ہے؟'' شیخ نجدی نے کہا: ''خدا کی قسم! یہ بھی کوئی معقول تجویز نہیں ہے۔ اس کی بلیغ کلامی اور شیریں گفتاری کو آپ جانتے ہی ہیں۔ وہ باتوں ہی باتوں میں دوسروں کے دل موہ لیتا ہے۔ چنانچہ کوئی اور تدبیر سوچیں۔'' اس پر ابوجہل بولا: ''میرے دماغ میں ایک تجویز آئی ہے جو ابھی تک تمہارے دماغوں میں نہیں آئی ہے۔'' سب نے پوچھا: ''ابوالحکم! وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میری رائے یہ ہے کہ ہم ہر قبیلے سے بدن کا مضبوط، ارادے کا پکا اور تلوار کا دھنی ایک ایک نوجوان حاصل کریں اور ہر ایک کو تیز دھاری تلوار دے کر حکم کریں کہ وہ یک بارگی حملہ کر کے اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح اس کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور بنو عبد مناف اپنی ساری قوم سے لڑ نہیں سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ دیت کا مطالبہ کریں گے جسے ہم آسانی سے ادا کر دیں گے۔'' یہ سن کر شیخ نجدی بولا: ''بس یہی معقول تجویز ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری مصیبت کا اور کوئی حل نہیں ہے۔'' اس تجویز پر سب کا اتفاق ہو گیا چنانچہ انہوں نے اس کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت رسول اللہ ﷺ کو مطلع فرما دیا چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور انہیں اپنی چادر مبارک کے ساتھ ڈھانپ دیا اور انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ وہ اپنے ناپاک منصوبے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مٹھی میں مٹی لے کر سورۃ یاسین کو پڑھنا شروع کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت

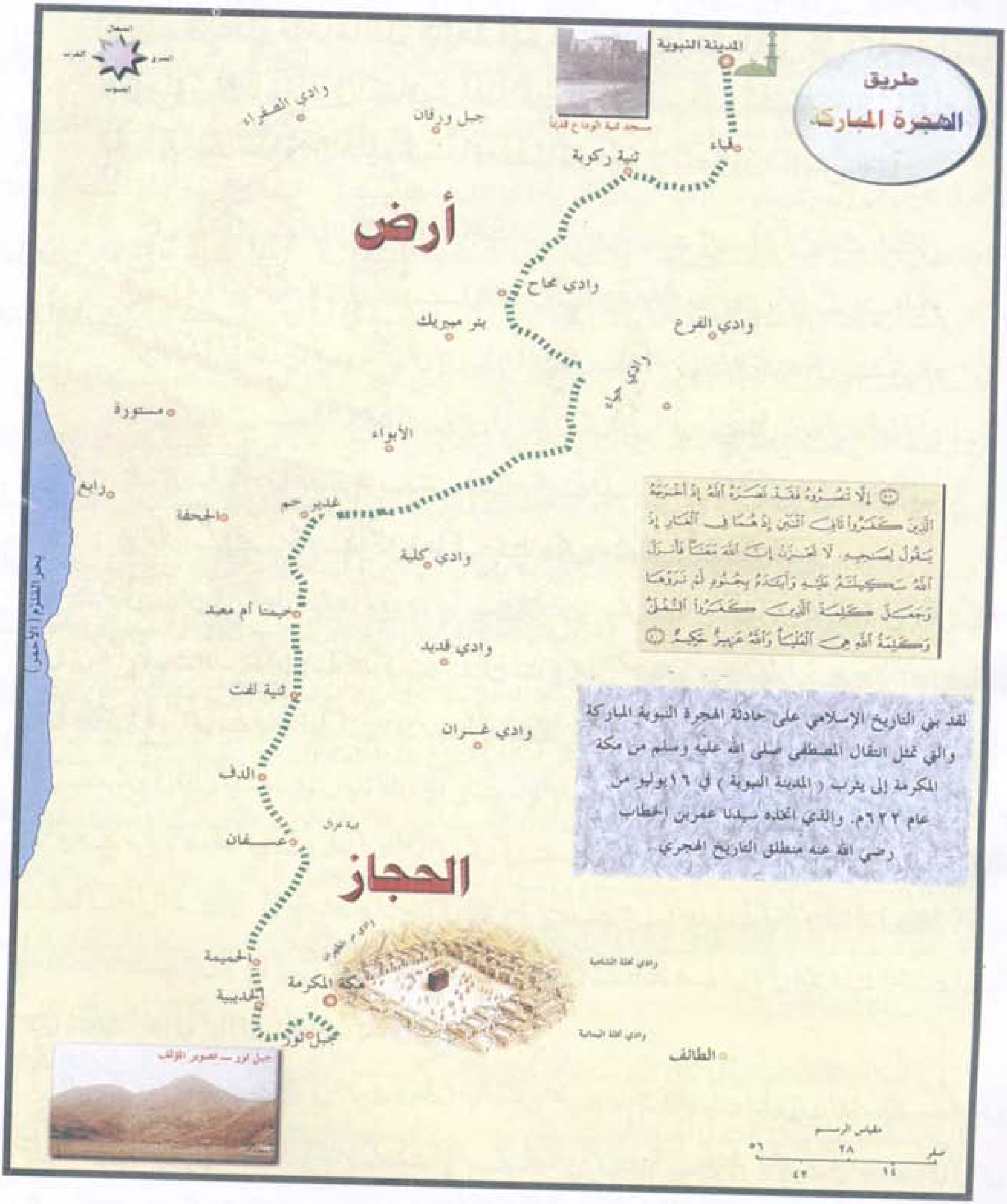

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰسٓ ۞ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۞ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۞ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۞ (یٰس:9-1)

''یٰس ۔(1)قسم ہے قرآنِ حکیم کی !(2)یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں۔(3) سیدھے راستے پر ہیں۔(4)عزیزورحیم کا نازل کردہ ہے۔(5) تاکہ آپ اس قوم کوخبردار کردیں جن کے باپ دادا کو خبردار نہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ غافل ہی ہیں۔(6) اُن میں سے اکثر پر بات ثابت ہوچکی ہے۔پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(7) یقیناً ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔چنانچہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں۔لہٰذا وہ سر اُٹھائے کھڑے ہیں۔(8)اورہم نے ایک دیوار اُن کے آگے بنادی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے ۔سوہم نے اُنہیں ڈھانک دیاہے ۔پس وہ کچھ نہیں دیکھتے ۔(9)''

اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کواندھا کردیا چنانچہ آپ ﷺ درمیان میں سے ان کے سروں میں مٹی ڈال کر نکل گئے اور انہیں اس کا علم تک نہ ہوا۔ چند لمحوں کے بعد کسی نے آکران سے پوچھا:''تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''محمد (ﷺ) کا۔''اس نے کہا:''خدا تمہیں رسوا کرے! محمد (ﷺ) تو تمہارے پاس سے نکل گیا ہے اورتم میں سے ہر ایک شخص کے سر میں مٹی ڈال گیا ہے۔ جہاں جانا تھا وہ چلا گیا ہے۔کیاتم اپنے سروں میں مٹی نہیں دیکھتے؟''ان میں سے جس شخص نے بھی اپنے سر پر ہاتھ رکھا اس نے دیکھا کہ واقعتاً اس میں مٹی ہے۔ چنانچہ انہوں نے دروازے کی دراڑوں سے اندر جھانکا اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بستر پر سورہے ہیں۔انہوں نے کہا:''واللہ! محمد (ﷺ) تو اپنی چادر اوڑھ کر سورہے ہیں۔''چنانچہ صبح تک وہ یہاں کھڑے رہے۔صبح کے وقت جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے بستر سے اٹھے تو انہوں نے کہا:''خدا کی قسم !اس کہنے والے نے سچ ہی کہا تھا۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح کے وقت یا شام کے وقت آیا کرتے تھے لیکن جس دن آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت دی گئی اس دن آپ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے ہیں حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کبھی نہیں آتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا: ''خدا کی قسم! آپ ﷺ اس وقت کسی اہم کام کے لیے آ رہے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے لیے چارپائی سے جگہ چھوڑ دی۔ اس وقت گھر پر میں اور میری بہن اسماء رضی اللہ عنہا ہی موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھر میں جو لوگ موجود ہیں ان کو باہر بھیج دیں۔'' انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میری بیٹیاں ہی ہیں۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بات کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں!'' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اس سے قبل مجھے اس بات کا شعور نہیں تھا کہ خوشی میں بھی کوئی شخص رو دیتا ہے حتیٰ کہ اس دن میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خوشی سے روتے دیکھا۔'' اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ دو اونٹنیاں ہیں جو میں نے ہجرت کے لیے تیار کی ہیں۔'' انہوں نے بنو دیل کے ایک شخص عبداللہ بن اریقط کو اجرت پر رکھا جو ایک مشرک تھا تاکہ وہ راستے میں ان کی رہنمائی کرتا رہے۔ چنانچہ انہوں نے اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں جو مکہ سے مدینہ کے لیے نکلنے تک انہیں چراتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے خروج کا پختہ عزم کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ مکہ ہی میں رہیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچا دیں۔ رسول اللہ ﷺ کو صادق اور امین سمجھ کر لوگ اپنی امانتیں آپ ﷺ ہی کے پاس رکھا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور ان کے ساتھ مل کر گھر کی پچھلی کھڑکی سے نکل کر غارِ ثور کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ دن کے وقت جو لوگ ان کے بارے میں کہیں اس کو سن کر رات کے وقت یہ اطلاع ان تک پہنچا دیں۔ ایسے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ دن کے وقت وہ بکریاں چراتے رہیں اور شام کے وقت ان کے پاس لے آیا کریں تاکہ وہ ان کا دودھ پی سکیں۔ چنانچہ ان کے پاس عبداللہ رضی اللہ عنہ کوئی خبر لے کر یا اسماء رضی اللہ عنہا کھانا لے کر آیا کرتیں تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے بکریاں لے آیا کرتے اور ان کے قدموں کے نشانات مٹا دیتے۔

رسول اللہ ﷺ غارِ ثور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تک مقیم رہے۔ مشرکینِ مکہ ان دنوں میں آپ ﷺ کو خوب تلاش کرتے رہے۔ یہ بھی نبوت کی ایک دلیل ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بُن دیا اور کبوتری نے گھونسلہ بنا کر اس میں انڈے نکال دیئے اور تلاش کرنے والے مشرکین کو کچھ سجھائی نہ دیا۔

تین دن گزرنے کے بعد لوگ تلاش کرتے کرتے مایوس ہو گئے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں اونٹنیاں لے کر آیا۔ ادھر اسماء بنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی بکر رضی اللہ عنہا بھی زادِ سفر لے آئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں اور جب انہوں نے اونٹنی کے ساتھ توشہ لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا کمر بند کھولا اور اس کو دو حصوں میں چاک کر کے ایک میں توشہ لٹکا دیا اور دوسرے کو اپنی کمر کے ساتھ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب 'ذات النطاقین' پڑ گیا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت غار میں تھے اور مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے قدموں کی آواز سنی اور غمزدہ ہو کر کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ان میں سے کوئی شخص اپنا قدم اٹھا کر ہمیں دیکھ سکتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ! ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے؟'' سورۃ توبہ کی یہ آیتِ مبارکہ اسی ضمن میں نازل ہوئی:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ (التوبۃ:40)

''اگر تم نے اس (پیغمبر) کی مدد نہیں کی تو یقیناً اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد کر چکا ہے جب اُسے ان کافروں نے نکال دیا تھا۔ (جب وہ) صرف دو کا دوسرا تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: ''غم نہ کرو! یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کمالِ محبت کا بیان ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کی صحبت میں رغبت رکھتے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب ہجرت کا حکم دیا گیا اور انہوں نے آپ ﷺ کی رفاقت کو قبول کیا تو آپ ﷺ نے فرطِ مسرت سے رونا شروع کر دیا۔ یہ محبِ صادق کا احوال ہے۔

2: قریشِ مکہ کے ظالمانہ عہد و پیمان کا بیان ہے جس میں ابو مرّہ ابلیس بھی شریک تھا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے اور آپ ﷺ کے خون کو قبائل میں تقسیم کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا تاکہ آپ ﷺ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جائے گا اور دیت دے کر ہی راضی کر دیا جائے گا۔

3: رسول اللہ ﷺ کا گھر سے نکلنا، مشرکین کے پاس سے گزرنا اور ان کے سروں پر مٹی پھینکنا بھی نبوت کی ایک دلیل ہے کیونکہ انہیں اس کا علم تک نہیں ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4: یہ بیان بھی ہے کہ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کے لیے سب سے قبل سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کو پیش کیا کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں اپنے بستر پر سوتا چھوڑ دیا تھا اور مشرکین سمجھتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں حالانکہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

5: یہ بیان بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسباب کو اختیار کرتے اور ان پر یقین رکھتے تھے کیونکہ پہلے آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سوتا چھوڑ کر دشمن کو وہم میں مبتلا کر دیا۔ دوسرے آپ ﷺ نے سفر کے لیے سواری کو تیار کیا اور راستوں کا شناور اجرت پر رکھا۔ تیسرے آپ ﷺ دشمن کی نگاہوں سے چھپنے کے لیے اپنے ساتھی کے ساتھ غارِ ثور میں پناہ گزین ہوئے ہیں۔

6: رسول اللہ ﷺ کو مشرکین سے اوجھل رکھنے کے لیے مکڑی کا جالا بننا، کبوتری کا گھونسلہ بنانا اور اس میں انڈے دینا بھی نبوت کی ایک علامت ہے جس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو چھپکلی آگ بھڑکانے کے لیے پھونک مارتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ چھپکلی خبیث ترین حیوان ہے اور حدیث کی رو سے اس کو قتل کرنے میں اجر ہے۔

7: خاندانِ صدیق رضی اللہ عنہ کے مرد وزن کی پاکیزگی کا بیان ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ذات النطاقین لقب کے سبب کا بیان ہے۔

مدینہ کی راہ پر

حالات معمول پر آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے رفیقِ سفر کے ساتھ غار سے نکلے اور جس کو اُجرت پر رکھا ہوا تھا وہ بھی اونٹنیاں لے آیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بہترین اونٹنی کو رسول اللہ ﷺ کے لیے پیش کیا اور کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! اس پر سوار ہو جائیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس اونٹنی پر سوار نہیں ہوں گا جو میری نہیں ہے۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ ہی کے لیے ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسے قیمتاً خریدوں گا۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یہ اتنی قیمت کی ہے۔'' فرمایا: ''میں نے اتنی قیمت میں آپ سے خریدا۔'' چنانچہ دونوں سوار ہو کر چل پڑتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا تاکہ وہ ان کی خدمت کریں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ چل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ انہیں دیکھ رہی ہے۔ آئیے! ہم ذرا مکہ واپس جاتے ہیں اور وہاں کے تین چار اہم واقعات رقم کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی کو تلاش کرتے کرتے قریشِ مکہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا برآمد ہوئیں۔ ان سے پوچھا: ''تمہارے ابا کہاں ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''بخدا! مجھے علم نہیں ہے کہ میرے ابا کہاں ہیں۔'' اس پر کمبخت خبیث ابوجہل نے ہاتھ اٹھا کر ان کے رخسار پر اس زور کا تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی گر گئی۔

2: قریشِ مکہ جب تلاش بسیار کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کو نہ ڈھونڈ سکے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو شخص بھی محمد (ﷺ) کو زندہ یا مردہ گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ کا انعام دیا جائے گا۔

3: رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے ساتھی کے ساتھ مکہ چھوڑا تو اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تین دن تک ہمیں معلوم ہی نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کدھر کا رخ فرمایا ہے کہ ایک جن زیریں مکہ سے اشعار پڑھتا ہوا آیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ اس کی آواز سن رہے تھے مگر خود اسے نہیں دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ بالائی مکہ سے نکل گیا۔ اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی نے کدھر کا رخ کیا ہے یعنی آپ ﷺ کا رخ مدینہ کی جانب ہے۔ جو اشعار جن گنگنا رہا تھا ان میں سے چند یہ ہیں:

جزی اللہ ربّ الناس خیرَ جزائه — رفیقین حلّا خیمتی ام معبَد

هما نزلا بالبرّ ثم تروَّحا — فافلح مَن امسَی رفیق محمد

لیهنَ بنی کعب مکان فتاتهم — ومقعدها للمؤمنین بِمَرصد

ترجمہ: ''لوگوں کے پالنہار اللہ! دونوں ساتھیوں کو جزائے خیر عطا کرے جو امِ معبد کے خیموں میں اترے ہیں۔ وہ دونوں جنگل میں اترے ہیں اور تھوڑی دیر بعد سفر پر روانہ ہو گئے ہیں۔ محمد ﷺ کا رفیقِ سفر کامیابی سے ہم کنار ہوا ہے۔ بنو کعب کو اپنی نوجوان اور شریف عورت کا مسلمانوں کے راستہ پر بیٹھنا مبارک ہو۔''

4: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال اپنے ساتھ لے لیا تھا جو کل سات ہزار درہم تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمارے دادا ابوقحافہ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ ان کی بینائی جا چکی تھی۔ انہوں نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ وہ اپنے ساتھ سارا مال ہی لے گیا ہے؟'' میں نے کہا: ''نہیں ابا جی! وہ ہمارے لیے بہت سارا مال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ گئے ہیں۔'' چنانچہ میں نے کنکریاں اٹھائیں اور اس تھیلی میں رکھ دیں جس میں والد صاحب اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے ان پر کپڑا ڈال دیا۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان پر رکھا اور کہا: ابا جی! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مال ہمارے لیے چھوڑا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''اگر وہ تمہارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو بہتر ہے۔ اس میں تمہاری گزران ہو جائے گی۔'' اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''واللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ میرا ارادہ صرف یہ تھا کہ میں دادا جی کو اطمینان کرا دوں اور بس۔''

کاروانِ ہجرت کا حال:

راستے میں قافلے کا گزر امِ معبد رضی اللہ عنہا کے خیمے سے ہوا۔ انہوں نے اس سے کھانے پینے کا سوال کیا مگر اس کے پاس کچھ نہیں پایا۔ خیمے کے ایک کونے میں ایک کمزور سی بکری تھی جس کو اس کی کمزوری کی وجہ سے ریوڑ سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس میں دودھ ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ اس سے کہیں زیادہ کمزور ہے۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''اسے دوہنے کی اجازت ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! اس میں آپ ﷺ کو اگر دودھ دکھائی دیتا ہے تو ضرور دوہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کا نام لے کر دُعا فرمائی تو بکری نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے، تھن میں بھرپور دودھ اتر آیا اور اس نے جگالی کرنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے امِ معبد رضی اللہ عنہا سے ایک بڑا سا برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیراب کر سکتا تھا اور اس میں اتنا دودھ دوہا کہ جھاگ اوپر آ گیا۔ سب سے قبل آپ ﷺ نے امِ معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا۔ وہ پی کر شکم سیر ہو گئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ وہ بھی شکم سیر ہو گئے تو آپ ﷺ نے سب سے آخر میں پیا اور آپ ﷺ آخر میں کیوں نہ پیتے کہ خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا (ابوداؤد:3725)

''قوم کو پلانے والا خود آخر میں پیئے گا۔''

اس کے بعد امِ معبد رضی اللہ عنہا نے اسلام پر آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک اور واقعہ بھی بیان کرتے ہیں جو بکری کے دودھ کی مانند بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نبوت کی ایک نشانی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کے لیے نکلے تو قریش نے ایک ہزار اونٹ کا انعام مقرر کر دیا جو اس کو ان کے پاس لے آئے گا۔ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس ایک آدمی آیا۔اس نے کہا:''میں نے تین افراد کا ایک قافلہ دیکھا ہے اور ابھی ابھی میرے پاس سے گزرا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں۔''میں نے اس کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔اس کے بعد میں نے اپنی سواری اور نیزے کا حکم دیا۔اس کو تیار کر دیا گیا اور میں اس پر سوار ہو گیا۔ مجھے امید تھی کہ میں محمد ﷺ کو قریش کے پاس واپس لے آؤں گا اور سو اونٹ کا انعام پاؤں گا۔ چنانچہ میں ان کے پیچھے پیچھے سوار ہو کر دوڑتا چلا گیا حتی کہ میں انہیں دیکھ چکا تھا کہ میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔اس کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور میں اس سے گر پڑا۔وہ اپنے پاؤں بمشکل ہی زمین سے نکال سکا تھا کہ ساتھ ہی اس کے پاؤں کے نشان سے آسمان کو دھوئیں جیسا غبار اٹھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں پہچان گیا کہ مجھے آپ ﷺ سے روک دیا گیا ہے اور آپ ﷺ ہی غالب آ کر رہیں گے۔ چنانچہ میں نے قافلے کو بلایا:''میں سراقہ بن مالک ہوں۔ذرا میری بات سنتے جانا۔واللہ! مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔''رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:''اس سے پوچھیں ہم سے کیا چاہتے ہو؟''اس نے کہا:''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے ترکش سے تیر لے سکتے ہیں اور فلاں جگہ پر میرے اونٹ ہیں ان میں سے جو بھی آپ پسند کریں حاصل کر سکتے ہیں۔''آپ ﷺ نے فرمایا:''مجھے آپ کے اونٹوں کی ضرورت نہیں ہے۔''سراقہ اب واپس ہوا چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:''سراقہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے؟''سراقہ نے پوچھا:''کسریٰ بن ہرمز؟''فرمایا: ''ہاں!''اس کے بعد سراقہ بن مالک مکہ واپس آ گیا۔راستے میں جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں دکھائی دیتا اس سے کہتا کہ رسول اللہ ﷺ اس جانب نہیں ہیں۔

اس پرامن قافلے نے اپنا سفر جاری رکھا حتی کہ قباء میں دیارِ بنی عمرو بن عوف کے پاس پہنچ گیا۔ یہ سوموار کا دن تھا اور ماہِ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔رسول اللہ ﷺ نے بنو عمرو بن عوف کے ایک شخص کلثوم بن ہزم کے ہاں قیام کیا۔ان کی بیوی نہیں تھی چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے غیر شادی شدہ مہاجرین انہی کے ہاں قیام کرتے تھے حتی کہ ان کے گھر کو ''بیت عزاب'' کہا جانے لگا جب کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سخ کے مقام پر حبیب بن اساف کے ہاں قیام کیا۔امانتیں ادا کرنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اس قافلے کے ساتھ مل گئے۔رسول اللہ ﷺ کی قبا میں تشریف آوری کے تین دن بعد وہ یہاں پہنچے تھے۔ان کے قدم پھٹ چکے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے شفا کی دعا فرمائی۔آپ ﷺ سے کہا گیا کہ وہ چل نہیں سکتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے،انہیں گلے لگایا اور رو دیئے۔آپ ﷺ نے اپنی مبارک ہتھیلیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تھوک کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ملا جس سے انہیں اسی وقت شفا مل گئی اور شہادت تک ان کے پاؤں میں کوئی درد نہیں ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے ہاں قیام کیا جس کا خاوند نہیں تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ عورت کے پاس رات کو ایک آدمی آتا ہے چنانچہ انہوں نے اس بارے میں شک کیا اور عورت سے اس بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: ''جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے دیکھا ہے کہ میرا خاوند نہیں ہے چنانچہ وہ اپنی قوم کے بت توڑتا ہے اور مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ انہیں ایندھن میں جلا سکتی ہیں۔ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی موت کے بعد بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشے کے درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: مومنین کے خلاف ابوجہل کی خباثت اور شدت کا بیان ہے۔

2: اسلام کے خلاف اور رسول اللہ ﷺ کے قتل میں قریشِ مکہ کی انتہا درجہ جدوجہد کا بیان ہے۔

3: جنات میں سے بعض مومن بھی ہیں۔ ان کی باتیں سنی جاتی ہیں اگرچہ ان کو دیکھا نہیں جا سکتا۔

4: امِ معبد رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ہے جن کا نام عاتکہ بنت خالد تھا۔

5: بکری کے دودھ دینے میں اور رسول اللہ ﷺ کے تمام افرادِ خانہ اور اصحابِ سفر کو پلانے میں نبوتِ محمدیہ ﷺ کی آیت جلوہ فروز ہے۔

6: سراقہ بن مالک کے گھوڑے سے گرنے میں، رسول اللہ ﷺ تک رسائی سے عاجز آنے میں اور اس کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی خوشخبری سنانے میں بھی نبوت کی نشانی جلوہ گر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جیسے خبر دی تھی معاملہ بالکل ایسے ہی رونما ہوا۔

7: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر مسح کرنے سے فوراً شفایاب ہونے میں بھی نبوتِ محمدیہ ﷺ کی نشانی جلوہ نما ہے۔

دارِ حبیب طیبہ میں

بعثت سے لے کر ہجرت تک کے جو تیرہ سال حضورِ گرامی قدر ﷺ نے مکہ میں گزارے ہیں وہ سب کے سب آلام و احزان کے سال تھے جن میں ایک دن کا آرام یا ایک لمحے کا سکون بھی میسر نہیں آیا۔ البتہ آپ ﷺ کا جو دس سالہ دورِ مدینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بسر ہوا ہے وہ جہدِ مسلسل کا دور تھا جس میں ایک مہینہ بھی آپ ﷺ نے کاہلی میں نہیں گزارا اور نہ آپ ﷺ کو ایک دن کی راحت ہی نصیب ہوئی ہے بلکہ اس میں آپ ﷺ انتہا درجہ تنگ دست رہے ہیں حتی کہ ایک دن میں دو مرتبہ کبھی جَو کی روٹی بھی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی ہے۔

ہاں... دارِ ہجرت میں آپ ﷺ پر ایامِ تاباں بھی آئے ہیں مگر زیادہ تر ایام بہرحال سوزاں ہی تھے۔ ذرا آیئے تو! رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں ہم اپنی روحوں کے ساتھ دارِ ہجرت اور اسلامی ریاست مدینہ میں وہ دس سال گزارتے ہیں۔ بہت جلد ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ان دس سالوں کا ایک ایک سال دس سال کا ہے اور یہ دس سال صرف دس سال نہیں بلکہ سو سال یا اس سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ ان میں آپ ﷺ نے بڑے بڑے جلیل القدر کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور کوئی بھی عظیم مسئلہ چھوڑا نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ان میں سے جس جگہ رونا ہے وہاں رُلا دیں اور جہاں خوش ہونا ہے وہاں خوش کر دیں اور اسے ہماری محبت کا شاہد، ہمارے ایمان کی علامت، ہمارے اسلام کا عنوان اور ہمارے دین کا احسان بنا دیں۔

ہمارے ساتھ آیئے! رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی معیت میں اپنی روحوں کے ساتھ ہم زندگی گزارتے ہیں اگرچہ ہم اپنے جسموں کے ساتھ ان میں نہیں رہے ہیں کیونکہ زمانہ بھی دراز ہے اور وہ ہم سے افضل بھی ہیں۔ وہ آسمان کے تابندہ ستارے ہیں جنھوں نے زمین کو اہلِ زمین کے لیے روشن کر دیا ہے جب کہ آسمان کے ساتھ ہمارا تعلق محض واجبی سا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہیں یہ عطا کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ قبا میں

مدینہ کے نواح میں تین میل کے فاصلے پر واقع ایک بستی کا نام قبا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے نکل چکے مگر ابھی تک قبا نہیں پہنچ تھے کہ انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم صبح کی نماز کے بعد روزانہ مدینہ کے جنوبی جانب حرہ پر رسول اللہ ﷺ کی آمد کا انتظار کیا کرتے تھے اور جب کوئی سایہ باقی نہ رہ جاتا تھا وہ اپنے گھروں کو واپس آ جایا کرتے تھے۔ جس دن رسول اللہ ﷺ وہاں نزول فرما ہوئے اس دن بھی اپنے معمول کے مطابق وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور سورج کے بلند ہونے اور سائے کے ختم ہونے کے ساتھ وہ اپنے گھروں کو واپس ہوا ہی چاہتے تھے کہ ایک شخص نے بہ آواز بلند کہا: ''یا بنی قیلہ! یہ تمہارا نصیب آ رہا ہے۔'' پکارنے والا شخص یہودی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں استقبال کرنے اپنے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں سے نکل آتے ہیں۔اس نے انہیں قیلہ کی جانب منسوب کیا ہے کیونکہ وہ ان کی نسل میں ایک شخص کا نام تھا۔اس پکار کا سننا تھا کہ تمام کے تمام لوگ نکل کھڑے ہوئے۔رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھی کے ساتھ ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ان کی اکثریت نے رسول اللہ ﷺ کو پہلے دیکھا نہیں تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی قریباً رسول اللہ ﷺ کے ہم عمر تھے۔لوگ ان کے پاس آ کر سلام کر رہے تھے مگر وہ رسول اللہ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ممتاز نہیں کر سکتے تھے حتی کہ رسول اللہ ﷺ سے سایہ ڈھل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چادر تان کر آپ ﷺ پر سایہ کیا۔اس وقت لوگوں نے پہچانا کہ رسول اللہ ﷺ تو وہ ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے کلثوم بن ہزم رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خبیب بن اساف کے ہاں نزول کیا۔

قبا میں رسول اللہ ﷺ کا پہلا کام

قبا میں خیر واصلاح کا پہلا کام جو رسول اللہ ﷺ نے سرانجام دیا وہ ساکنانِ قبا کے لیے مسجدِ قبا کی بنا تھی جس کی تعمیر میں ایک ہفتہ کا عرصہ صرف ہوا۔

مسجدِ قبا اسلام میں پہلی مسجد تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اور اہلِ قبا کی بہترین تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (التوبہ:108)

''جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہی اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ بھی پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی آمد کا عرصے سے انتظار کر رہے تھے۔وہ یہیں قبا میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا لے کر مدینہ سے آ حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یہ صدقے کی کھجوریں ہیں جو میں آپ ﷺ پر صدقہ کرتا ہوں۔'' اس سے وہ آپ ﷺ کو آزمانا چاہتے تھے۔حضرت حور السعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ (مسند احمد:1/200 حدیث:1723)

''ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اس کو دیگر افراد پر صدقہ کر دیں۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر دوسرے دن بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں پیش کر دیں اور عرض کیا: ''ہدیہ کی کھجوریں آپ ﷺ کو پیش کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے انہیں قبول کیا اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے یہیں اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

سلمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کا سبب یہ تھا کہ کتبِ سابقہ سے انہیں معلوم ہوا تھا کہ محمد ﷺ کی نبوت کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ ہدیہ قبول کرتے ہیں مگر صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنا مقدر کیا تھا دیارِ بنی عمرو بن عوف میں آپ ﷺ قیام فرما رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کے لیے رختِ سفر باندھا۔ راستے میں دیارِ بنی سالم بن عوف کے پاس نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا چنانچہ آپ ﷺ نے وادیٔ دانونا کے پہلو میں جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں ادا کیا گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوا چاہتے تھے کہ بنو سالم میں سے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں قیام فرمائیے۔ تعداد و سامان اور ہتھیار و حفاظت فرشِ راہ ہیں، تشریف لائیے۔'' انہوں نے اونٹنی کو نکیل سے پکڑ رکھا تھا کہ اسے بٹھا دیں مگر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ مدینہ پہنچ گئے۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: یہ بیان ہے کہ مسجدِ قباوہ پہلی مسجد ہے جس کو اسلام میں تعمیر کیا گیا۔

2: سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ کو پہچاننے کے طریقۂ کار کا بیان ہے۔ انہوں نے اپنے سابقہ علم کی بنا پر صدقہ اور ہدیہ دے کر آپ ﷺ کا امتحان کیا تھا کیونکہ آپ ﷺ کا ایک وصف یہ بیان ہوا تھا کہ آپ ﷺ ہدیہ قبول کرتے ہیں اور صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔

3: یہ بیان ہے کہ اسلام کا پہلا جمعہ وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ دانونا کے پہلو میں واقع دیارِ بنی سالم کی مسجد میں پڑھایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4: بنو سالم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں قیام کی پیش کش کا بیان ہے جس میں افرادی قوت اور حربی صلاحیت کا ذکر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ابداً آباد تک انہیں ان صفات سے مالا مال رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کا استقبال

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر دیارِ بنی سالم سے گزرتے ہوئے مدینہ کا رخ کیا۔ انصار کے جس گھر کے پاس سے بھی آپ ﷺ کا گزر ہوتا، اس کے مرد آپ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے عرض کرتے: ''رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ تعداد و سامان اور ہتھیار و حفاظت حاضر ہیں'' اور آپ ﷺ کی اونٹنی کو نکیل سے تھام لیتے مگر آپ ﷺ ان سے فرماتے:

دعوها فانها مأمورة

''اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔''

اہلِ مدینہ جب آپ ﷺ کے استقبال کے لیے نکلے تو گلی کوچے کھچا کھچ بھر چکے تھے۔ عورتیں، مرد اور بچے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر پڑھ رہے تھے: ''اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، اللہ اکبر محمد ﷺ آ چکے ہیں۔'' انصار کی عورتیں اور بچیاں دف بجا کر یہ اشعار گا رہی تھیں:

طلع البدر علينا	من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا	ما دعا لله داع
ايها المبعوث فينا	جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدينة	مرحبًا يا خير داع
''ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب	چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا
کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے	شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا
ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی	بھیجنے والا ہے تیرا کبریا
آپ نے آ کے یثرب کو بخشا شرف	خیر داعی کو ہم کہتے ہیں مرحبا''

اس تابناک تاریخی دن میں رسول اللہ ﷺ ایک جمِ غفیر کے استقبال کے ساتھ مدینہ میں نزول فرما ہوئے ہیں۔ سیدنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ہے اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔'' بہرحال رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب پہنچ کر بیٹھ گئی مگر آپ ﷺ ابھی اترے نہیں تھے کہ وہ دوبارہ کھڑی ہوگئی۔ پھر تھوڑی دور اِدھر اُدھر چل کر دوبارہ پہلی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نیچے اتر آئے۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کجاوہ اٹھا کر اپنے گھر میں رکھ دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں نزول فرما ہوئے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے ماموں خاندان بنونجار میں تھا۔

رسول اللہ ﷺ مکان کی نچلی منزل پر اور ابوایوب رضی اللہ عنہ اور ام ایوب رضی اللہ عنہا دوسری منزل پر تھے لیکن ابوایوب رضی اللہ عنہ پر گراں گزرا چنانچہ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! مجھے پسند نہیں ہے کہ میں آپ ﷺ سے اوپر ہوں اور آپ ﷺ مجھ سے نیچے ہوں۔ لہٰذا آپ ﷺ اوپر تشریف لائیں اور ہم نیچے آ جاتے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يا أبا أيوب ! ان أرفق بنا وبمن يغشانا أن أكون في اسفل البيت (البداية والنهاية:215/3)

''اے ابوایوب! نچلی منزل پر ہونا ہمارے اور ہمارے ملاقاتیوں کے لیے زیادہ مناسب ہے۔''

اس سے ابوایوب رضی اللہ عنہ کو اطمینان حاصل ہو گیا۔

ابوایوب رضی اللہ عنہ کھانا بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جو کچھ چھوڑ دیتے وہ ڈھانپ کر ابوایوب رضی اللہ عنہ کے لیے رکھ دیا جاتا اور وہ آ کر پوچھا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں کس جگہ لگی ہیں؟ چنانچہ اسی جگہ سے کھایا کرتے۔ ایک دفعہ ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا نہیں کھایا ہے تو وہ گھبرائے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: ''کیا حرام ہے؟'' فرمایا: ''نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا ہوں۔''

اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرشتے کے ساتھ سرگوشی کرنا ہوتی تھی جب کہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اس سے سرگوشی نہیں کرتا تھا۔

جس جگہ آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ دو یتیم لڑکوں کا ملکیتی باغ تھا جس میں بعض کھجور کے درخت اور چند قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ جگہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو میرے زیرِ پرورش ہیں۔ میں انہیں اس بارے میں راضی کر دوں گا۔'' چنانچہ اس جگہ کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کی آمد پر انصارِ مدینہ کی عظیم فرحت وانبساط کا بیان ہے۔ انہوں نے جس مسرت وشادمانی کا مظاہرہ کیا تاریخِ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

2: اونٹنی کا چلنا اور بیٹھنا بھی ایک نشانی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اسے چھوڑ دو! یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔''

3: حضرت ابوایوب کا خالد بن زید کے فوز کا بیان ہے کہ رسول اللہ انہی کے گھر میں نزول فرما ہوئے اور وہیں اقامت پزیر رہے ہیں حتی کہ مسجد نبوی کو تعمیر کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی ازواج کے حجرات بھی بنائے گئے۔

4: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے حسنِ ادب اور کمالِ محبت کا بیان ہے کیونکہ ان کے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ خود بالائی منزل پر ہوں اور رسول اللہ ﷺ زیریں منزل میں ہوں۔

5: آثارِ نبی ﷺ مثلاً آپ ﷺ کے بال، آپ ﷺ کا لعاب، آپ ﷺ کے کپڑے وغیرہ اگر دستیاب ہوں تو ان سے خیر وبرکت تلاش کرنے کے جواز کا بیان ہے۔

تعمیر مسجدِ نبوی ﷺ اور اس کی فضیلت

اور مدینہ اور اس کے رہنے والوں کا شرف

وہ ماہِ ربیع الاول کے جمعہ کی ایک شام تھی جب اونٹنی ایک جگہ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ کے بارے میں پوچھا: ''یہ کس کی جگہ ہے؟'' اور فرمایا:

يا معشر الانصار ! ثامنوني بحائطكم هذا لاتخذه مسجدًا

''اے گروہِ انصار! تم مجھے قیمتاً یہ باغ دے دو کہ میں اس پر مسجد بنا سکوں۔''

معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے۔ میں انہیں راضی کر دوں گا۔''

چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کام شروع کرنے کا حکم دیا اور ان میں ترغیب پیدا کرنے کے لیے خود ہی کام کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغاز کر دیا اور مہاجرین و انصار نے بھی تیز رَوی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سے کسی نے کہا:

لئن قعدنا والنبیّ یعمل   لذاک منا العمل المضلّل

ترجمہ: ”اگر اللہ کے رسول ﷺ کام کریں اور ہم بیٹھے رہیں تو یقیناً ہمارا یہ عمل گمراہی کا عمل ہے۔“

اس وقت وہاں مشرکوں کی چند قبریں، بعض گڑھے اور کچھ کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ کے حکم سے مشرکوں کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، گڑھے بھر دیئے گئے اور کھجوروں کو کاٹ دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پتھر ڈھوتے جاتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

اللّٰھم لا خیر الا خیر الآخرۃ   فانصر الانصار والمھاجرہ

ترجمہ: ”الٰہی! آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے۔ انصار اور مہاجرین کی مدد کرنا۔“

پتھر ڈھوتے وقت رسول اللہ ﷺ کی زبان پر یہ شعر تھا:

لا عیش الا عیش الآخرۃ   اللھم أرحم المھاجرین والأنصار

ترجمہ: ”اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ الٰہی! مہاجرین و انصار پر رحم فرما۔“ (البدایۃ والنھایۃ: 230/3)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ شعر گنگنا رہے تھے:

لا یستوی من یعمر المساجدَ   یدأب فیہ قائمًا وقاعدًا

من یُری عن الغبار حائدًا

ترجمہ: ”مسجدیں تعمیر کرنے، ہمیشہ ان میں قیام و قعود میں مصروف رہنے والے اور مٹی سے بچنے کے لیے دور بھاگنے والے برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔“

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا۔ کسی صاحب نے گمان کیا کہ وہ اشارۃً ان کو معین کر رہے ہیں چنانچہ انہوں نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: ”او سمیہ (رضی اللہ عنہا) کے بیٹے! میں خود کو دیکھتا ہوں کہ میں اس لاٹھی کے ساتھ تمہاری ناک پر مارنے والا ہوں۔“ عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو غصے میں آ کر فرمایا:

ما لھم ولعمار یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار

”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ عمار انہیں جنت کے لیے بلاتا ہے اور وہ اسے جہنم کے لیے بلاتے ہیں۔“

مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر کا کام پتھروں کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنائی گئی تھی۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کے حجرے تھے۔

مسجدِ نبوی ﷺ ان تین بابرکات مساجد میں سے ایک ہے جن کے علاوہ کسی کے لیے رختِ سفر باندھنا جائز نہیں ہے۔ یہ اس کی فضیلت کی بنا پر ہے جب کہ مسجدِ نبوی ﷺ کے علاوہ تمام مساجد فضیلت میں برابر ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی (بخاری:1189)

”تین کے علاوہ کسی مسجد کے لیے رختِ سفر نہ باندھا کرو! مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی ﷺ اور مسجدِ اقصیٰ۔“

مسجدِ نبوی ﷺ کی فضیلت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِی هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (بخاری:1190)

”مسجدِ حرام کے علاوہ میری مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ جَآءَ مَسْجِدِی هٰذَا لَمْ يَأْتِهِ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ اَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ (ابن ماجہ:227، مسند احمد:2/418)

”جو شخص خیر ہی کے لیے میری مسجد میں آتا ہے وہ تعلیم حاصل کرتا ہے یا تدریس کرتا ہے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مانند ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِی عَلٰی حَوْضِي (بخاری:1196)

”میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

شہرِ مدینہ کے شرف اور اہلِ مدینہ کے فضل کے بارے میں آپ ﷺ نے جو ارشاد فرمایا ان میں سے چند صحیح احادیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم بیان کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِھَا (بخاری:1876)

''ایمان مدینہ میں ایسے سکڑ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سکڑ جاتا ہے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

امرت بقریة تأکل القری یقولون یثرب وھی المدینة تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید

''مجھے ایک بستی کے بارے میں حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ یہ لوگوں کو ایسے چھان دیتا ہے جیسے بھٹی خبیث لوہے کو چھان دیتی ہے۔'' حدیث کا آخری حصہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔(مسلم:3355)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

اللّٰھم انک اخرجتی من احب البلاد الیّ فأسکنی فی احب البلاد الیک (مستدرک حاکم:3/3حدیث:4261)

''یا اللہ! آپ نے مجھے اس شہر سے نکالا ہے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا لہٰذا اب مجھے اس شہر میں بسانا جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

یہ حدیثِ مبارکہ اگر صحیح ہے تو اس کا عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ درج ذیل حدیثِ مبارکہ سے کوئی تعارض نہیں ہے جس میں ارشاد ہے:

وَاللهِ! اِنَّکِ لَخَیْرُ اَرْضِ اللهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللهِ اِلَی اللهِ وَلَو لَا اِنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ (ترمذی:3925)

''اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین کا بہترین حصہ ہے اور اللہ کی زمین پر مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ مجھے اگر یہاں سے نکالا نہ جاتا تو یہاں سے کبھی نہ نکلتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بات مکہ سے مخاطب ہو کر فرمائی تھی گویا مدینہ مکہ سے بھی افضل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنوں کے دل میں جو چیز مدینہ کی محبت کا اضافہ کرتی ہے اور آخری دم تک اس میں مقیم رہنے کی جس سے خواہش پیدا ہوتی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا ، فَاِنِّي اَكُونَ لَهُ شَاهِدًا او شَفِيعًا يَومَ الْقِيَامَةِ

''جو شخص استطاعت رکھتا ہے کہ اس کو مدینہ ہی میں موت آئے اس کو مدینہ ہی میں مرنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن میں اس کا گواہ یا سفارشی ہوں گا۔''

ابن ماجہ میں بھی ایسی ہی روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ موجود ہے۔(ابن ماجہ :3112)اس فرمانِ رسول کو صحیح معنوں میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا تھا چنانچہ وہ اپنی دُعا میں کہا کرتے تھے:

اللّٰهم انی اسئلک شهادةً فی سبیلک وموتًا فی بلد رسولک

''یا اللہ! میں آپ سے آپ کی راہ میں شہادت کا اور آپ کے رسول ﷺ کے شہر میں موت کا سوال کرتا ہوں۔''

شہرِ مدینہ کے شرف وفضل کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا گھر بن گیا ہے۔اسی میں آپ ﷺ کی مسجدِ مبارک ہے،اسی میں آپ ﷺ کی قبرِ مقدس ہے اور اسی سے آپ ﷺ دوبارہ اٹھیں گے۔

اہلِ مدینہ دراصل وہ انصار ہیں اللہ تعالیٰ نے جنہیں ایمان کے لیے جدوجہد،رسول اللہ ﷺ کی نصرت وحمایت اور مومنین کے ساتھ موت وحیات سے مشرف کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ (الحشر:9)

''اور (اُن کے لئے) جو لوگ (انصار) ایمان لا کر دارِ ہجرت (مدینہ) میں پہلے ہی سے مقیم تھے،وہ اُن سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اُن کے پاس آئے ہیں۔اور جو کچھ بھی مہاجرین کو دیا جاتا ہے وہ اُس بارے میں اپنے سینوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔اور وہ اُنہیں اپنے پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُن کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے بھی بے شمار احادیث میں ان کے شرف و فضل کو مقرر کر دیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ (بخاری:3784)

''انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بغض نفاق کی علامت ہے۔''

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ (بخاری:3783)

''انصار سے جو محبت کرتا ہے وہ مومن ہے اور انصار سے جو بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ جو انصار سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کریں گے اور جو انصار سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن یزید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ (بخاری:4330)

''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ انصار جس وادی اور گھاٹی میں چلیں گے میں بھی اسی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار بنیان کی مانند اور دیگر لوگ قمیض کی مانند ہیں۔''

آیئے ہم ایک انصاری شاعر کا کلام ملاحظہ کرتے ہیں جس نے اس اعزاز و اکرام کا ذکر کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے سے انہیں نوازا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ہجرت و نصرت کے لیے انہیں خاص کیا ہے تاکہ آپ ﷺ پُر امن رہیں، عزت پائیں اور غالب آئیں۔

ثَوَى في قريش بضع عشرة حجة ... يُذكر لو يلقى صديقًا مواتيًا
ويعرض في اهل المواسم نفسه ... فلم ير من يؤوى ولم ير داعيا
فلما اتانا اظهر الله دينه ... واصبح مسرورًا بطيبة راضيا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والقَی صدیقًا واطمأنت به النّوی | وکان له عونًا من الله بادیًا
یقص لنا ما قال نوح لقومه | وما قال موسی اذ اجاب المنادیا
فاصبح لا یخشی من الناس واحدًا | قریبًا ولا یخشی من الناس نائیا
بذلنا له الاموال من اجل مالنا | وانفسنا عند الوغی والتآسیا
نعادی الذی عادَی من الناس کلهم | جمیعًا ولو کان الحبیب المواسیا

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیراتی تاریخ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں سب سے پہلا کام مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر کا کیا تھا۔

2: مسجدِ نبوی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے۔

3: مدینہ نبویہ ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے۔

4: سُکانِ مدینہ انصار کی فضیلت کا بیان ہے۔

5: مدینہ میں زندگی اور موت کی فضیلت کا بیان ہے۔

مدینہ میں اصلاح وتعمیر کے اِقدامات

مدینہ میں نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جس دینی معاشرے کی اصلاح وتعمیر اور جس اسلامی ریاست کی بنا وتشکیل کی گراں بار ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اٹھایا وہ درحقیقت روم وفارس جیسی دو عالمی سطح کی ریاستوں سے بھی بڑی ریاست ثابت ہوئی۔ درج ذیل اقدامات کے مطالعے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

پہلا اِقدام:

مسجدِ نبوی ﷺ اور حجراتِ مقدسہ کی تعمیر وتاسیس، اصلاح وتشکیل کا پہلا اِقدام تھا۔

دوسرا اقدام:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو معزز ترین خاندانوں کی رہائش کا انتظام دوسرا اقدام تھا۔ راستوں کا شناور عبداللہ بن اُریقط جس کو ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی نے اجرت پر رکھا تھا جب مکہ واپس جارہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کو مال اور سواری دے کر اس کے ساتھ بھیج دیا تاکہ وہ آپ ﷺ کے باقی افرادِ خانہ کو مدینہ لے آئیں۔ چنانچہ وہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام دخترانِ عفیفہ کو لے آتے ہیں۔ ایسے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنے والدِ گرامی، عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا وغیرہ کو لے آتے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے دارِ ہجرت مدینہ میں رہائش اختیار کی جو آپ ﷺ ہی کے نام سے معروف ہوگیا اور اب اس کو مدینہ نبویہ ﷺ کہا جاتا تھا۔

تیسرا اِقدام:

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ذریعے یہود سے تعلق قائم کرنا اور ان کو اسلام کی دعوت دینا ایک تیسرا اِقدام تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں نزول فرما ہوئے ہیں تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودی امتحاناً آپ ﷺ سے چند سوالات پوچھنے آئے۔ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جن کو نبی کے سوا کوئی تیسرا آدمی نہیں جانتا۔ سوالات یہ ہیں:

قیامت سے قبل کون سی علامات ظاہر ہوں گی؟

اہلِ جنت پہلے کون سا کھانا کھائیں گے؟

لڑکا باپ یا ماں کی شکل پر کیوں ہوتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے متعلق جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی آکر خبر دی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جبریل علیہ السلام؟ فرمایا: ''ہاں!'' انہوں نے کہا: ''جبریل تو یہود کا دشمن ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

اما اول اشراط الساعة فنار تخرج على الناس من المشرق تسوقهم الى المغرب ، واما اول طعام يأكله اهل الجنة فزيادة كبد الحوت ، واما الولد فاذا سبق ماء الرجل ماء المرأة نزع الولد الى ابيه ، واذا سبق ماء المرأة ماء الرجل نزع الولد الى امه

''قیامت کی پہلی علامت آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب جمع کردے گی۔ اہلِ جنت کا پہلا کھانا مچھلی کے جگر کا زائد حصہ ہے۔ جب مرد کی منی رحم میں پہلے جاتی ہے تو بچہ باپ کی شکل کا ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی سے پہلے جاتی ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔"

یہ سنتے ہی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پکارا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو یہود سے بات کرنے اور ان کو دعوت دینے کا یہ ایک بہترین موقع تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! یہودی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں، میں ان کا عالم ہوں اوران کے عالم کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں بلائیں اور میرے اسلام کا علم ہونے سے پہلے ان سے پوچھیں کیونکہ انہیں اگر معلوم ہو گیا کہ میں اسلام لایا ہوں تو میرے متعلق وہ الزام تراشی کریں گے جس سے میں بری ہوں۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا اور ان سے کہا:

يا معشر اليهود ! ويلكم اتقوا الله ، فوالله الذى لا اله الا هو انكم لتعلمون أنى رسول الله حقا ، وأنى جئتكم بحق فأسلموا (البداية والنهاية:224/3)

"اے گروہِ یہود! اللہ سے ڈر جاؤ۔ خدا کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے! تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور تمہارے پاس سچا دین لایا ہوں لہٰذا اسلام لے آؤ۔"

انہوں نے کہا: "ہم یہ نہیں جانتے ہیں، ہم یہ نہیں جانتے ہیں، ہم یہ نہیں جانتے ہیں۔" آپ ﷺ نے پوچھا: "اچھا یہ بتلاؤ کہ عبداللہ کیسا آدمی ہے؟" انہوں نے کہا: "وہ ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ وہ ہمارا عالم ہے اور ہمارے عالم کا بیٹا ہے۔" آپ ﷺ نے پوچھا: "اچھا یہ بتلاؤ کہ وہ اگر اسلام لے آتا ہے؟" انہوں نے کہا: "خدا کی پناہ! وہ اسلام نہیں لائے گا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "عبداللہ! نکل کر ان کے سامنے آجاؤ۔" چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے آکر کہا: "اے گروہِ یہود! خدا سے ڈرو۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے! تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور دینِ حق لے کر آئے ہیں۔" انہوں نے کہا: "تم جھوٹ کہتے ہو۔" نیز کہا: "یہ بڑا شریر ہے اور بڑے شریر کا بیٹا ہے۔" انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں باہر نکال دیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسی بات کا ڈر تھا۔" عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف آور ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا اور پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہوسکتا اور رسول اللہ ﷺ سے میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی دفعہ یہ فرمان سنا:

أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

(ترمذی:2485،مسند احمد: حدیث:7919)

''سلام کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو، لوگ جب سو جائیں تم نماز پڑھا کرو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

چوتھا اِقدام:

آپ ﷺ کا چوتھا اِقدام مہاجرین وانصار کے درمیان میثاقِ مدینہ کا نفاذ تھا جو یہودِ مدینہ کے ساتھ معاہدے پر بھی مشتمل تھا۔اصلاح وتعمیر کی کاوشوں میں میثاق آپ ﷺ کا اہم ترین کارنامہ تھا جس کی دفعات کو آپ ﷺ نے انتہائی باریک بینی کے ساتھ مرتب کروایا۔آپ ﷺ نے مدینہ کے انصار ومہاجرین اور ارد گرد کے یہودی قبائل کے درمیان ربط و تعلق قائم کیا جس سے جو ایک مضبوط بلاک بن گیا وہ اہلِ مدینہ کے خلاف کسی بھی سازش کا منہ توڑ مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں تھا۔یہ اس تحریر کا دیباچہ ہے جو آخر تک عظیم عہد وپیان پر مشتمل ہے۔اس کو میثاقِ مدینہ کہا جاتا ہے۔اس کی اہمیت کے پیشِ نگاہ ذیل میں اس کی چند دفعات کو درج کیا جا رہا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قریش ویثرب کے مومنوں اور مسلمانوں کے درمیان نبی محمد ﷺ کی جانب سے یہ ایک تحریر ہے اور جو بھی ان کا اتباع کریں،ان کے ساتھ مل جائیں اور ان سے مل کر جہاد کریں یہ سب اپنے ماسوا انسانوں سے الگ ایک امت ہیں۔

1:اہلِ ایمان اپنے درمیان کسی بے کس کو فدیہ و دیت میں معروف کے مطابق عطا ونوازش سے محروم نہ رکھیں گے۔

2:کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی اجازت بنا اس کے معاہداتی برادر سے معاہدہ نہیں کرے گا۔

3:تمام راست باز مومنین اس شخص کے خلاف ہوں گے جو ان پر زیادتی کرے گا یا اہلِ ایمان کے درمیان ظلم اور گناہ اور زیادتی اور فساد کی راہ کا جویا ہوگا اور ان سب کے ہاتھ اس شخص کے خلاف ہوں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

4:کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد کی جائے گی اور اللہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد ایک ہوگا اور معمولی شخص کا دیا ہوا ذمہ بھی تمام مسلمانوں پر عائد ہوگا۔

5: دیگر کے علاوہ مومن آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوں اور جو یہود ہمارے پیروکار بن جائیں گے، ان کی مدد کی جائے گی اور وہ دوسرے مسلمانوں کی مانند ہوں گے۔ نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے خلاف تعاون کیا جائے گا۔

6: جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اور ثبوت موجود ہوگا اس سے قصاص لیا جائے گا الا یہ کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں اور سارے مومن اس کے خلاف ہوں گے۔ ان کے لیے اس کے سوا کچھ حلال نہ ہوگا کہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

7: مسلمانوں کی صلح ایک ہوگی۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو چھوڑ کر قتال فی سبیل اللہ کے سلسلے میں مصالحت نہیں کرے گا بلکہ سب کے سب برابری پر صلح کریں گے۔

8: جب تک حالتِ جنگ میں ہوں گے یہود بھی مومنوں کے ساتھ مل کر خرچ کرتے رہیں گے۔ بنو عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے۔ یہود کے لیے اپنا دین ہے اور مسلمانوں کے لیے اپنا دین ہے۔ وہ خود یا ان کے غلاموں میں سے جو بھی ظلم کرے گا یا گناہ کا کام کرے گا اس کا وبال اس پر یا اس کے اہلِ خانہ پر ہوگا۔

9: یہود کے ذمے اپنا خرچہ ہے اور مسلمانوں کے ذمے اپنا خرچہ ہے۔ اہلِ میثاق کے خلاف جو جنگ کرے گا اس کے خلاف یہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ان کے درمیان زیادتی کی بجائے نیکی اور خیر خواہی کا معاہدہ ہے۔ کوئی اپنے حلیف پر زیادتی نہیں کرے گا۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ ہمسایہ اپنی ذات جیسا ہی ہوگا۔ نہ اس کو تکلیف دی جائے گی نہ اس پر زیادتی کی جائے گی۔

10: کسی مومن کے لیے کسی ہنگامہ پرور کی مدد کرنا یا اس کو پناہ دینا جائز نہ ہوگا اور جو اس کی مدد کرے گا یا اس کو پناہ دے گا اس پر قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا اور اس کا فرض و نفل کچھ بھی قبول نہ ہوگا۔

11: تمہارے درمیان جو بھی اختلاف رونما ہوگا اس کو اللہ عزوجل اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب پلٹایا جائے گا۔

پانچواں اِقدام:

مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ آپ ﷺ کا پانچواں اقدام تھا جو آپ ﷺ کے رشد و کمال اور سیاسی حکمت وبصیرت کا ثبوت ہے۔ مہاجرین نے اپنے دیار و اموال اور اہل وعیال کو چھوڑا تھا اور وہ ایک ایسے شہر میں آوارد ہوئے تھے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے باشندوں کو بھی مشکل سے اپنے اندر سموتا تھا بیرونی آوردگان تو دور کی بات ہے۔لہٰذا غریب الوطنی، مفلسی اور جدائی کے ان حالات میں مہاجرین کسی ایسے اِقدام کے بہت زیادہ ضرورت مند تھے جس سے ان کے مصائب ہلکے ہوسکیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین بھائی چارے کا رشتہ قائم کردیا جس میں ایک انصاری اپنے مہاجر بھائی سے کہتا ہے کہ میری جو بیوی آپ کو زیادہ پسند ہے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت پوری ہونے پر آپ اس سے نکاح کرلیں۔اس بھائی چارے میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مدنی معاشرہ ایک جسم کی مانند بن گیا جو ہر قسم کی آفت کا مکمل تیاری سے مقابلہ کرسکتا تھا۔آپ ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جو اہلِ شرک وکفر میں سے سرخ وسفید اور قریب و بعید کے خلاف اعلانِ جنگ پر بالکل آمادہ تھا۔

مؤاخاتِ مدینہ کی ایک جھلک درج ذیل ہے:

اخوان:

مہاجر: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا خارجہ بن زہیر رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
مہاجر: سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ	انصاری: سیدنا ابورویحہ رضی اللہ عنہ

جو کلمہ طیبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا وہ بالآخر انصار ومہاجرین کے درمیان مؤاخات کی صورت میں مکمل ہوگیا۔

آپ ﷺ کا ارشاد تھا:

ان اخوانکم قد ترکوا الأموال والأولاد وخرجوا الیکم

''تمہارے بھائی اپنا مال واولاد چھوڑ کر تمہارے پاس آئے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''آپ ہمارے باغ ہم میں تقسیم کردیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ؟'' انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! اور کیا ہے؟'' فرمایا:

هم لايعرفون العمل ، فتكفونهم وتقاسمونهم الثمر (البداية والنهاية:242/3)

''یہ لوگ کام کرنا نہیں جانتے ہیں۔تم محنت میں انہیں شریک رکھنا اور پھل آپس میں تقسیم کر دینا۔''

انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' بعد میں مہاجرین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! جن کے پاس ہم آئے ہیں ان جیسی قوم ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ہمیں یہ خوف لاحق ہوگیا ہے کہ تمام کا تمام اجر کہیں وہ ہی نہ سمیٹ لے جائیں۔'' انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ (ترمذی:2487)

''نہیں تم ان کی تعریف کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دُعا کیا کرو۔''

ضرورت کے وقت ایسے بھائی چارہ قائم کیا گیا مگر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فراخی عطا فرمائی تو مؤاخات کی بنا پر وراثت کا حکم منسوخ کر دیا گیا مگر آپس کی مودت اور محبت کو قائم رکھا گیا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَن تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝ (الاحزاب:6)

''اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دوسرے مومنوں اور مہاجروں کی نسبت رشتے دار ایک دوسرے پر زیادہ مقدّم ہیں البتہ اگر تم اپنے رفیقوں کی ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہو۔یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے پانچ اِقدامات کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: اسلام میں مسجد ہر خیر وکمال کا منبع ہے۔یہ امتِ اسلامیہ کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں ناخواندگی اور بداَخلاقی کے اَمراض میں مبتلا افراد کا علاج کیا جاتا ہے۔

2: ان پانچ کے پانچ اِقدامات میں رسول اللہ ﷺ کی حکمت کا اظہار پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: مہاجرین وانصار کے لیے رسول اللہ ﷺ کے تحریر کردہ میثاقِ مدینہ کی دفعات پر مشتمل مواد اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم وحکمت، حسنِ سیاست اور عوامی رہنمائی کا حظِ وافر عطا ہوا ہے۔

4: مہاجرین وانصار کے درمیان مؤاخات اور میثاقِ مدینہ کا سیاست پر مشتمل تحریری مواد اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہاں ایک جنگ کی توقع ہے جو عرصۂ دراز تک جاری رہے گی اور بالکل ایسے ہی ہوا۔ یہ معرکہ دس سال تک جاری رہا حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور ان کے تابعین نے بھی اس جنگ کو جاری رکھا اور شرک وتوحید اور ایمان وکفر کے درمیان یہ جنگ برابر جاری رہے گی جب تک فتنہ باقی رہے گا اور غیر اللہ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ اسی جنگ کا تسلسل اللہ تعالی کے اس فرمان کے مصداق ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال:39)

''اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سب کا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔''

خوش کن اور اندوہ گین واقعات

ہجرت کا پہلا سال ابھی تک تکمیل پذیر نہیں ہوا تھا کہ چند نئے حوادث ووقائع کا ظہور ہوا۔ عنوانات کے تحت ان میں سے چند واقعات کو ذکر کیا جا رہا ہے:

نماز اور اذان:

یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ اِسراء ومعراج سے قبل رسول اللہ ﷺ اور دیگر مومنین دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کو نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالی کا حکم یہی تھا:

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٥٥﴾ (غافر:55)

''چنانچہ آپ صبر کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اور اپنے قصور کی معافی مانگیں اور صبح وشام اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں۔''

اور جب آپ ﷺ نے بیت المقدس کو اِسراء کیا اور ملکوتِ اعلیٰ کی جانب آپ ﷺ کو معراج ہوا تو اللہ تعالی نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام نے خود اتر کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نمازِ پنجگانہ کا طریقہ سکھلایا اور آپ ﷺ کے لیے اختیاری اور ضروری اوقات کو بیان کیا۔ نمازِ پنجگانہ کی فرضیت کے تین سال بعد جب آپ ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے لیے رختِ سفر باندھا۔ اس وقت چار رکعت نماز کے لیے سفر میں دو رکعت قصر ادا کرنے کی رخصت کا حکم نازل ہوا جیسے اِسراء ومعراج سے قبل کی نماز دو رکعت تھی۔ بخاری میں مذکور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثِ مبارکہ کا یہی مفہوم ہے۔ فرماتی ہیں:

الصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ

(بخاری:1090)

''پہلے نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی۔ حضر میں اس کو بڑھا دیا گیا اور سفر میں اس کو باقی رکھا گیا۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں چار رکعت نماز کو قصر کر کے دو رکعت کی رخصت کا حکم نازل ہوا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿١٠١﴾ (النساء:101)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کرو۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے۔ بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

(حاشیہ: یہ نماز کا مسئلہ ہے جس میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے اور میں نے جو ذکر کیا ہے وہ حقیقت کے قریب تر ہے جو میرے علم میں ہے۔ واللہ اعلم۔)

اور جہاں تک اذان کا تعلق ہے۔ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے قیام اور مسجدِ نبوی ﷺ کی بنا کے بعد مسلمانوں نے نمازِ باجماعت کے لیے جمع ہونا شروع کر دیا تھا۔ وہ کسی اذان کے بغیر ہی مسجد میں آ جایا کرتے اور نماز پڑھ کر واپس چلے جایا کرتے تھے۔ گویا بعض نمازی وقت پر اور بعض آگے پیچھے ہو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سوچا کہ کوئی ایسا طریقہ کار ہونا چاہئے جس سے مسلمان نماز اور جماعت کا وقت جان سکیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو ''بوق'' کا مشورہ دیا مگر آپ ﷺ نے یہود کے استعمال کی وجہ سے اس کو ناپسند کیا۔ انہوں نے ''ناقوس'' کا مشورہ دیا مگر آپ ﷺ نے نصاریٰ کے استعمال کی بنا پر اس کو ناپسند کیا۔ اجتماع منتشر ہو گیا اور کسی بات پر اتفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوسکا۔ رات کو عبداللہ بن زید انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک آدمی دیکھا جس نے دو سبز کپڑے زیبِ تن کر رکھے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ میں نے اس سے کہا: ''اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس بیچو گے؟'' اس نے پوچھا: ''تم اس کا کیا کرو گے؟'' میں نے کہا: ''ہم اس کو نماز کے وقت بجائیں گے۔'' اس نے کہا: ''میں تم کو اس سے اچھی چیز بتاتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''بتاؤ وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''تم نماز کے لیے اس طرح اذان دیا کرو:

الله اکبر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدًا رسول الله اشهد ان محمدًا رسول الله حی علی الصلوة حی علی الصلوة حی علی الفلاح حی علی الفلاح الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله

جب انہوں نے یہ بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌ إِنْ شَاءَ اللهِ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ

(ابو داؤد:499)

''یہ خواب ان شاء اللہ سچا ہے۔ اٹھو اور یہ کلمے بلال کو سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہے۔''

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اس طرح اذان کہتے سنا تو جلدی جلدی اپنے گھر سے نکل کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''یا نبی اللہ ﷺ! اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! جس طرح انہوں نے دیکھا میں نے بھی خواب میں ایسے ہی دیکھا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے''۔ بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں الصلوة خیر من النوم کا اضافہ کیا تو آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت سکھلاتے ہوئے فرمایا: جب اقامت کہنا تو یہ پڑھنا:

الله اکبر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمداً رسول الله حی علی الصلوة حی علی الفلاح قد قامت الصلوة قد قامت الصلوة الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله (ابو داؤد:499)

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: اِسراء ومعراج سے قبل دو رکعت صبح کی اور دو رکعت شام کی نماز فرض تھی۔ اس کے بعد موجودہ نماز فرض ہوئی: ظہر کی چار رکعات، عصر کی چار رکعات، مغرب کی تین رکعات، عشاء کی چار رکعات اور فجر کی دو رکعات۔ اس کے بعد سفر کے دوران چار رکعتی نماز میں قصر کر کے دو رکعت کی رخصت دے دی گئی، سفر میں خوف ہو یا امن۔

2: مومن کا خواب نیک ہوتا ہے۔ جس کو خواب آیا اور خواب میں جس کو دکھایا گیا یہ دونوں کے لیے خوشخبری ہے۔

3: اذان و اقامت کے الفاظ کا بیان ہے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ انہیں اذان کا خواب دکھایا گیا تھا۔

4: یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنا مشروع ہے۔

5: کسی دوسرے کی بجائے بلند آہنگ شخص کا اذان کہنا بہتر ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ وہ اسلام کے اولین مؤذن ہیں۔

کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ اور اَسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کا انتقال اس سال کا اَلمناک حادثہ ہے۔ یہ وہ شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ ہجرت کے وقت قباء کے مقام پر رسول اللہ ﷺ انہیں کے گھر میں نزول فرما ہوئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بہترین انسان کے نزول سے ان کے گھر کو مشرف فرمایا۔ اس کے بعد کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ بہت کم عرصہ زندہ رہے ہیں۔ وہ ایک عمر رسیدہ آدمی تھے چنانچہ انہوں نے جلد ہی انتقال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ابنِ ہدم رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائیں اور ان سے راضی ہوں!

کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہی ابواُمامہ اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ عقبۂ ثانیہ کی رات انہوں نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ وہ بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ سینے میں کسی تکلیف کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی تھی۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت یہود اور منافقین نے کہا: ''محمد (ﷺ) اگر واقعتاً برحق نبی ہوتا تو اس کا کوئی ساتھی نہ مرتا۔''

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زُرارہ سے روایت ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ولا أملك لنفسي ولا لصاحبي من الله شيئاً (البداية والنهاية: 243/3)

''میں اپنے اور اپنے صحابی کے لیے اللہ کی جانب سے کسی امر کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو بنو نجار نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ان کی جگہ آپ ﷺ ہمارا کوئی دوسرا نقیب مقرر کردیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

أنتم أخوالي وأنا بما فيكم وأنا نقيبكم (البداية والنهاية:243/3)

''آپ حضرات میرے ماموں ہیں۔ میں آپ کے حالات سے خوب واقف ہوں لہٰذا اب سے میں ہی آپ کا نقیب ہوں۔''

یہ بنو نجار کا شرف ہے جس کی وجہ سے وہ دیگر انصار پر فخر کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کسی کو متعین نہ کیا کیونکہ آپ ﷺ کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا نہیں چاہتے تھے بلکہ انہیں ایک عمومی فضیلت سے نواز دیا کہ آپ ﷺ خود ہی ان کے نقیب بن گئے۔ آپ ﷺ کی سیاسی حکمت وبصیرت کا یہ ایک بیّن ثبوت ہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: جن فضلاء رجال نے مومنوں کو سہارا فراہم کیا تھا ان کی موت نے انہیں حزن وملال میں مبتلا کردیا۔

2: یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اور دوسرے کے لیے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے الا ماشاء اللہ۔

3: رسول اللہ ﷺ کی حکمت وبصیرت وسیاست کی جلوہ نمائی کا بیان ہے جس کی مثال قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔

مہاجرین میں پہلی ولادت:

ہجرتِ مدینہ کے پہلے سال کا خوشگوار واقعہ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہے۔ صدیقی خاندان میں ہجرت کے وقت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا حمل سے تھیں چنانچہ قبا پہنچ کر انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے کھجور کو نرم کرکے نومولود کے منہ میں داخل کردیا۔ گویا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لُعاب مبارک داخل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے خیر وبرکت کی دُعا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مہاجرین کے ہاں اس پہلے بچے کی ولادت پر خوشی سے اللہ اکبر کہا۔ انصار میں سب سے پہلے مولود نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ولادت سے اللہ تعالیٰ نے یہود کی زبانوں کو گنگ کر دیا کیونکہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مسلمانوں پر جادو کر دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ولادت سے ان کے دعوے کو باطل کر دیا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اس کا بیان ہے کہ غلط قسم کی افواہیں پھیلانا یہود کی عادت تھی۔

2: اس کا ثبوت ہے کہ یہود جادوگری کیا کرتے تھے اور وہ اس کو دوسروں سے زیادہ جانتے تھے۔

3: رسول اللہ ﷺ کے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گھٹی دینے میں اسماء رضی اللہ عنہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے۔

4: فضل ونعمت کے وقت خوشی میں تکبیر کہنے کے جواز کا بیان ہے۔

5: مہاجرین وانصار کے ہاں پیدا ہونے والے اولین بچوں کے نام ہیں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی:

ہجرت کے سالِ اول کا ایک فرحت بخش واقعہ حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت سے قبل مکہ ہی میں ان سے نکاح کر چکے تھے۔ یہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کی بات ہے۔ اس وقت ان کی عمرِ مبارک چھ سال تھی اور ہجرت کے پہلے سال شوال کے مہینے میں دن کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی جب آپ رضی اللہ عنہا کی عمر سات سال تھی۔ اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر سنح کے مقام پر تھا۔ بعض لوگ عیدین کے درمیان رخصتی کو منحوس خیال کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ردّ کیا اور فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں میری رخصتی عمل میں آئی اور مجھ سے زیادہ خوش بخت آپ ﷺ کی کون سی بیوی ہے؟'' بات بالکل ایسے ہی ہے۔ بخاری میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''آپ ﷺ کی سب سے محبوب بیوی کون ہیں؟'' فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ ﷺ کے سب سے محبوب صحابی کون سے ہیں؟'' فرمایا: ''ان کا باپ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ۔'' (بخاری: 3662)

دن کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے صحبت کرنے میں ان حضرات کا ردّ پایا جاتا ہے جو رات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے دن کو صحبت کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: بلوغت سے قبل لڑکی کے ساتھ نکاح کے جواز کا بیان ہے لیکن اس میں دخول نہیں کیا جائے گا۔

2: تمام ازواجِ مطہرات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ محبت آپ رضی اللہ عنہا ہی سے کیا کرتے تھے۔

3: دن کے وقت دلہن کے پاس جانا جائز ہے۔ اس کو رات کے ساتھ خاص کرنے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

4: اس وہم کا ردّ ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ عیدین کے درمیان میں نکاح اور رخصتی منحوس عمل ہے۔

5: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھتے تھے۔

تین سرایا کی روانگی

مدینہ میں اگرچہ مشرکین، منافقین اور یہود بھی آباد تھے اس سے قطعِ نظر مدینہ بہرحال ایک اسلامی ریاست بن چکا تھا جس میں مسلمان شوکت وسطوت کے ساتھ رہتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی جناب سے انہیں قتال کی اجازت کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ پاک میں ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ (الحج:39)

”انہیں بھی اجازت دے دی گئی جن سے جنگ کی جا رہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی مدد پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔“

چنانچہ اس اذنِ الٰہی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مشرکین کے تجارتی قافلوں کے تعاقب میں آپ ﷺ نے دستوں کو روانہ کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ ان کے مال پر قابض ہوسکیں کیونکہ مسلمان اس مال کے ان سے زیادہ یا ان جتنے حقدار بن چکے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پہلا سریہ اپنے چچا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زیرِ کمان روانہ کیا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے سفید جھنڈا باندھا۔ اسلام میں یہ پہلا جھنڈا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے باندھا تھا۔ آپ ﷺ نے تیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ قریش کے اس تجارتی قافلے سے دوچار ہوں جو سیف البحر سے گزرنے والا تھا۔اس میں قریش کے تین سو آدمی تھے۔ابو جہل قافلے کا امیر تھا لیکن مجدی بن عمرو جہنی کی دوڑ دھوپ سے جنگ تک نوبت نہ پہنچی کیونکہ وہ فریقین کا حلیف تھا۔سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے علمبردار جناب ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ تھے۔ہجرت کے سات ماہ بعد رمضان میں یہ سریہ پیش آیا تھا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1:رسول اللہ ﷺ کے اذنِ الٰہی کا پابند ہونے کا بیان ہے۔چنانچہ آپ ﷺ نے جس کام کو انجام دیا یا جس عمل سے اِغماض کیا وہ اذنِ الٰہی کی بنا پر ہی تھا۔

2:اسلام کے اولین سریے کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سریہ تھا۔

3:قریش کے قافلے سے دوچار ہونے کے لیے انصار کی بجائے اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کو اِرسال کرنے میں کمالِ محمدی ﷺ کا بیان ہے۔

4:اس کا بیان ہے کہ جو جھنڈا اسلام میں پہلے باندھا گیا تھا وہ سریہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا جھنڈا تھا۔

سریہ رابغ / سریہ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم:

ہجرت کے آٹھویں مہینے شوال میں رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہ کو سفید جھنڈا باندھ کر انہیں حجاز کی وادی رابغ میں گشت کرنے کا حکم دیا۔سریہ کے علمبردار مسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہ تھے۔وہ مہاجرین کے ساٹھ آدمیوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ان میں انصاری ایک بھی نہیں تھا۔وہ مشرکین کے قافلے کی تلاش میں تھے جن کی تعداد دو سو تھی۔احیاء نامی کنویں پر فریقین کا آمنا سامنا ہوا۔عکرمہ بن ابی جہل یا مکرز بن حفص قافلے کا امیر تھا۔قتال تک نوبت نہ آئی بلکہ تیروں کا تبادلہ ہوتا رہا چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگ گیا۔یہ پہلا تیر تھا جس نے اسلام میں کسی کو زخمی کیا۔اس سریے میں مکی لشکر کے دو آدمی مقداد بن عمرو بہرانی اور عتبہ بن غزوان مازنی مسلمانوں سے مل گئے۔یہ دونوں مسلمان ہو چکے تھے اور کفار کے ساتھ نکلے بھی اس مقصد سے تھے کہ مسلمانوں سے جا ملیں گے کیونکہ مشرکین نے ہجرت کرنے سے انہیں منع کر دیا تھا اور انہیں مکہ ہی میں روک رکھا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: دیگر انصار ومہاجرین کی بجائے اپنے چچا عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اِرسال کرنے میں کمالِ محمدی ﷺ کا مظہر ہے تا کہ اَخلاقی و روحانی کمال کی مثال بن جائیں۔

2: جناب مسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ انہیں سریہ میں علمبردار بنایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد تھے۔

3: اس کا بیان ہے کہ اللہ کی راہ میں پہلا تیر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو لگا تھا۔

سریہ خرار / سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ہجرت کے پہلے سال ذوالقعدہ کے مہینے میں سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور سریہ عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے سفید جھنڈا باندھا اور انہیں پیدل سپاہیوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ یہ رات کو سفر کیا کرتے تھے اور دن کو چھپ جایا کرتے تھے۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔ سریہ میں تمام کے تمام افراد مہاجرین تھے۔ ان میں انصاری ایک بھی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں خرار کو روانہ کیا اور یہ تاکید فرما دی کہ خرار سے آگے نہ بڑھیں۔ ان کے وہاں پہنچنے تک مشرکین کا قافلہ نکل چکا تھا کیونکہ وہ پانچویں دن صبح کو خرار پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ ایک دن پہلے ہی جا چکا ہے۔ چنانچہ وہ اس مہم میں کامیاب نہ ہو سکے اور قتال واقع نہ ہوا۔ لہٰذا وہ اجر وثواب کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے مگر جس قریشی قافلے کے لیے نکلے تھے اس پر فتح یاب نہ ہوا جا سکا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے جھنڈا باندھا اور کفار کے ساتھ جہاد کے لیے ایک سریے کا قائد بنا کر انہیں روانہ فرمایا۔

2: مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا جھنڈا اٹھایا تھا۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے کمالِ اطاعت کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں جو تاکید فرمائی انہوں نے اس کا التزام کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندرونی کشمکش کا آغاز

ہجرتِ مبارکہ کا پہلا سال ختم ہوتے ہی اسلام کا غلبہ اور اہلِ اسلام کا وقار اُفق پر چمکا تو ساتھ ہی یہود و مشرکین کا نفاق بھی ظاہر ہونے لگ گیا۔ اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف گروہ بندی شروع ہوگئی اور مدینہ اندرونی کشمکش کا ایک میدان بن گیا۔

یہود اور مشرکین کے منافقین کے نام، ان کے غلط کام اور ان کا بُرا انجام درج ذیل ہے:

یہودی منافقین:

مدینہ کے یہود میں سے جن کا نفاق معلوم ہو چکا تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے اسلام کا اظہار کیا حالانکہ وہ ابھی تک یہودیت پر ہی مصر تھے ان کے نام درج ذیل ہیں:

1: زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہونے پر کہا تھا کہ محمد (ﷺ) دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے، اس کے پاس آسمان کی خبر آتی ہے اور وہ یہ تک نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ اس کی یہ بات جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

واللہ لا اعلم الا ما علمنی اللہ ، وقد دلنی اللہ علیھا فھی فی ھذا الشعب قد حبستھا شجرۃ بزمامھا

''واللہ! میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں جو مجھے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مجھے بتلا دیا ہے کہ وہ اس گھاٹی میں ہے۔ اس کی لگام سے ایک درخت نے اسے روک رکھا ہے۔''

چنانچہ چند مسلمان آدمی وہاں پہنچے اور انہوں نے اونٹنی کو ایسے ہی پایا۔

2: رافع بن حریملۃ وہ شخص ہے کہ جب مرا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا:

مات الیوم عظیم من عظماء المنافقین

''منافقوں کے بڑوں میں سے آج ایک بڑا مر گیا ہے۔''

4,3: رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن حارث دونوں نے بھی مکر و نفاق کے لئے اسلام ظاہر کیا۔ بعض مسلمانوں نے دھوکہ کھا کر انہیں دوست بنایا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿57﴾ (المائدہ:57)

''اے ایمان والو! کافروں کو اوران اہل کتاب کو، جنہیں تم سے قبل کتاب دی گئی، اپنا دوست نہ بناؤ انہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اگر تم مؤمن ہو!''

رسول اللہ ﷺ سے کلام کرتے وقت رفاعہ اپنی زبان مروڑ کر بات کرتا تھا اور کہتا تھا: ''محمد(ﷺ) ہمارا بھی خیال کیا کریں تاکہ ہم بھی تمہاری بات سمجھ سکیں۔'' اس کے بعد وہ اسلام میں طعن زنی اور عیب جوئی کیا کرتا جس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿44﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ڎ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿45﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿46﴾ (النساء:44-46)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا؟ وہ گمراہی خرید رہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ گم کر دو۔ (44) اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی دوست کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار کافی ہے۔ (45) یہود میں سے بعض لوگ باتوں کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں: ''ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی'' وہ اپنی زبانیں موڑتے ہوئے اور دین اسلام میں طعن کرتے ہوئے (آپ سے) کہتے ہیں: ''اور تم سنو کہ تمہیں نہ سنایا جائے اور ہماری رعایت کرو!''۔ اور اگر وہ کہتے: ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی'' اور آپ سنئے'' اور ''ہم پر نظرِ کرم کیجئے'' تو ان کے حق میں بلاشبہ زیادہ بہتر اور انتہائی مناسب ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے انکار کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے۔ چنانچہ ان میں سے کم ہی لوگ ایمان لائیں گے۔ (46)''

7,6,5: سعد بن حنیف اور نعمان بن اوفی بن عمرو اور عثمان بن اوفی

9,8: سلسلہ بن برہام اور کنانہ بن صوریا، یہ تمام کے تمام یہود کے علماء تھے جنہوں نے دسیسہ کاری اور فتنہ خیزی کے لیے اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کیا۔ان سب پر اللہ کی لعنت ہو!

یہ کل نو ہیں جنھوں نے بظاہر اسلام قبول کیا حالانکہ بہ باطن وہ کافر ہی تھے اور اپنے اسلام سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے درمیان فساد پیدا کریں اور کمزور اہلِ ایمان کو فتنے میں مبتلا کر دیں اور ان کے خفیہ حالات سے واقفیت حاصل کریں اور دعوتِ اسلام کی راہ میں کھڑے ہو جائیں تا کہ اس کے ظہور وفروغ کو روک دیں۔وہ اسلام کی دعوت کو روکنا چاہتے ہیں تا کہ اپنی سطوت کا تحفظ اور باطل خواب کی تعبیر کر سکیں اور یہ دراصل ان کی شان وشوکت کا اعادہ اور سرائیلی ریاست کا قیام ہے جو نیل سے فرات تک حکومت کرے گی۔

مشرکین کے منافق:

یہودی منافقین کا مشرک منافقین پر بھی اثر ہوا۔مشرک منافقین کی اکثریت کے نفاق کا سبب یہود کے منافقین تھے جنھوں نے خیر خواہی کے نام پر نفاق کو ان کے لیے مزین کر دیا تھا اور انہیں باور یہ کرایا تھا کہ وہ ان کے تشخص اور مقام کی حفاظت کے لیے ان کے شایانِ شان راستے کی جانب ان کی راہنمائی کر رہے ہیں۔مشرکوں میں سے مشہور منافق یہ ہیں:

1۔ زُوَیّ بن حارث جس کا تعلق عمرو بن عوف کے خاندان سے تھا۔

2۔ جُلاس بن سوید جو بنو حبیب سے تعلق رکھتا تھا۔یہ بھی غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم وحشی گدھوں سے زیادہ شریر ہیں (معاذ اللہ)۔عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ اس کے سوتیلے بیٹے تھے۔انہوں نے یہ بات سن کر کہا: جلاس! خدا کی قسم میرے نزدیک تو سب سے زیادہ محبوب ہے اور لوگوں میں سب سے بڑھ کر میرا مددگار ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ نازیبا کلمات مجھ پر اس سے بھی زیادہ گراں ہیں۔تو نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ میں اگر رسول اللہ ﷺ کو بتلاؤں تو تجھے رسوا کر دوں گا اور اگر میں اس پر خاموش رہوں تو یہ میرے دین کو تباہ کر دے گی اور پہلی بات مجھ پر دوسرے کی نسبت آسان ہے۔چنانچہ عمیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ سب کہہ سنایا جو جلاس نے کہا تھا۔اس پر جلاس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا کہ عمیر نے مجھ پر اتہام باندھا ہے اور میں نے وہ نہیں کہا جو عمیر بن سعد کہتا ہے۔ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا ہے:

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ۭ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾ (التوبۃ:74)

”وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے بے شک کفر کا کلمہ کہا ہے۔ اور اپنے اسلام کے بعد انہوں نے کفر کیا ہے۔ اور انہوں نے اس کا ارادہ کیا جو انہیں حاصل نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے اسی کا انتقام لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے مال دار کر دیا۔ چنانچہ اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں یہی بہتر ہے۔ اور اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔ اور زمین میں کوئی ان کا حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔“

ایک روایت میں ہے کہ جُلاس توبہ کر چکا تھا اور خیر و اسلام میں معروف ہو گیا۔

3۔ حارث بن سوید جو جُلاس بن سوید کا بھائی تھا اور منافق تھا۔ اُحد کے دن یہ مسلمانوں کے ساتھ نکلا۔ اس نے مجذر بلوی اور قیس بن زید کو قتل کیا اور ان سے اپنا بدلہ چکایا کیونکہ جاہلیت میں ان دونوں نے حارث کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ پھر وہ مکہ میں قریش کے ساتھ جا ملا تھا۔ اس نے اپنے بھائی جُلاس کو پیغام بھیجا کہ وہ توبہ کر کے اپنی قوم کے پاس مدینے آنا چاہتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٨٦﴾ (آل عمران:86)

”اور اللہ تعالیٰ انہیں کیسے ہدایت دے گا جنہوں نے ایمان لانے کے بعد انکار کیا؟ حالانکہ انہوں نے گواہی دی کہ یہ رسول برحق ہے اور (اس کے بعد) اُن کے پاس روشن نشانیاں بھی آ چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔“

4۔ نبتل بن حارث جس کا تعلق عمرو بن عوف کی شاخ بنولوذان کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا:

من احب ان ينظر الى شيطان فلينظر الى نبتل بن الحارث (البداية والنهاية:252/3)

”جو آدمی شیطان دیکھنا چاہتا ہے اسے نبتل بن حارث دیکھنا چاہیے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک بھاری جسم، گنجے سر، سرخ آنکھوں اور گندمی رنگ والا شخص تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتا، آپ ﷺ سے باتیں کرتا اور منافقین کو بتلا دیتا تھا۔ اس نے کہا تھا: محمد (ﷺ) کان کا کچا ہے۔ ایک آدمی اس سے جو بات بھی کرتا ہے یہ اس کو سچا سمجھتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ (التوبہ:61)

''اور ان میں سے بعض لوگ نبی کو دکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ شخص کانوں کا کچا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ وہ تمہارے لئے خیر کی باتیں سنتا ہے۔''

5۔ مربع بن قیظی، یہ وہ شخص ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ اُحد پر جا رہے تھے اور انہوں نے اس کے باغ میں سے گزرنے کی اجازت مانگی تو اس نے کہا: محمد (ﷺ)! آپ اگر واقعتاً نبی ہیں تو میرے باغ سے گزرنا آپ کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور ہاتھ میں مٹی اٹھا کر کہا: واللہ! اگر مجھے علم ہو جائے کہ مٹی تیرے علاوہ کسی پر نہیں جائے گی تو میں تجھ پر پھینک دیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پکڑا کہ اسے قتل کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعوہ، فهذا الاعمى اعمى القلب اعمى البصيرة (البداية والنهاية:253/3)

''اس اندھے کو چھوڑ دو۔ یہ دل کا اور بصیرت کا اندھا ہے۔''

سعد بن زید نے اس کا سر پھوڑ دیا تھا۔

6۔ اوس بن قیظی جو مربع کا بھائی تھا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان میں لوٹ جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ (الاحزاب:13)

''وہ کہہ رہے تھے کہ یقیناً ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ وہ بھاگنے کے سوا اور کچھ ارادہ نہ کر رہے تھے۔''

7۔ حاطب بن امیہ بن رافع جس کا تعلق خزرج سے تھا جاہلیت میں ایک نامور سردار تھا۔ اس کا بیٹا مخلص مسلمان تھا جس کا نام یزید بن حاطب تھا۔ اُحد کے دن یزید زخمی ہو گیا جسے بنوظفر کے محلے میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کی موت کے وقت مسلمان مرد اور عورتیں موجود تھے جنہوں نے یزید کو جنت کی مبارک دی۔ یہ سن کر اس کے باپ حاطب نے کہا: اونہہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت! واللہ! تم نے اس کو دھوکے میں رکھا ہے۔ واللہ یہ تو قابلِ رحم ہے۔

8۔ بشیر بن اُبیرق جس کی کنیت ابوطعمہ تھی۔ اس نے دوزر ہیں چوری کی تھیں جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِـيْمًا ۔ (النسآء:107)

''اور آپ ان کی جانب سے جھگڑا نہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں کرتا جو بڑا خائن، بڑا گناہ گار ہو۔''

9۔ قزمان جو بنو ابیرق کا حلیف تھا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انه من اهل النار (البداية والنهاية:253/3)

''وہ جہنمی ہے۔''

اُحد کے دن اس نے بڑا سخت قتال کیا اور دسیوں مشرکین کو واصلِ جہنم کیا۔ آخر کار وہ خود بھی شدید زخمی ہو گیا اور اس کو بنوظفر کے محلے میں منتقل کر دیا گیا۔ مسلمانوں نے اس سے کہا: قزمان! آج کی آزمائش پر تم کو مبارک ہو۔ جو تکلیف تجھے پہنچی ہے وہ تیرے سامنے ہے۔ اس نے جواب دیا: مبارک کس بات کی؟ میں نے صرف اپنی قوم کی حمیت میں قتال کیا ہے۔ جب تکلیف سخت ہوگئی تو اس نے اپنی کمان سے تیر نکالا اور خود کو قتل کر دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا کہ وہ جہنمی ہے۔

10۔ عبداللہ بن اُبی ابن سلول جس کا تعلق بھی خزرج سے تھا۔ اس کو رأس المنافقین کہا جاتا ہے۔ تمام منافق اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ اس نے کہا تھا: جب ہم مدینے پہنچیں گے تو ہمارا معزز ہمارے ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔ یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے۔ اس کے اور اس کے قبیلے کے بارے میں سورۃ المنافقون نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب بنونضیر کا محاصرہ کیا تو اس نے ان سے کہا کہ تم ثابت قدم رہو خدا کی قسم!

لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔ (الحشر:11)

''اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کی بات نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانیں گے۔اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں۔"

مشرکوں میں سے یہ وہ دس منافقین ہیں جن کو یہود وغیرہ نے اسلام سے برگشتہ کر دیا تھا۔ان میں سے اسلام لایا جو بھی اسلام لایا اور نفاق پر مرگیا جو بھی مرگیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی اس وقت تک وفات نہیں ہوئی جب تک منافقوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ تھا۔وہ یہود منافق ہوں یا مشرک منافق کیونکہ یہود کے تین قبیلے تھے: بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ۔ بنوقینقاع اور بنونضیر کو ان کی خیانت اور عہد شکنی کی وجہ سے مدینے سے نکال دیا گیا تھا اور بنوقریظہ کو اپنے عدو و خیانت کی بنا پر یہاں سے نکال دیا گیا اور ان میں سے بہت کم افراد نے اسلام قبول کیا۔یہود کے مشہور علماء و عقلاء میں سے عبداللہ بن سلام اور مخیریق رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا۔مخیریق نے اُحد کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

مخيريق خير يهود

"مخیریق یہود کا بہترین آدمی ہے۔"

اُحد کے دن مخیریق اپنا اسلحہ لے کر نکلا اور اس نے اپنے اہلِ خانہ سے کہا: اگر میں مارا جاؤں تو محمد ﷺ کے دین پر ہوں گا۔اس نے اپنے اہلِ خانہ کو وعظ کیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اس نے قتال کیا حتی کہ شہید ہو گیا رضی اللہ عنہ وأرضاہ۔

اعلانیہ یہودی دشمن:

یہود کے جن منافقین کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے اسلام کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ان کے علاوہ یہودی علماء کی کثیر تعداد ایسی بھی تھی جو منافق نہ تھے۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ اعلانیہ دشمنی روا رکھی تھی اور اس دشمنی پر انہیں حسد نے اُبھارا تھا کہ محمد ﷺ کو رسول بنا کر اللہ تعالیٰ نے عرب کو تمام دنیا پر فضیلت کیوں دی ہے۔

ہم ان میں سے چند رؤسا کا ذکر کریں گے جنہوں نے حسد اور کینے کی بنا پر رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں نازیبا باتیں کیں، کبھی بحث و جدال میں، کبھی عناد و تعصب میں اور کبھی فخر و اعزاز میں۔اس کی چند مثالیں درج ذیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں:

حُیَیّ بن اَخطب، یہ شخص رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کی دشمنی میں سب سے سخت تھا۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ تھا۔ ابویاسر بن اَخطب، جدی بن اَخطب یہ دونوں حُیَیّ کے بھائی تھے۔ سلام بن مشکم، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق، سلام بن ابی الحقیق، رافع الاعور جس کو خیبر میں قتل کردیا گیا، ربیع بن ربیع بن ابی الحقیق، عمرو بن جحاش، کعب بن اشرف، حجاج بن عمرو اور کردم بن قیس۔ آخری دو کعب بن اشرف کے حلیف تھے اوران تمام افراد کا تعلق بنونضیر سے تھا۔

عبداللہ بن صوریا الاعور، اس کا تعلق بنوثعلبہ سے تھا اور یہ حجاز کو علمائے یہود میں سب سے زیادہ جانتا تھا۔

رفاعہ بن قیس، سوید بن حارث، فنحاص، شاس بن عدی، مالک بن صیف، رافع بن ابی رافع، رافع بن حریملہ، مالک بن عوف، کعب بن راشد اور عازر۔ ان تمام افراد کا تعلق بنوقینقاع سے تھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی انہی کے ساتھ تھا جنہوں نے اسلام قبول کیا اور جنت کی بشارت پائی۔

زبیر بن باطا، عزال بن شمیل، کعب بن راشد، وہب بن یہوذا، اسامہ بن حبیب، رافع بن رمیلہ، نافع بن ابی نافع اور عدی بن زید۔ ان تمام افراد کا تعلق بنوقریظہ سے تھا۔

لبید بن عاصم جس نے اپنے بیٹوں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا۔ اس کا تعلق بنوزریق سے تھا اور کنانہ بن صوریا کا تعلق بنوحارثہ سے تھا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔ ہجرت کے اس عرصے میں دعوت کی مشکلات اور داعیانِ حق کے لیے مصائب کا بیان ہے۔

2۔ منافقین کا خطرہ ظاہری کافروں سے بڑا ہے۔

3۔ یہودی منافقین اور مشرک منافقین کے ناموں کی پہچان ہے۔

4۔ اس دوران نبوتِ محمدی ﷺ کے کئی مظاہر کا بیان ہے۔

5۔ یہودِ مدینہ میں سے عبداللہ بن سلام اور مخیّریق رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور اس کو خوب اچھا ثابت کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔ یہود کا کفر اور اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ان کی جنگ عرب کے ساتھ ان کے حسد و بغض کا نتیجہ تھا کہ نبوت ان کی جانب منتقل ہوگئی ہے۔ اب بھی انہیں اسی بات کا خوف ہے کہ ان کے عزت و شرف کی علامتی ریاست کے سامنے اسلام ہی حائل ہے جس کے نیل سے لے کر فرات تک وسیع ہونے کا انہوں نے خواب دیکھ رکھا ہے۔

یہودی سازشیں اور عناد کے مظاہر

علمائے یہود کے ان منافقین کے ساتھ ساتھ جنہوں نے دسیسہ کاری اور دھوکہ دہی کے لیے بظاہر اسلام قبول کیا مگر بہ باطن کفر ہی کو چھپائے رکھا۔

مدینہ میں بعض ایسے گروہ بھی تھے جنہوں نے دینِ اسلام، پیغمبرِ اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف اپنے کفر و عناد اور بغض و عداوت کو اعلانیہ بیان کیا اور اس کے لیے بحث و جدال سے بھی کام لیا۔ عبرت کی غرض سے ان کے جدال و عناد کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے۔

یہ آدمی رافع بن حریملہ ہے۔ اس نے اپنے جدل میں کہا تھا: محمد (ﷺ)! اگر آپ واقعتاً اللہ کی جناب سے رسول ہیں جیسا دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ سے کہیں کہ ہم سے بات کرے حتیٰ کہ ہم خود اس کی بات سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ارشاد فرمایا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ (البقرۃ:118)

”اور جو لوگ علم نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں آتا؟ اس طرح کی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کر چکے ہیں۔ ان سب کے دل ایک جیسے ہیں۔ یقیناً ہم نے آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین کرتے ہیں۔“

اور یہ ہیں سلام بن مشکم، نعمان بن ادفی، محمود بن دحیہ، شاس بن قیس اور مالک بن صیف۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں حالانکہ آپ نے ہمارے قبلہ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ ہی آپ کا یہ خیال ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ (التوبۃ:30)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے اپنے منہ کی بات ہے۔ وہ پہلے کافروں کی بات کی نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے! یہ کہاں سے بہکائے جا رہے ہیں؟''

اور یہ ہیں جبل بن ابی قشیر اور شمویل۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا کرتے تھے: اے محمد (ﷺ)! آپ واقعتاً نبی ہیں تو یہ بتلایئے کہ قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کا ردّ فرمایا ہے:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَىٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّى ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَآ إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْـَٔلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ ٱللَّهِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾ (الاعراف:187)

''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں: اس کا علم میرے ربّ ہی کے پاس ہے۔ وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کرے گا۔ وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ تم پر وہ اچانک ہی آجائے گا۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ کہہ دیں: اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ اس کو بھی نہیں جانتے۔''

اور یہ ہیں نعمان اضا، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر آپ سے بات کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور اس کی سزا سے ڈراتے۔ یہ کہا کرتے کہ اے محمد (ﷺ)! آپ ہمیں نہ ڈرایئے۔ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ردّ میں سورہ المائدہ میں فرمایا ہے:

وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ وَٱلنَّصَـٰرَىٰ نَحْنُ أَبْنَـٰٓؤُا۟ ٱللَّهِ وَأَحِبَّـٰٓؤُهُۥ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ (المائدۃ:18)

''اور یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ آپ کہہ دیں پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ بلکہ تم بھی اس کے پیدا کردہ انسان ہی ہو۔ وہ جس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ آسمانوں کی اور زمین کی اور ان کے درمیان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اور یہ ہیں رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن حریملہ۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجادلہ کیا اور کہا: یا محمد (ﷺ)! کیا آپ کا دعویٰ نہیں کہ آپ ملتِ ابراہیمی پر ہیں اور آپ کا اس پر بھی ایمان ہے جو ہمارے پاس تورات ہے اور آپ یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ تورات اللہ کی جناب سے حق ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:

بلی ولکنکم احدثتم وجحدتم ما فیها مما اخذ الله علیکم من المیثاق فیها و کتمتم منها ما امرتم ان تبینوه للناس فبرئت من احداثکم (الدرالمنثور:2/299)

''کیوں نہیں! لیکن تم نے نئی نئی باتیں اپنا رکھی ہیں اور تم نے اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم سے لے رکھا تھا اور تم نے اس کو چھپا رکھا ہے جس کے بارے میں تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس کو لوگوں کے لیے واضح کرو گے۔ چنانچہ میں تمہاری ان بدعات سے لاتعلق ہوں۔''

انہوں نے کہا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے ہم تو اسے ہی پکڑے رکھیں گے کیونکہ ہم ہی ہدایت اور حق پر ہیں۔ ہم نہ آپ پر ایمان لائیں گے اور نہ ہی آپ کی بات مانیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَلَیَزِیۡدَنَّ كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡیَانًا وَّكُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾

(المائدۃ:68)

''آپ کہہ دیں اے اہلِ کتاب! تم کسی چیز پر نہیں یہاں تک کہ تورات کو اور انجیل کو اور اس کو جو تمہاری جانب تمہارے ربّ کی جناب سے نازل کیا گیا ہے تم قائم نہ کرو۔ اور وہ یقیناً اُن میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہی کرے گا جو آپ کے ربّ کی جناب سے آپ پر نازل کیا گیا۔ چنانچہ آپ کافروں کی قوم پر غم نہ کریں۔''

اور یہ ہیں نحام بن زید، کردم بن کعب اور بحری بن عمرو۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے ہیں اور آپ سے جھگڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یا محمد (ﷺ)! آپ کے علم میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا: وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اور اسی کی میں دعوت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً ۚ قُلِ اللّٰہُ ۟ شَھِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۟ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّآ اَشْھَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ (الانعام: 19.20)

''آپ ان سے پوچھیں کس کی گواہی سب سے بڑی ہے؟ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی گواہی۔ وہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ساتھ تمہیں بھی خبردار کروں اور اُنہیں بھی جن تک یہ پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقعتاً دوسرے معبود بھی ہیں؟ آپ کہہ دیں: میں تو گواہی نہیں دیتا ہوں۔ آپ کہہ دیں: وہ تو بس ایک ہی معبود ہے۔ اور بلاشبہ میں اُن سے لاتعلق ہوں جنہیں تم شریک بناتے ہو۔ (19) جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جن لوگوں نے خود کو نقصان میں ڈالا ہے وہی ایمان نہیں لائیں گے۔ (20)

ان میں سے ایک گروہ نے آ کر کہا: اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو اس پر غصہ آ گیا حتی کہ آپ کا رنگ بدل گیا۔ آپ ﷺ اللہ سے غضب کا سوال کیا ہی چاہتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر آپ ﷺ کو سکون پہنچایا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! صبر کا مظاہرہ کیجیے اور اللہ کی جناب سے ان کے سوال کا جواب پیش کیا:

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (اخلاص: 1.4)

''آپ کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر کا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔اس حقیقت کا بیان ہے کہ یہود میں بھی منافقین تھے اوراس میں تعجب بھی نہیں ہے کیونکہ ہر شر کے پیچھے ان کا ہاتھ ہوتا ہے۔

2۔یہودِ مدینہ کے جدل وعناد کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ کو جس کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

3۔یہود کے شبہاتِ سطحیہ، دلائلِ باطلہ اور براہینِ کاذبہ کے ردّ میں نزولِ قرآن کا بیان ہے۔

نجران کے عیسائیوں کا مجادلہ

یہود کے جدال وعناد کی مناسبت سے ہم عیسائیوں کے جدال وعناد کا تذکرہ کرتے ہیں جو نجرانی وفد کی صورت میں پیش آیا۔اگر چہ اس وفد کی آمد ہجرت کے پہلے سال نہیں ہوئی بلکہ ہجرت کے نویں سال جسے وفود کا سال کہا جاتا ہے میں ہوئی ہے۔

یہ وفد کل ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ان میں سے چودہ سواران کے سردار تھے۔تمام وفد کی ذمے داری تین افراد کے سپرد تھی۔ان میں سے ایک عاقب تھا جس کا نام عبدالمسیح تھا، دوسرا سید تھا جس کا نام ایہم تھا اور تیسرا اسقف تھا جس کا نام ابوحارثہ تھا۔اس کا تعلق بنوبکر بن وائل سے تھا اور شاہانِ روم کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ تھا کیونکہ وہ ایک صاحب علم شخص تھا اور عیسائیت میں اجتہاد کی شروعات اس سے ہوئیں۔چنانچہ انہوں نے اس کو مال ودولت عطا کیا، اس کے لیے کلیسا بنایا اور اس کو خوب خوب نوازا۔

جب یہ لوگ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوحارثہ اپنے خچر پر رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہوکر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ تھا۔اس کے بھائی کرز نے کہا: تو نے بڑا فاصلہ طے کیا ہے؟ اس کے بھائی ابوحارثہ نے جواب دیا: بلکہ تو نے بڑا فاصلہ طے کیا ہے۔اس نے پوچھا: کیوں بھائی جان؟ اس نے جواب دیا: واللہ! اس نبی کے لیے جس کا ہم انتظار کررہے تھے۔کرز نے کہا: ان پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے سے تجھے کس نے روک رکھا ہے حالانکہ تم اس کو جانتے ہو؟ اس نے جواب دیا: اس قوم نے ہمارے ساتھ جو حسنِ سلوک روا رکھا ہے ،انہوں نے ہمیں سردار بنایا ہے، ہمیں مال عطا کیا ہے اور ہمیں عزت سے نوازا ہے اور انہوں نے اس رسول کا انکار ہی کیا ہے اور اگر میں اس پر ایمان لاؤں گا تو وہ مجھ سے یہ سب کچھ چھین لے جائیں گے۔کرز نے اس کو اپنے دل میں چھپائے رکھا اور بعد میں مسلمان ہوگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال نمازِ عصر کا وقت ہو گیا اور انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو کر مشرق کی جانب منہ کر کے نماز ادا کی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر تعجب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

دعوهم يصلوا الى المشرق اذ تلك قبلتهم في كنائسهم

''انہیں مشرق کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنے دو کیونکہ کلیساؤں میں ان کا یہی قبلہ ہوتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے تین افراد کے ساتھ کلام فرمایا: ابو حارثہ، عاقب اور سید۔ اپنے درمیان اختلافات کے باوجود ان کا متفقہ طور پر یہ کہنا تھا کہ مسیح ہی اللہ ہے اور مسیح اللہ کا بیٹا ہے اور مسیح تین میں سے تیسرا ہے۔ تمام عیسائیوں کا یہی کہنا ہوتا ہے اور جب وہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں تو ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام کے باپ کا علم نہیں ہے اور آپ نے پنگھوڑے میں کلام کیا تھا اور اولادِ آدم میں سے کسی نے بھی آپ سے قبل ایسا نہیں کیا ہے اور مسیح کے تین میں سے تیسرا کہنے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: فعلنا و امرنا و خلقنا و قضينا (ہم نے کام کیا، ہم نے حکم دیا، ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا)۔ چنانچہ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر ایک ہوتا تو ایسے کہتا کہ فعلتُ وقضيتُ وامرتُ وخلقتُ (میں نے کام کیا، میں نے حکم دیا، میں نے فیصلہ کیا اور میں نے پیدا کیا)۔ لہٰذا اللہ تین ہیں: اللہ، عیسیٰؑ اور مریمؑ۔ اور جب وہ کہتے ہیں کہ مسیح خود اللہ ہے تو ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ مسیح مردوں کو زندہ کرتے تھے، کوڑھ زدہ کو شفا دیتے تھے، غیب کی باتیں بتاتے تھے اور مٹی سے پرندے کی مانند بناتے، اس میں پھونک مارتے تو وہ حقیقی پرندہ بن جاتا تھا۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا: ہم نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسلام قبول نہیں کیا لہٰذا مسلمان بن جاؤ۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ اللہ کا بیٹا بنانا، صلیب کی عبادت کرنا اور خنزیر کا گوشت کھانا تمہیں اسلام لانے سے منع کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: یا محمد (ﷺ)! مسیح کے باپ کا نام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ آلِ عمران کی اَسّی سے زیادہ ابتدائی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نازل کر دیں اور آپ علیہ السلام کے بارے میں تفصیل سے بیان کر دیا اور آپ علیہ السلام کی نانی حضرت حنہ کی ولادت سے بات کا آغاز کیا۔ یہ ایک عجیب وغریب قصہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر ایک قطعی دلیل ہے۔

ان میں سے ایک آیتِ کریمہ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾

(آل عمران:59)

''بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی سی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اُس کو مٹی سے بنایا۔ پھر اس سے کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو مباہلے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ اپنے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو ساتھ لے کر نکلے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو کہا: یہ ایسے چہرے ہیں کہ اگر اللہ پر پہاڑ کے زائل ہونے کی قسم کھائیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ چنانچہ وہ گھبرا گئے اور انہوں نے مباہلہ نہیں کیا۔ اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾

(آل عمران:61)

''لہٰذا جو آپ کے پاس علم آجانے کے بعد بھی اس بارے میں آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دو آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں کو اور عورتوں کو اور اپنے آپ کو بلائیں۔ پھر ہم عاجزی کے ساتھ مل کر دُعا کریں جو جھوٹے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔''

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ابوالقاسم! ہمیں اس مسئلے پر غور کرنے دیں۔ ہم آپ کے پاس وہی لائیں گے جو آپ چاہیں گے چنانچہ وہ واپس ہو گئے۔ تنہائی میں انہوں نے عاقب سے سوال کیا جو ان میں سے صاحب رائے تھا کہ عبدالمسیح! تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: عیسائیو! تم پہچان چکے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کا فرستادہ ہے اور وہ تمہارے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک فیصلہ کن خبر لائے ہیں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جو نبی قوم پر لعنت کرتا ہے ان کا بڑا باقی رہتا ہے اور نہ ہی ان کے چھوٹا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر تم مباہلہ کرو گے تو تمہاری جڑ کٹ جائے گی۔ لہٰذا تم اپنے دین کو بچانا چاہتے ہو اور اپنے صاحب (عیسیٰ علیہ السلام) کے بارے میں اپنی بات پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے وعدہ کر کے اپنے بلاد کو واپس چلے جاؤ۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا: ابوالقاسم! ہم نے غور کیا ہے کہ ہم آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مباہلہ نہیں کریں گے۔ ہم آپ کو آپ کے دین پر چھوڑتے ہیں اور ہم خود اپنے دین پر واپس جاتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھیج دیں جسے آپ پسند کریں تا کہ اموال کے اختلافی امور میں وہ ہمارے مابین فیصلہ کریں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کپڑوں کے دو ہزار جوڑوں پر مصالحت کر لی اور یہ بھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سفیروں کی میزبانی کیا کریں گے اور آپ ﷺ نے ان کے ذمے اللہ کا یہ عہد بھی باندھا کہ وہ ان کو دین کے بارے میں آزمائش سے دوچار نہ کریں گے۔ آپ نے یہ بھی شرط عائد کر دی کہ وہ سود کھائیں گے اور نہ ہی اس کا کاروبار کریں گے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا جن کو اس امت کا امین کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ وأرضاہ.

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔ اس حقیقت کا بیان ہے کہ اسلام کے بارے میں اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کا مؤقف ایک ہی ہے اور وہ ہے خالص دشمنی پر مبنی مؤقف۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ (البقرۃ:120)

"اور یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کی ملّت کی پیروی نہ کریں۔"

2۔ اس حقیقت کا بیان ہے کہ مادی فوائد کی بنا پر اکثر اوقات ایک شخص باطل پر اصرار کرتا ہے حالانکہ وہ حق کو پہچانتا ہے تا کہ وہ مادی فوائد اس سے چھن نہ جائیں جیسے ابوحارثہ نے کہا تھا۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان کے بارے میں نصاریٰ کے شک کا بیان ہے۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ مسیح ہی اللہ ہے اور کبھی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ تین میں سے تیسرا ہے۔

4۔ اس حقیقت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات اور افعال اور عبادات میں اکیلا نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے۔

5۔ کسی چیز کے ساتھ آدمی کا محبت کرنا باطل پر اصرار اور حق کے انکار پر آمادہ کرتا ہے۔

6۔ اسلام میں مباہلے کے جواز کا بیان ہے جیسا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے اَدیان میں بھی یہ جائز تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار ہجرت کے حالات

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد کے وقت صحت کے لیے مدینہ ایک انتہائی غیر مناسب شہر تھا۔ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت مدینہ بخار کا وبائی مقام تھا۔ چنانچہ مہاجر اصحاب میں سے اکثر و بیشتر بخار میں مبتلا ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے محفوظ رکھا اور آپ اس کا شکار نہ ہوئے۔

وہ صحت کے اعتبار سے مدینہ کی حالت بیان کرتی ہیں کہ اس بخار کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کمزور اور لاغر ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس سے بچائے رکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے دو غلام عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ہی گھر میں تھے کہ وہ سب بخار میں مبتلا ہو گئے اور میں ان کی عیادت کے لیے آئی۔ یہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ لوگ اس قدر شدید تکلیف میں تھے کہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قریب ہوکر پوچھا: ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب میں یہ شعر کہا:

کلّ امرئ مَصبَّحٌ في اهله   والموت ادنى من شِرَاک نَعْلِه

ترجمہ: ''ہر شخص اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی قریب تر ہوتی ہے۔''

میں نے دل میں خیال کیا کہ واللہ! میرے ابا جان جو کہہ رہے ہیں اس کا انہیں خود بھی علم نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پوچھا: عامر! آپ کیسے ہیں؟ انہوں نے بھی شعر پڑھا:

لقد وجدت الموت قبل ذوقه   ان الجبان حتفُه من فوقه

کل امرئ مجاهد بطوقه   كالثور يحمي جلدَه بروقه

ترجمہ: ''میں نے موت سے قبل ہی اس کا ذائقہ چکھا ہے۔ بلاشبہ بزدل کی موت اس کے اوپر ہی ہے۔ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق جدوجہد کرتا ہے۔ جیسے بیل اپنے سینگوں کے ساتھ اپنی جلد کو بچاتا ہے۔''

میں نے سوچا کہ عامر کو بھی خبر نہیں ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اور بلال رضی اللہ عنہ کا عالم یہ تھا کہ جب ان کا بخار اتر گیا تو وہ گھر کے صحن میں لیٹ کر بلند آواز سے یہ پڑھ رہے تھے:

الا ليت شعري هل ابيتنّ ليلة   بفخّ وحولي اذخر وجليلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھل اردن میاہ مَجنۃ　　　　وھل یبدُرن لی شامۃ و طَفیل

ترجمہ:''ہائے میری قسمت! کیا میں فخ کے مقام پر کوئی رات گزاروں گا کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل کی گھاس ہوگی اور کیا میں مجنہ کے پانیوں پر وارد ہوں گا اور کیا میں شامہ اور طفیل پہاڑوں کو دیکھ پاؤں گا؟''

ہجرت کے ایام میں مدینہ کی حالت بیان کرنے سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ ہم یہ جان پائیں کہ رسول اللہ ﷺ کو آرام کا لمحہ تک میسر نہ آیا تھا جو مکروہات و کدورات سے سالم ہو بلکہ مدینہ میں آلام و شدائد ہی تھے۔ ایک جانب یہود کا مکر و فریب ہے، دوسری جانب منافقین کا خبث و کفر ہے اور تیسری جانب مشرکین کا جنگ و جدال ہے حتی کہ ملیریا جیسے بخار سے بھرپور فضا ہے اور ایسی تاریک فضا میں رسول اللہ ﷺ اپنی دعوت کا آغاز کرتے ہیں اور دعوت و رسالت کی نشر و اشاعت میں اپنا کوئی لمحہ بھی فروگزاشت نہیں کرتے ہیں اور اب ہجرت کا پہلا سال مکمل ہوا چاہتا ہے۔ اس سال کے واقعات گزر چکے ہیں اور ہجرت کے دوسرے سال کی آمد آمد ہے جو مشرکین کے خلاف جہاد و قتال کی تیاری کا پیغام لا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ ٱلْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا۟ فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ (التوبہ:123)

''اے ایمان والو! کافروں میں سے ان کے ساتھ جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں اور لازم ہے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔''

اس فرمان سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جہاد کا حکم دے دیا تھا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ
(التحریم:9)

''اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔''

اور اس سے قبل ظالم مشرکین سے قتال کی عام اجازت دی جا چکی تھی۔ فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا۟ ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ (الحج:39)

''انہیں بھی اجازت دے دی گئی جن سے جنگ کی جا رہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کی مدد پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔''

ہجرتِ مدینہ سے قبل مسلمانوں کو دشمنوں کے خلاف اس قتالِ عام کی مطلقاً اجازت نہ تھی۔ چنانچہ ہجرت کے بعد پہلے سال ہی آپ ﷺ نے تین سرایا کو روانہ کیا۔

اس دوسرے سال میں غزوات و سرایا کی تعداد اٹھارہ تک پہنچ جاتی ہے۔

1۔غزوہ ابواء

غزوۂ ابواء کا دوسرا نام غزوۂ وَدّان ہے کیونکہ دونوں قریب قریب ہیں اور ان کے درمیان چھ میل سے زیادہ کا فاصلہ نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کا یہ پہلا غزوہ تھا۔ یہ ماہِ صفر میں پیش آیا۔اس کا ایک سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کی اطلاع کے مطابق قریش کا تجارتی قافلہ ابواء کے مقام سے گزرنے والا تھا اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس علاقے میں بنوضمرہ بن بکر جمع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ادھر کا رخ کیا اور مدینہ پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر دیا۔آپ ﷺ دیار بنی ضمرہ پہنچے ہیں تو انہوں نے مخشی بن عمرو ضمری کے ہاتھ آپ ﷺ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا جو ان کا سردار اور صاحب امر شخص تھا۔قریش کا قافلہ بھی گزر چکا تھا لہٰذا کسی سے سامنا نہیں ہوا۔ چنانچہ صفر کے باقی ایام آپ ﷺ نے ابواء ہی میں قیام کیا اور ربیع الاول کو مدینہ واپس آئے ہیں۔اس غزوے میں آپ ﷺ کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا جسے آپ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ نے تھام رکھا تھا۔

2۔غزوۂ بُواط

ربیع الاول میں غزوۂ ابواء سے واپسی پر آپ ﷺ نے سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ یا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا اور اسی ماہ میں دوسو سواروں کے ہمراہ قریشی قافلے کا رخ کیا جس میں اُمیہ بن خلف سمیت ایک سو آدمی تھے اور اونٹوں کی تعداد پچیس سو تھی۔

آپ ﷺ نے سفر شروع کر دیا۔علمبردار سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔جبلِ رضوی سے ینبع النخل کی جانب واقع مقام بواط پر آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا۔ ربیع الثانی کے باقی دن بواط ہی میں قیام کیا اور جمادی الاولی کے ابتداء میں آپ ﷺ مدینہ واپس آئے ہیں۔قریشی قافلہ نکل چکا تھا لہٰذا اس سے ٹکراؤ نہ ہو سکا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور اس کا ارادہ تھا۔جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا وہ ہو گیا اور جس کا ارادہ نہیں کیا وہ نہیں ہوا۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا کہ وہ اسباب کو بروئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارلا کر جدوجہد کریں گے اور وہ یہی کر سکتے ہیں مگر مقصد کو پانا اور مراد تک پہنچنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو عالی حکمتوں کے لیے عطا بھی کرتا ہے اور روک بھی دیتا ہے۔لہٰذا اس کی قضا کو تسلیم کرنا اور اس پر راضی ہونا واجب ہے۔

3۔غزوۂ عشیرہ

غزوۂ بواط سے واپسی پر جمادی الاولیٰ کے اواخر میں آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش کے کئی ایک تجارتی قافلے شام جا رہے ہیں۔آپ ﷺ نے ان پر حملے کا ارادہ کیا کہ شاید کسی پر کامیاب ہو جائیں۔

مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو نائب بنایا۔اپنے چچا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو علمبردار مقرر کیا اور ینبع کے نشیب میں عشیرہ کے مقام پر جا پڑاؤ ڈالا۔قریش کے قافلے نکل چکے تھے چنانچہ کسی ایک سے بھی سامنا نہ ہو سکا۔البتہ بنو مدلج اور بنو ضمرہ کے حلیف قبائل کے ساتھ آپ ﷺ نے صلح کا معاہدہ کیا۔اسلام اور مسلمانوں کے لیے یہی بہتر تھا۔جمادی الاولیٰ کے باقی دن اور جمادی الاخریٰ کی چند راتیں آپ ﷺ نے اسی علاقے میں قیام فرمایا۔پھر آپ ﷺ مدینہ واپس آ گئے ہیں اور کسی سے بھی سامنا نہیں ہوا والحمد للہ ربّ العالمین۔

4۔غزوۂ بدر اولیٰ

اس غزوے کا سبب یہ تھا کہ کرز بن جابر فہری نے مدینے کی چراگاہ میں اونٹوں،بکریوں اور گائیوں پر حملہ کر دیا۔یہ غزوۂ عشیرہ سے واپسی کے دس دن بعد پیش آیا۔

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں رسول اللہ ﷺ نے کرز کا پیچھا کیا تاکہ اپنے مویشی برآمد کر سکیں۔مدینہ پر اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور خود کرز کی تلاش میں نکل پڑے حتیٰ کہ بدر کے پاس وادیٔ سفوان میں پہنچ گئے۔کرز بھاگ چکا تھا لہٰذا اسے پکڑا نہ جا سکا۔اس غزوے کو غزوۂ بدر اولیٰ کہتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے جس جگہ تک سفر کیا وہ بدر کے قریب ہی تھا۔اس کو اولیٰ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کے بعد بدر کبریٰ پیش آیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو ابوسفیان اور مشرکین پر غلبہ نصیب فرمایا تھا۔یہ دوسرا غزوۂ بدر تھا لہٰذا پہلے کو بدر اولیٰ کہتے ہیں۔

5۔سریہ عبداللہ بن جحش

سریہ عبداللہ بن جحش اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق غزوۂ بدر کبریٰ کا قوی سبب اور عجیب مقدمہ ثابت ہوا کیونکہ یہ سریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 ہجری کے رجب میں پیش آیا اور غزوۂ بدر کبریٰ اس سال کے ماہِ رمضان میں واقع ہوا۔ گویا ان دونوں کے درمیان شعبان کا ایک ہی مہینہ آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ غزوے کی تیاری کریں۔ انہوں نے غزوہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں جا رہے ہیں تو انہوں نے آپ ﷺ سے جدائی کے غم میں فرطِ جذبات سے رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان کا یہ عالم دیکھا تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور آٹھ مہاجرین کے ساتھ روانہ کر دیا۔ انہیں آپ ﷺ نے ایک خط لکھ دیا جس میں انہیں چند امور کا پابند کیا اور یہ حکم دیا کہ جب تک دو دن کا سفر طے نہ کر وا سے پڑھنا نہیں۔ دو دن بعد اسے پڑھنا، اس پر عمل کرنا اور کسی کو مجبور نہیں کرنا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ دو دن بعد انہوں نے خط کھولا اور اسے پڑھا جس میں نخلہ کے مقام پر پڑاؤ کا حکم دیا گیا تھا کہ یہاں قریش کی گھات میں بیٹھیں اور ان کی عسکری حرکات اور جنگی تدابیر سے آپ ﷺ کو آگاہ کریں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو خط پڑھ کر سنایا چنانچہ وہ سب ہی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے باقی ساتھیوں کے ساتھ نخلہ میں جا پڑاؤ کیا۔ قریش کا قافلہ گزرا جو منقے وغیرہ سے لدا ہوا تھا اور اس کے ساتھ عمرو بن حضرمی، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ، نوفل بن عبداللہ اور حکم بن کیسان تھے۔ عکاشہ بن محصن نے گنج کرا رکھا تھا۔ انہوں نے قافلہ سالاروں کو دیکھا تو وہ خوفزدہ ہونے کے بعد مطمئن ہو گئے اور کہا: کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ عمرہ کرنے والے ہیں۔

اسلامی لشکر کے افراد نے آپس میں مشورہ کیا کیونکہ وہ رجب کا آخری دن تھا کہ اگر اس رات انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ حدودِ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور لڑتے ہیں تو ماہِ رجب کی حرمت پامال ہوتی ہے۔ انہوں نے غور کیا اور اس پر اتفاق کا اظہار کیا کہ ان سے قتال کریں گے کیونکہ مشرکین کے جرائم ماہِ حرام میں قتال سے کہیں بڑے ہیں۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی کو تیر مارا اور قتل کر دیا۔ عثمان اور حکم کو قیدی بنایا مگر نوفل بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور ان کے ہاتھ نہ آیا۔

انہوں نے قیدیوں اور کارواں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: رسول اللہ ﷺ کے لیے پانچواں حصہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے پانچواں حصہ آپ ﷺ کے لیے الگ کر دیا۔ ابھی خمس کے فرض ہونے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ کی جناب سے عبداللہ رضی اللہ عنہ پر الہام ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ماہِ حرم میں ان کے قتال کو ناپسند کیا اور کوئی چیز وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردار دیکھ کر اہلِ سریہ کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے ۔انہیں یقین آ گیا کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں ۔مسلمانوں نے بھی اس کام پر ان سے نفرت کا اظہار کیا۔مشرکین نے اس واقعے کا خوب پراپیگنڈہ کیا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے ماہِ حرمت کو پامال کر دیا ہے،اس میں خون بہایا ہے،اس میں مال چھینا ہے اور مَردوں کو قید کیا ہے۔اہلِ مکہ میں سے مومنین نے اس کا یہ جواب دیا کہ مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے یکم شعبان کو کیا ہے۔وہ رجب کا مہینہ نہیں تھا کیونکہ ہوسکتا ہے رجب کا آخری دن شعبان کا پہلا دن ہو۔

سوالات میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے کرتوت بیان کر کے اصحاب سریہ رضی اللہ عنہم کا عذر نازل فرمادیا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ
(البقرۃ:217)

”وہ آپ سے حُرمت والے مہینے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس میں قتال کرنا کیسا ہے؟ آپ کہہ دیں اگرچہ اس میں قتال کرنا کبیرہ گناہ ہے۔تاہم اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجدِ حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا،اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی کبیرہ گناہ ہے۔اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔“

اس آیتِ کریمہ نے یہ ثابت کر دیا کہ ماہِ حرام میں قتال کرنا اگر چہ بہت بڑا مسئلہ ہے تاہم لوگوں کو اسلام سے روک دینا اس سے بھی بڑا گناہ ہے کہ وہ ایمان نہ لاسکیں،توحید نہ اپنا سکیں،اپنی تکمیل نہ کر سکیں اور سعادت سے بہرہ مند نہ ہوں۔
ایسے ہی اللہ تعالیٰ،اس کے رسول ﷺ اور اس کی ملاقات کا انکار کرنا بھی ماہِ حرام میں قتال سے بڑا گناہ ہے۔جیسے مومنین کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور عبادت کرنے سے روکنا اور اہلِ مسجد کو سزاؤں اور تکلیفوں سے دوچار کر کے ہجرت پر مجبور کرنا بھی ماہِ حرام میں قتال کرنے سے بڑا گناہ ہے۔مومنوں کو اذیتیں اور تکلیفیں دے کر اپنے دین کی بابت فتنے میں مبتلا کرنا بھی ماہِ حرام میں قتال کرنے سے بڑا ظلم اور اس سے قبیح جرم ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اصحاب سریہ رضی اللہ عنہم کا عذر نازل ہو چکا تو انہوں نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ !اس قتال میں ہمیں اجر بھی ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ (البقرہ:218)

''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا یقیناً وہی اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا، بڑا رحم نے والا ہے''

اصحاب سریہ رضی اللہ عنہم جس اجر و ثواب کی امید رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کی خوشخبری دے دی۔

جب ہنگامہ اپنے اختتام کو پہنچا تو قریش نے فدیہ بھیجا تاکہ اپنے قیدی رہا کروائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی آمد تک انہیں ملتوی کر دیا جو اپنے اونٹ کی تلاش میں سریہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔

سعد اور عتبہ رضی اللہ عنہما آ گئے تو آپ ﷺ نے عثمان بن عبداللہ کا فدیہ قبول کیا اور وہ مکہ پہنچ گیا جب کہ حکم بن کیسان نے اسلام قبول کیا اور وہ بہتر مسلمان ثابت ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں واپس نہ کیا۔ بئر معونہ کے دن حکم کو بھی شہید کر دیا گیا فرضی اللہ عنہ و أرضاه.

وقد سجل هذه السرية الصديق رضی اللہ عنہ فی ستة أبيات من الشعر فقال:

تدعون قتلاً فی الحرام عظيمة ... وأعظم منه لو يرى الرشد راشدُ
صُدُودُكم عما يقول محمد ... وكفرٌ به واللهُ راءٍ وشاهدُ
واخراجُكم من مسجد الله اهله ... لئلاّ يُرى الله فی البيت ساجدُ
فانّا وان عيّرتمونا بقتله ... وأرجف بالاسلام باغٍ وحاسدُ
سقينا من ابن الحضرميّ رماحَنا ... بنخلة لما أوقد الحرب واقد
دَمًا وابن عبدالله عثمان بيننا ... يُنَازِعه غُلٌّ من القد عاند

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔ دعوت وجہاد کے لیے تیاری میں آپ ﷺ کی جستجو کا بیان ہے کہ آپ ﷺ ایک غزوہ سے فارغ ہوتے تو دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تیاری شروع کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اسلام اور امت کی جانب سے بہترین جزا عطا کریں جو امت کی جانب سے نبی کو دی جاتی ہے۔

2۔ تمام اعمال میں حسنِ تدبیر، کمالِ تصرف اور عظمتِ رُشد سے رسول اللہ ﷺ کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔

3۔ اسلام میں پہلی غنیمت کا بیان ہے۔ خمس اللہ تعالیٰ کی جناب سے الہام تھا جسے بعد میں فرض کر دیا گیا۔

4۔ اسلام میں ابتدائی فدیے کا بیان ہے۔

5۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کس قدر محبت کیا کرتے تھے اس کا بیان ہے حتیٰ کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے فراق گوارا نہ کیا۔ آپ ﷺ نے بھی ان پر رحم کیا اور انہیں ساتھ رہنے دیا۔

6۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا سریہ غزوۂ بدر کبریٰ کا مقدمہ ہے۔

غزوۂ بدر کبریٰ

دعوتِ اسلامیہ کی تاریخ میں یہ ایک فیصلہ کن معرکہ تھا جسے قرآنِ کریم میں ''یومِ فرقان'' کا نام دیا گیا ہے۔ جنگ سے پہلے بعض اقدامات ہوئے ہیں۔ جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد بھی بڑے بڑے واقعات پیش آئے ہیں۔ ایمان و توحید اور کفر و شرک کے فریقین کی جانب سے درج ذیل اقدام کیا گیا:

1۔ قریش کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کے ساتھ دیگر قافلہ سالاروں کی قیادت میں شام سے مکہ کی راہ پر روانہ ہوا۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کو اس قافلے کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کیا کہ جب وہ حجاز سے گزرے گا اس پر چھاپہ ماریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا قیمتی ساز و سامان انہیں غنیمت میں دے دیں۔ انہیں مال کی اشد ضرورت تھی کیونکہ انہوں نے اپنا مال مکے میں ہی چھوڑ دیا تھا اور ہجرت کر کے اپنا آپ بچایا تھا جس پر قریش نے قبضہ جما چھوڑا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هذه عير قريش فيها اموالهم فاخرجوا اليها لعل الله ينفلكموها (البداية والنهاية 3/272)

''قریش کا قافلہ آرہا ہے۔ اس میں ان کا مال ہے۔ اس کے لیے نکلنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت میں دے دیں۔''

بعض لوگ فوراً تیار ہوگئے اور بعض نے سستی کا مظاہرہ کیا کیونکہ وہ لازمی حکم نہیں تھا بلکہ صرف ایک پیش کش تھی۔ جیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ جنگ لڑیں گے یا قتال کریں گے۔

3۔ابوسفیان اپنا قافلہ لے کر حجاز کے قریب پہنچا ہی چاہتا تھا۔وہ حالات معلوم کرتا تھا اور ہر سوار سے پوچھتا تھا۔اسے خدشہ تھا کہ مسلمان اس کا راستہ روکیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا۔کسی کارواں نے اس کو بتلایا کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قافلے پر چھاپہ مارنے کے لیے نکال چکے ہیں۔ابوسفیان کا خدشہ حقیقی خوف میں بدل گیا۔اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو گراں قدر اُجرت دے کر مکہ بھیجا کہ اپنے تجارتی قافلے کی حمایت کے لیے قریش فوراً نکلیں۔

4۔عاتکہ بنت عبدالمطلب نے مکہ میں خواب دیکھا جس نے انہیں خوف زدہ کر دیا۔یہ ضمضم کی مکہ آمد سے تین راتیں پہلے کا واقعہ ہے۔انہوں نے اپنے بھائی عباس کے پاس جا کر کہا: بھائی! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا ہے اور مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ آپ کی قوم پر مصیبت اور شر آنے والا ہے۔انہوں نے پوچھا: آپ نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے دیکھا ہے کہ ایک شتر سوار آیا۔وہ اَبطح پر کھڑا ہوا اور بلند آواز سے پکارا: سنو! حملہ آوروں کے لیے تین دن کے اندر اندر میدان میں نکلو۔اس نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں تو وہ مسجد میں داخل ہو گیا۔لوگ اس کے اردگرد کھڑے دریافت کر رہے تھے کہ اس کا اونٹ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔اس نے پھر ایسے ہی پکارا: سنو! حملہ آوروں کے لیے تین دن کے اندر اندر میدان میں نکلو۔پھر اس کا اونٹ جبلِ ابی قبیس پر چڑھ گیا تو اس نے ایسے ہی پکارا۔پھر اس نے ایک چٹان کو اٹھایا اور نیچے پھینک دیا۔وہ پہاڑ کی نچلی سطح تک پہنچی تو ریزہ ریزہ ہو گئی۔مکہ کا کوئی گھر یا ڈیرہ ایسا نہیں تھا جس میں چٹان کا ٹکڑا نہ گیا ہو۔

عباس نے کہا: اس خواب کو چھپائے رکھنا اور کسی سے بیان نہ کرنا۔عاتکہ نے کہا: تم بھی اسے چھپائے رکھنا مگر عباس نے اپنے دوست ولید بن عتبہ سے بیان کر دیا اور اس سے کہا کہ چھپائے رکھنا مگر ولید نے اپنے باپ سے بیان کر دیا۔ہوتے ہوتے یہ خواب ابوجہل تک جا پہنچا جو سن کر غصے میں آ گیا۔اس نے عباس کو طواف کرتے دیکھا تو کہا: ابوالفضل! فارغ ہو کر میری بات سننا۔عباس آئے تو اس نے پوچھا: بنو عبدالمطلب! تم میں نبیہ کب سے ہوئی ہے؟ عباس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگا: عاتکہ نے جو خواب دیکھا ہے۔میں نے پوچھا: کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا: بنو عبدالمطلب! تم اس پر راضی ہو کہ تمہارے مرد چھوڑ عورتیں تک نبوت کا دعویٰ کریں؟ عاتکہ کے زعم کے مطابق اس نے کہا ہے کہ تین دن کے اندر اندر میدان میں نکلو۔ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں۔جو اس نے کہا ہے اگر وہ سچ ثابت ہو گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ٹھیک ہے اور تین دن بعد بھی اگر ایسا کچھ نہ ہوا تو ہم تمہارے خلاف ایک تحریر لکھیں گے کہ تم عرب کا سب سے جھوٹا گھرانہ ہو۔ تین دن بعد ضمضم بن عمرو غفاری مکے جا پہنچا۔ بطنِ وادی میں اپنے اونٹ پر کھڑا ہوا، اپنے پالان کو اٹھایا، گریبان کو چاک کیا، اونٹ کے بدن کا ایک حصہ کاٹا اور بہ آواز بلند پکارا: بار بردار اونٹ! بار بردار اونٹ! ابوسفیان کے کاروان میں تمہارے اموال پر محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) نے چھاپہ مارا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ تم اس تک پہنچ پاؤ گے۔ مدد کرو! اس کی مدد کرو! قریش نے یہ کہتے ہوئے تیاریاں شروع کر دیں کہ محمد (ﷺ) اور اس کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہمیں بھی ابن حضرمی کا قافلہ ہی سمجھے ہیں۔ ہرگز نہیں! واللہ! انہیں پتہ چل جائے گا۔ نکلتے وقت انہیں یاد آیا کہ ان کے اور بنو بکر کے مابین جنگ جاری ہے ایسا نہ ہو کہ بنو بکر پیچھے حملہ کر دیں مگر سراقہ بن مالک کی شکل میں ابلیس حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں تمہارا حمایتی ہوں۔ کنانہ پیچھے سے تم پر حملہ نہیں کر سکتے جو تم ناگوار سمجھتے ہو۔ یہ سن کر وہ مطمئن ہو گئے اور فوراً ہی چل دیئے۔

5۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے۔ یہ سوموار کا دن تھا اور رمضان کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ مدینہ پر آپ ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے روحاء کے مقام سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور مدینہ پر انہیں قائم مقام بنایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا پکڑایا۔ آپ ﷺ کے آگے آگے دو سیاہ جھنڈے تھے: ایک عقاب تھا جو علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور دوسرا جھنڈا ایک انصاری کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے پاس کل ستر اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ لشکر کل تین سو چودہ افراد پر مشتمل تھا جن کے پاس صرف دو گھوڑے تھے: ایک زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا۔ اس کے بعد انہوں نے روحاء کے وسیع میدان کے لئے عتیق کی راہ پر رختِ سفر باندھا اور روحاء کے کنویں پر جا پڑاؤ کیا۔ یہاں سے کوچ کرتے وقت راستے کو بائیں جانب چھوڑتے ہوئے دائیں جانب روانہ ہوئے اور مضیق صفراء سے وادی کو قطع کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ابوزغباء کے دو بیٹوں جہنی اور عدی کو بدر روانہ کیا تاکہ وہ آپ ﷺ تک ابوسفیان وغیرہ کے حالات پہنچائیں اور خود آپ ﷺ نے دائیں جانب پر وادیٔ ظفران کو عبور کر کے جا پڑاؤ کیا۔ آپ ﷺ کو قریش کی آمد کا علم ہو چکا تھا جو اپنے قافلہ کو بچانے آ رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور انہیں قریش کی آمد کا بتایا۔ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بڑا عمدہ کلام کیا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے کر بڑی خوب صورت گفتگو فرمائی۔ ان کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو حکم ارشاد فرمایا ہے آپ ﷺ اس کے لئے تشریف لے چلئے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم عرض کریں گے کہ آپ اور آپ کا رب لڑیں ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اگر آپ ﷺ ہمیں برک غماد تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ وہاں تک بھی جائیں گے۔'' آپ ﷺ نے مقداد رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''لوگو! مجھے مشورہ دو۔'' اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی مراد شاید ہم ہیں؟'' فرمایا: ''بالکل۔'' عرض کیا: '' ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی ہے اور ہم نے گواہی دی ہے کہ آپ ﷺ جو کچھ لائے ہیں وہ برحق ہے۔ اس پر ہم نے آپ ﷺ سے عہد و پیمان بھی کیا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ جو ارادہ رکھتے ہیں، آگے بڑھیں۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اگر آپ ﷺ ہمیں اس سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہمیں ناگوار نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ صبح دم ہی ہمارے ساتھ مل کر دشمن سے دوچار ہوں۔ ہم جنگ میں ثابت قدمی اور بہادروں کا خطاب کریں گے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہم سے وہ کارکردگی دکھائے گا جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ چنانچہ اللہ کی برکت سے آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ بڑے خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

سیروا وأبشروا فان اللہ قد وعدنی احدی الطائفتین واللہ لکأنی الآن أنظر الی مصارع القوم (البدایۃ والنھایۃ: 278/3)

''چل پڑو اور خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے دو میں سے ایک جماعت کا مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے واللہ! گویا میں اس وقت دشمن کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں''

رسول اللہ ﷺ نے انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تھا کیونکہ آپ ﷺ کے اور ان کے مابین عقبہ میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعت ہوئی تھی وہ مدینہ سے باہر آپ ﷺ کی مدد کرنے کو شامل نہ تھی بلکہ اس کا تعلق صرف اور صرف مدینہ کے اندرون سے تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کو خطرہ تھا کہ مدینہ کے خارج میں آپ ﷺ سے جو جنگ کرے گا شاید یہ ان کے خلاف جنگ نہ کریں مگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر آپ ﷺ مطمئن و مسرور ہوئے اور آگے بڑھ کر میدان بدر کے پاس ہی جا پڑاؤ کیا۔

جنگی تدبیر:

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہو کر آگے نکل گئے جب کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہیں نزول فرما تھے تا کہ اس علاقے کا جائزہ لیں اور قریش اور ان کے قافلے کا احوال معلوم کریں۔ راستے میں ایک بزرگ سفیان ضمری سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس سے قریش، محمد اور اصحاب محمد کے بارے میں پوچھا کہ وہ ان کے متعلق کیا جانتا ہے؟ اس نے کہا: میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک تم مجھے اپنا نہیں بتاؤ گے کہ تم کون ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اخبرتنا اخبرناک (البدایۃ والنہایۃ 3/ 279.280)

''اگر آپ ہمیں بتائیں گے تو ہم بھی آپ کو بتا دیں گے۔''

آپ ﷺ کی اس بات میں احتیاط واحتراس پایا جاتا ہے۔ بزرگ نے کہا: اس شرط پر بتاؤ گے؟ فرمایا: ہاں۔ بزرگ نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد (ﷺ) اور اس کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) فلاں فلاں دن نکلے ہیں۔ اگر مجھے خبر دینے والا سچا ہے تو وہ آج فلاں فلاں جگہ پر ہوں گے۔ اس نے اسی جگہ کا بتلایا جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نزول فرما تھے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ قریشِ مکہ فلاں فلاں دن نکلے ہیں۔ مجھے خبر دینے والا اگر سچا ہے تو وہ آج فلاں جگہ پر ہوں گے۔ یہ اس بعیدی کنارے کی جانب اشارہ تھا جہاں اب قریش پہنچ چکے تھے۔ پھر اس نے پوچھا: آپ کہاں سے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نحن من ماء

''ہم پانی سے ہیں۔''

اس کا مطلب تھا کہ ہماری جنس پانی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ (الانبیاء:30)

''اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو بنایا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی جانب سے یہ بہت اچھا توریہ تھا جسے اپنے موقف کے لیے آپ ﷺ نے استعمال کیا۔
بزرگ نے حیرانی سے تردد کیا کہ اس کلمے میں کس پانی کی جانب نسبت ہے؟ عراق کا پانی مراد ہے یا کوئی اور؟
رسول اللہ ﷺ اسلامی لشکر میں پلٹ آئے۔

دوسری تدبیر:

رسول اللہ ﷺ نے شام کے وقت علی، زبیر، سعد اور دیگر افراد رضی اللہ عنہم کو جاسوسی کے لیے بھیجا کہ وہ دشمن کا احوال معلوم کریں۔ انہوں نے دو آدمیوں کو جا پایا جو قریش کو پانی پلاتے تھے۔ وہ انہیں اسلامی لشکر میں پکڑ لائے اور ان سے پوچھ گچھ کی۔ انہوں نے کہا: ہم قریش کے ساقی ہیں مگر مسلمانوں نے تسلیم نہ کیا اور ان پر یہ الزام لگایا کہ تم قریش کے نہیں بلکہ قافلے کے ساقی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لشکر کی بجائے قافلے میں رغبت رکھتے تھے کیونکہ لشکر کے برعکس اس میں کوئی کانٹا نہیں تھا لہٰذا وہ غیر کانٹے دار ہی کو چاہ رہے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (الانفال:7)

"اور جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک یقیناً تمہارا ہے۔ اور تم چاہتے تھے کہ یقیناً غیر مسلّح گروہ ہی تمہارے لیے ہو۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے مزید پوچھا مگر جب انہوں نے اپنی بات پر اصرار کیا تو انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ ابوسفیان کے ساقی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اذا صدقا کم ضربتموھا واذا کذبا کم ترکتموھا . صدقا واللہ انھما لقریش . اخبرنا عن قریش

"انہوں نے سچ بولا تو تم نے انہیں پیٹا اور جب جھوٹ بولا تو تم نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے سچ کہا تھا۔ واللہ! یہ قریش کے ساقی ہیں۔ ہمیں قریش کے بارے میں بتلاؤ۔

انہوں نے کہا: وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں جو آپ کو دور والا کنارہ دکھائی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا: بہت زیادہ ہیں۔ پوچھا: تعداد کیا ہے؟ کہا: معلوم نہیں۔ پوچھا: روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ کہا: نو یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس۔فرمایا: نوسو، ہزار کے درمیان ہیں۔ پوچھا: سردارانِ قریش میں سے کون کون ہیں؟ کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوبختری بن ہشام، حکیم بن حزام وغیرہ۔انہوں نے سردارانِ قریش کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هذه مكة قد القت اليكم افلاذ كبدها (البداية والنهاية: 3/280)

''مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے پھینک دیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوچ کیا اور قریبی کنارے کے پاس جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔اس جگہ پانی نہیں تھا۔لشکر کو پیاس لگ گئی۔ان میں سے بعض احتلام کی بنا پر جنبی ہو گئے مگر غسل کے لیے پانی دستیاب نہ ہوا۔شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ کل کیسے قتال کرو گے حالانکہ تم جنبی ہو؟ کل کیسے لڑو گے حالانکہ تمہارے پاس پانی تک نہیں ہے۔تم پیاس سے ہی مر جاؤ گے۔ان کے دل میں شیطان نے اس قسم کا وسوسہ پیدا کیا۔اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر انہیں عزت سے نوازا۔چنانچہ انہوں نے پانی پیا، اس سے غسل کیا اور اس نے ریت کو بھی جما دیا تا کہ اس پر جھپٹنے پلٹنے میں آسانی رہے۔اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ
وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾

''جب اللہ تعالیٰ تمہاری تسکین کے لیے تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا۔اور آسمان سے تم پر پانی نازل کر رہا تھا تا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے۔اور تم سے شیطان کی نجاست کو دور کر دے۔اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے۔اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔'' (الانفال:11)

ابتدائی تدبیر:

اسلامی لشکر بسبس بن عمرو اور عدی بن زعباء کو آگے بھیج چکا تھا کہ وہ دشمن کا احوال معلوم کریں۔انہوں نے ایک چشمے پر اُتر کر مشکیزے سے پانی پیا۔چشمے پر ایک آدمی تھا جس کا نام مجدی بن عمرو تھا۔بسبس اور عدی نے دو بچیوں کو سنا۔ایک دوسری سے کہہ رہی تھی کہ کل صبح تک قافلہ پہنچ جائے گا۔میں ان کے لیے کام کروں گی پھر میں تمہارا کام مکمل کر دوں گی۔ان کی بات سن کر وہ اونٹوں پر سوار ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور قافلے کی آمد کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ آپ ﷺ کو بتلا دیا کہ وہ کل صبح تک یا بعد از صبح پہنچ جائے گا لیکن ابوسفیان نے خوف اور شدتِ احتیاط کی بنا پر جلد ہی قافلے کو بدر کے پانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچادیا۔ یہاں اس نے مجدی سے پوچھا: ''کسی کو یہاں دیکھا ہے؟'' اس نے کہا: ''میں نے کوئی ایسا اجنبی نہیں دیکھا البتہ دوسوار دیکھے ہیں جنہوں نے اس ٹیلے کے پاس اپنے اونٹ بٹھائے، انہیں مشکیزے سے پانی پلایا اور چل دیئے۔'' ابوسفیان اونٹ بیٹھنے کی جگہ پر گیا، مینگنیاں اٹھا کر توڑیں تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں۔ اس نے کہا: ''واللہ! یہ یثرب کا چارہ ہے۔'' وہ جلدی جلدی قافلے کے پاس آیا، اس کا راستہ تبدیل کر دیا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑتے ہوئے ساحل کی راہ پر گامزن ہوا اور دوڑتا ہوا نکل گیا۔ اس طرح قافلہ بچ نکلا۔

ابوسفیان نے قریش کو یہ اطلاع بہم پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے قافلہ محفوظ رکھا ہے لٰہذا وہ پلٹ جائیں مگر ابوجہل نے کہا: ''واللہ! ہم واپس نہ ہوں گے جب تک بدر پر نہ جائیں۔ تین دن تک وہاں قیام کریں گے، اونٹ ذبح کریں گے، کھانا کھائیں گے، شراب پئیں گے، ناچیں گائیں گے تاکہ عرب ہمیں سنیں اور ہمارا لشکر دیکھیں کہ وہ ہمیشہ ہمیش تک کے لیے ہم سے مرعوب ہو جائیں۔'' بدر میں سالانہ منڈی ہوتی تھی جہاں لوگ جمع ہوتے تھے۔ اخنس بن شریق ثقفی بنوزہرہ کا حلیف تھا۔ اس نے ابوجہل کا انکار کیا اور کہا: ''بنوزہرہ! تم واپس پلٹ جاؤ۔ تمہیں بدر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا مال بچایا ہے اور تمہارے صاحب کو چھٹکارا دیا ہے۔'' ان کے صاحب کا نام مخرمہ بن نوفل تھا۔ چنانچہ وہ مکہ کو واپس ہوئے اور بدر میں نہ گئے لیکن قریش نے پیش قدمی کر کے ''عدوۂ قصویٰ'' پر جا پڑاؤ کیا۔

اسلامی لشکر کے احوال:

رسول اللہ ﷺ نے جس جگہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پڑاؤ ڈالا تھا اسے خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عسکری لحاظ سے غیر مناسب سمجھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس مقام پر آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اترے ہیں کہ ہمیں اس سے آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیے یا جنگی تدبیر کے پیشِ نگاہ ایسا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے بلکہ جنگی تدبیر کے لیے ایسا کیا ہے۔ عرض کیا: پڑاؤ کے لیے یہ کوئی مناسب جگہ نہیں ہے۔ آپ آگے بڑھیے! ہمیں دشمن کے قریب ترین کنوئیں پر پڑاؤ کرنا چاہیے اور اس کے پیچھے جتنے کنوئیں ہیں سب بھر دینے چاہئیں۔ پھر ہم اس پر تالاب بنائیں اور اس میں پانی بھر دیں۔ پھر ہم دشمن سے لڑیں گے۔ ہمارے پاس وافر پانی ہوگا اور ان کے پاس نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ کا مشورہ درست ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ 3/283) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کوچ کیا اور دشمن سے قریب ترین کنوئیں پر جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا تو کنوؤں کو بھر دیا گیا اور جس کنوئیں پر آپ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑاؤ کیا تھا اس پر تالاب بنا دیا، اسے پانی سے بھر دیا اور اس میں برتن ڈال دیئے۔

ایک عمدہ تدبیر:

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لیے سایہ دار چھپر کا انتظام کریں جس میں آپ ﷺ آرام کریں اور ساتھ سواری کے جانور تیار کھڑے ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں غلبہ عطا کریں اور ہم فتح یاب ہوں تو یہی ہمارا مقصد ہے۔ بصورتِ دیگر آپ ﷺ سواری پر بیٹھ کر ہماری قوم میں پہنچ جائیں۔ ہمارے پیچھے بہت سے لوگ رہ گئے ہیں۔ یا نبی اللہ ﷺ! ہماری آپ ﷺ کے ساتھ محبت ان سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر انہیں خیال ہوتا کہ آپ ﷺ دشمن سے دوبدو ہوں گے تو وہ پیچھے نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے آپ ﷺ کو بچائے گا۔ وہ آپ ﷺ کی خیر خواہی کریں گے اور آپ ﷺ کے دوش بہ دوش جہاد کریں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔ آپ ﷺ پر چھپر بنا دیا گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ ایک اچھی تدبیر تھی۔

فوجیں آمنے سامنے:

قریش نے میدانِ جنگ کی طرف پیش قدمی کی۔ آپ ﷺ نے انہیں ٹیلے سے اتر کر آتے دیکھا تو دستِ سوال دراز فرمایا:

اللھم ھذہ قریش قد اقبلت بخیلائھا وفخرھا تحادک وتکذب رسولک اللھم فنصرک الذی وعدتنی اللھم احنھم الغداۃ

''یا اللہ! یہ قریش اپنے غرور و تکبر کے ساتھ آ رہے ہیں، آپ سے جھگڑتے ہیں، آپ کے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یا اللہ! اپنی مدد بھیجئے جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔''

آپ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو سرخ اونٹ پر دیکھا تو فرمایا:

ان یکن فی احد من القوم خیر فعند صاحب ھذا الجمل الاحمر ان یطیعوہ یرشدوا

(البدایۃ والنہایۃ 3/284)

''اگر اس قوم میں سے کسی کے پاس خیر ہے تو وہ سرخ رنگ کے اونٹ والا شخص ہے۔ وہ اس کی بات مانیں گے تو ہدایت پائیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافرانہ فوج میں:

قریش جب میدانِ جنگ میں اتر پڑے تو عمیر بن وہب جمحی سے کہا: جاؤ! اندازہ کر کے آؤ کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ کتنے افراد ہیں۔ اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کے گرد چکر لگایا اور کہا: تین سو یا اس سے اوپر نیچے ہوں گے لیکن ٹھہرو! ذرا مجھے دیکھنے دو۔ کہیں ان کے آدمی پیچھے نہ چھپے ہوں یا ان کے لیے امدادی فوج نہ آئی ہو۔ چنانچہ وہ میدان میں دور تک نکل گیا۔ جب کوئی دکھائی نہ پڑا تو آ کر کہا: میں دیکھ آیا ہوں۔ امدادی فوج یا چھپے آدمی نہیں ہیں مگر میں نے مصیبتیں دیکھی ہیں جن پر موت سوار ہے۔ یثرب کے آبپاشی کے اونٹ موت اٹھا کر لائے ہیں۔ ان کے پاس اپنی حفاظت کے لیے تلواروں کے سوا اور کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ واللہ! میرا خیال ہے کہ جتنے آدمی ان کے قتل ہوں گے اتنے ہی تمہارے بھی قتل ہوں گے۔ اگر انہوں نے اتنے ہی تمہارے بندوں کو قتل کر دیا تو پھر زندگی میں کیا لطف باقی رہ گیا؟ چنانچہ غور کر دیکھو۔ یہ عمیر کی نصیحت ہے۔ حکیم بن حزام نے عمیر کو سنا تو عتبہ کے پاس آ کر اس نے کہا: ابوالولید! آپ قریش کے بڑے، ان کے سردار اور ان کے مطاع ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ تک آپ کا تذکرہ خیر ہو! کیا آپ یہ پسند نہیں کریں گے؟ اس نے پوچھا: حکیم! کیا بات ہے؟ حکیم نے کہا: آپ لوگوں کو واپس کر دیں اور اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کے امر کا ذمہ اٹھائیں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ میرے ذمہ اس کی دیت اور اس کا نقصان ہے مگر آپ ابن حنظلہ، ابوجہل کے پاس جایئے کیونکہ اس کے علاوہ مجھے کسی سے خوف نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے امر میں اختلاف کرے گا۔ تاہم عتبہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا: گروہِ قریش! تم محمد (ﷺ) سے دوبدو ہو کر کیا کرنا چاہتے ہو؟ اگر تم نے اس پر غلبہ پایا تو ایک شخص دوسرے کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا کیونکہ اس نے اس کا چچازاد یا خالہ زاد بھائی بند قتل کیا ہوگا۔ لہٰذا تم پلٹ جاؤ اور محمد (ﷺ) اور عرب کے لیے میدان چھوڑ دو۔ اگر وہ اس پر غالب آ جائیں تو یہی تمہارا ارادہ تھا اور اگر وہ غالب آ گئے تو وہ تمہیں معاف کر دے گا اور تم سے کوئی تعرض نہ کرے گا۔

حکیم نے ابوجہل کے پاس جا کر کہا: عتبہ نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ جنگ نہ کریں اور مکہ پلٹ جائیں۔ ابوجہل نے جواب دیا: اس نے کہا: واللہ: خوف سے اس کا پھیپھڑا پھول گیا ہے ہم قطعاً واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیتے۔ عتبہ نے یہ اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو اونٹ کھاتے دیکھا ہے جن میں اس کا بیٹا بھی ہے چنانچہ اس نے تمہیں اس سے ڈرایا ہے۔ جب عتبہ تک ابوجہل کا یہ کلام پہنچا تو اس نے کہا: زرد چوتڑ والا جلد ہی جان جائے گا کہ اس کے خوف سے میرا پھیپھڑا پھولا ہے یا اس کا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی لشکر کے احوال:

قائدِ اعظم رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں درست کروا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس کے ساتھ آپ ﷺ سپاہیوں کو سیدھا کرتے تھے۔ سواد بن غزیہ صف سے تھوڑا آگے تھے۔ آپ ﷺ نے تیر کے ساتھ ان کے پیٹ میں چوک لگائی اور فرمایا: سواد! برابر ہو جاؤ۔ سواد نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اللہ نے آپ کو حق اور عدل دے کر مبعوث فرمایا ہے چنانچہ آپ مجھے بدلہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا دیا اور فرمایا: بدلہ لے لو۔ انہوں نے جھک کر پیٹ مبارک کو چومنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: سواد! تجھے کس چیز نے اس پر آمادہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ دیکھ رہے ہیں جو وقت آچکا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میرا آپ ﷺ سے آخری عہد یہ ہونا چاہئے کہ میری جلد نے آپ ﷺ کی جلد کو چھوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ (البدایۃ والنہایۃ 3/287)

صفیں درست کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے چھپر میں واپس آئے۔ ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کر رہے تھے اور اپنی مدد کا وعدہ پورا کرنے کی دعا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللهم ان تهلک هذه العصابة اليوم لا تعبد بعدها فی الارض

''الٰہی! آج اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو اس کے بعد زمین پر آپ کی عبادت نہیں ہوگی۔''

آپ ﷺ پکار کر اپنے رب سے عرض کر رہے تھے:

اللهم انجز لی ما وعدتنی اللهم نصرک (البداية والنهاية 3/288)

''یا اللہ! مجھ سے آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا فرمائیں۔ اپنی مدد بھیج دیں۔''

آپ ﷺ نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا رکھے تھے حتیٰ کہ چادر آپ ﷺ کے کندھوں سے گر گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چادر آپ ﷺ کے کندھوں پر برابر کی اور پیچھے سے آپ ﷺ کو اپنی بغل میں دبائے رکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی بہت دعا ہو چکی ہے۔ وہ آپ ﷺ سے کیا ہوا وعدہ جلد ہی پورا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو تھوڑی دیر اونگھ آگئی۔ پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابشـر یـا ابـابـکر اتاک نصر اللہ ھذا جبریل آخذ بعنان فرس یقودہ علی ثنایاہ النقع

ای الغبار (البدایۃ والنھایۃ 3/293)

''ابوبکر! خوش ہو جاؤ! یہ جبریل علیہ السلام ہماری مدد کے لیے آ گئے ہیں۔ ان کے سامنے کے دو دانتوں پر غبار

ہے۔''

فریقین دو بدو:

ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی سترہ جمعہ کی صبح کو توحید کا فریق اور کفر کا فریق دو بدو ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر فریق کی نگاہوں میں دوسرے کی تعداد کو کم کر کے دکھایا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا (الانفال:44)

''اور جب تمہارا آمنا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ انہیں تمہاری نظروں میں کم کر کے دکھا رہا تھا اور تمہیں ان کی نگاہوں میں کم کر کے دکھا رہا تھا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کا فیصلہ کر دیں جو ہو کر رہنے والا تھا۔''

معرکے کا آغاز ہوا۔ مشرکین نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام مہجع رضی اللہ عنہ کو تیر مارا۔ یہ پہلا مسلمان ہے جس نے معرکے میں جامِ شہادت نوش کیا۔ پھر بنو عدی بن نجار کے حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو حوض سے پانی پیتے ہوئے سینے پر تیر آ لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ وہی ہیں جن کی ماں نے مدینہ میں حاضرِ خدمت ہو کر پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے حارثہ کے بارے میں بتلائیے! اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں ورنہ اللہ کو دکھاؤں کہ کیا آہ و بکا کرتی ہوں۔ فرمایا:

ویحک انھا جنان ثمان وان ابنک اصاب الفردوس الاعلی (بخاری 3982)

''تجھ پر افسوس ہے! آٹھ جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔''

کافرانہ فوج سے اسود بن عبدالاسد مخزومی نکلا۔ وہ ایک شرپسند اور بداخلاق آدمی تھا۔ اس نے کہا: میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض سے لازماً پانی پیوں گا یا اس کو لازماً گراؤں گا یا لازماً موت سے دوچار ہوں گا۔ اس کے مقابلے میں حمزہ رضی اللہ عنہ آئے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس مہارت سے وار کیا کہ اس کا پاؤں کاٹ کے رکھ دیا۔ وہ ابھی حوض سے دور ہی تھا کہ اپنی پشت کے بل گرا۔ اس کی ٹانگ خون سے لت پت ہو گئی۔ پھر وہ گھسٹ کر حوض کی جانب آیا حتی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کود گیا۔ وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کیا اور اپنے حوض میں ہی قتل کر دیا۔ بدر میں مشرکین کا یہ پہلا مقتول تھا۔

مبارزت:

ابتدائی زمانے میں جنگ کا طریقہ کار یہ تھا کہ معرکے کا آغاز مبارزت سے ہوتا تھا اور کسی لشکر کا ایک شخص دوسری جانب سے کسی کو مقابلے کے لیے بلاتا تھا تاکہ حمیت کو بھڑکائیں اور جنگجوؤں کو اُبھاریں۔ غزوۂ بدر میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے مبارزت کے لیے پکارا۔ مقابلے میں انصار سے عوف بن عفراء، معوذ بن عفراء اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم میدان میں آئے۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ جواب دیا: انصار کا قبیلہ ہیں۔ انہوں نے کہا: ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ کسی نے اعلان کیا: محمد (ﷺ)! ہمارے مقابلے میں ہماری قوم سے ہمارے برابر نکالو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبیدہ بن حارث (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو جاؤ! حمزہ (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو جاؤ! علی (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو جاؤ! وہ کھڑے ہوئے اور ان کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عبیدہ۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حمزہ۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: علی۔ انہوں نے کہا: برابر کا جوڑ ہے۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا، حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے مقابلہ کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے ولید سے مقابلہ کیا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر میں ہی شیبہ کو قتل کر دیا، علی رضی اللہ عنہ نے بھی جلد ہی ولید کو موت کے گھاٹ اتار دیا مگر عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ میں وار کا تبادلہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کر دیا۔ علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر جھپٹ پڑے، اسے قتل کر دیا اور اپنے ساتھی کو اٹھا کر لشکر گاہ میں پہنچا دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ 3/289)

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو قتال پر برانگیختہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ لا یقاتلھم الیوم رجل فیقتل صابرًا محتسبًا مقبلا غیر مدبر الا ادخلہ اللہ الجنۃ (البدایۃ والنہایۃ 3/293)

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! آج جو شخص کفار کے ساتھ صبر کے ساتھ ثواب کی امید سے لڑے گا، پیٹھ نہیں دکھائے گا اور شہید ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“

بنوسلمہ کے عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کھجوریں کھا رہے تھے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: واہ! واہ! میرے اور جنت میں داخل ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اتنی دیر ہے کہ کفار مجھے قتل کر دیں۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار پکڑ کر لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا رضی اللہ عنہ وأرضاہ ۔ اس کے بعد ابن عفراء نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ: اللہ تعالیٰ اپنے عبد کے کس عمل سے ہنستا ہے۔ آپ نے فرمایا: لڑتے لڑتے دشمن میں گھس جانا: چنانچہ انہوں نے اپنی ذرہ کو اتار پھینکا اور تلوار لیکر قتال شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ رضی اللہ عنہ وأرضاہ ۔

رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر ایک مٹھی خاک اٹھائی، قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا:

شاھت الوجوہ (البدایۃ والنہایۃ 3/ 301)

''چہرے بدشکل ہو جائیں!''

اوران پر پھینک دیا۔ (حاشیہ: اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

''جب آپ نے پھینکا تو آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔''

یہ مشتِ خاک جنگجو کافروں کے منہ میں داخل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اگر نہ ہوتے تو یہ مٹی مشکل سے ایک یا دو مشرکین تک پہنچ پاتی۔) آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ سخت حملہ کرو۔ قریش میں گھمسان کا رن پڑا۔ قریش کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ قریش کے بڑے بڑوں کو اللہ نے قتل کر دیا اور ان کے سرداروں کو قیدی بنایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے چھپر میں تشریف فرما تھے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ شمشیر بدست ہو کر انصار کے ایک دستے کے ساتھ دروازے پر پہرہ دے رہے تھے کہ دشمن آپ ﷺ پر حملہ نہ کر دیں۔

خوش کن انجام:

معرکہ بپا ہوا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام کے زیر قیادت فرشتے بھی شریک ہوئے۔ ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مردانہ شکل میں تھے اور سفید عمامے باندھ رکھے تھے۔ انہوں نے کفار کے پیچھے سے حملہ کیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا مشاہدہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بتلایا بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ (الانفال:۹)

''جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تم مدد مانگ رہے تھے کیونکہ صحابہ کرام نے مشرکین سے ملاقات کے وقت گڑگڑا کر اللہ سے دعا مانگی تھی کہ وہ ان کی مدد فرمائیں۔

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴿۹﴾ (الانفال:۹)

''چنانچہ اُس نے تمہاری فریاد کو قبول کیا۔ یقیناً میں فرشتوں میں سے لگاتار ایک ہزار بھیج کر تمہاری مدد کرنے والا ہوں۔''

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط (الانفال:12)

''جب تمہارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں۔ چنانچہ تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔''

چنانچہ بعض فرشتوں نے عملاً قتال کیا اور بعض فرشتوں نے مومنوں کے دل کو ثابت رکھا تا کہ وہ قتال میں صبر و ثبات کا مظاہرہ کریں۔

مسلمین کی شاندار فتح کے ساتھ معرکہ اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ قریش کے بڑے بڑے ستر افراد کو قتل کر دیا گیا اور ستر ہی کو قیدی بنایا گیا۔ مقتولین میں اس امت کا فرعون ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، شیبہ بن ربیعہ، حنظلہ بن ابی سفیان، عقبہ بن ابی معیط، ابوالبختری، عبیدہ بن سعید بن عاص، نوفل بن خویلد، نضر بن حارث، عاص بن ہشام اور امیہ بن خلف سمیت کل ستر افراد شامل ہیں۔

قیدیوں میں عباس بن عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کے چچا)، عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، عمرو بن ابی سفیان، ابوالعاص بن ربیع (زینب بنت رسول ﷺ کے خاوند) ابوعزیز بن عمیر (مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی) اور سہیل بن عمرو وغیرہم شامل ہیں۔

معجزہ محمدی ﷺ:

معرکہ جاری تھا۔ قتال کے دوران عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اب وہ کیسے قتال کریں؟ چنانچہ انہوں نے مرکزِ قیادت چھپر میں حاضرِ خدمت ہو کر اپنی تلوار ٹوٹنے کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں ایک لکڑی تھما کر فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاتل بهذا یا عکاشة

''عکاشہ! اس کے ساتھ قتال کرو۔''

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے پکڑا ہی تھا کہ وہ سفید رنگ لمبی تیز دھاری تلوار بن گئی۔ چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ قتال کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا۔ اس تلوار کو ''عون'' کہا جاتا تھا۔ یہ تلوار برابر عکاشہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی جس سے وہ قتال کیا کرتے تھے حتی کہ عہدِ صدیقی میں مرتدین کے خلاف جہاد کے دوران انہیں شہید کر دیا گیا۔ گویا یہ تلوار بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ایک عظیم معجزہ تھا۔

کفار کی لاشیں:

معرکے کی آگ ٹھنڈی ہو چکی اور مسلمانوں نے شہداء کو دفن کر دیا جن کی تعداد چودہ تھی تو کفار کی لاشوں کو بھی کھینچ کر میدانِ بدر کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اللہ کے باغی اُمیہ بن خلف کا پیٹ پھول چکا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ہلایا تو اس کا گوشت پگھلنے لگ گیا۔ چنانچہ انہوں نے لاش کو اسی جگہ رہنے دیا اور مٹی اور پتھر ڈال کر اس کو چھپا دیا۔

دشمنوں کو حبیب محمد ﷺ کی ڈانٹ:

جس کنوئیں میں کفار کی لاشوں کو پھینکا گیا تھا، رات کو سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کنوئیں پر کھڑے ہیں اور انہیں مخاطب کر کے ڈانٹ پلا رہے ہیں:

يا اهل القليب ! بئس عشيرة النبى كنتم لنبيكم . كذبتمونى وصدقنى الناس واخرجتمونى وآوانى الناس وقاتلتمونى ونصرنى الناس ، فهل وجدتم ما وعدكم ربكم حقا ؟ فانى قد وجدت ما وعدنى ربى حقا

''اہلِ قلیب! تم اپنے نبی کی بُری برادری ہو۔ تم نے مجھے جھٹلایا جب کہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکال دیا لوگوں نے مجھے جگہ دی۔ تم نے مجھ سے قتال کیا لوگوں نے میری مدد کی۔ کیا تم سے تمہارے ربّ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا ہے؟ میرے ربّ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا کر دیا ہے۔''

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ بے جان لاشوں سے کیا بات کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

ما انتم باسمع منهم لما اقول لهم ولكنهم لا يستطيعون ان يجيبوا (مسلم3 / 2 2 7، البداية والنهاية3 / 310)

''میں جو کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔''

وفي هذا يقول حسان في قصيدة سجل فيها غزوة بدر منها قوله:

فدعْ التذكرَّ كل يوم ... وردَّ حرارة الصدر الكئيب
وخبر بالذى لا عيب فيه ... بصدق غير اخبار الكذوب
بما صنع المليك غداة بدر ... لنا في المشركين من النصيب
غداة كان جَمْعَهم حراءُ ... بدت أركانُه جنُحَ الغروب
فلاقيناهم منَّا بجَمْع ... كَأُسْد الغاب مُرْدان وشيب
أمام مُحمد قد وازروه ... على الاعداء في لَفْحِ الحروب
بأيديهم صوارمُ مرهفات ... وكل مُجرَّب خاطى الكُعوب
بنو الأوس الغطارف وازرتُها ... بنو النجار في الدِّين الصليب
فغادرنا أبا جهل صريعًا ... وعتبة قد تركنا بالجبوب
وشيبة قد تركنا في رجال ... ذوى حسب اذا نُسبوا حَسيب
يناديهم رسولُ الله لما ... قذفناهم كباكب في القليب
ألم تجدوا كلامى كان حقًّا ... وأمر الله بأخذ بالقُلوب
فما نطقوا ولونطقوا لقالوا: ... صدقت وكنت ذا رأى مُصيب

ایک اختلاف اور اس کا حل:

مشرکوں کو قتل کرنے اور انہیں قیدی بنانے کے عمل سے فارغ ہو کر قائدِ اعظم رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کا مال جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ اس کا حق دار کون ہے؟ جمع کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں نے کہا: یہ مال ہمارا ہے۔ لڑنے والوں نے کہا: واللہ! اگر ہم نہ ہوتے تو تم اسے حاصل نہ کر سکتے۔ ہم نے دشمن کو تم سے مشغول رکھا حتی کہ تم نے اسے سمیٹ رکھا۔ آپ ﷺ کے پہرہ داروں نے کہا: تم اس مال کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① (الانفال:1)

''وہ آپ سے اموالِ غنیمت بارے پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیں: غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہیں۔ چنانچہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اپنے آپس کے تعلقات کی اصلاح کرو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔''

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے اختلاف کو ختم کر دیا۔ پھر غنیمت کی تقسیم کا بیان نازل فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ㊶ (الانفال:41)

''اور جان لو کہ کسی چیز سے جو مالِ غنیمت بھی تم حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا اور رشتے داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اس پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے فیصلے کے دن اپنے بندے پر نازل کیا جس دن دو گروہ آپس میں متصادم ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔''

اس کے ساتھ اختلاف بالکل ہی دور ہو گیا الحمد للہ ربّ العالمین۔

فتح کی خوشخبریاں:

رسول اللہ ﷺ نے فوراً ہی مدینہ میں فتح کی خوش خبری بھجوا دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بالائی جانب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زیریں جانب خوش خبری سنانے والا بنا کر روانہ فرمایا۔

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے پاس یہ خبر اس وقت پہنچی جب ہم رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی قبر پر مٹی برابر کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آئے۔ میں ان کے پاس گیا۔ وہ جائے نماز پر آ کر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا۔ وہ فرما رہے تھے: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل، زمعہ بن اسود، ابوالبختری، امیہ بن خلف، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا: اباجان! کیا یہ سچ ہے؟ فرمایا: ہاں میرے بیٹے۔ اللہ کی قسم! یہ سچ ہے۔

بدر سے واپسی:

رسول اللہ ﷺ بدر سے مدینہ واپس آ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ کفار کے قیدی تھے اور غنیمت کا مال بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر عبداللہ بن کعب نجاری رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر کر رکھا تھا۔ مضیق، صفراء سے نکل کر آپ نے مضیق اور نازیہ کے درمیان ایک ٹیلے پر نزول فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان غنیمت کا مال برابر برابر تقسیم کیا۔ پھر کوچ فرمایا حتی کہ روحاء کے مقام پر مسلمانوں نے فتح کی مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ صفراء سے سفر کے درمیان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قیدی نضر بن حارث کو قتل کر دیا جیسے عقبہ بن ابی معیط کو بھی کر دیا گیا۔ انہیں عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے عرقِ طیبہ کے مقام پر قتل کیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا حجام ابو ہند حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے آپ ﷺ کو کھجور اور پنیر کا حلوہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

انما هو ابو هند امرؤ من الانصار فانكحوه وانكحوا اليه

''ابو ہند انصار کا ایک فرد ہے اس کے ساتھ رشتہ داری قائم کرو۔''

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابو ہند فروہ بن عمرو بیاضی کا غلام تھا۔ پھر آپ ﷺ روانہ ہوئے اور قیدیوں سے ایک دن پہلے مدینہ شریف میں پہنچ گئے۔

کیا بہتر ہے؟ قتل یا فدیہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے اپنی مدد کا وعدہ مکمل کیا کہ مشرکین کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ میدانِ جنگ سے اس طرح فرار ہوئے کہ اپنے پیچھے ستر لاشیں چھوڑ گئے جنہیں کنوئیں میں پھینک دیا گیا اور ستر قیدی چھوڑ گئے جنہیں پابہ زنجیر کر دیا گیا۔ مدینہ واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے تاکہ وصول کردہ مال جہاد کے تسلسل میں معاون ثابت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر تمہیں قبضہ دیا ہے۔ ان کی بابت تم کیا کہتے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کی گردن ماردیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہے، آپ ﷺ کو نکال باہر کیا ہے۔ آپ ﷺ انہیں قتل کردیں۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض کیا اور اپنا بیان دہرایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا خیال ہے کہ آپ ﷺ انہیں معاف کردیں اور ان سے فدیہ قبول کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے حزن وملال جاتا رہا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں معاف کردیا اور ان سے فدیہ قبول کیا۔ (البدایۃ والنہایۃ 3/ 214) اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ (الانفال: 67)

”کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں یہاں تک کہ وہ زمین میں (کافروں کا) خوب قتل کرلیتے۔ تم لوگ دنیا کے سامان کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آخرت کا ارادہ رکھتا ہے۔“

اس آیت میں عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے موافقت ظاہر ہوتی ہے کہ اس جنگ کے قیدی قتل کردیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور ان کے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عذر کو بیان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦٩﴾ (الانفال: 68،69)

”اگر اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا پہلے ہی موجود نہ ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے وصول کیا ہے اس کی وجہ سے تمہیں بڑا عذاب پہنچ جاتا۔ چنانچہ جو مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ، حلال اور پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا درگزر کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔“

قیدیوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٠﴾ (الانفال: 70)

”اے نبی! تمہارے ہاتھوں میں جو قیدی ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھلائی پائے گا تو جو (فدیہ) تم سے لیا گیا ہے وہ اس سے بہتر تمہیں دے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

چنانچہ انہیں فدیہ ادا کرنے کا حوصلہ دیا گیا اور ان سے مغفرت ورحمت کا وعدہ کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور اس کا حق ادا کر دیا۔

ان میں نبی ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب جیسے قیدی شامل تھے۔

بہر حال معرکۂ بدر میں قیدیوں کو قتل کرنا فدیہ وصول کرنے سے بہتر تھا کیونکہ یہی وہ پہلا معرکہ تھا جس میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔ بدر کے علاوہ جنگوں میں بے شک فدیہ وصول کرنا ہی بہتر تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال کی ان آیات کے بعد سورۃ قتال نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا (محمد:4)

''چنانچہ جب تمہارا کافروں سے مقابلہ ہو تو گردنیں مارنا ہے۔ حتیٰ کہ جب تم اُنہیں خوب قتل کر چکو تو مضبوط باندھ دو۔ اس کے بعد یا احسان ہے یا فدیہ ہے یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے احسان، فدیہ اور قتل میں اختیار دیا ہے۔ چنانچہ امام وقت اسلام اور مسلمین کی مصلحتِ عامہ کو پیش نگاہ رکھے گا۔ اگر مصلحت فدیے کا تقاضا کرتی ہے تو فدیہ وصول کرے گا، اگر قتل کا تقاضا کرتی ہے تو قتل کرے گا اور اگر احسان کا تقاضا کرتی ہے تو احسان کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا کرم:

رسول اللہ ﷺ کے وافر لطف وکرم کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے قیدی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیئے۔ وہ الگ الگ انہیں مدینہ لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

استوصوا بالاسارى خيرًا (البداية والنهاية: 3/325)

''قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔''

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بھی قید ہوا تھا۔ اس نے بیان کیا ہے کہ میرا بھائی مصعب اور ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاری شخص مجھے گرفتار کر رہے تھے تو میرے بھائی نے اپنے ساتھی سے کہا: اس کو اچھی طرح قابو کرو۔ اس کی ماں مال دار ہے، اس کے فدیہ میں کافی رقم دے گی۔ ابو عزیز کہتا ہے: جب مجھے بدر سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ مدینہ لایا گیا تو انصار کے ایک گھرانے میں رکھا گیا۔ وہ صبح یا شام جب بھی کھانا کھاتے روٹی میرے آگے رکھتے اور خود کھجور کھاتے۔ یہ ہمارے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا اثر تھا۔ کھاتے کھاتے جب کسی کے ہاتھ روٹی کا ٹکڑا آجاتا وہ مجھے دے دیتا۔ میں شرم کی وجہ سے واپس کر دیتا مگر وہ دوبارہ مجھے لوٹا دیتا اور اس کو مس تک نہ کرتا۔ سبحان اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رسول ﷺ کے کس قدر فرماں بردار تھے! آپ ﷺ پر درود و سلام ہو! آپ ﷺ کس درجے رحم دل تھے کہ دشمن بھی آپ ﷺ کی رحمت کو وصول کرتے ہیں۔ ورضی اللہ عن صحابته الطّیّبین البررة الخیّرین.

مکہ میں قریش کی شکست کا ذکر:

مکہ میں قریش کی شکست کی خبر سب سے پہلے حیسمان بن عبداللہ خزاعی لایا۔ مکہ کے لوگوں نے اس سے پوچھا: کچھ جنگِ بدر کا احوال سناؤ۔ اس نے کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج، ابوالبختری بن ہشام قتل ہو گئے ہیں۔ اس نے جب قریش کے سرداروں کے نام گننا شروع کیے تو حطیم میں بیٹھا ہوا صفوان بولا: اس میں عقل نہیں ہے۔ اس سے میرے متعلق دریافت کرو۔ لوگوں نے پوچھا: صفوان بن امیہ کا کیا ہوا؟ اس نے کہا: وہ یہ حطیم میں بیٹھا ہوا مجھے پاگل بتا رہا ہے۔ میں نے بدر میں اس کے بھائی اور باپ کو قتل ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے غلام ابورافع قریش کی شکست کا واقعہ سناتے ہوئے کہتے ہیں: میں عباس کا غلام تھا۔ ابولہب بدر سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام کو روانہ کیا تھا۔ اس کے پاس خبر پہنچی تو وہ لڑکھڑاتے قدموں پر کھڑا ہوا اور جلد ہی زمزم کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا: ابوسفیان بن حارث آرہا ہے۔ ابولہب نے کہا: میرے پاس آؤ۔ میری عمر کی قسم! تمہارے پاس سچی خبر ہے۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے سر پر کھڑے تھے۔ ابولہب نے پوچھا: بھتیجے! بتاؤ ذرا لوگوں پر کیا بیتی؟ اس نے کہا: واللہ! ہمارا مقابلہ ایک ایسی قوم سے ہوا جس کے مقابلے میں ہم پیٹھ دکھانے پر مجبور ہو گئے۔ وہ جس کو چاہتے تھے قتل کرتے تھے اور جس کو چاہتے تھے گرفتار کرتے تھے۔ واللہ! اس وجہ سے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ ہمارا ان سفید فام آدمیوں سے پالا پڑا جو آسمان و زمین کے درمیان گھوڑوں پر سوار تھے۔ ان کے مقابلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کو ٹھہرنے کی جرأت نہ تھی۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ فرشتے تھے۔ یہ سننا تھا کہ ابولہب آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے میرے منہ پر بڑے زور سے طمانچہ دے مارا۔ یہ دیکھ کر ام فضل کو بھی طیش آ گیا۔ اس نے خیمے کا بانس ابولہب کے سر پر دے مارا اور کہا: تو نے اس کو کمزور سمجھا ہے کہ اس کا آقا یہاں نہیں ہے۔ وہ نادم ہو کر اٹھ گیا۔ واللہ! اس کے بعد وہ مشکل سے سات راتیں ہی زندہ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عدسہ میں مبتلا کر دیا جس سے وہ مر گیا۔

قریش کو جب عبرتناک شکست کا سامنا ہوا تو ان کی عورتوں نے نوحہ کرنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کو جب اس کا علم ہوگا تو وہ خوش ہوں گے چنانچہ انہوں نے ایک حکم جاری کر دیا کہ رونا منع ہے اور نہ ہی فدیہ کے عوض قیدیوں کا مطالبہ کریں گے کہ مسلمان فدیے کی رقم کو بڑھاتے ہی نہ جائیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ اسود بن عبدالمطلب کو تین افراد زمعہ، عقیل اور حارث کا صدمہ تھا۔ وہ جی بھر کے رونا چاہتا تھا مگر قریش کا جاری کردہ حکم نامہ اس میں رکاوٹ تھا۔ اسی دوران ایک رات اس نے سنا کہ کوئی عورت نوحہ کر رہی ہے۔ اس نے اپنے غلام سے کہا: جاؤ! دیکھ کر آؤ کہ کیا قریش اپنے مقتولین پر رو رہے ہیں تاکہ میں بھی ابوحکیمہ پر رو سکوں۔ میرے پیٹ میں ابال اٹھ رہے ہیں۔ غلام نے واپس آ کر بتایا کہ ایک عورت رو رہی ہے جس کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔

فانشد هو يقول:

أتبكي أن يضلّ لها بعير　　ويمنعها من النوم السهُودُ
فلا تبكي على بكر ولكن　　على بدر تقاصرت الجدود
على بدر سراة بني هصيص　　ومخزوم ورهط أبي الوليد

واقعۂ بدر کے اہم واقعات:

ہم نے واقعہ بدر کا مشاہدہ کیا اور اس کے داخلی اور خارجی واقعات کو رکھا ہے اس تاریخی معرکہ کے قریب و بعید میں بے شمار اثرات مرتب ہوئے ہیں ذیل کے نکات میں امکانی حد تک ہم ان کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

ابووداعہ کا فدیہ:

جنگ بدر میں دیگر کے ساتھ ابووداعہ سہمی کو بھی قید کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں سنا اور اس کو جا کر دیکھا تو فرمایا: مکہ میں اس کا مال دار تاجر بیٹا ہے۔ بڑا دانا ہے۔ وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ لے کر آئے گا۔ (البدایۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والنہایۃ 3/ 328) ادھر قریش نے جب یہ اقرار کیا کہ اپنے قیدی چھڑانے میں جلدی نہ کرو وہ تم سے طاقت ور ہو جائیں گے تو مطلب بن ابی وداعہ نے کہا: سچ کہتے ہو تم نہ جلدی کرنا۔ ایک رات اس نے مدینہ کا رخ کیا اور چار ہزار درہم کا فدیہ دے کر اپنے والد کو رہا کروایا۔ دانا اور نیک بیٹے اپنے آباء کے ساتھ ایسا سلوک ہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔

سہیل بن عمرو:

سہیل بن عمرو کی رہائی کے لیے مکرز بن حفص آیا۔ بنو سالم بن عوف انصاری کے مالک بن دخشم نے اسے قیدی بنایا ہوا تھا۔ مکرز نے ان سے سہیل کی رہائی کے لیے بات کی تو انہوں نے کہا: اس کے عوض فدیے کا مال ادا کردو۔ مکرز نے کہا: تم اس کے بدلے میں مجھے پابہ زنجیر بناؤ۔ انہوں نے سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو قیدی بنا چھوڑا۔ سہیل کا اوپر والا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔ وہ بلا کا خطیب تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں تو میں سہیل بن عمرو کے اگلے دو دانت توڑ دوں تو آپ ﷺ کے خلاف کبھی خطاب نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا امثل بہ فیمثل اللہ بی و ان کنت نبیًا ، وانہ عسی ان یوم مقامًا لا تذمہ علیہ۔ (البدایۃ والنہایۃ 3/ 329)

"میں اس کا مثلہ نہیں کروں گا ورنہ اللہ میرا مثلہ کر دے گا خواہ میں نبی ہوں۔ وہ ایک دن ایسی جگہ پر کھڑا ہوگا کہ آپ اس کی مذمت نہیں کر سکیں گے۔"

ابوالعاص بن ربیع:

ابوالعاص بن ربیع رسول اللہ ﷺ کے داماد اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رغبت سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا تھا رضی اللہ عنہم أجمعین و ألحقنی بهم آمین۔

رسول اللہ ﷺ کو جب منصبِ نبوت پر سرفراز فرمایا گیا تو ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سمیت ان کی تمام بیٹیاں اسی وقت اسلام قبول کر چکی تھیں مگر ابوالعاص اپنے شرک پر ہی قائم رہا اور مشرکین کے ساتھ بدر میں بھی شریک ہوا۔ انہیں قیدی بنایا گیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے فدیے میں مال بھیجا اور اس میں اپنا وہ ہار بھی بھیج دیا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر انہیں پہنایا تھا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو زینب رضی اللہ عنہا پر بڑا ترس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان رأيتم ان تُطلقوا لها اسيرها وتردوا عليها ما لها فافعلوا

''اگر تم دیکھو کہ اس کا قیدی چھوڑ دو اور اس کا ہار بھی واپس کر دو تو ایسے ہی کرو۔''

انہوں نے عرض کیا: بالکل یا رسول اللہ ﷺ! چنانچہ انہوں نے ابوالعاص کو چھوڑ دیا اور ہار بھی واپس کر دیا۔ اس واقعے میں رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت اور ایمانی و بشری اطاعت ظاہر ہوتی ہے۔ (مستدرک حاکم 3/237ح 5038، البداية والنهاية 3/330)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت:

رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کو بلا کسی عوض کے رہا کر کے جو احسان کیا تو گویا آپ ﷺ نے اس پر یہ شرط عائد کر دی تھی کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کا راستہ چھوڑ دے گا تا کہ وہ مدینہ میں اپنے والدِ گرامی قدر کے پاس آ جائیں۔ چنانچہ ابوالعاص بن ربیع جب مکہ پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے زید بن حارثہ اور کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ سے لائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ وہ بطنِ یاجج پر کھڑے رہیں۔ زینب رضی اللہ عنہا ان کے پاس سے گزریں تو ان کے ساتھ آ جائیں۔ وہ مدینہ سے نکل پڑے ہیں۔ یہ قریباً بدر کے ایک ماہ بعد تک کا واقعہ ہے۔ اُدھر ابوالعاص نے گھر پہنچتے ہی کہہ دیا کہ آپ اپنے باپ کے پاس چلی جائیں۔ ابھی زینب رضی اللہ عنہا سفر کی تیاری کر رہی تھیں کہ ہند بنت عتبہ نے ان سے ملاقات کی اور کہا: زینب رضی اللہ عنہا! معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے باپ کے پاس جا رہی ہیں؟ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے خوف کھایا اور کہا: میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس نے کہا: میری چچازاد بیٹی! ایسا نہ کریں۔ اگر آپ کو کسی متاع کی ضرورت ہے جو سفر کو آپ پر آسان کر دے یا کسی مال کی ضرورت ہے جو باپ کے پاس پہنچا دے تو میرے پاس آپ کی ضرورت کا سامان موجود ہے۔ آپ شرم نہ کریں۔ ایسی شرم مردوں میں ہوتی ہے عورتوں میں نہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: واللہ! ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے تو خوف کی بنا پر انکار کیا تھا کہ میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تیار ہو گئیں تو ان کے دیور کنانہ بن ربیع نے ان کے لیے اونٹ پیش کیا۔ وہ اس پر سوار ہوئیں۔ کنانہ نے اپنا ترکش اور کمان پکڑا اور دن کے وقت اونٹ کے آگے آگے چل پڑے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا خود ہودج میں بیٹھی تھیں۔ جب قریش کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پیچھا کیا اور ذی طویٰ کے مقام پر انہیں جا پایا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس سب سے پہلے ہبار بن اسود پہنچا۔ اس نے نیزے کے ساتھ اشارہ کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہا خوف زدہ ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا حمل ضائع ہو گیا۔ کنانہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ زمین پر بیٹھا دیا اور ترکش کھول کر کہا: واللہ! میرے قریب کوئی شخص نہیں آئے گا ورنہ اسے تیر ماردوں گا۔ چنانچہ وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے۔ ابوسفیان باتیں کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے کہا: آپ دن کے وقت لوگوں کے سامنے عورت کو نکال کر لے جارہے ہیں۔ آپ کو ہماری مصیبت اور شکست کا علم ہی ہے۔ باہر سے آکر کوئی شخص اگر اعلانیہ اس کی بیٹی ہمارے پاس سے لے جائے گا تو لوگ خیال کریں گے کہ ہماری مصیبت اور ہماری ذلت کا نتیجہ ہے۔ میری عمر کی قسم! اسے باپ سے روکنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس سے اپنا بدلہ چکانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ انہیں واپس لے جائیں اور جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہہ چکیں کہ ہم نے انہیں لوٹا دیا ہے تو رات کو چپکے سے نکلنا اور اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے چند دن قیام کیا اور جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو وہ انہیں رات کو لے کر نکلا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں اہلِ بصیرت کے لیے بہت زیادہ عبرت ہے۔

ابوالعاص کا قبول اسلام:

ابوالعاص بن ربیع سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے خاوند تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ چکی تھیں۔ فتحِ مکہ سے پہلے ابوالعاص شام میں تجارت پر روانہ ہوئے۔ وہ ایک امانت دار آدمی تھے۔ اصحابِ ثروت ان کے پاس اپنا مال رکھا کرتے اور یہ اس سے تجارت کیا کرتے تھے۔ شام سے واپس آتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ایک سریے نے ان پر چھاپہ مارا، ان کا مال قبضے میں کیا مگر وہ خود بھاگ کھڑے ہوئے۔ رات کے اندھیرے میں مدینہ پہنچے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے امان طلب کی۔ انہوں نے امان دے دی۔ وہ اپنے مال کا مطالبہ کرنے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نمازِ صبح کے لیے نکلے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا، لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہہ دیا کہ عورتوں کی صف میں سے زینب رضی اللہ عنہا نے بہ آوازِ بلند اعلان کیا: لوگو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دے رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا اور لوگوں کی جانب منہ کر کے ارشاد فرمایا: ''جو میں نے سنا ہے کیا تم نے بھی سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا:

> اما والذی نفس محمد بیده ما علمت بشیء من ذلک حتی سمعت ما سمعتم ، انه یجیر علی المسلمین ادناهم
>
> ''سنو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں اس کے بارے میں بالکل بھی نہیں جانتا تھا حتی کہ میں نے بھی یہ اعلان سنا ہے جو تم نے سماعت کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا کم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تر بھی پناہ دے سکتا ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے اور زینب رضی اللہ عنہا سے کہا:

ای بُنیة اکرمی مثواہ ، لا یخلصن الیک فانک لا تحلین لہ (مستدرک حاکم 3/237ح5038،البدایة والنہایة3/352)

''پیاری بیٹی! اسے بہتر جگہ دو۔ وہ آپ کے ساتھ تنہا نہ ہو کیونکہ آپ کے لیے وہ حلال نہیں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اصحابِ سریہ رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

ان ھذا الرجل منّا حیث قد علمتم ، وقد اصبتم لہ مالاً ، فان تُحسنوا وتردوا علیہ الذی لہ فانّا نحب ذلک ، وان ابیتم فھو فیءُ اللہ الذی افاء علیکم ، وانتم احق بہ

''اس آدمی کا ہمارے نزدیک کیا مقام ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ اس کا مال چھین لائے ہیں۔ اگر آپ احسان کریں اور اس کا مال واپس کر دیں تو مجھے خوشی ہوگی اور اگر آپ انکار کریں تو وہ اللہ کا مال ہے جو اس نے آپ کو عطا کیا ہے۔ آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔''

یہ سننا تھا کہ ان میں سے ہر آدمی نے اپنے حصے کا مال واپس کر دیا حتی کہ انہوں نے پرانی کمان اور چھوٹی لکڑی تک واپس کر دی۔ چنانچہ انہوں نے تمام مال اس کو لوٹا دیا۔ اس نے اٹھایا اور مکہ میں مالکوں کے سپرد کر دیا۔ پھر انہوں نے کہا: گروہِ قریش! کیا میرے ذمہ تم میں سے کسی کا مال باقی بچا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ واللہ! اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ ہم نے آپ کو باعزت، وفادار پایا ہے۔ آپ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے پاس میں نے اس خوف سے اسلام قبول نہیں کیا کہ میں آپ حضرات کا مال کھانا چاہتا ہوں۔ اب میں نے وہ ادا کر دیا ہے اور اس سے فارغ ہو چکا ہوں۔ چنانچہ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ وہ مکہ سے نکلے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا کیونکہ اسلام نے ان کو الگ کر دیا تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پہلے اسلام قبول کیا اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ بعد میں مسلمان ہوئے ہیں۔ (مستدرک حاکم 3/237ح5038)

ابوالعاص کی قائم کردہ سنہری مثال:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالعاص جس وقت شام سے تجارتی مال کے ساتھ واپس ہو رہے تھے اور سریہ نے ان پر چھاپہ مارا تو اہلِ کارواں نے آپ سے کہا: آپ مسلمان ہو جائیں اور اس مال پر قبضہ جمائیں جو مشرکین کا مال ہے۔ انہوں نے جواب دیا: یہ کام بہت بُرا ہے جس سے میں اپنے اسلام کا آغاز کروں گا کہ میں امانت میں خیانت کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ اس کے بعد وہ مکہ پہنچتے ہیں اور لوگوں کا مال انہیں واپس کر دیتے ہیں جو ان کے ذمے امانت تھا۔ پھر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ وفا کی ایک سنہری مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ کے داماد ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نے قائم کی ہے فرضی اللّٰہ عنہ وأرضاه وجعل الجنة مأواه آمين .

شیطان صفت آدمی کا قبول اسلام:

مکہ میں عمیر بن وہب نام کا ایک شخص تھا۔ وہ اپنے مکر وفریب میں شیطان کی مانند تھا۔ مکہ میں اس نے اہلِ اسلام کو بے شمار بڑی بڑی اذیتوں میں مبتلا کیا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ قریش کے شیاطین میں سے ایک شیطان ہے۔ ایک دن وہ صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا اہلِ بدر پر گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے اصحابِ قلیب کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا: واللہ! ان کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہے۔ عمیر نے کہا: واللہ! آپ سچ کہتے ہیں۔ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کی میں طاقت نہیں رکھتا، اپنے بعد میں عیال کے فاقہ سے ڈرتا ہوں تو میں جا کر محمد (ﷺ) کو قتل کر آتا۔ وہب کے دو بیٹوں کی میرے ذمے پرورش ہے جو مسلمانوں کے پاس قیدی ہیں۔ صفوان نے اس موقعے کو غنیمت سمجھا اور کہا: آپ کا قرض میرے ذمہ ہے اسے میں ادا کروں گا۔ آپ کے عیال میرے عیال کے ساتھ ہوں گے۔ جب تک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کروں گا۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوگی جس سے وہ محروم ہوں گے۔ عمیر نے اس سے کہا: ہمارے پروگرام کو پوشیدہ رکھنا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

عمیر نے حکم دیا تو تلوار کو سان پر چڑھایا گیا۔ پھر وہ چل پڑا اور مدینہ پہنچ گیا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عمیر بن وہب مسجد میں اونٹ بٹھا رہا ہے اور اس نے تلوار حمائل کر رکھی ہے تو فرمایا: یہ دشمنِ خدا عمیر بن وہب آیا ہے۔ واللہ! وہ کسی شر سے ہی آیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دشمنِ خدا عمیر آیا ہے اور اس نے تلوار لٹکا رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس بھیج دو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انصار کے چند افراد سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور بیٹھ رہو اور اس خبیث پر نگاہ رکھنا۔ اس سے خطرہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو گریبان سے پکڑ رکھا تھا اور اس کو رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)! اسے چھوڑ دو۔ عمیر! تم قریب آؤ۔ اس نے قریب آ کر کہا: انعموا صباحا یہ اہل جاہلیت کا سلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آپ کے تحیہ سے بہتر تحیہ کے ساتھ آپ کو عزت دیتے ہیں۔ اہلِ جنت کا تحیہ سلام ہے۔ عمیر نے کہا: واللہ! یا محمد (ﷺ)! میں ابھی نیا نیا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا: آپ کے پاس میرے والد وہب قیدی ہیں۔ ان کے لیے آیا ہوں۔ ان سے احسان کریں آپ ﷺ نے پوچھا: آپ کی گردن میں یہ تلوار کیسی ہے؟ تلواروں کا بُرا ہو! انہوں نے ہمیں کوئی فائدہ پہنچایا ہے۔ فرمایا: سچ سچ بتاؤ کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا: اسی مقصد سے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حطیم میں بیٹھے تھے۔ تم قریش کے اصحابِ قلیب کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ تو نے کہا: اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور اولاد کا ذمہ نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کر دیتا۔ صفوان نے تیرے قرض اور اولاد کا اس شرط پہ ذمہ اٹھایا ہے کہ تو مجھے قتل کرے گا اور اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ عمیر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر آسمان سے جو خبر آتی تھی اور جو وحی نازل ہوتی تھی اس کو ہم جھٹلایا کرتے تھے اور اس منصوبے میں میرے اور صفوان کے علاوہ تیسرا کوئی نہیں تھا۔ واللہ! مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو اللہ ہی نے بتایا ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی توفیق سے نوازا ہے اور مجھے اس راہ پر چلایا ہے۔ پھر اس نے شہادتین کا اقرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فقهوا اخاكم في دينه واقرئوه القرآن واطلقوا له اسيره

''اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ، اسے قرآن پڑھاؤ اور اس کا قیدی آزاد کر دو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا۔ عمیر نے مکہ واپس آ کر اسی قوت کے ساتھ دعوت کا کام شروع کر دیا جس کے ساتھ وہ اسلام سے روکا کرتا تھا اور اہلِ اسلام کو اذیت دیا کرتا تھا۔ ان کی دعوت سے ایک کثیر تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 17/59ح 118)

عمیر بن وہب جو شیطان تھا اس نے اس طرح اسلام قبول کیا کہ اسلام کا داعی بن گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خلقِ کثیر کو ہدایت سے بہرہ مند فرمایا۔ یہاں سے نبوت کی نشانی اور ایمان کی حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے کوئی اسے ہدایت نہیں دے سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ بدر کا شرف:

اہلِ بدر سے مراد وہ مومنین ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں قریشی قافلہ کے لیے نکلے جو شام سے آ رہا تھا اور جب وہ قافلہ بچ نکلا تو انہوں نے وادیٔ بدر میں کفارِ قریش سے قتال کا پروگرام بنایا۔ ان کی تعداد تین سو چودہ تھی جو قومِ طالوت کے برابر ہے۔ اہلِ بدر کا بڑا افضل اور بہت شرف ہے۔ درج ذیل احادیث اس کو واضح کرتی ہیں:

1۔ حارثہ شہید رضی اللہ عنہ کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے حارثہ کے مقام کا پتہ بتایئے گا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اجر کی امید رکھوں اور اگر دوسری صورت ہے تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ويحك او هبلت او جنة واحدة انها جنان كثيرة وانه في جنة الفردوس

(بخاری 3982)

''افسوس ہے کیا بے دین ہوگئی ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟ جنتیں بہت زیادہ ہیں اور حارثہ جنت فردوس میں ہے۔''

یہ حدیث اگرچہ شہدائے بدر کے بارے میں ہے تاہم یہ اہلِ بدر کی فضیلت پر بھی دال ہے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لن يدخل النار رجل شهد بدرًا او الحديبية (مسلم 6403، مسند احمد 15335)

''جو شخص بدر یا حدیبیہ میں شریک ہوا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا۔''

اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ اہلِ بدر اور اہلِ بیعت کے بارے میں یہ بڑی واضح حدیث ہے۔

3۔ بخاری نے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا: آپ کے نزدیک اہلِ بدر کا کیا مقام ہے؟ فرمایا:

من افضل المسلمين

''وہ تمام اہلِ اسلام سے زیادہ افضل ہیں۔''

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: بدر میں جو فرشتے حاضر ہوئے وہ بھی ایسے ہی ہیں۔ (بخاری 3992)

4۔ شیخین نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے فتحِ مکہ کے موقع پر اسلامی لشکر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکت میں آنے سے پہلے اہلِ مکہ کو خط لکھا تھا۔عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اجازت دیجیے اس کو قتل کر دوں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

قد شهد بدرًا ، وما يدريك لعل الله اطّلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لكم الجنة ، او قد غفرت لكم (بخاری3983،مسلم6401)

''وہ بدر میں حاضر ہوا ہے۔آپ کو کیا پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر جھانک کر فرمایا ہو کہ جو چاہو عمل کرو۔میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اور جنت تمہارے حق میں واجب ہو چکی ہے۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو آنکھیں بہہ پڑیں اور فرمایا: اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔''

یہ اہلِ بدر کے شرف وفضل کا بیان ہے جس تک ہم پہنچ ہی نہیں سکتے ہیں۔ہم ان سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی وہ اپنے فضل ورحمت سے نوازکر ان میں شامل فرمائیں بلاشبہ وہ بڑے رحیم ہیں، جواد کریم ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینا جائز ہے۔قریش نے اہلِ اسلام کو نکال باہر کیا اور ان کے مال پر قبضہ جمایا چنانچہ آپ ﷺ نے بھی ان کے قافلے پر چھاپہ مارا تا کہ ان سے مال چھینیں۔اس میں ظلم نہیں ہے۔یہ بالکل عدل ہے۔

2۔عملاً اپنے دفاع کے اصول پر عمل پیرا ہونا کیونکہ ارشاد ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ (الحج:39)

''انہیں بھی اجازت دے دی گئی جن سے جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی مدد پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔''

3۔مستحب اقوال وافعال کو چھوڑنا نہ ہی گناہ ہے اور نہ اس پر کوئی سزا ہے کیونکہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم جنگِ بدر میں حاضر نہیں ہوئے انہیں کوئی عتاب نہ کیا گیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ باہر نکلنے کا مطالبہ مستحب تھا واجب نہیں تھا۔

4۔مسلمانوں کے لیے اہم مسائل کے لیے شوریٰ کا قیام جائز ہے اور ضروریاتِ دین سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بدر کے مقام پر مشرکین سے جنگ کے بارے میں مشورہ فرمایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔عہد و پیمان کا لحاظ کرنا واجب ہے۔انصار نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر قتال کیا جو معاہدے کی پاسداری کا عملی کردار تھا۔

6۔ابوبکر، عمر، مقداد اور سعد رضی اللہ عنہم کے شرف کا بیان ہے۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو ان حضرات نے ان الفاظ میں بیان کیا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

7۔دشمن کی حرکات، ان کے مقامات، ان کی پوشیدہ قوت، ان کی موجودہ طاقت اور ان کے افرادِ کار کا پتہ چلانے کے لیے جاسوس روانہ کرنا ایک جنگی ضرورت ہے۔

8۔جنگ کے حالات میں گفتگو کے دوران اشارات و کنایات کا استعمال کرنا، دشمن کو جُل دینا، راستہ تبدیل کرنا، قوت کا اظہار کرنا جائز ہے۔

9۔دشمن کے افراد سے حقیقت اُگلوانے کے لیے ضرورت کے وقت انہیں تھوڑا بہت پیٹنا جائز ہے۔اس مار سے کوئی عضو نہ ٹوٹتا ہو اور زخم نہ آتا ہو۔البتہ سخت سزا دینا بہرحال حرام ہے۔

10۔جنگی تدابیر کا استعمال کرنا جائز ہے۔

11۔عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پہنچ کر لکڑی کا تلوار بن جانا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ایک معجزہ ہے کہ اس کے ساتھ عرصۂ دراز تک انہوں نے قتال کیا۔

12۔آپ ﷺ کی مشتِ خاک بھی نبوت کی ایک نشانی ہے جسے آپ ﷺ نے پھینکا تو تمام لشکر تک پہنچ کر اس نے انہیں ناکارہ بنا دیا اور انہیں شکست و ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا۔

13۔اس اصول کا بیان ہے کہ مسلمان اور کافر میں دوستی نہیں ہے کیونکہ جنگِ بدر میں کسی مسلمان نے اپنے بیٹے کو، کسی نے اپنے باپ کو اور کسی نے اپنے چچازاد کو قتل کیا تھا۔

14۔جنگِ بدر میں فرشتوں کا قتال کرنا، ان کے آثار کا ظاہر ہونا اور بعض افراد کا انہیں دیکھنا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔

15۔شیطان کا اپنے مشرک بھائیوں کو رسوائی میں مبتلا کرنا جب اس نے فرشتوں کو دیکھا تو میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا حالانکہ اس نے ان کی حمایت کا اعلان کیا تھا اور میدان میں بھی ان کے ساتھ ہی اترا تھا۔

16۔مستہزئین کا ہلاک ہونا مکہ میں اللہ اور رسول ﷺ کے اس فرمان کا مصداق ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۝ (الحجر:95)

''بلاشبہ آپ کی جانب سے مذاق اڑانے والوں کو ہم ہی کافی ہیں۔''

چنانچہ اس جنگ میں ابوجہل، عتبہ، امیہ، ولید اور عقبہ جیسے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا گیا۔

17۔مسلمان کا مسلمان کے ساتھ جب بھی اختلاف پیدا ہوگا اس کو اللہ ورسول ﷺ کی طرف لوٹانا واجب ہے کیونکہ غنیمت کے بارے میں جب اختلاف رونما ہوا تو اسے اللہ ورسول ﷺ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان عدل وخیر پر مبنی فیصلہ صادر فرمایا۔

18۔قیدی سے فدیہ وصول کرنا، اسے قتل کرنا یا اس پر احسان کرنا جائز ہے۔اس کو امامِ وقت کے صوابدید پر چھوڑ دیا جائے گا اور وہ اسی کے مطابق فیصلہ کرے گا جس میں اسلام اور مسلمین کی خیر دیکھے گا۔

19۔اسیرانِ بدر کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے ربّ کی موافقت کرنا کیونکہ انہیں قتل کرنا ان سے فدیہ وصول کرنے سے بہتر تھا۔

20۔اسیرانِ بدر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا حسنِ سلوک کی وصیت کرنا آپ ﷺ کی رحمت کی دلیل ہے۔اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے حکم کو بجالانے کا بھی بیان ہے۔

21۔اسلام میں پناہ کے اصول کا بیان ہے کہ مسلمانوں کا ادنیٰ شخص بھی پناہ دے سکتا ہے اور پناہ دینے میں عورت بھی مرد کی مانند ہی ہے۔

22۔زمانۂ جاہلیت میں عرب کے بعض کمالات مثلاً امانت، شجاعت اور عصمت کا بیان ہے۔

23۔رسول اللہ ﷺ کا عمیر کو وہ بات بتانا جو اس کے اور صفوان کے درمیان حطیم میں ہوئی تھی آپ ﷺ کی نبوت کی ایک دلیل ہے حالانکہ ان دو کے ساتھ تیسرا کوئی نہ تھا۔

24۔غزوۂ بدر کی تاریخ کا بیان ہے کہ وہ ہجرت کے دوسرے سال رمضان کے مہینے میں پیش آیا۔

دو ہجری کے اہم واقعات:

۲ھ کے واقعات مکمل ہو چکے ہیں تاریخی نقطۂ نگاہ خصوصاً قضیہ نسخ کی غرض سے انہیں نکات دار بیان کیا جاتا ہے کیونکہ نسخ کا حکم بہر حال تاریخی وقوع پر موقوف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سال کے اہم ترین واقعات درج ذیل ہیں:

1۔رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی قبر پر پتھر رکھا اور فرمایا کہ مجھے پتہ رہے گا کہ یہ میرے بھائی کی قبر ہے۔ان کی وفات ذوالحجہ میں ہوئی۔

2۔بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا گیا۔

3۔رمضان کے روزے فرض ہوئے اور عاشوراء کا روزہ منسوخ کر دیا گیا۔چنانچہ اس کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے اور سنتِ رسول ﷺ سے اس کا استحباب باقی ہے۔عاشوراء کا روزہ سابقہ ایک سال کے گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔

4۔عید نماز اور صدقۂ فطر کو شروع کیا گیا۔یہ اسلام کی سنتِ واجبہ ہے۔

5۔زکوٰۃ فرض ہوئی اور اس کے نصاب اور شرائط کو بیان کیا گیا۔

6۔دیتوں کو بیان کیا گیا اور اسے ایک تحریر کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی نیام میں رکھ دیا گیا۔

7۔سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔

8۔سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

9۔سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں۔

10:ابوالعاص بن ربیع کا اسلام قبول کرنا اور رسول اللہ کا ان کی بیگم سیدہ زینب کو انہیں واپس کر دینا۔

11۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کیا۔

12۔رسول اللہ ﷺ نے اس سال پہلی دفعہ نمازِ عید اور نمازِ قرباں ادا کی۔آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اصحابِ ثروت نے قربانی پیش کی۔

13۔رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا معجزاتی بیان ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں دو بدبخت ترین افراد کا نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سرخ فام جس نے ناقۂ ثمود کی کونچیں کاٹ دیں اور ایک وہ شخص جو اے علی! تجھے یہاں وار کرے گا حتی کہ داڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔آپ ﷺ نے اپنے سر پر سے داڑھی تک اشارہ کیا اور بالکل ایسے ہی ہوا کہ ایک خارجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔(البدایۃ والنہایۃ 3/261)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ اور مدینہ کے درمیان بدر کے محل وقوع اور ینبع اور رابغ کے مابین ساحلِ سمندر پر قافلۂ ابوسفیان کی گزرگاہ کا نقشہ ہے۔ اللہ کی تدبیر سے مسلمانوں کے دوبدو ہونے سے وہ بچ نکلا تھا۔

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔غزوہ بنی قینقاع

بنوقینقاع یہود کے ان تین قبیلوں میں سے ایک قبیلے کا نام ہے جو رومیوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اسلام کی آمد سے پہلے مدینہ میں پناہ گزین ہوئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے جن کی تورات وانجیل میں انہیں بشارت دی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے ہیں تو آپ ﷺ نے پہلے سال ہی ان سے صلح کا معاہدہ کیا تھا جس کی دستاویز اور شقوں کا پہلے تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

ان یہود کے بہت سے علماء منافقانہ روش اختیار کر کے در پردہ مشرکین کے دوست بن گئے۔ لہٰذا وہ ہر وقت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر کسی نہ کسی مصیبت کے انتظار میں رہتے تھے اور جب آنحضرت ﷺ غزوۂ بدر کے لیے نکلے ہیں تو یہ اس غلط فہمی کی بناء پر بہت خوش تھے کہ مسلمان شکست کھا جائیں گے، ان کی قوت ٹوٹ جائے گی اور ان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا لیکن جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مشرکین شکست سے دوچار ہوئے تو یہ خون کے گھونٹ پی کر دانت پیستے رہ گئے اور زبانِ طعن دراز کرنا شروع کر دیا۔

اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے صرف اتنا کیا کہ انہیں سوقِ بنی قینقاع میں جمع کر کے بالاختصار فرمایا:

احذروا ما نزل بقريش واسلموا فانكم قد عرفتم أني نبيّ مرسل (البداية والنهاية: 3/6)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کے انجام سے عبرت پکڑو اور اسلام قبول کر لو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں سچا نبی ہوں۔''

لیکن انہوں نے بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا: ''اے محمد (ﷺ)! فنونِ حرب سے بے بہرہ قوم کو شکست دے کر کہیں تم دھوکے میں نہ رہنا۔ اللہ کی قسم! اگر تمہاری ہمارے ساتھ جنگ ہوئی تو ہماری مردانگی دیکھ لو گے۔'' ان کی اس بات کی تردید اور انہیں تنبیہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آلِ عمران کی درج ذیل آیات نازل فرمائیں:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾ (آل عمران: 12،13)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ کافروں سے کہہ دو عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔(12) یقیناً تمہارے لیے ان دو گروہوں میں بڑی نشانی ہے جو آپس میں ٹکرائے تھے۔ ایک گروہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا۔ وہ (مسلمان) کھلی آنکھوں سے اُنہیں اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی مدد سے قوت پہنچاتا ہے۔ اس میں یقیناً اہلِ بصیرت کے لیے عبرت ہے۔(13)''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان کی یقینی شکست سے پیشگی آگاہ کرنے کا حکم دیا اور ایسا ہی ہوا۔ نیز انہیں بتا دیا کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور انہیں یاد دلایا کہ ان کے دوست مشرکین نے تعداد اور قوت کے باوجود شکست کھائی ہے۔

ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک مسلمان عورت سامانِ تجارت بازار میں فروخت کرنے کے بعد ایک یہودی سُنار کے پاس آئی۔ وہ اس سے کچھ زیورات خریدنا چاہتی تھی۔ وہ دکان میں بیٹھی تھی اور اس کے قریب ہی کچھ یہودی بھی بیٹھے تھے جو چہرے کے پردے کی وجہ سے اس پر آوازے کسنے لگے اور اس سے چہرہ ننگا کرنے کا مطالبہ کیا۔ عورت نے اپنی ردائے عفت اور اپنی شرافت کی علامت اتارنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ غیر محرم اس کے چہرے کو دیکھیں۔ ان ملعون یہود میں سے ایک شخص نے موقع پا کر اس عورت کی قمیض کے نچلے سرے کو اس کی چادر کے کنارے کے ساتھ باندھ دیا۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کا چہرہ ننگا ہو گیا۔ عورت چیخ اٹھی: ہائے میرا پردہ! ایک مسلمان نے اس کی آواز سنی تو دوڑ کر آیا۔ عورت کی حالت دیکھی تو یہودی کو ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ دوسرے یہودی نے اس مسلمان کو مار مار کر شہید کر دیا۔ اتنے میں اور مسلمان بھی جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور یہود کے ساتھ لڑائی ہو گئی۔ اب یہود نے اپنا عہد توڑ دیا اور قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کا آغاز فرما دیا اور 15 دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر قلعوں سے باہر نکل آئے۔ انہیں قتل کرنے کے لیے رسیوں سے جکڑ دیا گیا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیے ہوئے معاہدے کو توڑ دیا تھا۔ سزا کا حکم نافذ ہونے سے پہلے ہی ان کا حلیف رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی معاملے میں کود پڑا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان کی سفارش کی اور کہا: ''وہ میرے حلیف ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ غضبناک ہو گئے اور ابن اُبی کو ڈانٹ دیا اور فرمایا: ''تو ہلاک ہو! مجھے چھوڑ دے۔'' آپ ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کیونکہ منافق نے آپ ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چادر مبارک پکڑ رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے غصے میں رخ انور دوسری طرف کر لیا۔اس منافق نے کہا: ''جب تک آپ میرے دوستوں پر احسان نہیں فرمائیں گے میں آپ کی جان نہیں چھوڑوں گا۔ان میں سے چار سو زرہ بند ہیں اور تین سو زرہ کے بغیر ہیں۔انہوں نے تنگی اور تکلیف سے میری حفاظت کی ہے اور آپ آنِ واحد میں ان سب کو قتل کر رہے ہیں۔اللہ کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے گی۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ میں تمہاری خاطر انہیں چھوڑتا ہوں۔''اللہ تعالیٰ لعنت فرمائیں یہود پر بھی اور اس منافق پر بھی۔درج ذیل آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت فرمائی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (المائدہ5:51،52)

''اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ۔وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ انہی میں سے ہے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔(51) چنانچہ آپ دیکھیں کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ ان ہی کی طرف دوڑتے ہیں۔وہ کہتے ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔پھر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح کو یا اپنی جناب سے کسی کام کو لے آئے۔پھر وہ ان باتوں پر نادم ہوں جنہیں اپنے دلوں میں چھپا رکھا تھا۔ (52)''

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہود کے ساتھ ایک معاہدہ تھا۔انہوں نے آکر کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان کا دوست ہوں اور ان کافروں کے معاہدے اور دوستی سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔'' گویا وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (المائدہ5:55)

''تمہارے دوست صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہی ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ آیتِ مبارکہ بھی ان پر صادق آتی ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدہ:56)

''اور جو اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کی سفارش پر انہیں چھوڑ دیا تو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مقام ذباب تک ان کے ساتھ آئے۔ اس سے آگے وہ تنہا ہی شام کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ ہی عرصے بعد ہلاک ہو گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان قلعہ بند یہود سے جنگ کرنے کے لیے نکلے ہیں تو مدینہ منورہ پر حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا اور اپنا جھنڈا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔

بنوقینقاع کو جلاوطن کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال و متاع اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیا اور سورۃ الانفال میں نازل شدہ حکمِ الٰہی کے مطابق خرچ کرنے کے لیے غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ فرمایا۔ اسی بارے میں درج ذیل آیتِ مبارکہ میں اشارہ پایا جاتا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (الانفال:41)

''اور جان لو کہ کسی چیز سے جو مالِ غنیمت بھی تم حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا اور رشتے داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔''

آخر میں سوال یہ ہے کہ آیا یہ غزوہ ماہِ صفر میں پیش آیا یا شوال میں؟ اس بارے میں راجح بات یہی ہے کہ غزوۂ بنوقینقاع ماہِ شوال میں غزوۂ بدر کے فوراً بعد پیش آیا۔ لہٰذا یہ سنہ 2 ہجری کے واقعات ہیں سنہ 3 ہجری کے نہیں۔

نتائج و عبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشے کے درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: یہود کی خیانت، بغاوت اور عہد کو توڑ دینے کا ثبوت ہے۔

2: اس امر کا پختہ ثبوت ہے کہ حجاب سے مراد ہے عورت کا اجنبی مردوں سے چہرہ چھپانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: اس مومن کی فضیلت کا بیان ہے جس نے اللہ کی خاطر غصے میں آکر ایک مسلمان عورت کا مذاق اڑانے والے یہودی کو قتل کیا جس کے نتیجے میں اسے بھی شہید کر دیا گیا۔

4: رسول اللہ ﷺ کی اعلیٰ ظرفی کا بے مثال نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کی سفارش قبول فرما کر غدار اور خیانت شعار یہود کو معاف فرما دیا۔ اللہ یہود پر لعنت فرمائیں!

5: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ انہوں نے یہود سے اعلانِ براءت فرما کر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان کے ساتھ دوستی کا اعلان فرمایا۔

6: سورۃ آلِ عمران کی اس آیت کے سببِ نزول کا علم ہوا ہے جس میں یہود کی پیغمبرِ گرامی ﷺ اور اہلِ ایمان کو دی گئی دھمکیوں کا جواب دیا گیا ہے۔

7: عبداللہ بن اُبی کے ردّ میں سورۃ المائدہ کی آیت کے نزول کا علم ہوا ہے۔ اللہ اس کافر و منافق پر لعنت فرمائیں!

8۔ غزوۂ کُدر

غزوۂ بدر سے فارغ ہو کر اور بنوقینقاع کے یہود کو ان کی خیانت اور عہد شکنی کی وجہ سے جلاوطن کرنے کے بعد جب پیارے نبی حضرت محمد ﷺ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کو خبر ملی کہ بنوسُلیم آپ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے اپنے 'کُدر' نامی کنویں کے پاس جمع ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کا جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ﷺ جنگ کے لیے جمع ہونے والے بنوسلیم کے لشکر کی تلاش میں مسلسل سفر کرتے ہوئے ان کے کدر نامی کنویں تک پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ تھا بلکہ وہاں صرف مویشی اور ان کے چرواہے تھے۔ آپ ﷺ انہیں مدینہ لے آئے۔ الغرض آپ ﷺ کو کدر میں کسی قسم کے فریب کا سامنا نہ ہوا الحمدللہ۔ چند دن بعد آپ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹا سا لشکر دے کر بنوسلیم اور غطفان پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور مالِ غنیمت کے طور پر جانور ہاتھ آئے۔ اس جنگ میں تین مسلمان سپاہی شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو!

نتائج و عبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشے سے حاصل شدہ نتائج و عبر کو ہم بالاختصار ذکر کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جنگ کا خواہاں ہے اس کے ساتھ جنگ میں پہل کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح جو صلح کا خواہش مند ہو اس کے ساتھ صلح میں بھی پہل کرنی چاہیے۔

2: حاکمِ وقت کی عدم موجودگی میں کسی کو نائب مقرر کرنا جائز ہے۔

3: مالِ غنیمت کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ امت کا ایک امتیازی وصف ہے۔

9۔ غزوۂ سویق

جنگِ بدر میں قریش کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور ان کے آدمی قتل اور قید ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک غسلِ جنابت نہیں کرے گا یعنی اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا جب تک محمد ﷺ سے جنگ کر کے آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل اور گرفتاری سے اپنے سینے کو ٹھنڈا نہیں کرتا لیکن جب ایک عرصے تک اسے اس کا موقع نہ ملا تو اس نے اپنی قسم پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ قریش کے دو سو سوار لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلا اور رات کے وقت مدینہ پہنچا اور اپنے آدمیوں کو مدینہ کے باہر چھوڑ کر خود بنونضیر کے حیی بن اخطب یہودی کے پاس آیا۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اس نے خوف کی وجہ سے دروازہ نہ کھولا۔ پھر وہ بنونضیر کے سردار اور خزانچی سلام بن مشکم کے پاس گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اسے اندر بلایا، کھانا کھلایا، مشروب پلایا اور مدینہ کے حالات سے متعلق انتہائی اہم امور سے آگاہ کیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس سے اجازت لے کر راتوں رات اپنے آدمیوں کے پاس پہنچا اور ان میں سے چند آدمیوں کو مدینہ میں داخل ہو کر اس کے کچھ باغات جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ کے مشرق میں عریض کے مقام پر پہنچ کر کھجور کے کچھ درخت جلا دیئے۔ انہیں ایک انصاری کاشتکار اور اس کا حلیف نظر آیا۔ انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور فوراً واپس مکہ لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے واردات کی خبر ملتے ہی تیز رفتاری سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ گئے اور دستیاب نہ ہوئے۔ ان کے پاس زادِ راہ کے طور پر جو ستو تھا وہ انہوں نے بھاگتے ہوئے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے وہیں پھینک دیا۔ وہ ستو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ لگا تو انہوں نے اٹھا لیا۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ سویق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو جنگ کا سامنا نہ ہوا اور وہ واپس آ گئے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ جنگ کی خواہش رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کی تیاری کے دوران چند اشعار کہے تھے، یہاں ان کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں مدینہ نبویہ پر اس حملے کے واقعات کا اجمالی نقشہ کھینچا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

كُروا على يثربَ وجمعهم　　فان ما جمَّعوا لكم نَفَلُ

انْ يكُ يوم القليب كان لهم　　فان ما بعده كان لكم دُوَلُ

لَيْتُ لا أقرب النساء ولا　　يمسُّ رأسي وجلدى الغُسُلُ

حتى تُبيروا قبائل الأوس　　والخزرج ان الفؤاد يشتعلُ

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے حاصل ہونے والے نتائج وعبر کو ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

1: اس بات کا بیان ہے کہ مشرکینِ عرب بھی غسلِ جنابت کیا کرتے تھے جو ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کے دین میں سے عرب میں باقی رہ جانے والی ایک اچھی خصلت تھی اور ختنہ بھی ایک ایسی ہی خصلتِ حمیدہ تھی جو ان میں باقی رہ گئی تھی۔

2: اس بات کا بیان ہے کہ مشرکینِ عرب اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جو قسم کھاتے تھے اسے پورا کیا کرتے تھے۔

3: اس بات کا بیان ہے کہ جہاد کی نیت سے گھر سے نکلنے پر ہی اجر مل جاتا ہے خواہ جنگ نہ بھی ہو۔

ہجرت نبوی ﷺ کے تیسرے سال کے واقعات

سنہ 3 ہجری کا پہلا غزوہ: غزوۂ ذی اَمر

سنہ 3 ہجری میں بہت سے اہم واقعات پیش آئے اور بڑے عظیم حادثات رونما ہوئے ہیں۔ اس سال کا آغاز غزوۂ ذی اُمر سے ہوا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ بنو ثعلبہ بن محارب کے قبیلہ غطفان کی ایک جماعت آپ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے سرزمینِ نجد میں ذو اَمر نامی کنویں کے پاس جمع ہے۔ آپ ﷺ ساڑھے چار سو کا لشکر لے کر ان کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ سنہ 3 ہجری 12 ربیع الاول جمعرات کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور 'اَمر' کنویں کے پاس پہنچ کر اس کے گرد خیمہ زن ہو گئے۔ آپ ﷺ سے لڑنے کی خاطر جمع ہونے والے بدو بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ شدید بارش کے سبب ان کے کپڑے بھیگ چکے تھے حتی کہ خود سرورِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات ﷺ کا لباسِ مبارک بھی بھیگ گیا۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور کپڑوں کو خشک کرنے کے لیے نچوڑنا شروع کر دیا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چھپے ہوئے مشرکین نے جب آپ ﷺ کو تنہا پایا تو ان میں سے ایک شخص غورث یا دعثور بن حارث اپنے مشرک ساتھیوں کی شہ پر نیچے اترا کیونکہ انہوں نے اسے خوب اُبھارا اور لڑائی پر مجبور کیا تھا۔ چنانچہ وہ دبے پاؤں آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے سرِ مبارک پر تلوار سونت کر پوچھا: ''اے محمد ﷺ! آج تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ۔'' یہ سن اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھا کر دعثور سے فرمایا: ''تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' اس نے کہا: ''کوئی نہیں'' اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہا: ''میں کبھی آپ ﷺ پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار اسے واپس دی اور جب وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: ''تو ہلاک ہو! تجھے کیا ہو گیا تھا؟'' وہ بولا: ''مجھے ایک انتہائی بلند قامت شخص دکھائی دیا۔ اس نے مجھے دھکا دیا اور میں پشت کے بل گر پڑا جس سے میں سمجھ گیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ چنانچہ میں نے اقرار کیا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی قسم! میں کبھی بھی آپ ﷺ پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔'' اس کے بعد وہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے لگا۔ اسی واقعے اور اس جیسے دیگر واقعات کے متعلق ہی درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَن يَبْسُطُوٓا۟ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ (المائدۃ:11)

''اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔ اور مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔''

آپ ﷺ کو جنگ کا سامنا نہ کرنا پڑا اور آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ لوٹ آئے الحمد للہ۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس حصے سے حاصل ہونے والے نتائج وعبر کو ہم اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کرتے ہیں:

1: متمنی جنگ کے ساتھ جنگ اور متمنی صلح کے ساتھ صلح کرنا جائز ہے۔

2: دشمن کے خلاف نکلنا اور اسے ڈرانے کے لیے تعاقب کرنا جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: علاماتِ نبوت میں سے ایک علامت کا بیان ہے۔ دعثور کے ہاتھ سے تلوار کا گرنا، اس کا اعلانیہ اسلام قبول کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی علامت دیکھ کر اس کا یہ وعدہ کرنا کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف لشکر کو بڑھنے نہیں دے گا، یہ تمام کی تمام آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیاں ہیں۔

4: رسول اللہ ﷺ کی شفقت کی ایک روشن مثال ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص پر قابو پانے کے باوجود اسے معاف فرما دیا جو آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

5: انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود کسی کو معاف کر دینے کے اچھے انجام کا بیان ہے۔

دوسرا غزوہ: غزوۂ بحران

حجاز میں فرع کی جانب واقع معدنیاتی علاقے بحران میں بنوسلیم رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے جمع تھے۔ حضور ﷺ کو ان کے اس اجتماع کا علم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہنگامی طور پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور تین سو جانثاروں کے ہمراہ ان کی طرف پیش قدمی کی اور مدینہ میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب چھوڑا۔ جب بنوسلیم کو آپ ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو وہ منتشر ہو گئے جو آپ ﷺ کے فرمان کا عملی ثبوت تھا۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ (مسند احمد 5/ 248، حدیث 22488)

"مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد ایسے بھی حاصل ہے کہ ایک ماہ کی مسافت پر بھی دشمن مجھ سے ڈرتا ہے۔"

چنانچہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ واپس آ گئے اور آپ ﷺ کو کسی جنگ کا سامنا نہیں ہوا۔ اس سفر کے دوران آپ ﷺ دس دن تک مدینہ منورہ سے باہر رہے ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے حاصل ہونے والے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: پیارے نبی محمد ﷺ کے عزمِ صمیم کے مظاہر ہیں۔

2: آپ ﷺ کی پیش قدمی سے ہی مشرکین کا پسپا ہو جانا نبوت کی علامت ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ کا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ایک سے زیادہ مرتبہ اپنا نائب مقرر کرنا ان کی فضیلت پر دال ہے۔

4: اگر نابینا شخص ایمان، علم اور تقویٰ کے اعتبار سے اہلیت رکھتا ہو تو اسے ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا معرکہ: قردہ پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی

جنگِ بدر میں قریش کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور انہیں یقین ہوگیا کہ اب وہ قدیم تجارتی راستے پر اپنے تجارتی قافلوں کی حفاظت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ راستہ مدینہ کے قریب سے گزرتے ہوئے مکہ کو جاتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا پرانا راستہ تبدیل کیا اور عراق سے شام کی طرف جانے والی راہ اختیار کی۔ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو بھی ہوگئی اور آپ ﷺ کو یہ بھی اطلاع مل گئی کہ قریش کا ایک قافلہ ڈھیروں چاندی لے کر عراق کے راستے سے آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فوری طور پر اپنے نہایت پیارے صحابی اور اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ زید رضی اللہ عنہ لشکر لے کر قردہ کے مقام پر پہنچ گئے اور قریش کے قافلے کو جالیا۔ اہلِ قافلہ جن میں ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ اور دیگر محافظین تھے بھاگ نکلے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پورے قافلے پر قبضہ کیا اور قافلے کے راہنما فرات بن حیان کو جو بنی بکر بن وائل سے تھا قیدی بنایا۔ ابوسفیان نے فرات بن حیان کو اپنے قافلوں کے نئے راستوں میں راہنمائی کے لیے عوضانے پر اپنے ہمراہ رکھا ہوا تھا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا جس میں فرات بن حیان بھی موجود تھا۔ فرات مسلمان ہوگیا اور ایک نہایت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانچواں حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مالِ غنیمت تقسیم فرما دیا۔ اس پانچویں حصے میں 20 ہزار درہم تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کامیاب غزوے کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

دَعُوا فلجات الشام قد حال دونها — جلادٌ كأفواه المخاض الأوراك
بأيدی رجال هاجروا نحو ربهم — وأنصاره حقًّا وأيدی الملائك
اذا سلكت للغور من بطن عالج — فقولوا لها: ليس الطريق هنالك

نتائج وعبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشے سے حاصل شدہ نتائج وعبر کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

1: جنگِ بدر میں شکست کے قریش پر اثرات کا بیان ہے کہ ان پر ایسا رعب اور خوف طاری ہوا جس کی مثال نہیں ہے۔

2: اس جنگ کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا اور وہ ایک کامیاب قائد ثابت ہوئے جوان کی فضیلت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دال ہے۔

3: مالِ غنیمت میں سے خُمس (پانچواں حصہ) اور اس کے استعمال کا جواز بیان ہوا ہے۔

4: نبی اکرم ﷺ مدینہ سے باہر ہونے والی جنگوں میں بیعتِ عقبہ کی دفعات کے پیشِ نگاہ اکثر اوقات انصار کی بجائے مہاجرین کو ذمہ داری سونپا کرتے تھے۔

دوسرا معرکہ: سریہ محمد بن مسلمہ

قریش کو غزوۂ بدر میں شکست ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی فتح اور قریش کی شکست کی خوشخبری لے کر آئے۔ کعب بن اشرف ایک یہودی تھا جس کا باپ بنو طے کا اور ماں بنو نضیر کی ایک یہودن تھی۔ جب اس تک یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا: ''اگر محمد (ﷺ) نے واقعتاً امیہ بن خلف، ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہ کو قتل کر دیا ہے تو زندگی سے موت بہتر ہے۔'' وہ ایک باؤلے کتے کی طرح دانت پیس کر رہ گیا۔ اس نے پیغمبرِ اعظم ﷺ کو گالیاں بکنا شروع کر دیں اور مسلمان عورتوں کا بیہودہ انداز میں تذکرہ کیا۔ اس کے بعد وہ قریش کے پاس گیا اور انہیں نبی کریم ﷺ کے خلاف جنگ پر اُبھارا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس کے گرد جمع ہو کر اسلام کے متعلق سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ اس ملعون نے پیغمبرِ کائنات ﷺ اور مسلمانوں کو گالیاں بکیں اور جھوٹ اور خیانت سے کام لیتے ہوئے کہا: ''تمہارا دین یقیناً محمد (ﷺ) کے دین سے بہتر ہے۔'' اس کے بارے میں سورۃ نساء کی درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ﴿٥١﴾ (النساء:51)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا؟ وہ بتوں پر اور باطل معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ایمان والوں سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔''

جب وہ مدینہ واپس آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ جو بھی کعب نے کہا تھا، جو کام کیا تھا اور جس عزم کا اظہار کیا، اعدائے اسلام کے ساتھ ہم آہنگی اور اپنے نقضِ عہد کی بنا پر اس کا قتل واجب ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کعب بن اشرف کو کون سنبھالے گا؟'' بنو عبدالاشہل کے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ! آپ کی خاطر اسے میں قتل کروں گا۔" فرمایا: "قابو پاؤ تو قتل کر دینا۔" اس نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! آپ کے بارے میں کچھ باتیں کرنا ناگزیر ہے۔" فرمایا: "جو مرضی کہہ دینا تمہیں اجازت ہے۔" (البدایۃ والنہایۃ 4/380)

چنانچہ محمد بن مسلمہ، کعب کے دودھ شریک بھائی سلکان بن سلامہ، عباد بن بشر، حارث بن اوس اور ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہم نے اس کے قتل کا پروگرام بنایا اور اس کی جانب روانہ ہو گئے۔ اس کے محل کے نزدیک پہنچے تو سلکان بن سلامہ ابونائلہ کو آگے کر دیا۔ وہ کعب کے پاس محل میں چلا گیا۔ کچھ دیر اس کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو کلام سنایا کیونکہ دونوں ہی شاعری کرتے تھے۔ پھر سلکان نے کہا: "افسوس یار! میں آپ کے پاس کسی ضرورت سے آیا تھا مگر وہ بھول ہی گیا۔" اس نے پوچھا: "کیا بات ہے؟" فرمایا: "اس (محمد ﷺ) کی آمد سے ہم پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی ہیں۔ ہم عرب آپس میں برسرِ پیکار ہیں۔ ایک ہی کمان سے باہم تیراندازی کر رہے ہیں۔ ہم پر راہیں مسدود ہو چکی ہیں، اولاد بھوکوں مر رہی ہے، زندگی اجیرن بن چکی ہے۔" کعب نے جواب دیا: "میں کعب بن اشرف ہوں۔ اللہ کی قسم ابنِ سلامہ! میں نے تمہیں بتا دیا تھا معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔" سلکان نے کہا: "میں چاہتا ہوں آپ ہمیں کھجوریں قرض دیں۔ ہم کچھ گروی رکھ دیتے ہیں اور تمہیں وعدہ دیتے ہیں۔" اس نے کہا: "کیا میرے پاس اپنے بیٹے گروی رکھو گے؟" سلکان نے کہا: "آپ ہمیں رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ میرے اور دوست بھی ہیں جو میرے جیسا ہی ذہن رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے انہیں میں آپ کے پاس لاؤں۔ آپ انہیں اناج دیں، ذرا احسان کریں۔ ہم آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھیں گے جن میں دفاء ہے۔ مقصد یہ تھا کہ جب وہ اسلحہ لے کر جائیں تو کعب کو تعجب نہ ہو۔" کعب نے کہا: "اسلحے میں واقعی وفاء ہے۔" سلکان اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، انہیں آگاہ کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنا اسلحہ لے آئیں۔" انہوں نے جا کر اسلحہ جمع کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ بقیع غرقد تک ان کے ساتھ آئے اور یہ دُعا کر کے انہیں رخصت کیا: "یا اللہ! ان کی مدد کرنا۔" چنانچہ وہ چل دیئے اور کعب کے قلعے پر پہنچ گئے۔ ابونائلہ نے پکارا۔ وہ اپنے بالا خانے سے نیچے اترا۔ اس کی شادی کو تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا۔ وہ بیوی کے پاس سے نکلا تو اس نے پوچھا: "آپ حالتِ جنگ میں ہیں۔ اس وقت نیچے اترنا مناسب نہیں ہے۔" اس نے جواب دیا: "یہ ابونائلہ ہے۔ وہ سوتے میں پائے تو بھی اٹھا سکتا ہے۔" بیوی نے کہا: "واللہ! میں اس کی آواز میں شر دیکھ رہی ہوں" مگر کعب نے اس کی بات کو لائقِ توجہ نہ سمجھا۔ وہ نیچے اتر آیا اور ابونائلہ سے باتیں کرتا رہا۔ ابونائلہ نے کہا: "ابن اشرف! کیا میں بیرونِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی خوشبو سونگھ سکتا ہوں؟ پھر ساری رات باتیں کرتے رہیں گے۔'' کعب نے کہا: ''سونگھ سکتے ہو۔'' وہ چہل قدمی کر رہے تھے۔ تھوڑا چلنے کے بعد ابو نائلہ نے کعب کے سر میں پچھلی جانب اپنا ہاتھ داخل کیا، پھر اپنے ہاتھ کو سونگھا اور کہا: ''میں نے آج تک اس سے معطر خوشبو نہیں سونگھی ہے۔'' پھر وہ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ ابو نائلہ نے پھر وہی کیا، کعب مطمئن ہو گیا۔ اس نے پھر وہی کیا حتی کہ کعب مطمئن ہو گیا۔ اس نے پھر وہی کیا حتی کہ کعب مطمئن ہو گیا تو اس کے بالوں سے پکڑا اور کہا: ''دشمنِ خدا کو مارو۔'' انہوں نے تلوار سے اس پر حملہ کر دیا مگر تلواریں ایک دوسری سے ٹکرائیں اور کام نہ دکھایا۔'' ابو نائلہ کہتے ہیں: جب میں نے دیکھا کہ تلواریں کام نہیں دے رہیں تو میں نے خنجر نکالا اور اس کے پیڈو میں گھونپ دیا۔ دشمنِ خدا نے ایک چیخ ماری۔ اس کے ساتھ ہی قلعے میں آگ روشن ہوئی۔ وہ زمین پر گرا اور ہلاک ہو گیا۔ اسے ہم نے وہیں چھوڑا اور نکل کھڑے ہوئے۔ حارث کو ہماری تلواروں نے زخمی کر دیا تھا اور اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ ہم نے انہیں اٹھایا اور مدینہ پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کو دشمنِ خدا کے قتل کی نوید سنائی۔ ہمارے ساتھی کے زخم پر آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رو بہ صحت کر دیا۔ ہم اپنے گھروں کو چل دیے۔ صبح کے وقت تمام یہود کو جان کے لالے پڑ چکے تھے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: جو شخص کفار کو مومنین کے خلاف آمادۂ جنگ کر کے غداری اور بدعہدی کا ارتکاب کرتا ہے اس کو قتل کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا مشروع ہے۔

2: احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے اشارات وکنایات کا استعمال جائز ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جس زخمی کا بہت سا خون بہہ چکا تھا آپ ﷺ کے لعابِ دہن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو رو بہ صحت کر دیا۔

4: کعب بن اشرف ملعون کو قتل کرنے میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے۔

5: قتلِ کعب کے اثرات کا بیان ہے کہ تمام یہود کی جان پہ بن آئی کہ انہیں اپنی حیات کی امید نہ رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احد

اسباب

اس غزوے کے چند ظاہری اسباب وعوامل درج ذیل ہیں:

گزشتہ سال سنہ 2 ہجری میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کرکے ان کی لاشیں قلیب بدر میں پھینک دی گئی تھیں۔قریش کو اس کا بہت صدمہ ہوا تھا چنانچہ ان میں سے چند آدمیوں نے محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بدلہ لینے کے لیے جنگ کی دعوت دینا شروع کر دیا۔ان میں عبداللہ بن ابی ربیعہ،عکرمہ بن ابی جہل،صفوان بن امیہ کے علاوہ دیگر افراد بھی شامل تھے۔انہوں نے ابوسفیان بن حرب کے پاس آکر مطالبہ کیا کہ جو قافلہ بچ کر نکل آیا ہے آپ اس کے مالکان کو یہ سارا مال محمد واصحاب محمد (ﷺ) کے خلاف ایک زبردست جنگ میں صرف کرنے پر آمادہ کریں۔چنانچہ مالکانِ قافلہ راضی ہو گئے۔انہی کے بارے میں سورۃ انفال کی درج ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ (الانفال:36)

''بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اپنے مال اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالی کے راستے سے روکیں۔چنانچہ ابھی وہ اور خرچ کرتے رہیں گے۔پھر وہ ان پر حسرت بن جائے گا۔پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے۔اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کو جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا۔''

اس جنگ کا دوسرا سبب یہ تھا کہ جنگِ بدر سے پیچھے رہ جانے والے انصار ومہاجرین اللہ تعالی سے دُعائیں کیا کرتے تھے کہ یاربّ! جس طرح آپ نے اہلِ بدر کو مشرکین سے جنگ کا موقع عنایت فرمایا ہمیں بھی عطا کرتا کہ ہم ثواب کی نیت سے مشرکین کو قتل کرکے اور انہیں قیدی بنا کر آپ کے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کریں اور جس اجر وثواب اور مالِ غنیمت سے ہم جنگِ بدر میں محروم رہ گئے اب حاصل کرسکیں۔یہ غزوۂ احد کے دو ظاہری عوامل ہیں جب کہ اس جنگ کے کچھ مضبوط مخفی عوامل بھی ہیں جن کا اللہ تعالی نے سورۃ آلِ عمران کی درج ذیل آیاتِ مبارکہ میں تذکرہ فرمایا ہے۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٤١﴾ (آلِ عمران:140,141)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے بعض کو شہید بنالے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔(140) اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خالص کرلے اور کافروں کو مٹادے۔(141)''

ہجرتِ مبارکہ کے تیسرے سال ماہِ شوال میں قریش ابوجہل کے بعد اپنے سردار ابوسفیان کی قیادت میں مَردوں، عورتوں، غلاموں اور جہاں تک ممکن تھا بنو کنانہ اور اہلِ تہامہ کے لوگوں کو لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ کے بالمقابل وادی قناۃ کے کنارے پڑاؤ ڈالا۔ سرورِ کائنات ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے جمعۃ المبارک کے دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ آیا مدینہ سے باہر نکل کر مشرکین سے لڑائی کی جائے یا مدینہ کے اندر رہتے ہوئے ان کا مقابلہ کیا جائے؟ آنحضرت ﷺ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں رہتے ہوئے مقابلہ کیا جائے کیونکہ اس میں باہر نکل کر جنگ کرنے کی نسبت مشرکین پر فتح حاصل کرنے کا زیادہ امکان تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہی رائے پیش کی اور ساتھ ہی اپنا یہ خواب بھی سنایا: ''میں نے دیکھا کہ کچھ گائیں ذبح کی جارہی ہیں اور میں نے اپنی تلوار کے سرے پر کچھ شکستگی دیکھی ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک محفوظ زرہ میں داخل کیا ہے۔'' ان سب باتوں کے باوجود اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب تک وحی کے ذریعے کسی بات کی ہدایت نہ دی جاتی تھی آپ ﷺ اپنی رائے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے کو ترجیح دیتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے مشورے کے مطابق فیصلہ فرمادیا۔

آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر مسلح ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر انہیں خیال آیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے چنانچہ انہیں سخت ندامت ہوئی اور انہوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے عزم سے باز رکھنے کی کوشش کی اور عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ ٹھہریئے! جو آپ ﷺ کی رائے ہے وہی ہمارا مشورہ ہے۔'' جن حضرات نے باہر جانے کا اصرار کیا تھا یہ وہی تھے جو بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

ما ينبغي لنبي أن يضع لامته بعد ما لبسها حتى يحكم الله بينه وبين عدوه (مستدرک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحاکم 2/129 حدیث 2588) وقد دعوتکم الی ھذا .. عدم الخروج .. فابیتم الا الخروج ، فعلیکم بتقوی اللہ ، والصبر عند الباس اذا لقیتم العدوّ ، وانظروا ماذا أمرکم اللہ بھا فافعلوا (البدایۃ والنھایۃ 387/

''اسلحہ پہن کر اتارنا نبی کو روا نہیں ہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور دشمن کے مابین فیصلہ نہ فرما دیں۔ میں نے پہلے آپ کو باہر نہ نکلنے کا مشورہ دیا تھا لیکن آپ نے باہر نکلنے پر اصرار کیا تو اب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب دشمن سے سامنا ہو تو مشکل میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتے ہیں اس پر عمل کرو۔''

آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور ایک ہزار جنگجوؤں کی معیت میں نئے راستوں پر حرۂ بنی حارثہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں راستوں کی راہنمائی بنو حارثہ کا شخص ابو خیثمہ کر رہا تھا۔ مسلمانوں کا لشکر مربع بن قیظی نامی ایک منافق کے باغ کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اور اسلامی لشکر کی آہٹ سن کر مٹی اٹھا کر کہا: ''اے محمد (ﷺ) اللہ کی قسم! اگر مجھے یقین ہو کہ یہ تیرے علاوہ کسی اور پر نہیں جا گرے گی تو میں یہ تیرے منہ پر دے مارتا۔'' یہ سن کر حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کا سر پھوڑ ڈالا اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم اسے قتل کرنا چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعوہ لا تقتلوہ فانہ أعمی القلب أعمی البصر (البدایۃ والنھایۃ 389/

''چھوڑو! اسے قتل نہ کرو کیونکہ یہ آنکھوں سے اندھا ہونے کے ساتھ ساتھ عقل کا بھی اندھا ہے۔''

جب اسلامی لشکر مدینہ اور احد کے مابین مقامِ 'شوط' تک پہنچا تو عبداللہ بن اُبی ایک تہائی لوگوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ اس ملعون کی رائے بھی رسول اللہ ﷺ کی رائے کے مطابق یہی تھی کہ مدینہ سے باہر نہیں نکلنا چاہئے لہٰذا اس نے یہاں کہا: ''محمد (ﷺ) نے ان کی بات مانی ہے اور میری بات ٹھکرا دی ہے۔ اے لوگو! نجانے ہم کس لیے یہاں خود کو ہلاک کر رہے ہیں؟'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے پیچھے جا کر ان سے فرمایا: ''اے قوم! میں تمہیں اللہ کی یاد دلا کر کہتا ہوں کہ اپنی قوم اور اپنے نبی کو رسوا نہ کرو۔'' انہوں نے جواب دیا: ''اگر ہمیں یقین ہوتا کہ تم جنگ کرو گے تو ہم تمہیں تنہا نہ چھوڑتے لیکن ہمارا خیال ہے کہ جنگ نہیں ہوگی۔'' جب وہ نافرمانی پر ڈٹے رہے اور واپس آنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أبعدكم الله أعداء الله فسيغني الله عنكم نبيه ﷺ (البداية والنهاية4/ 388)

''اللہ کے دشمنو! اللہ تمہیں دور ہی رکھیں۔ وہ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کرنے ہی والا ہے۔''

انہی کے بارے میں سورۃ آلِ عمران کی درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ (آلِ عمران:167)

''اور تا کہ انہیں بھی جان لے جنہوں نے منافقت کی۔ اور ان سے کہا گیا: آؤ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرو یا دفاع کرو۔ انہوں نے کہا: اگر ہمیں کسی جنگ کا معلوم ہوتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ وہ اس دن ایمان سے زیادہ کفر کے قریب تھے۔ وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔''

جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو بعض مجاہدین نے کہا: ''آؤ! ہم ان سے جنگ کریں۔'' کچھ نے کہا: ''چھوڑو! انہیں اپنے گھروں کو لوٹ جانے دو۔'' ان کے بارے میں درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا ۚ (النساء:88)

''پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ بن رہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں اوندھا دیا ہے۔''

اس موقع پر اہلِ ایمان میں سے بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے قدم بھی ڈگمگائے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے۔ ان کے بارے میں درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

إِذْ هَمَّت طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾
(آلِ عمران:122)

''جب تم میں سے دو جماعتیں ہمت ہارنے کا ارادہ کر چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مددگار تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اور دیگر مجاہدین نے سفر جاری رکھا۔ ان کی تعداد 700 تھی جن میں سے رسول اللہ ﷺ اور صرف ایک صحابی گھوڑوں پر سوار تھے۔ مسلسل سفر کے بعد اُحد کے قریب وادی میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور جبلِ احد کو اپنی پشت پر رکھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يقاتلن أحد حتى آمره بالقتال (البداية والنهاية 4/389)

''جب تک میں حکم نہ دوں کوئی جنگ کا آغاز نہیں کرے گا۔''

پیارے رسول ﷺ نے لشکر کا معائنہ کیا اور حضرات عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، زید بن ثابت اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم کو جنگ میں شرکت سے روک دیا کیونکہ وہ ابھی سنِ تکلیف کو نہیں پہنچے تھے جب کہ حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما کو اجازت مرحمت فرمادی۔ ان کی عمر پندرہ سال تھی اور دونوں طاقتور بھی تھے۔ ہفتہ کی صبح قریش کے لشکر سے سامنا ہوا۔ ان کے پاس تین ہزار جنگجو تھے، جن میں دوسو گھڑ سوار بھی تھے۔ انہوں نے خالد بن ولید کو لشکر کے دائیں بازو اور عکرمہ بن ابی جہل کو بائیں بازو کا امیر مقرر کیا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ياخذ هذا السيف بحقه؟ (مسلم 6353، البداية والنهاية 4/389.390)

''کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے گا۔''

بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ارادہ کیا مگر آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو تلوار نہ دی۔ آخر کار بنو ساعدہ سے ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

أن تضرب به العدو حتى ينحني (البداية والنهاية 4/389.390)

''اس کا حق یہ ہے کہ جب تک یہ ٹیڑھی نہ ہو جائے تو اس کے ساتھ دشمن کی گردنیں مارتا رہے۔''

انہوں نے فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر اسے قبول کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے تلوار انہیں دے دی۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ایک بہادر آدمی تھے اور جنگ میں پورے طنطنے کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سرخ پٹی تھی جسے اپنے سر پر باندھ کر بڑے رعب کے ساتھ صفوں میں گھس گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں صفوں میں اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

انها لمشية يبغضها الله الا فى مثل هذا الموطن (البداية والنهاية 4/389.390)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ چال اللہ تعالیٰ کو اس موقع کے علاوہ ہر حال میں ناپسند ہے۔''

یہ تو اہلِ توحید کے لشکر کی صورتِ حال تھی۔ دوسری جانب اہلِ شرک کے لشکر کی حالت یہ تھی کہ ابوسفیان نے صفوں کو ترتیب دینے کے بعد بنوعبدالدار سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے بنوعبدالدار! جنگِ بدر میں ہمارا جھنڈا تمہارے پاس تھا اور ہمیں جو نقصان ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔ کسی بھی قوم کے جھنڈے کو سب سے پہلے نشانہ بنایا جاتا ہے اور جب جھنڈا گر جائے تو لشکر پسپا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا علم برداری کا حق ادا کرو یا اسے ہمارے حوالے کر دو، ہم اس کی حفاظت کریں گے۔'' انہوں نے بآوازِ بلند کہا: ''کیا ہم اپنا جھنڈا تمہارے سپرد کر دیں؟ کل جب میدان سجے گا تو ہماری کارکردگی دیکھ لو گے۔''

ابوسفیان یہی چاہتا تھا۔ وہ انہیں جنگ کے لیے گرمانا چاہتا تھا اور ان کے غصے کو بھڑکانا چاہتا تھا۔

جب جنگ کا آغاز ہوا تو ابوسفیان کی بیوی ہند نے دیگر عورتوں کے ساتھ مل کر اور دَف بجا کر مَردوں کو لڑائی پر ابھارنا شروع کر دیا۔ جو اشعار گا کر وہ مَردوں کا خون گرما رہی تھیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

ويهًا بني عبدالدار ويهًا حماة الأدبار

ضرباً بكل بتار نحن بنات طارق

ان تقبلوا نعانق ونفرش النمارق

أوتدبروا نفارق فراق غيروامق

اب ہم دوبارہ توحید و ایمان کے سپاہیوں کے تذکرے کی طرف آتے ہیں:

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار تھامی اور سر پر موت کی علامت سرخ پٹی باندھ کر یہ کہتے ہوئے میدانِ کارزار میں کود پڑے:

أنا الذی عاهدنی خليلی ونحن بالسفح لدی النخيل

ألا أقوم الدهرفی الكيُّول أضرب بسيف الله والرسول

جس مشرک سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہوتا آپ رضی اللہ عنہ اسے واصلِ جہنم کر دیتے۔ اسی اثناء میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے ایک سپاہی کو دیکھا جو لوگوں کے غصے کو بھڑکا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا اور تلوار اٹھا کر دیکھا کہ وہ ہند ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی عظمت کے پیشِ نظر اس کے ساتھ ایک عورت کو قتل کرنا پسند نہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کا پانسہ پلٹ رہا تھا، اس کی آگ بھڑک رہی تھی اور شعلے بلند ہو رہے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک شیر کی مانند دشمنوں کا قلع قمع کر رہے تھے جب کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا غلام وحشی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے گھات لگائے بیٹھا تھا کیونکہ اس کے آقا نے اس سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو وہ اسے آزاد کر دے گا۔ وحشی نیزہ پھینکنے میں بہت ماہر تھا۔ اس کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ جنگِ بدر میں اپنے باپ کی موت کی وجہ سے ہند بہت رنجیدہ تھی۔ وہ جب بھی وحشی کے پاس سے گزرتی تو اسے کہا کرتی تھی: ''اے ابودسمہ! مرضِ غلامی سے شفا حاصل کرنا چاہتا ہے تو مجھے مرضِ غم سے نجات دلا۔'' یہ کہہ کر وہ وحشی کو قتلِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کیا کرتی تھی۔ وحشی فرماتے ہیں: ''میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسلسل پیچھا کر رہا تھا لیکن وہ شیر کی طرح تھے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ سباع بن عبدالعزی مجھ سے پہلے ان تک پہنچ چکا تھا۔'' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ''اے ختنہ کرنے والی کے بیٹے! آگے بڑھو۔'' یہ کہہ کر اس پر وار کر دیا جو سیدھا اس کے سر پر پڑا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وحشی کہتا ہے: ''میں نے اپنے نیزے کو تولا اور جب مجھے اطمینان ہو گیا تو میں نے اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر پھینکا جو آپ رضی اللہ عنہ کی ناف سے کچھ نیچے لگا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کے پاس سے نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ بے بس ہو کر گر پڑے۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے مرنے کا انتظار کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ ٹھنڈے پڑ گئے تو میں آیا اور اپنا نیزہ اٹھا کر اپنے لشکر کی جانب کھسک گیا۔ مجھے اب کسی اور کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔''

رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تھا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ وہ جھنڈا لے کر آگے بڑھتے ہوئے یہ کہتے جا رہے تھے: ''میں ابوالقصم ہوں۔'' مشرکین کا جھنڈا ابوسعد بن طلحہ کے پاس تھا۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکار کر کہا: ''ابوالقصم! کیا تم مقابلہ کرنا چاہتے ہو؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں!'' دونوں اپنی اپنی صفوں سے نکل کر آمنے سامنے آئے۔ تلواریں ٹکرائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک وار کر کے اسے قتل کر دیا اور مزید وار نہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ''آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر مزید وار کیوں نہیں کیا؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ جب میرے سامنے آیا تو ننگا ہو رہا تھا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا ہے۔''

معرکہ جاری تھا۔ اسی اثنا میں حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان بن حرب سے سامنا ہوا۔ جب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سونت لی تو ایک کافر شداد بن اوس نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیا اور حملہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا:

ان صاحبکم لتغسله الملائکة فاسألوا أهله ما شأنه ؟ (البدایة والنهایة 4/396، ابن حبان 7034)

"تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس کی بیوی سے پوچھو کہ کیا ماجرا ہے؟"

جب ان کی بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ کل ان کی شادی کی پہلی رات تھی۔ جب انہوں نے اعلانِ جنگ سنا تو غسل کیے بغیر ہی فوراً نکل کھڑے ہوئے اس لیے فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین پر اپنی مدد نازل کی اور اپنے وعدے کو پورا کیا۔ چنانچہ مجاہدین نے کفار کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حتی کہ میدانِ جنگ سے ان سب کا صفایا کر دیا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم! اب بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ ہند اور اس کی سہیلیاں اپنے کپڑے سمیٹے بھاگ رہی ہیں۔" اسی بارے میں درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ (آلِ عمران: 151،152)

"جلد ہی ہم کافروں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جس کی اس نے کوئی دلیل بھی نہیں اُتاری۔ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ظالموں کا بُرا ٹھکانہ ہے۔ (151) اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا جب تم اُس کے حکم سے انہیں قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم پست ہمت ہو گئے اور کام میں جھگڑا کیا اور تم نے اس کے بعد بھی نافرمانی کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ دکھا دیا جو تم پسند کرتے تھے۔ تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے۔ اور تم ہی میں سے کوئی آخرت چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا کہ وہ تمہیں آزمائے۔ (152)"

جب تیر اندازوں کے دستے نے دیکھا کہ مشرکین بھاگ چکے ہیں اور مسلمان مالِ غنیمت جمع کر رہے ہیں تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر میدانِ جنگ کی طرف آ گئے اور مسلمانوں کی پشت مشرکین کے گھڑسواروں کے لیے خالی چھوڑ دی جس کے نتیجے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کسی شخص نے چلا کر کہا: "محمد (ﷺ) کو شہید کر دیا گیا ہے۔" اس سے مسلمانوں کو اس قدر رنج ہوا کہ وہ پاگل سے ہو گئے۔ دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور ابن قمیہ نے پتھر مار کر آپ ﷺ کی ناک اور دانت توڑ دیئے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو زخمی کر دیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چند ایک کے سوا باقی سب آپ ﷺ سے جدا ہو گئے اور پہاڑی پر چلے گئے حتیٰ کہ ان میں سے بعض تو مدینہ جا پہنچے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں:

حَتّٰٓی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (آل عمران:152,153)

"اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا جب تم اُس کے حکم سے انہیں قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم پست ہمت ہو گئے اور کام میں جھگڑا کیا اور تم نے اس کے بعد بھی نافرمانی کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ دکھا دیا جو تم پسند کرتے تھے۔ تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے۔ اور تم ہی میں سے کوئی آخرت چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا کہ وہ تمہیں آزمائے۔ (152) جب تم چڑھے جا رہے تھے اور مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ اور رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے پکار رہا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تم کو غم پر غم دیئے تاکہ تم فوت شدہ چیز (فتح) اور مصیبت (شہادت) پر غم نہ کرو۔ اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔ (153)"

شکست کا سبب:

عظیم کامیابی کے بعد اس تکلیف دہ شکست کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کے ایک دستے کو جبلِ رُماۃ پر متعین فرمایا تھا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے نصیحت فرماتے ہوئے ان کے امیر سے کہا: "تم تیروں کے ساتھ گھڑ سواروں کو ہماری طرف آنے سے روکنا تاکہ وہ پیچھے سے ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح وشکست ہر دوصورت میں اپنی جگہ پر کھڑے رہنا۔'' تیراندازوں نے جب دیکھا کہ دن کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی ہے، مشرکین کو ان کے سامنے شکست ہوئی ہے، مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے پر ٹوٹ پڑے ہیں، مشرکین کی عورتیں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے بھاگ رہی ہیں، ان کا جھنڈا زمین پر گرا پڑا ہے اور کسی مرد نے اس کو نہیں اٹھایا بلکہ قریش کی ایک عورت نے آکر اسے اٹھایا ہے، یہ سارے مناظر دیکھ کر تیراندازوں میں سے بہت تھوڑے اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ باقی سب مشرکین کی شکست دیکھ کر پہاڑ سے نیچے اتر گئے اور دوسروں کی طرح مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس جنگ میں مشرکین کے گھڑسوار دستے کے امیر تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پہاڑی درّہ تیراندازوں سے خالی ہو چکا ہے اور اس کا دفاع کمزور پڑ گیا ہے تو انہوں نے پلٹ کر اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا۔ پہاڑ پر قبضہ کیا اور جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے سب کو شہید کر ڈالا اور مجاہدین پر تیروں کی آگ برسا کر انہیں کچل کے رکھ دیا۔ بس اب کیا تھا! بھاگے ہوئے مشرکین میدانِ جنگ کی طرف پلٹ آئے اور مجاہدین دو طرف سے گویا آگ میں گھر گئے۔ وہ قینچی کی دو دھاروں کے درمیان پھنس کر رہ گئے۔ نتیجتاً مسلمانوں کو شکست ہوئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہوئے اور شیطان نے چیخ کر کہا: ''محمد (ﷺ) بلاشبہ مرگئے ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں سے اسلحہ گر گیا اور وہ حیران ودہشت زدہ کھڑے رہ گئے۔ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آکر پوچھا: ''تم رک کیوں گئے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔'' انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم حضور ﷺ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ تم بھی وہ کام کرتے ہوئے مرجاؤ جو کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ مشرکین سے ٹکرا گئے اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ستر سے زیادہ تلواروں کے زخم آئے تھے جن میں سے ایک نیزے کا زخم تھا اور کوئی آپ رضی اللہ عنہ کو پہچان نہ سکا۔ صرف آپ رضی اللہ عنہ کی بہن نے آپ رضی اللہ عنہ کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ اسلامی لشکر کو اس قدر نقصان ہوا کہ ان میں سے کسی نے یہاں تک کہہ دیا: ''کاش! ہم میں سے کوئی عبداللہ بن اُبی بن سلول کے پاس جائے تاکہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان حاصل کرے اس سے قبل کہ مشرکین ہمیں قتل کر دیں۔'' حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''میری قوم! اگر محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو ان کا ربّ تو زندہ ہے لہٰذا جس کی خاطر محمد ﷺ نے جان دے دی تم بھی اس کی خاطر لڑتے ہوئے مرجاؤ۔'' اور فرمایا: ''اللہ! میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی اس بات پر آپ سے معافی چاہتا ہوں اور ان کے اس عمل سے اظہارِ براءت کرتا ہوں۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ جنگ میں کود پڑے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے یہ علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اور شہید نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکار کر کہا: ''اے مسلمانوں کی جماعت تمہیں مبارک ہو! اللہ کے رسول ﷺ شہید نہیں ہوئے ہیں۔'' اور رسول اللہ ﷺ آوازیں لگا رہے تھے:

الی عباداللہ ! الی عباداللہ ! (البدایۃ والنہایۃ: 4/ 398)

''اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی طرف لپک کر آپ ﷺ کا دفاع کیا۔ اس دفاعی جنگ میں حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہما کو بہت بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اور لڑتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک گھاٹی تک پہنچے۔ اسی دوران اُبی بن خلف آ گیا اور اس نے چیخ کر کہا: ''اگر محمد (ﷺ) بچ گیا تو یہ میری ناکامی ہوگی۔'' یہ کہہ کر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا۔ آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نیزہ پکڑا اور اس کی رگِ جان کے قریب نرم گوشت میں وار کیا۔ وہ بیل کی مانند چلایا۔ وہ مکہ جاتے ہوئے راستے ہی میں اس زخم سے واصلِ جہنم ہوا۔

پیارے رسول ﷺ ایک چٹان پر چڑھ گئے جہاں آپ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ یہ چٹان اُحد پہاڑ کی چوٹی پر تھی۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کو خوشی ہوئی۔ ابوسفیان نے ان تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اسے ناکام ونامراد لوٹا دیا۔ اسی دوران میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اونگھ آ گئی جس سے ان کا خوف ختم ہو گیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾
ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ (آل عمران: 153، 154)

''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تم کو غم پر غم دیئے تاکہ تم فوت شدہ چیز (فتح) اور مصیبت (شہادت) پر غم نہ کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔(153) پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر اطمینان نازل فرمایا، ایک نیند تھی جو تم میں سے ایک جماعت پر چھا رہی تھی۔(154)''

جنگ ختم ہوئی تو اس نے مسلمانوں کے لیے ایک تکلیف دہ سبق چھوڑا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے شہداء کا مُثلہ کیا اور لاشوں کے ناک، کان اور اعضائے مخصوصہ کاٹ دیے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکالا اور اسے کھانا چاہا مگر نگل نہ سکی اور چبا کر پھینک دیا۔ ابوسفیان نے چٹان کے نیچے کھڑے ہو کر تین مرتبہ پوچھا: ''کیا تم میں محمد (ﷺ) ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرما دیا۔ پھر اس نے تین مرتبہ پوچھا: ''کیا تم میں ابوقحافہ کا بیٹا ہے؟'' پھر تین مرتبہ سوال کیا: ''کیا تم میں ابنِ خطاب ہے؟'' پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''یہ سب قتل کر دیے گئے ہیں۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تیرے لیے باقی رکھا ہے جو تجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔'' اس نے ہبل زندہ باد کا نعرہ لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَجِیبُوهُ، قُولُوا : اَللّٰهُ أَعْلٰی وَاَجَلُّ

''اسے جواب دو اور کہو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔''

ابوسفیان نے جواباً کہا: ''عزیٰ صرف ہمارے پاس ہے تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔'' اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قُولُوا : اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَكُمْ (بخاری 4043)

''تم کہو! اللہ ہمارا نگہبان ہے تمہارا کوئی نگہبان نہیں۔''

ابوسفیان نے پوچھا: ''عمر! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا محمد (ﷺ) ہمارے ہاتھوں قتل ہو گئے ہیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نہیں بلکہ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔'' اس نے کہا: ''تو ابنِ قمیۂ سے زیادہ سچا ہے۔'' پھر کہا: ''یہ جنگِ بدر کا بدلہ ہے اور جنگ میں انہیں کبھی فتح ہوتی ہے کبھی شکست۔ البتہ تمہارے مقتولین کا جو مُثلہ کیا گیا ہے اللہ کی قسم! نہ تو مجھے اس سے خوشی ہوئی ہے اور نہ ہی افسوس، نہ میں نے اس کا حکم دیا تھا اور نہ ہی اس سے منع کیا تھا۔'' یہ کہہ کر وہ اور اس کے ساتھی پلٹ گئے اور کہا کہ آئندہ سال ملیں گے۔ (البدایۃ والنہایۃ 4/15)

(حاشیہ: ابنِ قمیۂ وہ شخص ہے جس کا گمان تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ یہی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملعون ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو پتھر مار کر آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کیے، آپ ﷺ کے ناک کی ہڈی توڑ دی اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو زخمی کر دیا تھا۔)

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور یہ ہدایت فرمائی:

انظر فان جنبوا الخيل وأمتطوا الابل فانهم يريدون مكة ، وان ركبوا الخيل فانهم يريدون المدينة ، فوالذى نفسى بيده ان أرادوها لأناجزنهم (البداية والنهاية 4/ 415)

''دیکھو اگر وہ گھوڑوں کی بجائے اونٹوں پر سوار ہوئے ہیں تو ان کا ارادہ مکہ کا ہے اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو وہ مدینہ جانا چاہتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو میں ضرور ان کا بدلہ چکاؤں گا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے تعاقب میں نکل کر دیکھا کہ وہ گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہیں تو شدتِ فرحت سے پکار اٹھے اور خبر کو چھپا نہ سکے حالانکہ انہیں اس خبر کو چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو مقتولین کا جائزہ لینے کا حکم دیا۔ اس نے حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو آخری لمحات میں تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو وہ بہترین بدلہ عطا کریں جو وہ کسی امت کی طرف سے ان کے نبی کو عطا کیا کرتا ہے۔ میری قوم کو بھی میرا اسلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی اور تم سکون میں رہے تو اللہ کے ہاں تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اللہ کی خوشنودی کی جانب روانہ ہوگئی۔ سعد رضی اللہ عنہ! اللہ آپ پر رحم فرمائیں اور آپ سے راضی ہوں۔ (آمین)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش وادی کے نشیب میں پڑی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مُثلہ کر دیا گیا تھا اور پیٹ چاک کر کے جگر نکالا گیا تھا۔ جب رحمتِ عالم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا:

لو لا أن تحزن صفية او تكون سنة لتركته حتى يكون فى اجواف السباع وحواصل الطير ، ولئن أظهرنى الله على قريش لأمثلن بثلاثين رجلاً منهم (البداية والنهاية 4: 416)

''اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے غمگین ہونے کا اور اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ اسے سنت سمجھ لیں گے تو میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو درندوں اور پرندوں کی خوراک بننے کے لیے چھوڑ دیتا اور اگر مجھے اللہ تعالی نے قریش پر غلبہ عطا کیا تو میں ضرور بہ ضرور ان کے تیس آدمیوں کا مُثلہ کروں گا۔“

مسلمانوں نے یہ بھی عزم کیا کہ ہم ان کا مُثلہ ضرور کریں گے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ؀ (النحل:126)

”اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو۔اور اگر آپ صبر کریں تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بہتر ہے۔“

لہٰذا رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں معاف کر دیا اور آنجناب ﷺ نے بھی مُثلہ سے منع فرمادیا۔لوگوں کو اپنے شہداء کی لاشیں مدینہ پہنچا کر دفن کرنے کا فکر دامن گیر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے مقامِ شہادت پر ہی انہیں دفن کرنے کا حکم فرمایا اور یہ حکم جاری فرمایا کہ ایک قبر میں دو دو، تین تین شہداء کو دفن کیا جائے گا اور ان میں سے جس کو سب سے زیادہ قرآن کا علم تھا اس کو قبلہ کی طرف مقدم کیا جائے گا اور آپ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا۔آپ ﷺ ہر شہید کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو رکھتے اور دونوں کی نمازِ جنازہ ادا کرتے رہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قبر میں حضرت ابوبکر، عمر اور زبیر رضی اللہ عنہم نے اتارا اور رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے پر تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔

پیارے رسول ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ واپس آکر ہفتے کی شام شہرِ مدینہ میں داخل ہوئے۔اسی دن ایک زندہ جاوید معرکہ جنگِ اُحد پیش آیا تھا جس کے بارے میں سورۃ آلِ عمران کا ایک بہت بڑا حصہ نازل ہوا ہے۔

جنگِ اُحد کے اہم واقعات

قابلِ فخر واقعات:

جنگِ اُحد کا سرسری جائزہ لینے سے ہمارے سامنے کچھ قابلِ فخر اور کچھ رُسوا کن واقعات آتے ہیں۔قابلِ فخر واقعات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

جب تک اسلام اور مسلمان باقی رہیں گے اس کا ہمیشہ تذکرہ کیا جاتا رہے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اُحد کے دن جب عام مسلمان شکست کھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی بجائے ادھر ادھر بھاگ گئے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال لے کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سپر بن گئے۔ وہ ایک ماہر تیرانداز تھے چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں توڑ ڈالیں۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے کوئی شخص جب ترکش لے کر گزرتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ انہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے بکھیر دو۔ جب آپ ﷺ قوم کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ سر اٹھا کر نہ جھانکیں۔ آپ ﷺ کو قوم کا کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ ﷺ کے سینے کے آگے ہے۔'' (بخاری 3811)

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ راضی ہوں اور انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائیں۔ یا اللہ! ہم آپ کے لیے ان سے محبت رکھتے ہیں لہٰذا ہمیں ان کے ساتھ جمع فرمانا۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا کا کردار:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''بلاشبہ میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ بڑی تندہی کے ساتھ بار بار مشکیزے بھر بھر کر لا رہی تھیں اور زخمیوں کے مونہوں میں پانی ڈال رہی تھیں۔'' (بخاری 3811) یہ کس قدر عظیم کارنامہ ہے! اور کیا ہی عظمت ہے رسول اللہ ﷺ کی ان دو صحابیات کی! اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوں!

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

جب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ گھاٹی میں تھے اور (پہاڑ کی طرف واپس جانے لگے) تو ایک بلند چٹان آپ ﷺ کی راہ میں حائل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ کی جانب سے اس پر چڑھنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے کیونکہ ایک تو آپ ﷺ کا بدن بھاری ہو چکا تھا اور دوسرے آپ ﷺ نے دوہری زرہ پہن رکھی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کوشش کے باوجود نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کو کندھوں پر اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ اس طرح آپ ﷺ چٹان پر پہنچ گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أوجب طلحة حين صنع برسول الله ﷺ ما صنع (البداية والنهاية 4/ 412)

''طلحہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ یہ تعاون کر کے (جنت) واجب کر چکا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا کارنامہ:

رسول اللہ ﷺ کے تمام کارنامے ہی بڑے عظیم ہیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں پناہ گزین تھے اُبی بن خلف اپنے گھوڑے پر سوار آپ ﷺ تک پہنچ گیا۔وہ اس زعم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا کہ آپ ﷺ کو قتل کر دے گا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے: ''اگر محمد (ﷺ) بچ گئے تو یہ میری ناکامی ہے۔'' جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ حاصل کیا۔اسے ایک جھٹکا دیا تو لوگ ادھر ادھر اڑ گئے جیسے اونٹ اپنے بدن کو جھٹکا دیتا ہے تو مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے سامنے پہنچ کر اس زور سے اس کے حلق میں نیزہ مارا کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔لوگ اسے اٹھا کر قریش کے لشکر میں لے گئے۔اب وہ بیل کی طرح چنگھاڑ رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا: ''اللہ کی قسم! مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کر ڈالا ہے۔'' بالآخر راستے میں ہی مقامِ سرف پر مر گیا۔

حضرت انس بن نضر انصاری رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

جب شیطان نامراد نے یہ صدا لگائی کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں، بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔انہوں نے لڑائی ترک کر دی اور حیران و دہشت زدہ کھڑے رہ گئے۔اس موقع پر حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکار کر کہا: ''تم نے لڑائی کیوں ترک کر دی ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''نبی اکرم ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ جس مقصد کی خاطر انہوں نے جان دے دی تم بھی اسی کی خاطر مر جاؤ۔میری قوم! اگر محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے، محمد ﷺ کے ربّ کو تو قتل نہیں کیا گیا جس مقصد کی خاطر محمد ﷺ جنگ کرتے رہے ہیں۔تم بھی اس کی خاطر لڑائی جاری رکھو۔یا اللہ! میں ان کی باتوں کی آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور ان کے موقف سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی ہی عظمت و کمال کے واقعات سے بھرپور ہے:

لیکن ہم یہاں جو واقعہ بیان کر رہے ہیں وہ اس موقع کی مناسبت سے ہے اور اس کو ذکر کرنے کا مقصد دل میں پوشیدہ حُبِّ رسول ﷺ کو اُجاگر کرنا ہے۔وہ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب انتہائی تکلیف دہ زخم پہنچے تو آپ ﷺ کسی چیز کے ساتھ اپنے زخموں سے خون صاف کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ .

(ابن ماجه4027)

''وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا حالانکہ وہ انہیں ان کے ربّ کی طرف ہی بلاتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل فرمادی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ﴿۱۲۸﴾ (آلِ عمران:128)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ دُعا کرنا شروع کر دی:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (بخاری3477)

''یا اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ علم نہیں رکھتے۔''

حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کا کردار:

جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والدِ گرامی پیارے نبی محمد ﷺ کے زخم دھو رہی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ دھونے سے خون بند نہیں ہو رہا تو آپ رضی اللہ عنہا ایک چٹائی لے کر آئیں اور اسے جلا کر گرم راکھ کے ساتھ اپنے والد کے زخموں کو داغا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا یہ کردار سب سے عظیم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

جب عبداللہ بن اُبی ایک تہائی لشکر کو لے کر پسپا ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ کی طرف واپس جا رہا تھا تو عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے ان کے رُوبرو آ کر فرمایا: ''آؤ! اللہ کے راستے میں جہاد کرو یا کافروں کو ہٹاؤ تو اگر ہمیں یقین ہوتا کہ تم جنگ کرو گے ہم ضرور تمہارے پیچھے ہوتے۔'' اللہ تعالیٰ نے اس گفتگو کو قرآن بنا کر نازل فرما دیا جو قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا کارنامہ جنہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا:

انہوں نے ابھی نئی نئی شادی کی تھی اور پہلی رات بیوی کے ساتھ ہم آغوش سو رہے تھے کہ جہاد کی صدا نے آپ رضی اللہ عنہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیدار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اپنی زرہ پہن کر اسلحہ اٹھایا اور میدانِ کارزار میں پہنچ گئے۔ جنگ اپنے عروج پر تھی۔ آپ ﷺ جانبازوں کی طرح میدانِ جنگ میں گھس گئے اور انہوں نے لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ حالتِ جنابت میں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی بیوی سے دریافت کرو۔'' (البدایۃ والنھایۃ / 396) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ میرے پاس سے حالتِ جنابت میں گئے تھے اور صدائے جہاد سنتے ہی میدانِ جنگ میں چلے گئے تھے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے عظیم فضل والے ہیں۔

حضرت اُمِ عمارہ نسیبہ رضی اللہ عنہا کا کارنامہ:

یہ صبح دم مجاہدین کی کارکردگی کا جائزہ لینے نکلیں۔ ان کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ مسلمان اس وقت تک فتح پا چکے تھے اور ان کے پاس مال و دولت بھی تھا لیکن جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور براہِ راست جنگ میں شریک ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا تلوار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کر رہی تھیں اور کمان کے ساتھ تیر برسا رہی تھیں حتیٰ کہ انہیں کچھ زخم بھی آئے۔ یہ آپ رضی اللہ عنہا کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

یہ تو تھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنے محبوب کے ساتھ حسنِ سلوک کی داستانیں۔

دشمنوں کی بدسلوکی کی داستانیں:

اب ہم دشمنوں کی بدسلوکی کی داستانیں ذکر کرتے ہیں:

عبداللہ بن اُبی بن سلول کی سیہ کاری:

یہ مدینہ میں منافقین کا سردار تھا۔ جیسے ہی لشکرِ اسلامی مدینہ سے اُحد کی طرف روانہ ہوا اس نے لوگوں میں اس جہاد کے صحیح ہونے اور اس کی اِفادیت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ تین سو منافقین اور کمزور ایمان لوگ اس کی بات مان کر راستے ہی سے پلٹ گئے۔ گویا انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور سچے اہلِ ایمان کو رسوا کیا۔ یہ عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کا ایک انتہائی گھٹیا اور بدترین رویہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مربع بن قیظی اندھے کا کردار:

رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اسلامی لشکر اس کے باغ سے گزرا۔ اس نے لشکر کی آہٹ کو سنا اور پہچان گیا کہ محمد ﷺ اس کے قائد ہیں۔ چنانچہ اس نے مٹی کا بک اٹھایا اور کہا: ”اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا اے محمد (ﷺ)! کہ مٹی آپ پر ہی جائے گی تو میں آپ کے چہرے پر پھینک دیتا۔“ اس نے کہا: ”اگر آپ واقعی رسول ہیں تو میں اپنے باغ سے گزرنے کی آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔“ قلب وبصر کے اندھے منافق کا یہ دوسرا کردار ہے جو بڑا ہی واضح ہے۔

ابو عامر کا رویہ:

یہ جاہلیت میں راہب کے لقب سے معروف تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کا لقب بدل کر فاسق رکھ دیا۔ وہ جنگِ اُحد کے دن صبح کے وقت دو صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور اپنی قوم کو بلا کر انہیں اپنا تعارف پیش کر کے رسول اللہ ﷺ اور مومنین کے خلاف جنگ کی ترغیب دلانا شروع کر دیا گویا اس نے بھی انتہائی گھٹیا رویہ اختیار کیا۔ اسی لیے بعض انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے جواب دیا: ”اللہ تجھے کبھی خوشی نہ دکھلائے گا۔“ اس نے کہا: ”یقیناً میرے بعد میری قوم پر مصیبت آئے گی۔“ اس نے مشرکین کی معیت میں بہت سخت جنگ لڑی۔ یہ ایک ایسا بدترین جرم ہے جو رہتی دنیا تک بھلایا نہ جا سکے گا۔

ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ کا سلوک:

اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا، مشرکین کے لشکر میں جوش وخروش پیدا کیا، مسلمان شہداء کا مُثلہ کیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکالا اور اسے چبایا مگر نگلا نہ جا سکا۔ اس نے بدترین اور انتہائی گھٹیا کردار ادا کیا اور اگر اللہ تعالیٰ اس پر اسلام قبول کرنے کا احسانِ عظیم نہ کرتے تو وہ جہنم میں اُبی بن خلف اور ابو جہل کے ساتھ ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم فرمایا کہ وہ مسلمان ہو گئی اور نہایت اچھی مسلمان خاتون ثابت ہوئی اور ان کا یہ کردار بھلا دیا گیا کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد پچھلے تمام جرائم معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے جو نتائج وعبر حاصل ہوتے ہیں انہیں ہم ذیل میں نمبروار اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1:رسول اللہ ﷺ کے خواب کی صداقت معلوم ہوئی کیونکہ آپ ﷺ نے خواب میں اپنی تلوار کو ٹیڑھا دیکھا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے کوئی شخص راہی ملکِ عدم ہوگا۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے پھوپھی زاد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

2:حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ڈیلا نکل کر رخسار پر گر گیا۔ آپ ﷺ نے اسے دوبارہ حلقے میں ڈال دیا تو وہ جیسا کہ پہلے تھا اس سے بھی زیادہ اچھا ہو گیا اور یہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے۔

3:رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں اُبی بن خلف کو اس کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی۔ لہٰذا یہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق بدترین مقتول وہ ہے جسے کوئی نبی قتل کرتا ہے۔

4:شورائیت کے آغاز کا ثبوت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ مدینہ کے اندر رہ کر لڑنا چاہیے یا باہر نکل کر اور آپ ﷺ نے اکثریت کی رائے پر عمل کیا۔ علاوہ ازیں اس گوشۂ سیرت سے ایک پُر حکمت بات معلوم ہوتی ہے جو مومن و کافر کے لیے یکساں مفید ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی نبی کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ اپنا خود سر پر پہن کر پھر اسے اتار دے تا آنکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمن کے مابین فیصلہ فرما دیں۔ یہ عزم و استقامت اور سچائی کی علامت ہے۔

5:رسول اللہ ﷺ کی قلبی و عقلی شجاعت کئی مواقع پر کھل کر سامنے آئی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ عبداللہ بن اُبی کی ایک تہائی لشکر کے ساتھ پسپائی بھی آپ ﷺ کے عزم کو بدل نہ سکی۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرار ہونے کے باوجود آپ ﷺ ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ نے زخموں سے چُور ہونے کے باوجود اُبی بن خلف پر حملہ کیا اور اسے ایسا نیزہ مارا کہ وہ بیل کی طرح چیخا اور اس ضرب سے پہاڑ کی مانند گرا اور راستے میں ہی مر گیا۔

6:اس میں آپ ﷺ کی بے مثال عسکری قیادت کا بیان ہے اور آپ ﷺ کا یہ کمال درج ذیل اُمور سے کھل کر سامنے آتا ہے۔ آپ ﷺ کا جنگ کے وقت اور جگہ کا انتخاب کرنا، جبلِ رُماۃ پر تیر اندازوں کو متعین کرنا اور ان کو یہ وصیت کرنا کہ وہ کسی بھی حال میں اس جگہ کو نہ چھوڑیں اگرچہ وہ جنگ میں اپنے بھائیوں کو موت کے گھاٹ اترتا ہی کیوں نہ دیکھ لیں، آپ ﷺ کے اس کمال کی دلیل یہ بھی ہے کہ اسلامی لشکر کو جو بدترین شکست ہوئی اس کا سبب بھی تیر اندازوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی جگہ کو چھوڑ نا تھا جیسا کہ پیچھے معرکے کی کاروائی اور اس کے واقعات کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے۔
اس سے بھی آپ ﷺ کے کمالِ قیادت کا علم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگجوؤں کے تعاقب میں روانہ کیا تا کہ ان کی منزل مکہ یا مدینہ ہونے کا پتہ لگا کر حسبِ ضرورت پیش قدمی کر سکیں۔

7: اس میں پیارے نبی ﷺ کی رحمت کے مظاہر سامنے آئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے اس اندھے کو معاف فرما دیا جس نے آپ ﷺ کو گالی دی اور آپ ﷺ کی توہین کی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے منع کر دیا اور فرمایا: ''اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ آنکھوں سے بھی اندھا اور اس کا دل بھی اندھا ہے۔'' (البداية والنهاية: 4 / 389) اور یہ بھی آپ ﷺ کی رحمت کا مظہر ہے کہ جب آپ ﷺ اپنے چہرۂ مبارک سے بہنے والے خون کو صاف کر رہے تھے تو یہ دُعا فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ وہ علم نہیں رکھتے۔'' (بخاری ح 3477) یہ بھی آپ ﷺ کی رحمت کا مظہر ہے کہ جب آپ ﷺ کے چچا کی لاش کو جنازہ پڑھانے کے لیے آپ ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو آپ ﷺ اس قدر روئے کہ بہت زیادہ رونے اور شدتِ غم کی وجہ سے آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔

8: اس میں آپ ﷺ کے صبر کے مظاہر بھی بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رنج و آلام کا سامنا کرنا پڑا تو آپ ﷺ نے واویلا نہ کیا اور جب دن کے آغاز میں حاصل ہونے والی فتح دن کے آخر میں شکست سے بدل گئی تب بھی آپ ﷺ نے واویلا نہیں کیا۔

9: رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر اپنی رائے کو مقدم کرنے کے بُرے اثرات سامنے آئے ہیں کیونکہ شکست کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اپنی رائے پر اصرار کیا حالانکہ آپ ﷺ مدینہ سے باہر نکلنے کو بہتر خیال نہیں کر رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو اتنا مجبور کیا کہ آپ ﷺ نے اپنی زرہ پہن لی اور اسلحہ سجا لیا۔ پھر وہ شرمندہ بھی ہوئے لیکن اس شرمندگی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

10: اس بات کا بیان ہے کہ دنیا کی رغبت رکھنا اور اللہ ورسول ﷺ کی نافرمانی کر کے اسے حاصل کرنا ہر زمان و مکان میں امتحان اور آزمائش کا سبب ہے۔

11: مدد کا جو وعدہ اللہ نے مومنوں کے ساتھ کیا اس کے پورا کرنے کا بیان ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ (آلِ عمران: 152)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ نبویہ میں اُحد کے محلِ وقوع کا بیان ہے جو مدینہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔اس کے عقب میں جبلِ نور ہے۔ حرم مدینہ کی تحدید میں اسے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ عائر سے لے کر ثور تک کا مدینہ حرم ہے اور عائر یا عیر مدینہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے جیسا کہ نقشے سے ظاہر ہے۔

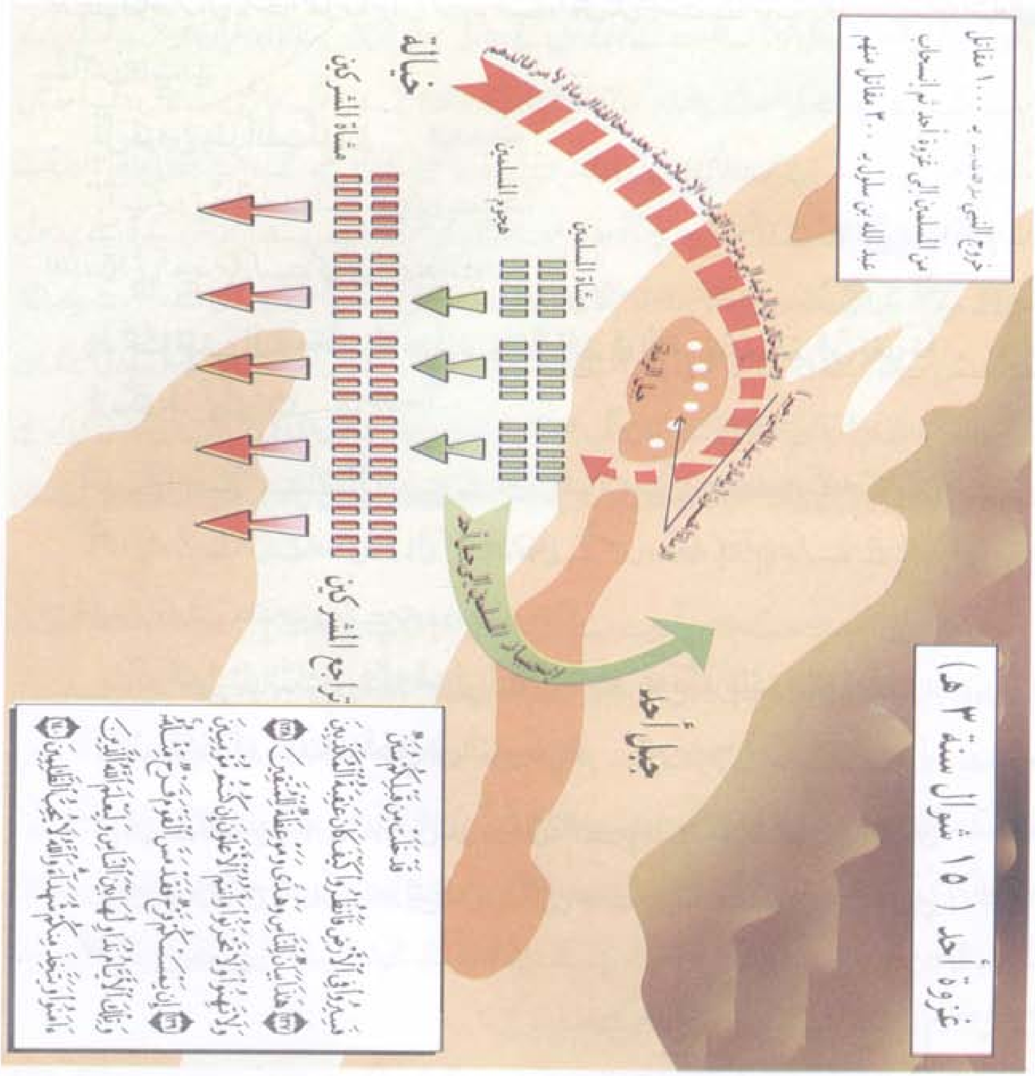

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا جب تم اُس کے حکم سے انہیں قتل کر رہے تھے۔''

12: اللہ تعالیٰ کے مومنین کو سزا دینے کا بیان ہے کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور تیراندازوں نے اپنے دفاعی مورچوں کو چھوڑ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ آپس میں شکست کے اسباب پر غور کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا:

قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۝ (آلِ عمران:165)

''آپ کہہ دیں وہ تمہارے اپنے ہی پاس سے ہے۔''

اور درج ذیل آیتِ مبارکہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۝ (آلِ عمران:152)

''جب تم اُس کے حکم سے انہیں قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم پست ہمت ہو گئے اور کام میں جھگڑا کیا اور تم نے اس کے بعد بھی نافرمانی کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ دکھا دیا جو تم پسند کرتے تھے۔''

اس آیتِ مبارکہ میں ''ما تحبون'' سے مراد مدد ہے۔

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (آلِ عمران:152)

''تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے۔ اور تم ہی میں سے کوئی آخرت چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا کہ وہ تمہیں آزمائے۔ اور یقیناً اُس نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل کرنے والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا غزوہ: غزوۂ حمراء الاسد

عسکری اور تمدنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں کمالِ محمدی ﷺ کے مظاہر یکساں دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک مظہر آپ ﷺ کا اندرونی و بیرونی دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے اتوار کے دن صبح دم جنگ کے لیے نکلنا بھی ہے۔ کل ہفتے کے دن مسلمانوں کو ہونے والی خوفناک شکست کے بعد لوگوں نے منادیٔ رسول ﷺ کو سنا جو ابوسفیان بن حرب اور اس کے لشکر سے جنگ کے لیے نکلنے کی صدا لگا رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''ہمارے ساتھ صرف وہی لوگ جائیں گے جو کل جنگِ اُحد میں ہمارے ساتھ شریک تھے۔'' ان میں دو زخمی بھائی بھی تھے۔ ان میں سے جس کے زخم ہلکے تھے وہ اپنے بھائی کو اٹھاتا اور جب تھک جاتا تو اسے نیچے اتار دیتا۔ وہ تھوڑی دیر چلتا تو وہ پھر اسے اٹھا لیتا حتیٰ کہ دونوں مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں پہنچ گئے۔ یہ حمراء الاسد کا مقام تھا جہاں رسول اللہ ﷺ لشکر کے ہمراہ خیمہ زن تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ان کے عذر کے پیشِ نظر انہیں اجازت دے دی کیونکہ ان کے شہید والد عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگِ اُحد میں شرکت کی اجازت نہیں دی تھی اور انہیں وصیت کی تھی کہ اپنی سات بہنوں کے پاس رہیں کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اچھا نہیں لگتا تھا کہ وہ سات بیٹیوں کو اس حال میں چھوڑ جائیں کہ ان کے پاس کوئی مرد (محرم) نہ ہو۔

نبی مکرم ﷺ حمراء الاسد کے مقام پر ٹھہرے رہے حتیٰ کہ معبد خزاعی کا آپ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا۔ بنوخزاعہ کے لوگ خواہ وہ مسلمان ہوں یا مشرک سب رسول اللہ ﷺ کے رازدان اور بااعتماد لوگ تھے۔ وہ تہامہ کے لوگوں میں سے کسی کی کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے نہیں چھپاتے تھے۔ چنانچہ معبد نے کہا جو ابھی مشرک تھا: ''اے محمد ﷺ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہم پر بہت گراں گزرا ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ان سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائیں۔ پھر وہ چلا گیا حتیٰ کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے رَوحاء مقام پر اس کی ملاقات ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر دوبارہ حملہ کرنے کی مکمل تیاری کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے انہیں جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ ہمیں ہی معلوم ہے لہٰذا ہم ان کا مکمل خاتمہ کیے بغیر کیسے لوٹ جائیں؟

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا اور اس سے پوچھا: ''معبد! تمہارے پیچھے کون لوگ ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اتنی بڑی تعداد میں تمہیں تلاش کر رہے ہیں کہ میں نے اتنا بڑا لشکر کبھی نہیں دیکھا۔'' ابوسفیان نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''افسوس ہے تجھ پر! تو کیا کہہ رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ تم کوچ کرنے سے پہلے پہلے گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لوگے۔'' ابوسفیان نے کہا: ''واللہ! ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان پر پلٹ کر پھر حملہ کریں اور ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دیں۔'' معبد نے کہا: ''میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ واللہ! جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس نے مجھے ان کے متعلق شعر کہنے پر مجبور کردیا ہے۔'' ابوسفیان نے پوچھا: ''تم نے کون سے شعر کہے ہیں؟'' اس نے کہا:

كادت تهد من الأصوات راحلتي　　اذ سالت الأرض بالجرد الأبابيل
تردي بأسد كرام لا تنابلة　　عند اللقاء ولاميل معازيل
فظلت عدواً أظن الأرض مائلة　　لما سموا برئيس غير مخذول
فقلت ويل ابن حرب من لقائكم　　اذا تغطمطت البطحاء بالخيل
انی نذير لأهل البسل ضاحية　　لكل ذی اربة منهم ومعقول
من جيش أحمد ولاوخشٍ تنابلة　　وليس يوصف ما أنذرت بالقيل

ان اَشعار نے ابوسفیان کے دل میں شکست کا خوف پیدا کردیا۔ اسے صفوان بن امیہ کا مشورہ بھی یاد آیا کہ جب اس نے مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کا عزم ظاہر کیا تھا تو اس نے انہیں مدینہ کی طرف لوٹنے سے روکا تھا۔ معبد نے مزید کہا: ''تم یہ کام نہ کرو کیونکہ وہ لوگ بہت غصے میں ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ پہلے کی طرح نہیں لڑیں گے لہٰذا تم پلٹ جاؤ۔'' چنانچہ ابوسفیان نے مکہ کی طرف لوٹنے کا حکم دے دیا۔ راستے میں ان کی ملاقات بنوعبدالقیس کے ایک قافلے سے ہوئی۔ ابوسفیان نے ان سے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''مدینہ جا رہے ہیں۔'' اس نے پوچھا: ''کیوں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم میرہ لینے جا رہے ہیں۔'' ابوسفیان نے کہا: ''کیا آپ لوگ میرا ایک پیغام محمد (ﷺ) کو پہنچا دیں گے؟ میرا وعدہ ہے کہ اس کے بدلے میں جب آپ لوگ مکہ آئیں گے تو عکاظ کے بازار میں آپ لوگوں کو اتنی کشمش دوں گا جتنی آپ کی یہ اونٹنی اٹھا سکے گی۔'' محمد (ﷺ) کو یہ خبر پہنچا دیں کہ ہم نے اس کی اور اس کے رفقاء کی جڑ کاٹ دینے کے لیے دوبارہ حملہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔'' ابوسفیان نے ایسا محض جوابی حربے کے طور پر کیا تھا۔ دراصل وہ اپنی اس شکستگی کو چھپانا چاہتا تھا جو اسے معبد کی باتیں سن کر ہوئی تھی۔ جب قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور انہوں نے ابوسفیان کا پیغام آپ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیلُ

''مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

اسی بارے میں سورۃ آلِ عمران کی درج ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے:

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿١٧٣﴾ (آلِ عمران:173)

''جن سے لوگوں نے کہا کہ یقیناً دشمن لوگ تمہارے خلاف لشکر جمع کر چکے ہیں لہٰذا تم اُن سے ڈر جاؤ۔ چنانچہ اس نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیلُ قالھا ابْرَاھِیمُ عَلَیهِ السَّلامُ حِینَ اُلْقِیَ فی النّار (بخاری4563)

''ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے اور یہی کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔''

رسول اللہ ﷺ نے حمراء الاسد میں اتوار، سوموار، منگل اور بدھ، چار دن تک قیام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ راستے میں آپ ﷺ کو معاویہ بن مغیرہ بن ابی عاص اور ابوعزہ جمحی ہاتھ لگے۔ ابوعزہ سویا ہونے کی وجہ سے مشرکین سے پیچھے رہ گیا تھا۔ یہ وہی ابوعزہ ہے جسے جنگِ بدر میں قیدی بنایا گیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے رحم کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اس پر احسان فرما کر اسے چھوڑ دیا اور یہ وعدہ کیا کہ وہ آئندہ کبھی آپ ﷺ کے مقابلے میں نہیں آئے گا لیکن اس نے خیانت کی اور جنگِ اُحد میں بھی مشرکین کے ساتھ آ گیا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم جاری فرما دیا سو اسے قتل کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (بخاری6133، مسلم7498)

''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔''

جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے، یہ وہ شخص تھا جس نے اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا تھا اور ان کی ناک کاٹی تھی۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ بھول گیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے سفارش کروائی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش کو اس شرط پر قبول کیا کہ اگر وہ ہمیں تین دن کے بعد یہاں مل گیا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رشتے داری کی بنیاد پر اسے سامانِ سفر دیا اور کہا کہ اب تم یہاں سے جاؤ۔ وہ کوچ کر گیا لیکن راستہ بھول گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حمراء الاسد سے روانہ ہوتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''یقیناً معاویہ ابھی قریب ہی ہے، زیادہ دور نہیں گیا۔ اسے تلاش کرو۔'' چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں نکلے اور اسے ڈھونڈ کر قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کو کسی چال کا سامنا نہ کرنا پڑا اور آپ ﷺ مدینہ پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے اس طرح اندرونی منافقین اور بیرونی مشرکین کو خوفزدہ کر دیا۔ کیسی عظیم سیاست تھی آپ ﷺ کی! اور کس کمال صبر کے مالک تھے آپ ﷺ!

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے حاصل ہونے والے نتائج و عبر کو ہم ذیل میں بالاختصار بیان کرتے ہیں:

1: اس میں رسول اللہ ﷺ کی شجاعت، صبر و تحمل، حسنِ سیاست اور اعلیٰ تدبیر جیسے کمالات کا بیان ہے۔

2: اس میں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی فضیلت، اطاعت شعاری، صبر و تحمل اور اللہ و رسول ﷺ کی فرمانبرداری کا بیان ہے۔

3: بے صبر لوگوں کے دل پر دھمکی کا اثر بیان ہوا ہے۔ لہٰذا دھمکی بڑی خطرناک چیز ہے اس سے بچنا چاہئے۔

4: حدیثِ مبارکہ: ''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا'' کا پسِ منظر بیان ہوا ہے۔

5: شرعی حدود کے علاوہ دیگر اُمور میں سفارش کا جواز بیان ہوا ہے۔

سنہ 3 ہجری کے اہم واقعات:

ہجرتِ مبارکہ کے تیسرے سال میں پیش آنے والے اہم ترین واقعات کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

1: محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کعب بن اشرف قتل ہوا۔ یہ رسول اللہ ﷺ اور اہلِ ایمان کے خلاف زبان درازی کیا کرتا تھا، انہیں تکلیف دیا کرتا تھا اور ان کے خلاف مشرکین اور یہودیوں کو تیار کیا کرتا تھا۔

2: اس سال غزوۂ اُحد پیش آیا جس میں تقریباً 70 کے قریب مسلمان شہید ہوئے اور 30 کے قریب مشرکین قتل ہوئے۔ ان شہداء میں چار مہاجرین تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین، شہدائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار میں سے چند درج ذیل ہیں: انس بن نضر، سعد بن ربیع، عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہم اور یہودیت سے اسلام کی طرف آنے والے لوگوں میں سے حضرت مخیریق رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شہید ہوئے۔

3: جنگِ اُحد کے دوسرے دن غزوہ حمراء الاسد پیش آیا۔

4: غزوہ ذی امر پیش آیا۔ ذی امر نجد میں غطفان کے ایک چشمے کا نام ہے۔

5: سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روانہ کیا گیا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

6: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

7: اتوار کی رات ماہ شوال میں عبداللہ ابن اُبی کی بیٹی اور غسیلِ ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ہاں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

سنہ 4 ہجری کے واقعات

پہلا حادثہ: حادثۂ رجیع

اسی سال سنہ 4 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس عضل اور قارہ کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ذکر کیا کہ ان میں اسلام کا بہت چرچا ہے اور انہیں یہ شوق ہے کہ آپ ﷺ ان کے ہمراہ کچھ لوگوں کو دین سکھانے کے لیے روانہ فرما دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے درج ذیل چھ افراد کو ان کے ہمراہ روانہ فرما دیا: مرثد بن ابی مرثد الغنوی، خالد بن بکیر اللیثی، عاصم بن ثابت اوسی، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ البیاضی اور بنو ظفر کے حلیف عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم۔ آپ ﷺ نے مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع کے مقام پر پہنچے تو جو لوگ دین سیکھنے کے لیے انہیں رسول اللہ ﷺ سے مانگ کر لائے تھے انہوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور بنو ہذیل کے ایک قبیلے بنولحیان کو ان کے خلاف لڑنے کے لیے بلایا۔ بنولحیان کے ایک سو افراد آ پہنچے۔ مسلمان چونکہ صرف چھ تھے اور وہ ایک سو آدمیوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اس لیے انہوں نے ایک پہاڑ پر پناہ لے لی۔ بنولحیان نے ان سے مطالبہ کیا کہ اگر تم نیچے اتر آؤ تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں کسی کافر کے وعدے پر یقین کر کے نیچے نہیں اتروں گا۔ یا اللہ! آپ ہمارے بارے میں اپنے نبی کو اطلاع کر دیں۔“ حضرت مرثد، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہم نے تو ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی لیکن حضرت ابن دثنہ، حضرت خبیب اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیچے اتر آئے تو دشمن نے انہیں باندھ دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ پہلی بدعہدی ہے۔'' انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے باقی دو ساتھیوں سے ملا دیا۔ حضرت ابنِ دشنہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کو وہ اپنے ساتھ لے گئے اور ان دونوں کو مکہ جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بنو حارث نے خرید لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر میں حارث کو قتل کیا تھا چنانچہ انہوں نے حارث کے بدلے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے خرید لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو حجیر بن ابی اہاب کی آزاد کردہ لونڈی ماویہ کے گھر میں قید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زیرِ ناف بال صاف کرنے کے لیے اس سے استرا مانگا تاکہ جب انہیں قتل کیا جائے تو وہ زیرِ ناف بالوں کی آلودگی سے پاک ہوں۔ اسی اثناء میں ایک بچہ رینگتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کی ران پر آ بیٹھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی صفائی کر رہے تھے اور استرا آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب عورت نے یہ دیکھا تو وہ چیخ اٹھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: ''کیا تجھے ڈر ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ بدعہدی ہماری عادت نہیں۔'' اس کے بعد وہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیب (رضی اللہ عنہ) سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ مکہ میں پھل نہیں ہوا کرتے تھے لیکن میں نے انہیں دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں انگوروں کا گچھا تھا اور وہ اسے کھا رہے تھے۔ یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تھا۔

جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم کی حدود سے باہر لے کر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے دو رکعتیں پڑھنے کی اجازت دے دو۔'' انہوں نے اجازت دے دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ (شاید کہ یہ سنتِ قتل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا اور یہ نماز کئی ایک مومنین نے ادا کی ہے۔) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر مجھے تمہاری اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ تم کہو گے میں موت سے ڈر گیا ہوں تو میں اس سے زیادہ اور اس سے لمبی نماز پڑھتا۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

ولست أبالي حين أقتل مسلماً   على أي جنب كان في الله مصرعي

وذلك في ذات الاله وان يشأ   يبارك على أوصال شلو ممزع

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ دستِ سوال دراز کیا: ''اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے گن لے، پھر انہیں بکھیر کر مارنا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔''

پھر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو تختۂ دار پر چڑھا دیا۔ عتبہ بن حارث آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھا اور اس نے کہا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ آج تیری جگہ محمد (ﷺ) ہوں اور تجھے میں چھوڑ دوں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور اس کے بدلے محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے۔'' اس کے بعد عتبہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے ربّ کی رحمت اور خوشنودی کے مستحق بن گئے۔

رہے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ تو قریش نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر لانے کے لیے لوگ بھیجے تا کہ وہ اسے سلافہ بنت سعد کے پاس بھیج دیں کیونکہ جس دن جنگِ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے دو بیٹوں کو قتل کیا تو اس نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر میں شراب پینے کی نذر مانی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر بھڑوں کا جھنڈ بھیج دیا جس نے قریش کے آدمیوں سے ان کی لاش کی حفاظت کی۔ وہ رات تک انتظار کرتے رہے لیکن رات کو سیلاب آیا اور ان کی لاش کو بہا کر لے گیا۔ درحقیقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ نہ انہیں کوئی مشرک چھوئے گا اور نہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کی یہ دُعا قبول فرمائی لہٰذا جیسے زندگی میں ان کی حفاظت کی ایسے ہی مرنے کے بعد بھی حفاظت کی۔

حضرت ابن دثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کے ساتھ مقامِ تنعیم پر بھیج دیا تا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو اس کے باپ کے بدلے قتل کر دے۔ صفوان بن امیہ کا والد جنگِ بدر میں قتل ہوا تھا اور اسے قلیب میں پھینک دیا گیا تھا۔ جب نسطاس حضرت ابن دثنہ رضی اللہ عنہ کو لے کر حرم سے باہر آ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو آزمانے کے لیے کہا: ''تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو پسند کرتا ہے کہ اس وقت محمد (ﷺ) تیری جگہ پر ہوں اور انہیں قتل کر دیا جائے جب کہ تو اپنے گھر ہو؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے اہل و عیال میں رہوں اور اس کے بدلے محمد ﷺ کو وہیں رہتے ہوئے کانٹا چبھ جائے اور وہ آپ ﷺ کو تکلیف دے۔'' ابوسفیان قریش کے کچھ آدمیوں کے ساتھ مجلس میں تھا۔ اس نے کہا: ''میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد (ﷺ) کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو محمد (ﷺ) سے محبت ہے۔'' پھر نسطاس نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے ربّ کے جوارِ رحمت میں منتقل ہو گئے۔ آفرین ہے آپ پر!

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ سعید بن عامر رضی اللہ عنہ جو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت موجود تھے وہ جب بھی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذکر کرتا یا اس کے بارے میں سوچتا تو اس پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: ''ہاں! میں جب بھی خبیب رضی اللہ عنہ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔'' اس بات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان کی عزت اور بڑھ گئی۔

نتائج و عبر:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے حاصل ہونے والے نتائج وعبر کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1: بدعہدی اور خیانت کی صفات اکثر کفار و مشرکین میں لازمی طور پر پائی جاتی ہیں۔

2: حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی کرامت کا تذکرہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت بخشی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بے موسمی اور بے محل انگور کھانے کو ملتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری کرامت یہ تھی کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو یاد کرتے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔

3: قتل کے وقت نماز کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سنت کو سب سے پہلے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جاری کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے برقرار رکھا۔

4: حضرت ابن دثنہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ انہوں نے موت کو پسند کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے۔

5: اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر محبت کرتے تھے اور یہ ان پر فرض تھا اور ہر مومن مرد و عورت پر اس کی زندگی میں فرض ہے۔

دوسرا حادثہ: بئرِ معونہ کا المیہ

ہجرت کے چوتھے سال یہ بدترین المیہ پیش آیا کہ بدعہدی اور بددیانتی کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کے ستر بہترین صحابی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

اس واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الأسنۃ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے لقب سے مشہور تھا خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اسلام تو قبول نہیں کیا لیکن دوری بھی اختیار نہیں کی۔ اس نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دعوتِ دین کے لیے اہلِ نجد کے پاس بھیجیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی دعوت قبول کر لیں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

انی أخشی علیھم أھل نجد (البدایۃ والنھایۃ /453)

"مجھے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق اہلِ نجد سے خطرہ ہے۔"

ابو براء نے کہا: "وہ میری پناہ میں ہوں گے۔ آپ انہیں بھیج دیں تا کہ وہ لوگوں کو آپ کے دین کی طرف بلائیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بہترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیج دیا۔ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: منذر بن عمرو، حارث بن صمہ، حرام بن ملحان، ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ، عروہ بن اسماء بن صلت اور نافع بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم ۔داعیان نے چلتے چلتے حرۂ بنی سلیم اور سرزمینِ بنی عامر کے درمیان بئرِ معونہ کے پاس پڑاؤ کیا اور حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک دے کر اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔جب حضرت حرام رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے خط کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا۔اس کے بعد فوراً ہی اس نے (باقی صحابہ رضی اللہ عنہم پر حملہ کرنے کے لیے) اپنی قوم بنی عامر کو پکارا لیکن انہوں نے اس کام میں اس کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا اور کہا: ''ہم ابوبراء کے ساتھ ہرگز غداری نہیں کریں گے۔'' ابوبراء نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا۔چنانچہ اس نے بنوسالم کے قبائل عصیہ، رعل اور ذکوان وغیرہ کو پکارا تو انہوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیموں کا محاصرہ کر لیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو انہوں نے بھی تلواریں سنبھال لیں اور ان سے لڑائی شروع کر دی مگر سب کے سب شہید ہو گئے۔اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائیں! صرف حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ زندہ بچے۔آپ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ میں زندگی کی رمق باقی تھی۔چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے ہیں۔جنگِ خندق میں آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

عمرو بن امیہ ضمری مضری اور منذر بن محمد بن عقبہ انصاری رضی اللہ عنہما اپنی قوم کے اونٹ چرا رہے تھے کہ انہوں نے مسلمان شہداء کی لاشوں پر پرندوں کو منڈلاتے دیکھا تو دونوں نے بیک آواز کہا: ''واللہ! ان پرندوں کا کوئی معاملہ ضرور ہے۔'' چنانچہ وہ دونوں جائزہ لینے کے لیے جائے حادثہ کی طرف آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خون میں لت پت دیکھا اور جس گھڑسوار دستے نے انہیں شہید کیا تھا وہ وہاں کھڑا تھا۔محمد بن عقبہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا خیال ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میرا خیال ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور انہیں اس واقعے کی خبر دیں۔'' انصاری نے فرمایا: ''میں اس جگہ سے نہیں ہٹ سکتا جہاں منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہو اور نہ ہی لوگ مجھے اس کے متعلق کچھ بتا سکتے ہیں''۔یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے دشمن سے لڑنا شروع کر دیا حتی کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے جب کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو کفار نے قیدی بنایا لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ میں مضر قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور اللہ کے دشمن عامر بن طفیل نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال کٹوا کر اپنی ماں کی طرف سے آزاد کر دیا جس پر ایک گردن آزاد کرنے کی نذر تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے واپسی پر وادیٔ قناۃ کے سرے پر واقع مقام قرقرہ پہنچ کر ایک درخت کے سائے میں پڑاؤ کیا جہاں بنوکلاب کے دو آدمی بھی آ کر اتر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''کس قبیلے کے افراد ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''بنو عامر کے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ جب وہ دونوں بے خبر سو گئے تو حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کا صفایا کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اپنے ساتھیوں کا بدلہ لے رہے ہیں حالانکہ ان دونوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا عہد تھا جسے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ جانتے نہ تھے۔ چنانچہ جب مدینہ آ کر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اس کاروائی کا سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لقد قتلت قتيلين لأدينهما (البداية والنهاية4/ 454)

''تم نے ایسے دو آدمیوں کو قتل کیا ہے جن کی دیت مجھے لازماً ادا کرنی ہے۔''

اس واقعے کی خبر نے آنحضرت ﷺ کو بہت رنج دیا۔ آپ ﷺ نے غم زدہ ہو کر فرمایا:

هذا عمل انی به براء فقد كنت لهذا كارهاً متخوفاً (البداية والنهاية4/ 454)

''میں اس عمل سے بری الذمہ ہوں۔ میں تو اس کام کو پسند نہیں کرتا تھا اور مجھے ڈر بھی تھا۔''

جب ابو براء کو اس المیے کا معلوم ہوا تو ان پر بڑا گراں گزرا اور وہ بہت رنجیدہ ہوئے۔ جیسے عامر بن طفیل کے قتل پر آمادہ کرنے کیلئے حسان کا کلام اس کے بیٹے تک پہنچا تھا چنانچہ اس پر ربیعہ نے نیزہ مار کر اسے واصلِ جہنم کر دیا۔

بنو ابی البراء کو ابنِ طفیل کے قتل کی ترغیب دلانے کے لیے حسان کا کلام یہ ہے:

بنی أم البنين ألم يرعُكم — وأنتم من ذوائب أهل نجد
تهكّم عامر بأبی براء — ليُخفره وما خطأ كعمد
ألا أبلغ ربيعة ذا المساعی — فما أحدثت فی الحدثان بعدی
أبوك أبو الحروب أبو براء — وخالك ماجدٌ حكم بن سعد

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے حاصل ہونے والے نتائج و عبر کو ہم ذیل میں نمبر وار بیان کرتے ہیں:

1: اس بات کا بیان ہے کہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کیونکہ اگر نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی اطلاع کے بغیر غیب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں جان سکتے تو آپ ﷺ بئرِ معونہ کے شہداء کو روانہ نہ فرماتے۔

2: اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کی دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب کا بیان ہے۔

3: منذر بن محمد بن عقبہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ انہوں نے شہادت کی تمنا میں تنِ تنہا ہی مقابلہ کیا چنانچہ شہادت پانے میں کامیاب ہوگئے۔

4: عصیہ، رعل اور ذکوان پر اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کا بیان ہے۔

5: کسی ظلم کے خلاف دُعا اور مومنین پر نازل شدہ کسی آفت کے خاتمے کے لیے نماز میں قنوت کرنے کا جواز بیان ہوا ہے۔

6: بدعہدی اور بددیانتی کا شکار ہونے والے شہدائے رجیع اور شہدائے معونہ کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل فرمائی تھی:

بلغوا قومنا عنا أنا قد لقينا ربنا فرضي عنا ورضينا عنه

بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا۔

تیسرا حادثہ: سریۂ عمرو بن امیہ ضمری

ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کے بچ جانے کا ابھی تک افسوس تھا کیونکہ جنگِ اُحد میں اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے مقتولینِ بدر اور قیدیوں کا بدلہ لینے کی امید سے بہت سا مال خرچ کیا تھا اور شدید محنت کی تھی لیکن اس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا تھا۔

اب اس نے ایک گھٹیا چال سوچی کہ رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ دینے کے لیے کسی کو بھیجا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے آدمیوں کی مجلس میں اعلان کیا: ''کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمد (ﷺ) کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ بس وہ بازاروں میں گھومے گا اور ہم اس سے اپنا بدلہ لے لیں گے۔'' عربوں میں سے ایک آدمی اس کے گھر آیا اور اس نے کہا: ''اگر تم مجھے پوری اجرت دو تو میں محمد (ﷺ) کو دھوکہ دینے کے لیے جاتا ہوں۔'' ابوسفیان نے جواب دیا: ''تو ہمارا دوست ہے۔'' اس کو ایک اونٹ اور سفر خرچ دیا اور کہا: ''جلد از جلد اپنا کام کر گزرو۔ مجھے ڈر ہے کہیں اُحد پہاڑ ہماری بات سن کر محمد (ﷺ) تک نہ پہنچا دے۔'' دیہاتی نے کہا: ''اس بات کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔'' یہ رات کو روانہ ہوا اور چھ دن بعد مدینہ پہنچا۔ اپنی سواری کو قبیلہ بنی عبدالاشہل کے ہاں چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محوِ گفتگو تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا:

ان هذا الرجل يريد غدراً ، والله حائل بينه وبين ما يريد (البداية والنهاية 4/ 450)

''یہ شخص دھوکہ کرنا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے مقصد کے درمیان حائل ہو جائیں گے۔''

اس نے رک کر پوچھا: ''تم میں سے عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔'' اس نے رسول اللہ ﷺ پر جھکنا شروع کر دیا جیسے آپ ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہتا ہوں لیکن اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسے کھینچ کر فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ سے دور رہو۔'' اسید رضی اللہ عنہ نے اس کو ازار سے پکڑ کر کھینچا جس سے اس کا خنجر نیچے گر گیا۔ فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ دھوکہ باز ہے۔'' اور اس کو ایک اعرابی کے آگے پھینک دیا۔ وہ چلانے لگا: ''اے محمد (ﷺ)! مجھے معاف کر دو، مجھے معاف کر دو۔'' اسید رضی اللہ عنہ اسے پکڑ کر جھنجھوڑ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

أصدقني القول ما أنت وما أقدمك ؟ فان صدقتني نفعك الصدق وان كذبتني فقد أطلعت على ما هممت به (البداية والنهاية 4/ 450)

''سچ سچ بتاؤ تم کون ہو اور تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ اگر تم سچ بولو گے تو فائدہ ہوگا اور اگر میرے سامنے جھوٹ بولا تو مجھے پہلے ہی تمہارے ارادے کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔''

اس دیہاتی نے کہا: ''کیا مجھے امان ملے گی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے امان ہے۔'' اس نے ابوسفیان کی ساری بات بتادی اور اپنی مہم کی اجرت کا بھی بتادیا۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس کو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں قید کر دیا گیا۔ اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا:

قد أمنتك فاذهب حيث شئت أو خير لك من ذلك (البداية والنهاية 4/ 450)

''میں نے تجھے امان دی تھی۔ لہٰذا تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو اور چاہو تو اس سے بہتر چیز اختیار کر لو۔''

اس نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان ہو جاؤ۔'' وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا: ''اے محمد ﷺ! میں کسی سے کبھی نہیں ڈرا لیکن آپ ﷺ کو دیکھتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں کمزور پڑ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے میرے ارادے کے بارے میں بھی بتا دیا حالانکہ مجھ سے پہلے نہ تو کوئی قافلہ آیا ہے جو آپ ﷺ کو اس کی خبر دیتا اور نہ ہی کسی کو اس بات کا علم تھا۔ یہ سب دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مجھے یقین ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا کہ آپ ﷺ برحق ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطان کی جماعت ہے۔'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔اس نے چند دن قیام کیا اور اجازت لے کر آپ ﷺ سے رخصت ہوا۔اس کے بعد اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوا۔

ابوسفیان کی اس کارستانی کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی کے ساتھ مکہ روانہ کیا اور ابوسفیان بن حرب کے قتل کا حکم دیا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے دوست کے ہمراہ ایک اونٹ لے کر روانہ ہوا اور یاجج کی وادی میں پہنچ کر ہم نے اپنے اونٹ کو ایک گھاٹی میں باندھ دیا۔میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ''مجھے ابوسفیان تک پہنچا دو۔میں اسے قتل کر دوں گا۔ تجھے خطرہ معلوم ہو تو اونٹ پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جانا اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کر دینا اور مجھے چھوڑ دینا۔'' عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔میرے پاس خنجر تھا اور میں بالکل تیار تھا کہ اگر کوئی آڑے آیا تو میں اس خنجر کے ساتھ ہی اس کا کام تمام کر دوں گا۔

میرے ساتھی نے مجھے کہا: ''آپ کا کیا خیال ہے کہ پہلے ہم بیت اللہ کا طواف کر کے دو رکعت نہ پڑھ لیں؟'' میں نے کہا: ''اہلِ مکہ شام کو اپنے صحنوں میں پانی چھڑک کر وہاں بیٹھتے ہیں اور میں ان سب کو پہچانتا بھی ہوں۔'' عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے بیت اللہ آ کر طواف کیا، نماز ادا کی، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ہم قریش کی ایک مجلس کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ان میں سے ایک نے مجھے پہچان کر بلند آواز سے پکارا: ''یہ عمرو بن امیہ ہے۔'' یہ سنتے ہی اہلِ مکہ ہماری طرف لپکے اور کہا: ''یہ ضرور کسی بُرے ارادے سے آیا ہے۔'' میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ''وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ابوسفیان تک تو ہم کسی صورت میں نہیں پہنچ سکتے لہٰذا تم اپنی جان بچاؤ۔'' چنانچہ ہم سرپٹ دوڑتے ہوئے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔وہاں ہم نے غار میں ایک رات گزاری۔ہم تلاش ٹھنڈی پڑنے کے انتظار میں تھے۔واللہ! ہم ابھی غار میں ہی تھے کہ عثمان بن مالک تیمی اپنے گھوڑے پر وہاں آ پہنچا اور غار کے دروازے پر رُک گیا۔میں باہر نکلا اور خنجر سے اس پر وار کیا۔وہ اس قدر زور سے چلایا کہ اہلِ مکہ سن کر وہاں پہنچ گئے۔اتنے میں میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا تھا: انہوں نے دیکھا کہ ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔انہوں نے اس سے پوچھا: ''تمہیں کس نے مارا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''عمرو بن امیہ نے۔'' اتنا کہتے ہی وہ مر گیا اور اسے میرے ٹھکانے کے متعلق بتانے کا موقع نہ مل سکا۔اہلِ مکہ کی توجہ اپنے ایک آدمی کے قتل کی وجہ سے ہماری تلاش سے ہٹ گئی اور وہ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے۔ہم دو دن تک غار میں ہی رہے حتیٰ کہ تلاش کا عمل رُک گیا۔چنانچہ ہم مقامِ تنعیم پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش ایک لکڑی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور اس کے گرد پہرے دار کھڑے ہیں۔ میں اس لکڑی تک پہنچا اور اسے اپنی پشت پر اٹھالیا۔ ابھی میں تقریباً چالیس قدم ہی چلا تھا کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا چنانچہ میں نے اسے وہیں پھینک دیا۔ انہوں نے میرے پیچھے دوڑ لگائی لیکن میں نے ایک ایسا راستہ اختیار کیا کہ وہ تھک کر لوٹ گئے۔ میرا ساتھی اونٹ پر سوار ہو کر نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا اور آپ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع دے دی تھی۔ البتہ خبیب رضی اللہ عنہ اس کے بعد دکھائی نہ دیئے۔ محسوس ہوتا ہے کہ زمین نے انہیں نگل لیا تھا۔ میں رات کے اندھیرے میں غار تک پہنچا۔ میرے پاس ایک تیر کمان موجود تھا۔ میں غار میں لیٹا ہوا تھا کہ اسی دوران دیل میں سے ایک لمبا تڑنگا بھینگا شخص غار میں داخل ہوا۔ وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔ اس نے پوچھا: ''اندر کون ہے؟'' میں نے کہا: ''دیل سے ہوں۔'' وہ میرے قریب ہی لیٹ گیا اور بلند آواز سے یہ شعر گنگنانے لگا:

ولست بمسلم ما دمت حيا ولست أدين دين المسلمينا

''میں جب تک زندہ رہوں گا اسلام قبول نہیں کروں گا، میں مسلمانوں کا دین اختیار نہیں کروں گا۔''

پھر وہ سو گیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ میں وہاں سے نکلا کہ راستے میں دو آدمیوں سے میرا ٹکراؤ ہو گیا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی جاسوسی کے لیے قریش نے بھیجا تھا۔ ایک کو میں نے تیر مار کر ہلاک کر دیا جب کہ دوسرے کو قیدی بنا چھوڑا اور اسے لے کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے اس پر تبسم فرمایا اور میرے حق میں دُعا فرمائی۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے سے حاصل شدہ نتائج و عبر کو ذیل میں مختصر طور پر بیان کرتے ہیں:

1: انتقام کا جواز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں بھی ہے:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ (النحل:126)

''اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو۔ اور اگر آپ صبر کریں تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بہتر ہے۔''

چنانچہ جب ابوسفیان نے پہل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواباً اس کو قتل کرنے کے لیے ایک شخص کو روانہ فرمایا۔

2: قضاء وقدر کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ابوسفیان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چونکہ فیصلہ فرما رکھا تھا کہ وہ اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہوں گے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے رکن بنیں گے اس لیے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ انہیں قتل نہ کر سکے۔

3: حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کا ثبوت ہے جس کی مثال نہیں ہے اور یہ بھی ان کی سعادت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی۔

4: لوگوں کی عقلوں پر پراپیگنڈے کا اثر سامنے آتا ہے ورنہ دیلی چرواہا اپنے غیر مسلم ہونے اور اسلام قبول نہ کرنے کے متعلق اشعار کیوں گنگناتا؟

5: نورِ اسلام کو بجھانے کے لیے اور اسلام کے خلاف جنگ میں قریش کی کوششوں کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

سنہ 4 ہجری کا پہلا غزوہ: غزوۂ بنی نضیر

مدینہ کے گرد وپیش میں آباد تین قبائلِ یہود میں سے ایک قبیلے کا نام بنونضیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس معاہدے کی ایک دستاویز بھی تیار کر کے انہیں دی۔ سب سے پہلے بنوقینقاع نے اس معاہدے کو توڑا۔ یہ غزوۂ بدر کے فوراً بعد سنہ 2 ہجری کا واقعہ ہے جس کی تفصیل سنہ 2 ہجری کے واقعات کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ ان کی اس وعدہ خلافی کی پاداش میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلاوطن کر دیا البتہ ان کے حلیف عبداللہ بن اُبی کی سفارش کو قبول فرماتے ہوئے انہیں قتل نہ کیا۔ یہ لوگ مدینہ سے نکل کر شام میں جا بسے اور وہیں ہلاک ہوئے اور جہاں تک بنونضیر کا تعلق ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش کر کے آج کھلم کھلا اپنا عہد توڑ رہے ہیں۔

اُحد کے المناک حادثے کے بعد کی بات ہے کہ ابوبراء عامری مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے اسے قبولِ اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ ہی انکار کیا بلکہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی: ''آپ ﷺ ہمارے علاقے میں اپنے چند نیک لوگوں کو بھیجیں جو اسلام کی دعوت دیں۔ مجھے امیدِ واثق ہے کہ وہ اس دعوت کو قبول کر لیں گے۔'' آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق اندیشے کا اظہار فرمایا لیکن ابوبراء نے وعدہ کیا کہ میں ان کی حفاظت کروں گا اور کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بہترین صحابہ رضی اللہ عنہم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیج دیا۔ راستے میں بئرِ معونہ کا المیہ پیش آیا اور تمام ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا گیا۔ البتہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو عامر بن طفیل نے قید کر لیا تھا۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ مدینہ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی ملاقات بنو عامر کے دو آدمیوں سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شہدائے بئرِ معونہ کے بدلے میں ان دونوں کو قتل کر دیا۔ ان دو مقتولین کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا جس کا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو علم نہ تھا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو ان دونوں کے قتل کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں لازماً اس کی دیت ادا کروں گا۔'' (البدایۃ والنھایۃ: 4/ 455) مقتولین کے ورثاء نے رسول اللہ ﷺ سے دیت کا مطالبہ کیا۔ یہود کے ساتھ آپ ﷺ کا جو معاہدہ تھا اس کے مطابق فریقین میں سے ہر ایک کو اپنے حصے کی شرعی دیت ادا کرنا تھی۔ نبی کریم ﷺ حضرات ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر بنو نضیر کے پاس آئے اور ان سے معاہدے کے مطابق بنو عامر کے مقتولین کی دیت میں حصہ ڈالنے کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا تو انہوں نے اطمینان اور آمادگی کا اظہار کیا اور آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو اپنے ایک آدمی کے گھر کے سایۂ دیوار میں اچھی جگہ پر بٹھایا اور ظاہر کیا کہ آپ ﷺ کے مطالبے کو پورا کرنے کے لیے تگ و دو کر رہے ہوں حالانکہ وہ آپ ﷺ کے قتل کی سازش میں مصروف تھے۔ چنانچہ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا لہٰذا اس شخص (محمد ﷺ) کو قتل کر کے چھٹکارا پاؤ۔ اس کام کے لیے انہوں نے عمرو بن جحاش کی ذمہ داری لگائی۔ اس نے کہا: ''یہ میرا ہی کام ہے۔'' انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم چھت پر چڑھ کر آپ ﷺ پر چکی کا پاٹ گرا کر آپ ﷺ کو قتل کر دیں گے۔ سلام بن مشکم نے انہیں اس سے منع کیا لیکن انہوں نے اتفاق کیا کہ اپنی اس ناپاک سازش پر عمل ضرور کریں گے لیکن ان کی اس کارروائی سے چند منٹ پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کی سازش سے وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ فوراً اٹھے جیسے کوئی حاجت پوری کرنا چاہتے ہوں اور مدینہ آ گئے۔ آپ ﷺ کے تین ساتھیوں نے آپ ﷺ کو اچانک اٹھ کر جاتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں یہود کی سازش کے بارے میں بتایا اور فرمایا کہ ان کی اس حرکت کی پہلے ہی مجھے آسمان سے اطلاع پہنچ چکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سورہ مائدہ کی درج ذیل آیت اسی واقعے کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ (المائدۃ 5:11)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔''

اس جیسے اور بھی واقعات رونما ہوتے ہیں اور مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ کو ایسے ہر واقعے کے متعلق پڑھا جاسکتا ہے تاکہ اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل یاد دلا کر صبر و اطاعت کی ترغیب دی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم نامہ دے کر ان کے پاس بھیجا کہ وہ آپ ﷺ کے پڑوس اور شہر سے نکل جائیں کیونکہ انہوں نے ہمارے معاہدے کو توڑا ہے۔ ادھر منافقین نے بھی جن میں سب سے بڑا منافق عبداللہ بن اُبی تھا، ان کی طرف پیغام بھیجا اور اس بات پر اُکسایا کہ وہ وہاں سے نہ جائیں بلکہ مقیم رہیں۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا درج ذیل ارشادِ پاک ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١١﴾ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٢﴾ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ (الحشر 59: 11-15)

''کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو منافق بن گئے؟ وہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں: اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔'' اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں۔ (11) اگر اُنہیں نکالا گیا تو یہ اُن کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُن سے جنگ کی گئی تو یہ اُن کی مدد نہیں کریں گے۔ اور اگر یہ اُن کی مدد کریں گے تو ضرور پیٹھ کے بل بھاگیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اُن کی مدد نہیں کی جاسکے گی۔(12) اُن کے دلوں میں تمہارا خوف اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ بلاشبہ یہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔(13) وہ اکٹھے ہوکر تم سے کبھی نہیں لڑیں گے مگر قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے کہ اُن کی آپس میں لڑائی بہت سخت ہے۔ آپ اُنہیں متحد سمجھتے ہیں حالانکہ اُن کے دل جدا جدا ہیں۔ یہ اس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو قطعاً عقل نہیں رکھتے۔(14) یہ اُن جیسے ہیں جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوت کا مزا چکھ چکے ہیں۔ اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔(15)''

یہ آیات بنوقینقاع کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

جب انہوں نے منافقین کی باتوں میں آ کر جلاوطنی کا حکم ماننے سے انکار کردیا تو قائدِ اعظم پیارے نبی محمد ﷺ نے ان کے خلاف اعلانِ جنگ فرمادیا۔ آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا نگران بنایا اور اپنے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور تقریباً 15 دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس دوران میں آپ ﷺ نے ان کے کھجوروں کے درخت کاٹ کر اور جلا کر انہیں خوف زدہ کیا۔ بعض مجاہدین نے ایک جانب کے درختوں کو جلایا تھا اور چند درخت کاٹے تھے۔ بعض مسلمانوں کو اس سے تکلیف ہوئی بالخصوص اس وقت جب یہود نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''آج تک تو آپ فساد کرنے سے منع کرتے رہے ہیں اور ایسا کرنے والے کو بُرا کہتے آئے ہیں۔ آج خود ہی درختوں کو جلانے کا حکم کیوں دے رہے ہیں؟'' اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ حشر میں درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (الحشر: 5)

''کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹے یا جنہیں اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے تھا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو رُسوا کردے۔''

آخر یہود کو رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننا پڑا۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اپنا مال و اسباب اپنے اونٹوں پر لاد کر مدینہ سے نکل جاؤ لیکن اسلحہ لے کر جانے کی اجازت نہیں تھی تاکہ وہ دوبارہ جنگ نہ کرسکیں۔ چنانچہ وہ اپنے مویشی اور دوسرا سارا سامان لے گئے حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے تو اپنے گھر کی چھت توڑ کر اس کے شہتیر بھی اٹھا رکھے تھے اور بعض نے دروازہ اُکھاڑنے کے لیے دروازے سے ملحقہ دیوار کو بھی گرادیا۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر:4-2)

''وہ اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی۔ چنانچہ آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔(2) اور اگر اللہ تعالیٰ نے اُن پر جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں اُنہیں لازماً عذاب دیتا۔ اور آخرت میں اُن کے لیے آگ کا عذاب ہے۔(3) اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اُسے سخت سزا دینے والا ہے۔(4)''

بنونضیر کے تمام افراد کو جلاوطن کر دیا گیا۔ صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک کا نام یامین بن عمیر اور دوسرے کا نام ابوسعید بن وہب رضی اللہ عنہما تھا۔ چنانچہ یہود نے ان دو کا مال بھی سمیٹ لیا اور جب وہ خیبر میں پہنچے تو خیبر کے یہود نے طبلوں، سارنگیوں اور گیتوں کے ساتھ اس طرح فخر سے سلام بن ابی حقیق، کنانہ بن ربیع اور حیی بن اخطب کا استقبال کیا جیسے وہ بہادر فاتح ہوں حالانکہ وہ بدیانت شکست خوردہ بھاگ کر آئے تھے۔

پیارے نبی ﷺ نے بنونضیر کا مال صرف مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ ان کے علاوہ کسی کو کچھ نہ دیا کیونکہ وہ ضرورت مند تھے بلکہ انصار پر بوجھ تھے۔ یہ تو ایک وجہ تھی۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ بنونضیر کا مال جنگ کے نتیجے میں حاصل شدہ غنیمت نہ تھا بلکہ یہ مالِ فے تھا جو اللہ تعالیٰ نے بلا سفر اور بے جنگ ہی اپنے نبی ﷺ کو عطا کیا تھا۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ (الحشر:6,7)

''اور اللہ تعالیٰ نے اُن (کے مال) میں سے جو اپنے رسول کی طرف لوٹایا ہے تم نے اُس پر نہ گھوڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ (6) جو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں والوں (کے مال) سے پلٹا دیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور رسول کے لیے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ تاکہ تم میں سے مال داروں ہی کے درمیان وہ گردش نہ کرتا رہے۔ (7)"

البتہ انصار میں سے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو حسبِ ضرورت عطا فرما دیا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشہ کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: اس اصول کا ثبوت ہے کہ معاہدہ توڑنے کو اعلانِ جنگ تصور کیا جائے گا۔

2: وعدے کی پاسداری اور معاہدے کے مکمل احترام کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کا کمال سامنے آتا ہے۔

3: یہود کی ایک عادت معلوم ہوتی ہے کہ وہ معاہدوں کو توڑ دیتے ہیں اور یہی صورتِ حال کفار کی ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنا فائدہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ توڑ ڈالا۔

4: جنگی ضرورت کے تحت بعض اوقات پلوں کو توڑنا، مکانوں کو گرانا اور درختوں کو کاٹنا بھی جائز ہے۔

5: اس بات کا بیان ہے کہ مالِ فے ظاہری طور پر بھی اور حکم کے اعتبار سے بھی مالِ غنیمت سے مختلف ہے۔

6: رقص و سرود، گانے بجانے اور طبلے سارنگیوں کے ساتھ یہود کا ہر دور میں گہرا تعلق رہا ہے۔

7: اس بات کا بیان ہے کہ سورۃ حشر کا اکثر حصہ بنو نضیر کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوا۔

خاص عبرت:

اگر کوئی عبرت حاصل کرنے والا ہے تو اس کے لیے اس واقعے میں بہت بڑی عبرت ہے کہ جب بنو نضیر کو جلا وطن کیا گیا اور انہوں نے تباہ شدہ گھروں کو چھوڑا تو عمرو بن سعدی ان کے پاس سے گزرا۔ وہ بنو قریظہ کا ایک عبادت گزار یہودی تھا اور ہر وقت گرجے میں رہتا تھا۔ جب اس نے تباہ شدہ ویران گھروں کو دیکھا اور اس سے قبل وہ بنو نضیر کی یہاں آباد کاری، خوشحالی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن وسکون بھی دیکھ چکا تھا تو اس نے گرجے میں آکر باجا بجایا۔ بنو قریظہ کے لوگ وہاں جمع ہو گئے تو اس نے انہیں بنو نضیر کے انجام سے آگاہ کیا اور اس سے پہلے ذلیل ورسوا ہونے والے بنو قینقاع کے یہود کا بھی تذکرہ کیا اور انہیں تورات کا وہ فیصلہ بھی یاد دلایا کہ محمد ﷺ ہی آخری نبی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ نجات ان کی اتباع کرنے میں ہی ہے اور ان کے ساتھ جنگ کرنا، ان کا انکار کرنا اور ان سے دشمنی رکھنا سراسر خسارہ ہے۔ سب نے اس کا اقرار کیا۔ جب اس نے ان کے سامنے بہت سے دلائل و براہین بیان کئے تو کعب بن اسد القرظی ۔ نے اسے کہا: ''ابو عبدالرحمٰن! تم کیوں اس کی اتباع نہیں کرتے ؟'' اس نے کہا: ''کعب! تم یہ بات کیوں کر رہے ہو حالانکہ میں کبھی تمہارے اور تورات کے درمیان رکاوٹ نہیں بنا؟'' زبیر بن باطا بولا: ''لیکن تم بھی ہمارے معتبر آدمی ہو۔ اگر تم اس کی اتباع کرو گے تو ہم بھی کر لیں گے اور اگر تم نے انکار کیا تو ہم بھی انکار کریں گے۔'' عمرو بن سعدی کعب کے پاس آیا اور اپنے اور زبیر بن باطا کے درمیان گفتگو کے متعلق بتایا اور کہا: ''میں نے وہی بات کی ہے جسے میں درست سمجھتا ہوں البتہ میرا دل اس کی اتباع پر تیار نہیں ہوتا۔''

تکبر ایک متکبر شخص کو اس انداز میں قبولِ حق سے روکتا اور انکارِ حق پر مجبور کرتا ہے خواہ یہ انکار اسے دنیا اور آخرت میں نقصان ہی کیوں نہ پہنچائے اور یہ بہت ہی بڑا خسارہ ہے۔

دوسرا غزوہ: غزوۂ ذات الرقاع

اس غزوے کا سبب یہ ہے کہ غطفان قبیلے میں سے بنو محارب اور بنو ثعلبہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے بہت بڑا لشکر جمع کیا اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑنے کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ 400 مجاہدین کے ہمراہ ان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور دیارِ نجد کی طرف پیش قدمی کی جہاں دشمن کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غطفان کے علاقے نجد میں واقع نخل نامی جگہ پر پڑاؤ کیا۔

آپ ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے جمع ہونے والوں کو آپ ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو وہ منتشر ہو گئے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے چنانچہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہا جاتا ہے کہ سخت گرمی کا موسم تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ناقابلِ برداشت گرمی سے بچاؤ کے لیے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چیتھڑے باندھ رکھے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعاتِ جنگ:

اس غزوہ میں درج ذیل واقعات پیش آئے:

1: رسول اللہ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ گھاٹی میں رات گزاری اور رات کے وقت ایک مہاجر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو پہرے دار بنایا۔ انہوں نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ان میں سے ایک رات کے پہلے حصے میں پہرہ دے گا اور دوسرا رات کے آخری حصے میں۔ چنانچہ انصاری نے رات کے پہلے حصے میں پہرہ دیا اور کھڑے ہو کر نماز میں سورۃ کہف کی تلاوت کرنی شروع کر دی۔ دشمن کا ایک سپاہی گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے ان پر تیر چھوڑا جو انہیں آ لگا۔ انہوں نے تیر کھینچا اور نماز جاری رکھی۔ دشمن کے سپاہی نے دوسرا تیر مارا۔ حضرت عباد رضی اللہ عنہ نے پھر تیر کھینچا اور نماز جاری رکھی۔ اس نے تیسرا تیر پھینکا۔ اتنے میں آپ رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھی بیدار ہو گئے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے خون بہتے ہوئے دیکھا تو ان سے صورتِ حال پوچھی۔ انہوں نے بتایا تو ساتھی نے کہا: ''آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے بیدار کیوں نہیں کیا؟'' انہوں نے فرمایا: ''میں ایک سورت پڑھ رہا تھا۔ اس کو ادھورا چھوڑنا مجھے اچھا نہیں لگا۔ جب اس نے مسلسل مجھ پر تیر برسائے تو میں نے رکوع کر دیا اور آپ کو بتا دیا۔ اللہ کی قسم اگر مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا جس کی حفاظت کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا تو میں مرتے دم تک اس سورت کی تلاوت کرتا رہتا۔

2: غورث غطفانی نے اپنے آدمیوں سے کہا: ''کیا میں تمہاری خاطر محمد (ﷺ) کو قتل نہ کر دوں؟'' انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں! مگر تم اسے قتل کیسے کرو گے؟'' اس نے اسلامی لشکر کا تعاقب شروع کر دیا۔ جب مسلمانوں نے ایک گنجان وادی میں پڑاؤ کیا اور سب لوگ مختلف درختوں کے سائے میں آرام کرنے کے لیے منتشر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اپنی تلوار کو درخت سے لٹکا دیا تو غورث غطفانی چھپتے چھپاتے وہاں پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار اٹھا کر بولا: ''محمد (ﷺ)! آج تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟'' رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اللہ۔'' (بخاری 2910) وہ خوفزدہ ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: ''تجھے آج مجھ سے کون بچائے گا؟'' اس نے کہا: ''کوئی نہیں۔'' اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ ﷺ سے معاہدہ کیا: ''میں کبھی آپ ﷺ کے خلاف نہیں لڑوں گا۔'' اس نے واپس آ کر اپنی قوم کو یہ واقعہ سنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان میں سے بہت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

3: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھک گیا اور انتہائی مشقت سے چل رہا تھا۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو اونٹ بیٹھ چکا تھا۔ آپ ﷺ نے رُک کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: "مجھے اس کا کوڑا پکڑاؤ۔" انہوں نے آپ ﷺ کو اس کا کوڑا پکڑا دیا۔ آپ ﷺ نے اونٹ کو کوڑا مارا۔ وہ اونٹ کھڑا ہو گیا اور پھر اتنا دوڑا کہ تقریباً سب سے آگے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ازراہِ تفنن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جابر! کیا تم مجھے یہ اونٹ بیچو گے؟" انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو تحفہ دیتا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں بلکہ مجھے بیچ دو۔" آپ ﷺ تھوڑی تھوڑی کر کے اس کی قیمت بڑھاتے رہے حتیٰ کہ بات مطلوبہ قیمت تک پہنچ گئی تو جابر رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹ آپ ﷺ کو فروخت کر دیا لیکن ساتھ ہی مدینہ تک اس پر سواری کرنے کی شرط بھی لگائی۔ آپ ﷺ نے اس شرط کو قبول فرمایا۔ جب اسلامی لشکر مدینہ پہنچا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ اونٹ لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے حجروں کے قریب ہی اسے بٹھا دیا اور کسی کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کو اطلاع بھیجی۔ جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "یہ درہم جابر رضی اللہ عنہ کو دے دو اور انہیں کہو کہ اپنا اونٹ بھی لے جائیں، کیونکہ مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں۔" چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اونٹ بھی لے لیا اور اس کی قیمت بھی لے لی۔

نتائج وعبر:

پاکیزہ سیرت کے اس قطعے سے درج ذیل نتائج وعبر حاصل ہوئے ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کے اس قول کا مصداق معلوم ہوتا ہے کہ ایک ماہ کی مسافت پر سے رعب عطا کر کے میری مدد کی گئی ہے۔" (مسند احمد 22488)

2: خوف کی وجہ سے محافظ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

3: حضرت عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کے نماز میں کمالِ خشوع اور کلام اللہ میں کمالِ تدبر کا بیان ہے۔

4: غورث کے خوفزدہ ہونے اور اس کے ہاتھ سے تلوار گرنے کے واقعے سے محمد ﷺ کی نبوت کی ایک نہایت روشن نشانی ہمارے سامنے آتی ہے۔

5: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ اور قیمت لوٹا دینے سے سخاوتِ رسول ﷺ کی ایک روشن دلیل ہمارے سامنے آتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6: آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کو جو تھک کر بیٹھ چکا تھا کوڑا مارا تو وہ آپ ﷺ کی ضرب کی برکت سے توانا ہو گیا۔ یہ نبوتِ محمدی ﷺ کی نشانی ہے۔ آپ ﷺ کو اس کی صحت وسلامتی کے لوٹ آنے پر خوشی ہوئی۔

تیسرا غزوہ: غزوۂ سویق

اس غزوے کا سبب یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب جب جنگِ اُحد سے واپس لوٹ رہا تھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ ہم آئندہ سال میدانِ بدر میں ہی پھر ٹکرائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اسے کہو ٹھیک ہے۔'' انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے آئندہ سال ہم تمہارے ساتھ پھر ٹکرانے کا وعدہ کرتے ہیں۔'' جب مقررہ وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ یا عبداللہ بن اُبی بن سلول کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور 1500 جنگجوؤں کے ہمراہ مقابلے کے لیے نکلے اور میدانِ بدر میں پہنچے۔ ان دنوں وہاں منڈی لگی ہوئی تھی جو ہر سال لگا کرتی تھی اس لئے ابوسفیان نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہاں جنگ کرنے کا کہا تھا۔ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں خرید وفروخت کی جس سے انہیں دوگنا نفع حاصل ہوا یعنی ایک درہم کے مقابلے میں انہیں دو درہم حاصل ہوئے اور مسلمان کسی قسم کا نقصان اٹھائے بغیر واپس آ گئے کیونکہ ابوسفیان جب اپنے آدمیوں کو لے کر نکلا اور وادیٔ عسفان کے قریب پہنچا تو اس نے سوچا کہ جنگ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ شکست سے ڈر گیا اور اس نے اپنے آدمیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''یہ سال قحط سالی کا ہے اور ہمارے حق میں شادابی کا موسم بہتر ہے لہٰذا میرا خیال ہے کہ تم واپس چلے جاؤ'' چنانچہ انہوں نے اپنا سفرخرچ استعمال کر لیا اور لوٹ گئے۔ ان کے پاس زادِراہ ستو تھا۔ مکہ والوں نے انہیں طعن و ملامت کی اور کہا: ''یوں لگتا ہے کہ تم جنگ کے ارادے سے گئے ہی نہیں تھے بلکہ تم تو ستو کھانے کے لیے نکلے تھے۔'' اسی لیے اس غزوے کا نام ہی غزوۂ سویق رکھ دیا گیا۔

حضرت کعب بن مالک نے اس غزوہ کے متعلق یہ اشعار کہے:

وعدنا ابا سفیان بدرًا فلم نجد　　لمیعاده صدقًا وما کان وافیا

فاقسم لو وافیتنا فلقیتنا　　لابت ذمیمًا وافتقدت المو الیا

ترکنا به اوصال عتبة وابنه　　وعمرًا ابا جهل ترکناه ثاویا

عصیتم رسول الله افٍّ لدینکم　　وأمرکم السّیئ الذی کان غاویا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانی وان عنفتمونی لقائل فدی لرسول اللہ اھلی ومالیا

اطعنا فلم نعدلہ فینا بغیرہ شھابًا لنا فی ظلمۃ اللیل ھادیا

''ہم نے ابوسفیان سے بدر کا وعدہ کیا۔ پھر ہم نے اس کے وعدے کو سچا نہیں پایا اور نہ وہ پورا کرنے والا تھا۔ پس میں قسم کھاتا ہوں اگر تو ہم سے وفا کرتا اور ہم سے ملاقات کرتا تو تو رسوائی حاصل کرتا اور اپنے ورثاء کو گم پاتا۔ ہم نے عتبہ اور اس کے بیٹے سے ملنا چھوڑ دیا اور عمرو (بن ہشام) ابوجہل کو بھی قیام میں چھوڑ دیا۔ تمہارے دین پر افسوس ہے! تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور سرکش قیدی تمہیں حکم دیتا ہے۔ بے شک میں کہنے والا ہوں اگر تم مجھے سرزنش کرو کہ میرے اہل وعیال و مال رسول اللہ ﷺ پر قربان ہیں۔ ہم نے آپ ﷺ کی اطاعت کی۔ آپ ﷺ کے علاوہ ہم اپنے متعلق اندھیری رات میں کوئی رہنمائی کرنے والا انجم نہیں دیکھتے۔''

نتائج وعبر:

مہکتی سیرت کے اس قطعے میں درج ذیل نتائج ونصائح ہیں:

1: حیرت انگیز بہادری و وفاء محمدی ﷺ کے بیان پر دلیل ہے جب آپ ﷺ ابوسفیان سے نہیں ڈرے جس طرح وہ ڈر گیا اور ڈر کر راستے سے پلٹ گیا۔

2: ہر فرصت میں خرید و فروخت مشروع ہے حتی کہ جو جہاد اور حج میں بھی پیش آ جائے۔

3: نصرت بالرعب مسیرۃ شھر کی صداقت کا بیان ہے کہ ابوسفیان کا لشکر جائے مقررہ بدر پر پہنچنے سے پہلے ہی بھاگ گیا۔

4: یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے:

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ (آل عمران:173,174)

''جن سے لوگوں نے کہا کہ یقیناً دشمن لوگ تمہارے خلاف لشکر جمع کر چکے ہیں لہٰذا تم اُن سے ڈر جاؤ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔(173) چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت کے ساتھ پلٹے کہ اُنہیں کوئی تکلیف تک نہ پہنچی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل والا ہے۔(174)"

ہجرتِ نبوی ﷺ کے چوتھے سال کے اہم واقعات

چوتھے ہجری سال کے واقعات مکمل ہو گئے۔ تاریخ و نصائح کے لیے ان کا مجمل تذکرہ مندرجہ ذیل نقاط کے سامنے ہے:

1: ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کی وفات ہے جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برۃ بنت عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔

2: حضرت عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات ہے۔ وہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال ہے۔

3: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہے اور وہ آپ ﷺ کے نواسے ہیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔

4: اُم المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ بن الحارث الھلالیہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا شادی کرنا ہے۔

5: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کی وفات کے بعد اور ان کی عدت گزرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کا ان سے شادی کرنا۔

6: نبی کریم ﷺ نے نوجوان انصاری حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہود کی کتابت سیکھیں تو انہوں نے نصف ماہ میں سیکھ لیا۔

پانچویں سال کے واقعات

ہجرتِ نبوی ﷺ کا پانچواں برس شروع ہوا تو اس کا ابتدائی واقعہ تھا:

پہلا واقعہ: غزوہ دومۃ الجندل

دومۃ الجندل میں نبی کریم ﷺ کو مشرکین کے اکٹھا ہونے کی اطلاع پہنچی اور یہ بستی مدینہ سے پندرہ رات کی مسافت کی دُوری پر ہے اور دمشق سے تقریباً پانچ راتوں کی مسافت پر ہے اور یہ شام سے زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ وہ مدینہ نبویہ ﷺ کے کاموں میں بار بار چوری کرتے تھے اور وہ گزرنے والوں کو پریشان کرتے تھے، آپ ﷺ نے ان کی تادیب کا ارادہ کیا کہ ان کے ظلم سے شہر محفوظ ہو اور اس اعتبار سے بھی کہ رومی مرعوب ہوں اور بستی میں تمام لوگوں میں سے کوئی بھی آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جنگ کی نہ سوچے اوراس لحاظ سے بھی کہ اللہ کی دعوت پھیلے اوران علاقوں کے باشندوں تک پہنچ جائے۔آپ ﷺ نے مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ الغفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ نکلے اوران علاقوں تک پہنچ گئے اور وہاں کسی کو بھی نہ پایا۔اس وقت وہ مرعوب ومنتشر تھے صرف اس بات سے کہ حضرت محمد ﷺ ان کی طرف نکلے ہیں۔

اورآپ ﷺ نے ایک دن اس علاقے میں قیام کیا اورادھرادھر مختلف لشکروں کو بھیجا اورانہیں مویشیوں میں سے اونٹ وبکریاں وغیرہ مل گئیں۔جواللہ نے چاہاان میں کچھ کووہ ہانک لائے اورآپ ﷺ مدینہ لوٹ آئے۔آپ ﷺ کا سامنا لڑائی سے نہ ہوا والحمدللہ اولاًو آخراً۔

نتائج وعبر:

مہکتی سیرت کے اس قطعے سے مندرجہ ذیل نتائج وعبر ہم درج کرتے ہیں:

1: بار بار چوری کرنے والی جماعتوں کا پانا اوران کا گزرنے والوں کوایذاء دینا اوران کے متاع کو چھین لینا اسلام سے پہلے ان علاقوں میں لاقانونیت کی دلیل ہے۔

2: نبی ﷺ کو دی گئی کمال سیاست اوراس کی تحسین کا بیان ہے۔جب آپ ﷺ دومۃ الجندل کی طرف نکلے اس وقت آپ ﷺ کے اَہدافِ شریفہ کا شمار واضح تھا جن میں رومیوں کو مرعوب کرنا اور ظلم کو ختم کرنا اوراسلام کی دعوت دینا ہے۔

3: **نصرت بالرعب مسیرۃ شھر** کی صداقت کا بیان ہے جس وقت اہلِ ظلمت نے اپنی طرف نبی ﷺ کے خروج کو جان لیا حتی کہ شکست خوردہ بھاگ گئے اور مسافت ایک ماہ کی تھی۔

4: اسلام میں غنائم کو لینا مشروع ہے اوران کے زیورات کو اس امتِ مجاہدہ مقیمہ کے لیے اورانصاف کو پھیلانے کے لیے اوراسلام کے پرچم کے سائے تلے تمام لوگوں کی خیروہدایت کے لیے مشروع ہیں۔

دوسرا واقعہ: غزوۂ خندق یا اَحزاب

یہ وہ غزوہ ہے جس کے بڑے حادثات کے بیان میں سورۃ الاحزاب کی سترہ آیات اتریں اوراس کے عناصر ایک کڑی پر مشتمل ہیں تا کہ ان کا سمجھنا اوران کے نتائج سے نفع اٹھانا آسان ہو۔

1: اس کا سببِ وقوع:

اس غزوے کے رونما ہونے کا بڑا اور براہِ راست سبب وہ بنونضیر کے رؤساء ہیں جو اپنی جلاوطنی کے دن خیبر آئے اور خیبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ دومۃ الجندل

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے یہود نے ان کے لیے ایک محفل کا اہتمام کیا اور انہوں نے اپنے استقبال کی مانند ان کا خوشی سے استقبال کیا جیسا کہ بنو نضیر کے تبصرہ میں اس کا بیان گزر چکا۔ ہجرتِ نبوی ﷺ کے چوتھے سال میں وہ سردار حیی بن اخطب، عبداللہ بن سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق وغیرہ تھے۔ ان کی رائے تھی کہ وہ ان سے پہنچنے والی ذلت و رسوائی کا انتقام لیں اور (نعوذ باللہ) رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو سزا دیں۔ چنانچہ وہ قریشیوں کو جمع کرنے کے لیے مکہ نکلے تا کہ نبی کریم ﷺ کو قتل کر کے دوسرے گروہوں کو برباد کر دیں اور انہوں نے قریشیوں کو اس شکست کی وجہ سے مستعد پایا جو انہیں میدانِ کارزار کے علاوہ پہنچی اور ان یہودیوں نے ان کو گمراہ کیا اور انہوں نے ان کو باور کروایا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کا دین دینِ محمد ﷺ سے بہتر ہے اور وہ دینی، اجتماعی اور سیاسی زندگی میں اس سے زیادہ راہنما ہے اور اسی کے بارے میں سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ﴿٥١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ﴿٥٢﴾ (النساء:51,52)

"کیا آپ نے نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا؟ وہ بتوں پر اور باطل معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ایمان والوں سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔ (51) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے تو اس کا آپ کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ (52)"

پھر وہ قریش کے پاس سے چلے گئے اور انہوں نے ان کو اس بات کے لیے چھوڑا کہ وہ ایک بڑی تعداد جمع کریں اور اپنے اختلاف کے باوجود لوگوں کو مدینہ کی طرف نکلنے کے لیے اکٹھا اور جمع کریں تا کہ محمد ﷺ سے جنگ کر کے ان کی بیخ کنی کی جا سکے۔

پھر یہ شریر روساء غطفان کے قبائل کی طرف گئے تا کہ ان کو محمد ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے جمع کریں۔ انہوں نے بھی اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے لیے ان کی دعوت قبول کر لی اور اپنے بارے میں یہود کی گفتگو سے متاثر ہو کر اور غطفان کے قبائل عیینہ بن حصن کی قیادت میں نکلے۔ ہر قبیلہ اپنے سردار کے ساتھ تھا چنانچہ بنو فزارۃ عیینہ کے ساتھ، مرہ حارث بن عوف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المری کے ساتھ اور اشجع کے ساتھ مسعر بن رخیلہ الاشجعی تھا۔

اور قریش ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں نکلے اور تمام نے آپ ﷺ کی طرف پیش قدمی کی۔ چنانچہ قریش نے جرف وغابہ کے قریب اسیال نامی جگہ پر پڑاؤ کیا اور ان کے لشکر کے افراد دس ہزار حبشی جنگجو تھے اور کنانہ اور تہامہ نے بھی ان کی اتباع کی اور غطفان کے قبائل نے شرقی اُحد کی طرف مدینہ کی شرقی جانب پڑاؤ کیا اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں فرمایا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۞ (الاحزاب:9)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں۔ چنانچہ ہم نے اُن پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہیں دیکھا تھا۔ اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ اُسے دیکھنے والا تھا۔''

ب: اپنے بچاؤ کے لیے خندق کی کھدائی:

نبی کریم ﷺ نے یہود کی نقل وحرکت اور اپنے قتل (فداہ ابی وامی) اور جماعتوں کے متعلق تخریب کاری کو سنا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے تجویز دی کہ وہ خندق کھودیں جبل سلع سے جو مسلمانوں کی پشت پر ہو اور اس اوٹ تک جو ان کے سامنے خندق کی طرف ہے۔ پھر وہ خندق کی طرف زبردستی گھسنے والے کو روکیں جو ان کے پاس پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہو اور بچوں اور عورتوں کو مدینہ کے قلعوں اور بلند جگہ رکھا جائے۔ خندق کی کھدائی والی بات پر اتفاق ہو گیا اور مسلمان خندق کھودنا شروع ہوئے تو ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے بھی کھدائی کی اور آپ ﷺ نے کھدائی تقسیم کر دی۔ آپ ﷺ نے ہر دس کی نفری کے لیے چالیس ہاتھ مقرر کیے۔ چنانچہ کدالیں اور کسیاں کھدائی میں مصروف ہو گئیں اور لوگ مٹی نکالنے اور اسے دور لے جانے لگے اور ان مٹی منتقل کرنے والے لوگوں میں آپ ﷺ بھی تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا جسمِ اطہر ظاہر ہو گیا اور آپ ﷺ ان میں سے سب سے زیادہ اپنے کام کو جاری رکھنے والے تھے حتیٰ کہ جب وہ گفتگو کرتے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ گفتگو کرتے۔ پھر وہ رجز پڑھتے۔ اس شخص کا مسلمانوں میں سے جسے جُعَیل کہا جاتا اور آپ ﷺ نے اس کا نام عمرو رکھا تھا۔ پھر وہ کہتے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماه من بعد جعيل عمرًا

"جعیل کے بعد آپ ﷺ نے اس کا نام عمرو رکھا۔"

تو آپ ﷺ بھی عمرا کہتے اور جب وہ کہتے:

وكان للبائس يومًا ظهرًا

"اور وہ ایک دن دوپہر میں تنگی میں تھا۔"

تو آپ ﷺ بھی ظهرًا کہتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان کی تھکاوٹ اور بھوک دیکھی تو کہا:

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة فاغفر للأنصار والمجهاجرة

ترجمہ: "اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ تو انصار ومہاجرین کو بخش دے۔"

پھر وہ لوگ آپ ﷺ کو جواب دیتے:

نحن الذين بايعوا محمدًا على الجهاد ما بقينا ابدا

ترجمہ: "ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں گے۔"

(بخاری 4099)

اور آپ ﷺ ان کے ساتھ مٹی منتقل کرتے تھے اور بار بار عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بات دہراتے تھے:

والله لو لا الله ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سكينة علينا وثبت الأقدام ان لاقينا

ان الأُلى قد بغوا علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

ترجمہ: "اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے، نہ نماز پڑھتے۔ تو ہم پر سکینت نازل فرما اور تو ثابت قدم رکھنا اگر ہم سامنا کریں۔ بے شک لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ ان کے فتنے کے ارادے کے ہم منکر ہیں۔" (بخاری 4106)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج: دورانِ کھدائی اور اس کے بعد رونما ہونے والی نشانیاں:

پہلی نشانی:

نبوتِ محمدی ﷺ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی خندق کی کھدائی کے دوران ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ ایک سخت چٹان صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشکل ہوگئی اور وہ کھدائی کر رہے تھے۔ انہوں نے اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے کہا: میں آتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا جب کہ تین دن کے قیام میں انہوں نے کچھ کھانا نہ کھایا تھا۔ آپ ﷺ نے کدال پکڑی اور اس بے قابو سخت چٹان پر ضرب لگائی۔ وہ ریت کے ذرات کی مانند بکھر گئی۔ یہ واضح نشانی ہے۔

دوسری نشانی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔'' آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ نہیں کھایا۔ کتنا اس میں صبر ہے! کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے پاس کچھ جَو اور بکری کا بچہ ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بکری ذبح کی اور جَو پیسے حتیٰ کہ ہم نے گوشت کو پتھر کی ہنڈیا میں رکھا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آٹا پک رہا تھا اور ہنڈیا پتھر پر رکھ دی گئی تھی۔ وہ آٹا پکنے کے قریب تھا۔ میں نے کہا: ''میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ ﷺ اور ایک یا دو آدمی اور اٹھیں۔'' آپ ﷺ نے کہا: ''وہ کتنا ہے؟'' میں نے آپ ﷺ سے ذکر کر دیا۔ آپ ﷺ نے کہا: ''وافر وعمدہ ہے۔ تو اپنی بیوی سے کہنا میرے آنے تک ہنڈیا نہ اتارے اور تنور سے روٹی کو بھی نہ اتارے۔'' پھر آپ ﷺ نے کہا: ''تم سب لوگ اٹھو۔'' مہاجر و انصار کھڑے ہوگئے۔ پس جابر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہا: ''افسوس تجھ پر! نبی کریم ﷺ مہاجرین وانصار اور دوسرے لوگوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔'' اس نے پوچھا: ''کیا تو نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا؟'' میں نے کہا: ''ہاں!'' آپ ﷺ نے کہا: ''تم داخل ہو جاؤ اور پریشان مت ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے روٹی توڑی اور ہنڈیا سے سالن نکالا حتیٰ کہ وہ سب سیر ہوگئے اور پھر بھی بچ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے کہا: ''تو کھالے اور ہدیہ کر کیونکہ لوگوں کو بھوک نے مشکل میں ڈال دیا ہے۔'' (بخاری: 4101)

تیسری نشانی:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خندق کے ایک کونے میں ضرب لگائی تو چٹان مجھ پر شاق ہوگئی اور رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ خندق یا اَحزاب

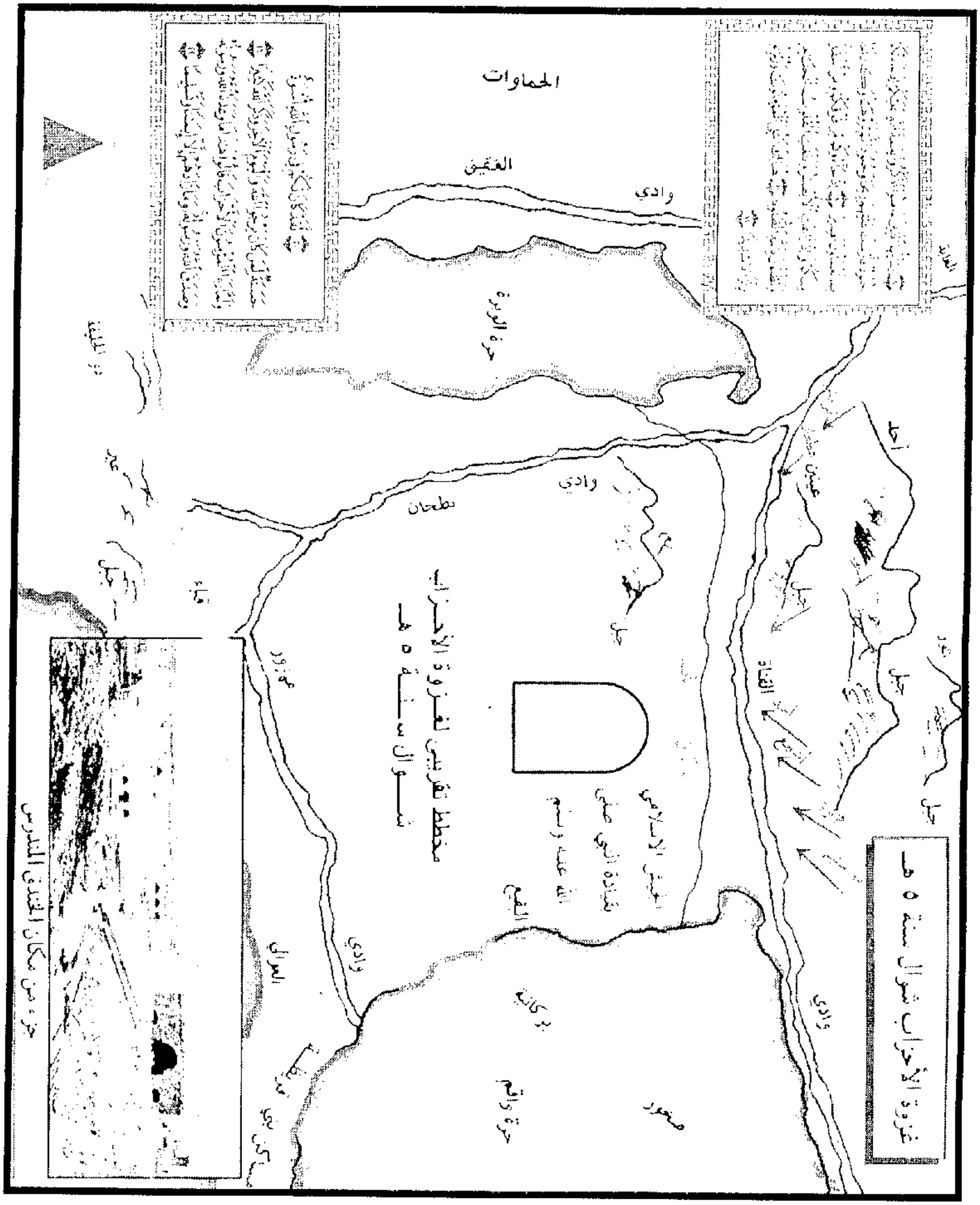

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ میرے قریب تھے۔ پس جب انہوں نے مجھے ضرب لگاتے دیکھا اور اس جگہ کی شدت کو مجھ پر محسوس کیا تو میرے پاس آئے اور کدال مجھ سے لے لی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ضرب لگائی تو کدال کے نیچے سے ایک چنگاری نمودار ہوئی۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو اس کے نیچے سے دوسری چنگاری نکلی۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو ایک اور چنگاری نکلی تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ کے ضرب لگاتے ہوئے آپ ﷺ نے کدال کے نیچے سے کیا چمک دیکھی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سلمان رضی اللہ عنہ! کیا تو نے بھی اسے دیکھا ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا:

اما الاولى فان الله فتح علىّ باب اليمن واما الثانية فان الله فتح علىّ باب الشام والمغرب واما الثالثة فان الله فتح علىّ بها المشرق

''پہلی پر تو اللہ نے بابِ یمن مجھ پر کھول دیا، دوسری مرتبہ بابِ شام مجھ پر اللہ نے کھول دیا اور تیسری مرتبہ مشرق کو اللہ نے مجھ پر کھول دیا۔''

د: منافقین کا مقامِ ذلت

جب رسولِ اکرم ﷺ اور دوسرے مومنین نے خندق کی کھدائی شروع کی تو مومن مسلسل کام کرتے رہے اور اگر ان میں سے کسی ایک کو کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے۔ آپ ﷺ ان کو اجازت دے دیتے تو وہ اپنے گھر چلے جاتے اور اپنی ضرورت پوری کر کے لوٹ آتے لیکن منافقین کام بھی تھوڑا سا چھپ کر کرتے، پھر بغیر اجازت اپنے گھر چلے جاتے اور ہلکی سی بھی اجازت طلب نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق اپنا فرمان نازل فرمایا:

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (النور:63)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُنہیں ڈرنا ہی چاہیے کہ اُن پر کوئی زبردست آفت آ جائے یا اُن پر دردناک عذاب آ جائے!''

اور سچے مومنین کی اللہ نے تعریف نازل فرمائی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾

(النور:62)

''ایمان والے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں۔ اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر اس کے ساتھ ہوں تو وہاں سے نہ جائیں حتیٰ کہ اُس سے اجازت لے لیں۔ جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں، یقیناً وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں۔ اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعائے مغفرت کیا کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

ھ: دشمن سے سامنا:

اور جب خندق کی کھدائی مکمل ہوگئی حتی کہ قریش پہنچ گئے اور انہوں نے جرف وغابہ کے پاس بئر رومہ کے قریش اسیال نامی جگہ پر پڑاؤ کیا اور غطفان اپنے قبائل کے ساتھ پہنچ گئے اور انہوں نے اُحد کی طرف سے مدینہ کے مشرق میں پڑاؤ ڈالا۔ ان کی عمومی افرادی طاقت اندازاً 12000 جنگجو تھے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے اور وہ تقریباً 3000 شہسوار تھے۔ انہوں نے اپنی پیٹھوں کو جبلِ سلع کی طرف اور اپنے چہروں کو دشمن کے سامنے رکھا۔ مدینہ پر نابینا اِمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب بنانے کے بعد عورتوں اور بچوں کو بلند جگہوں اور قلعوں میں رکھا۔

و: ابنِ اخطب کا بُرا کام:

حیی بن اخطب (اس پر اللہ کی لعنت ہو!) کعب بن اسد القرظی کی طرف گیا جو بنو قریظہ کے عاقد و معاہد تھے جب رسولِ اکرم ﷺ نے عقد لیا اور اس کی قوم سے معاہدہ کیا تھا۔ جب کعب نے حیی کی آواز سنی تو انہوں نے اسے پہچان لیا اور اپنے قلعے کا دروازہ بند کر لیا۔ حیی نے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت نہ دی۔ حیی چلا اٹھا: ''اے کعب! افسوس تجھ پر! تو میرے لیے کھول دے'' کعب نے کہا: ''اے حیی! تو منحوس آدمی ہے اور میں نے محمد ﷺ سے معاہدہ کیا ہے۔ میں اپنے اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان معاہدے کو نہیں توڑ سکتا اور میں نے تو آپ ﷺ سے صدق ووفا ہی دیکھی ہے۔" حتی کہ وہ آپ کو کھولنے تک بہکاتا رہا تو آپ نے دروازہ کھول دیا اور وہ داخل ہو گیا۔ پہلی بات جو اس نے کی: "اے کعب! افسوس تجھ پر! میں تیرے پاس زمانے کی عزت اور بحرِ بے کراں لایا ہوں۔ میں تیرے پاس قریش کی قیادت وسیادت کو لایا ہوں حتی کہ میں نے ان کو اسیال کے مقام پر اتارا ہے اور غطفان کی قیادت اور سیادت کو میں نے اُحد کی طرف ذنب نقمی کے مقام کے قریب اتارا ہے۔ تحقیق انہوں نے مجھ سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کی بیخ کنی کر دیں گے۔" کعب نے اس سے کہا: "اللہ کی قسم اے حیی! تو میرے پاس آیا ہے۔ میں جس پر ہوں تو اس کو اور مجھے چھوڑ دے۔" پھر حیی کعب کو پھسلاتا رہا حتی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے عہد کو توڑ دیا اور محمد ﷺ اور اپنے درمیان عہد سے بری ہو گیا اور اس سے قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنا وعدہ توڑ دیا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو حقیقت کی تہہ تک پہنچنے کے لیے بھیجا اور اس بات کی معرفت کے لیے کہ واقعی ہی قریظہ نے اپنا عہد توڑ دیا ہے اور دونوں سعد رضی اللہ عنہما اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے اور گزری ہوئی حقیقت کے ساتھ لوٹے اور وہ یہ کہ قریظہ نے اپنا عہد توڑ دیا ہے اور وہ بدترین حالت میں ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ان کو وصیت کی جب قریظہ نے اپنے عہد کو توڑ دیا کہ وہ اس کی صراحت نہ کریں، صرف اشاروں سے بتا دیں تا کہ لوگ میدانِ کارزار کی آزمائش میں نہ پڑیں اور ان کی طاقت بھی ختم نہ ہو۔ اسی لیے انہوں نے صرف عضل وقارہ کہا۔ مقصود یہ تھا کہ جیسے عضل وقارہ نے اصحابِ رجیع کے ساتھ بدعہدی کی۔ پھر وہاں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے اور فرمایا: "اے مسلمانوں کی جماعت! تمہیں خوشخبری ہو!"

بنوقریظہ کے عہد توڑنے کی وجہ سے فتن، آزمائش اور مصائب بہت بڑھ گئے اور وہی حال ہو گیا جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں وصف ذکر کیا:

إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ (الاحزاب:10)

"جب وہ تمہارے اوپر سے تم پر چڑھ آئے اور تمہارے نیچے سے بھی۔"

یعنی قریظہ جنوب مغرب کی بالائی طرف سے اور قریش وغطفان شمال مغربی ومشرقی کی نچلی طرف سے۔

وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝١٠ (الاحزاب:10)

"اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی کہ مختلف خیالات، اور یہی حال ہے منافقین کا اور ایمان کی کمزوری کا اور سچے مومنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿11﴾ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ﴿12﴾ (الاحزاب:11,12)

''اُس وقت مؤمن خوب آزمائے گئے اور بُری طرح ہلا دیئے گئے (11) اور جب منافق اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھا۔''

اس وقت معتب بن قشیر نے کہا: ''محمد ﷺ تو ہم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے پائیں گے اور آج ہم اپنی جان پر پیشاب پاخانہ کرنے میں بھی محفوظ نہیں۔'' اوس بن قیظی نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے گھر دشمن کے سامنے کھلے پڑے ہیں۔ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو لوٹ جائیں۔'' اللہ کے اس فرمان میں اس کی قوم سے وہ اور دیگر چھپنے والے ہیں:

وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿13﴾ (الاحزاب:13)

''اے اہلِ یثرب! تمہیں ٹھہرنا نہیں ہے۔ چنانچہ لوٹ جاؤ! اور اُن میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگتا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ یقیناً ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ وہ بھاگنے کے سوا اور کچھ ارادہ نہ کر رہے تھے۔''

بہت زیادہ آیات میں ان کی عریانیت کو واضح کر دیا گیا ہے اور ان کے نفاق کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ز: مصالحت کی پیش قدمی میں رحمتِ نبوی ﷺ کا ظہور:

جب نبی کریم ﷺ نے موقف کی صعوبت اور آزمائش کی سختی اور مسلمانوں کے اندیشوں کو دیکھا تو آپ ﷺ نے غطفان کے دو سرداروں عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کی طرف قاصد بھیجا جس نے صلح پیش کی کہ وہ ان کو مدینہ کی تہائی پیداوار دیں گے اس بات پر کہ وہ اپنی قوم کے رُفقاء کے ساتھ واپس لوٹ جائیں۔ صلح مکمل ہو گئی حتی کہ دستاویز لکھی گئی مگر اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی گواہ نہ تھا اور اختتامی فیصلے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعد رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا۔ پھر اس گفتگو کا تذکرہ ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں دونوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا: ”کیا یہ معاملہ آپ ﷺ کو محبوب ہے جو آپ ﷺ کر رہے ہیں یا اللہ نے اس کا حکم دیا ہے جس کا کرنا ہمارے لیے ضروری ہے یا آپ ﷺ ہمارے لیے کر رہے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں خود تمہارے لیے کر رہا ہوں اور اللہ کی قسم میں اس لیے کر رہا ہوں کہ میں عرب کو دیکھتا ہوں کہ ان کی کمانیں تم پر تیر برسا رہی ہیں اور انہوں نے تم پر تنگی کی ہے۔ ہر طرف سے میں تم پر ان کی طرف سے کسی بھی مسئلے میں کوئی گزند نہیں چاہتا۔“ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اور یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک اور بت پرستی کرتے تھے۔ ہم اللہ کی عبادت نہ کرتے تھے اور نہ ہی اسے پہچانتے تھے۔ اس وقت تو یہ لوگ میزبانی یا خرید و فروخت کے سوا کسی اور طرف سے ایک کھجور کی بھی طمع نہیں رکھتے تھے۔ کیا اب جب کہ اللہ نے ہمیں اسلام سے سرفراز کیا ہے اور ہمیں اس کی ہدایت دی ہے اور آپ ﷺ سے ہمیں عزت دی ہے ہم انہیں اپنا مال دے دیں۔ اللہ کی قسم! ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ واللہ ہم تو انہیں اپنی تلواریں دیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔“ آپ ﷺ نے ان کی رائے کو درست قرار دیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دستاویز کا کاغذ لیا اور اس میں موجود کتابت کو مٹا دیا۔ پھر کہا کہ وہ کر لیں حملہ ہم پر۔

ح: معرکے کا آغاز:

رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان دشمن کی طرف رخ کر کے کھڑے تھے اور قریش کے گھڑ سواروں نے اپنے سردار عمر بن عبدوُد کے ساتھ پیش قدمی کی۔ وہ بنو کنانہ کے خیموں کے قریب سے گزرے تو انہوں نے ان سے کہا: ”اے بنو کنانہ! تم جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تم جلد ہی آج کے شہسواروں کو جان لو گے۔“ پھر وہ جلدی سے اپنے گھوڑوں کو دوڑا کر لے گئے حتیٰ کہ وہ خندق پر ٹھہر گئے۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو کہا: ”اللہ کی قسم! یہ اہلِ عرب کی چال نہیں ہے۔“ پھر انہوں نے خندق کی تنگ جگہ کا قصد کیا اور اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ پھر وہ زبردستی اس میں گھس آئے اور جبلِ سلع اور دلدلی زمین کا ایک چکر لگایا اور اگرچہ مسلمانوں نے ان کو دیکھ لیا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک نفری کے ساتھ نکلے اور وہ اس درّے اور ان کے درمیان کھڑے ہو گئے جہاں سے انہوں نے اپنے گھوڑوں کو داخل کیا تھا اور جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ درّے کی طرف جلدی سے آگے بڑھے جو ان سے لے لیا گیا تھا۔ وہ اس سے پرے کھڑے تھے اور عمرو بن ود نے کہا: ”کون مبارزت کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے اور کہا: ''اے عمرو! تو نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے کہ تو قریش کے آدمی کی دو خصلتوں میں سے ایک کو قبول کرے گا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تجھے آمنے سامنے لڑنے کی دعوت دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''کیوں اے بھتیجے! واللہ میں تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔'' اس سے عمرو مشتعل ہو گیا اور وہ گھوڑے سے اترا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کے چہرے پر مارا۔ پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو ہوا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملے کیے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کر دیا۔ جب یہ مشرکین گھڑسواروں نے دیکھا تو وہ خندق پار بھاگ گئے۔

اس مرحلے کے بعد کسی پیادہ و سوار کو خندق عبور کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ پھر تو پیچھا کرنا اور تیر اندازی تھی حتیٰ کہ ابن عرقہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر تیر پھینکا اور کہا: ''تو پکڑ اسے۔ میں ابن عرقہ ہوں۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تیرے چہرے کا پسینہ جہنم میں ہے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بازو میں زخم تھا اور بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو ایسے زخموں سے موت سے نجات پاتے ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے دُعا کی تھی: ''اے اللہ! اگر تو قریش کی جنگ سے کوئی چیز باقی رکھے تو مجھے بھی اس کے لیے باقی رکھنا کیونکہ وہی ایسی قوم ہے جن سے جہاد کرنا مجھے محبوب ہے کیونکہ انہوں نے تیرے رسول ﷺ کو ایذاء دی اور اسے جھٹلایا اور اس کو نکال دیا۔ اے اللہ اگر تو ہمارے اور ان کے درمیان جنگ جاری کر دے تو مجھے شہادت نصیب کرنا اور بنوقریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اس کے سوا کوئی تمنا نہیں ہے۔'' اور آزمائش بڑھ گئی اور نبی کریم ﷺ بھی اپنے رب سے دُعا اور نصر کا سوال کر رہے تھے اور اپنے دشمنوں کی شکست کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیعَ الْحِسَابِ اھْزِمِ الْأَحْزَابَ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ

(بخاری 6392)

''اے اللہ! اے کتاب کو اتارنے والے، جلدی حساب لینے والے تو جماعتوں کو شکست دے دے۔

اے اللہ! تو انہیں شکست دے دے اور ان کے پاؤں اکھاڑ دے۔''

اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے کہا: ''کیا آپ ﷺ کے کہنے میں کوئی چیز باقی ہے؟ پس تحقیق دل حلقوم کو آ گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تم کہو:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وآمِنْ رَوْعَاتِنَا (مسنداحمد)

''اے اللہ! تو ہمارے عیوب کو ڈھانپ دے اور ہمیں گھبراہٹوں سے محفوظ رکھ۔''

دشمن سے سامنا کرتے ہوئے عصر کا وقت ہو گیا حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد نماز ادا کی اور مشرکین کے لیے بددُعا کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى (بخاری6396)

''اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں نمازِ عصر سے مشغول رکھا۔''

اور یہ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ کیا اور صلاۃِ خوف کے بعد قرآنِ مجید نہیں اترا مگر انہوں نے ہر حالت میں نماز ادا کی اور اپنے وقت سے اسے مؤخر نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ اور اپنے سچے مومن بندوں کی دُعا کو قبول کیا۔ پھر نعیم بن مسعود الغطفانی کو اپنے رسول ﷺ کی طرف بھیجا اس کو اسلام کی طرف ہدایت دینے کے بعد۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! یقیناً میں اسلام لے آیا ہوں اور میری قوم میرے اسلام لانے کو نہیں جانتی۔ آپ ﷺ مجھے حکم دیجئے جو آپ ﷺ چاہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انما انت فينا رجل واحد ،فخذّل عنا ان استطعت فان الحرب خدعة (البداية والنهاية4/ 495)

''تم فقط ایک آدمی ہو۔ جس قدر ممکن ہو ان کی حوصلہ شکنی کرو کیونکہ جنگ تو حکمتِ عملی کا نام ہے۔''

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ قریظہ پہنچ گئے اور جاہلیت میں ان کا بڑا میل جول تھا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے بنی قریظہ! تم میری محبت اور خصوصی تعلق کو جانتے ہو۔'' انہوں نے کہا: ''تو سچا ہے اور ہمارے نزدیک تہمت لگانے والا بھی نہیں۔'' پھر انہوں نے ان سے کہا: ''قریش وغطفان تمہاری طرح نہیں ہیں۔ یہ علاقہ آپ کا علاقہ ہے۔ یہاں آپ کا سرمایہ ہے، بال بچے ہیں۔ آپ اسے چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاسکتے مگر جب قریش وغطفان محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرنے آئے تو آپ نے ان کے خلاف ان کا ساتھ دیا۔ نہ ان کا گھر بار یہاں ہے اور نہ ہی مال و دولت اور نہ ہی بال بچے۔ اس لیے تو وہ آپ کی مانند نہیں ہیں۔ اگر انہیں موقع ملا تو وہ کچھ قدم اٹھائیں گے ورنہ وہ بوریا بستر سمیٹ کر رخصت ہو جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ لوگ ہوں گے اور وہ شخص ہوگا۔لہٰذا وہ جیسے چاہیں گے انتقام لیں گے۔ چنانچہ آپ جنگ میں شریک نہ ہونا جب تک وہ کچھ لوگوں کو یرغمال کے طور پر آپ کو دے نہ دیں تو اس سے آپ کے ہاتھ مضبوط ہوں گے کہ آپ محمد ﷺ سے لڑائی کرو گے حتی کہ وہ باہم لڑ پڑیں۔'' انہوں نے کہا:'' آپ نے بہت مناسب رائے دی ہے۔''

پھر وہ ان سے قریش کے پاس آئے تو انہوں نے ابوسفیان اور اس کے ساتھ قریش کے آدمیوں سے کہا:'' تم اپنے لیے میری محبت اور محمد ﷺ سے میری جدائی کو تو پہچانتے ہو۔ مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمہاری خیر خواہی کے لیے تم تک پہنچا دوں۔تم وہ میرے متعلق چھپا کر رکھنا'' انہوں نے کہا:'' ہم ایسا ہی کریں گے۔'' نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا:'' تم جانتے ہو کہ یہود نے محمد ﷺ اور ان کے رفقاء سے جو عہد شکنی کی تھی اس پر وہ نادم ہیں اور اب ان میں یہ مراسلت ہوئی ہے کہ وہ آپ سے کچھ آدمی یرغمال حاصل کر کے ان کے حوالے کر دیں گے۔ پھر آپ لوگوں کے خلاف محمد ﷺ سے اپنا معاملہ اُستوار کر لیں گے۔لہٰذا اگر وہ یرغمال طلب کریں تو آپ ہرگز نہ دیں۔''

پھر وہ غطفان کے پاس آیا اور کہا:'' اے غطفان کی جماعت! تم میرے اہل اور کنبے والے ہو۔ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو اور میں نہیں خیال کرتا کہ تم مجھ پر کوئی تہمت لگاؤ گے۔'' انہوں نے کہا:'' تو صحیح کہتا ہے۔تو ہمارے نزدیک تہمت لگانے والا نہیں ہے۔'' اس نے کہا:'' تم میرے متعلق چھپا کر رکھنا۔'' انہوں نے کہا:'' ہم ایسا ہی کریں گے لیکن تیرا معاملہ کیا ہے؟'' اس نے ان سے بھی وہی کہا جو قریش سے کہا تھا اور ان کو بھی ڈرایا اس چیز سے جس سے ان کو ڈرایا تھا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول ﷺ اور اپنے مومنین کے لیے ایک تدبیر تھی تاکہ وہ ان کو اس آزمائش سے نکالے اور وہ یہ کہ ابوسفیان اور غطفان کے کچھ لوگوں نے ایک قاصد بنو قریظہ کی طرف ہفتے کی رات بھیجا۔انہوں نے ان سے کہا کہ ہم کسی سازگار جگہ پر نہیں ہیں کیونکہ اونٹ اور گھوڑے مر رہے ہیں لہٰذا تم صبح لڑائی کے لیے نکلو حتی کہ ہم محمد ﷺ پر حملہ کر دیں کیونکہ ہمیں جنگ سے رسوائی کا اندیشہ ہے اور یہ کہ لڑائی گھمسان کی ہو اور تم چلے جاؤ اپنے علاقوں کی طرف اور تم ہمیں اور ایک آدمی (محمد ﷺ) کو ہمارے علاقوں میں چھوڑ دو اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس جب قاصد قریش و غطفان کے پاس واپس گیا تو اس نے بنو قریظہ کی بات بیان کی۔انہوں نے کہا:'' واللہ! نعیم بن مسعود سچ ہی کہتا تھا۔'' انہوں نے بنو قریظہ کو پیغام بھیجا کہ ہمارا کوئی آدمی دفاع نہیں کرے گا۔ چنانچہ اگر تم قتال کرنا چاہتے ہو تو نکل کر قتال کرو۔ پیغام کے اختتام پر بنو قریظہ نے کہا کہ یقیناً نعیم نے سچ ہی کہا تھا کہ وہ لوگ لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اگر ان کو موقع میسر آیا تو وہ اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقوں کی طرف بھاگ جائیں گے اور پھر تم اور ایک آدمی (محمد ﷺ) ہی اپنے علاقوں میں رہ جاؤ گے۔ پھر انہوں نے قریش وغطفان کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ واللہ! ہم تمہارے ساتھ محمد ﷺ سے لڑائی نہیں کریں گے حتی کہ تم ہمیں کچھ آدمی یرغمال دو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ پس اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور وہ لڑائی پر ہمت ہار بیٹھے اور اللہ نے سخت سردی اور کڑکڑاتی رات میں تند و تیز ہوا بھیج دی جس نے ان کی ہانڈیوں کو ادھر ادھر پھینک دیا اور ان کے خیمے اکھاڑ دیئے اور انہیں اس جگہ ٹھہرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ انہوں نے فوراً ہی واپسی کا طے کیا اور وہ بغیر کسی خیر کے سواریوں کو ہانکنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور مومنین کو قتال سے کفایت کی اور اللہ تعالیٰ ہی قوی اور غالب ہے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ (الاحزاب:9)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں۔ چنانچہ ہم نے اُن پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہیں دیکھا تھا۔ اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ اُسے دیکھنے والا تھا۔"

اور فرمایا:

وَرَدَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا۟ خَيْرًا ۚ وَكَفَى ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱلْقِتَالَ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ (الاحزاب:25)

"اور جنہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کے غصے کے ساتھ ہی پھیر دیا۔ وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ اور مومنوں کی جانب سے قتال میں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا، بڑا زبردست ہے۔"

اور چاہیئے کہ اب ہم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ ابوسفیان کے لشکر کا مشاہدہ بھی توجہ سے سنیں اس سرد رات میں جب وہ جلدی میں سواریوں پر لعن طعن کر رہا تھا۔

انہوں نے کہا کہ کوفہ کے ایک آدمی نے ان سے کہا: "اے ابوعبداللہ! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور کیا تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھی ہو؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں اے میرے بھتیجے!'' اس نے کہا: ''تم کیا کرتے ہو؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہم اللہ کی قسم جہاد کرتے ہیں۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سائل نے کہا: ''واللہ! اگر ہم اس کو پا لیتے تو ہم اس کو زمین پر چلنے کے قابل نہ چھوڑتے اور ہم ان پر اپنی سواریوں سے حملہ کر دیتے۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھتیجے اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ خندق میں دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ایک پہر نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کوئی شخص اٹھے اور دیکھے کہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور پھر واپس آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے واپسی کی شرط لگائی تھی۔ میں اللہ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہو۔ کوئی بھی شخص ڈر، بھوک اور سخت سردی کی وجہ سے نہ اٹھا۔ چنانچہ جب کوئی شخص نہ اٹھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا تو میرے پاس سوائے اٹھنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے حذیفہ! تو جا اور لوگوں پر نظر رکھنا کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور واپس آنے تک ان سے کوئی بات نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کہ میں گیا تو ان لوگوں پر ہوا اور اللہ کا لشکر (ملائکہ) داخل ہو گئے تو انہوں نے کیا جو بھی کیا حتی کہ ان کی آگ، ہانڈیاں اور خیمے کچھ بھی برقرار نہ رہے تو ابوسفیان کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے قریش کی جماعت! چاہیے کہ ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو دیکھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے پہلو میں موجود شخص کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: فلاں بن فلاں۔ پھر ابوسفیان اٹھا تو اس نے کہا: اے قریش کی جماعت! تم ایسی جگہ پر ہو جہاں اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو رہے ہیں اور بنو قریظہ نے وعدہ خلافی کی ہے اور ہمیں ان کی ناپسندیدہ باتیں پہنچی ہیں اور ہمیں تند و تیز ہوا نے آلیا ہے جسے تم بھی دیکھ رہے ہو کہ ہانڈیاں اور آگ ٹھہر نہیں رہی اور نہ ہم کسی خیمے میں ٹھہر سکتے ہیں۔ چنانچہ تم سواریاں باندھو میں بھی سواری باندھنے والا ہوں (یعنی تم کوچ کرو میں بھی کوچ کرنے والا ہوں)۔ پھر وہ اپنے بندھے ہوئے اونٹ کی طرف گیا۔ پھر اس پر بیٹھ کر اس کو ہانک دیا تو وہ تین دفعہ اچھلا۔ اللہ کی قسم! انہیں اس نے رسی چھوڑی مگر وہ کھڑا رہا۔ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ سے عہد نہ ہوتا کہ تو نے واپسی تک کوئی بات نہیں کرنی تو پھر میں اپنی مرضی سے اسے تیر مار کر قتل کر دیتا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ اپنی خواتین کی کسی ایک چادر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو اپنے پاؤں کی طرف سے مجھے داخلہ دیا اور چادر کی ایک طرف مجھ پر ڈال دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع وسجدہ کیا تو میں اس کے اندر تھا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور غطفان کی کارگزاری کو سنا۔ وہ سحری کے وقت اپنے شہر میں واپس آ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الآن نغزوهم ولا يغزوننا

"اب ہم ان سے غزوہ کریں گے اور وہ ہم سے غزوہ نہیں کریں گے۔"

اور یقیناً قریش نے اس کے بعد غزوہ نہیں کیا حتی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے ان کے محلے میں غزوہ کیا اور مکہ میں ان پر چڑھائی کی اور جب آپ ﷺ نے اس رات کی صبح کی تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ لوٹے والحمد للہ۔

نتائج وعبر:

اس معطر سیرت کے اس قطعے کے نتائج وعبر کو ہم درج نمبروں کے سامنے درج کر رہے ہیں:

1: غزوۂ خندق میں حملے کی جگہ آگ جلانے والے بنونضیر کے یہودی سردار حیی بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع ہیں اور یہودی آج تک نیران کے حملے کی جگہ آگ جلاتے ہیں۔

2: عیینہ بن حصن غطفانی کی غداری وخیانت کا بیان ہے اور نبی کریم ﷺ کا اس سے بڑے اطمینان سے پیش آنے اور اس کی خوش فہمی وغداری کو ختم کرنے کا بیان ہے۔

3: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ ان کی رائے سے مسلمانوں نے خندق کھودی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے آلِ بیت سے ہے جب مہاجرین اور انصار نے آپ سے جھگڑا کیا۔

4: نبوتِ محمدیہ ﷺ کی نشانیاں تین جگہ خندق کی کھدائی میں ظاہر ہوئیں اور وہ چٹان کا ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جانا اور ہر چمک کے ساتھ آپ ﷺ کو جو خبر دی گئی اور سو آدمیوں کا کھانا ایک صاع جَو اور ایک بکری کا بچہ۔

5: اس غزوے میں اس بات کا بیان ہے کہ یہ مسلمانوں کے لیے پشیمانی کا باعث تھا اور منافقین کے عیوب کو کھولنے والا تھا۔

6: مسلمانوں کی تخفیف کی غرض سے آپ ﷺ کا دشمن سے مصالحت کرنے میں رحمتِ نبوی ﷺ عیاں ہے۔

7: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جلالی موقف کا بیان ہے جنہوں نے ایمان، توکل، صبر اور صدق سے اس معاہدے کو ٹھکرا دیا۔

8: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہادری کا مظاہرہ ہے عمرو بن وُد کے سامنے میں اور اسے گشت محدود میں قتل کرنا۔

9: مسلمانوں کے مصائب کا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے متعلق بڑھ جانا اور وہ معرکے میں اپنی آمد پر کہہ رہے تھے:

لبث قليلاً يدرك الهيجا جمل   لا بأس بالموت اذا حان الأجل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''وہ تھوڑی دیر ٹھہرتا ہے جب اونٹ میدانِ جنگ میں پہنچ جائے۔ جب وقت آجائے تو پھر موت کا کوئی ڈر نہیں۔''

10: اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دُعا کو قبول کرنا۔

11: یہود و مشرکین کی خجالت میں نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عظیم کردار۔

12: حقیقی سیاستِ رشیدہ کا تقرر ہے اور وہ دشمن کے لیے نصائح کا نہ ہونا ہے جب وہ سچا ہو اور ان سے بچاؤ ضروری ہے۔ یہ حقیقت نعیم رضی اللہ عنہ کے کردار میں واضح ہے جو نصیحت کے قالب میں دشمن کی خجالت میں کھڑا ہوا جس کی مثال نہیں۔

13: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کو منتخب کیا اور انہیں دشمن کے حال کی تفتیش کے لیے بھیجا اور جنت میں آپ ﷺ کے کامیاب رفیق ہیں۔

14: اور یہ غزوۂ احزاب کے بارے میں سورۃ الاحزاب کی تقریباً سترہ آیات کی تفسیر ہے۔

تیسرا واقعہ: غزوۂ بنو قریظہ

بنو قریظہ ان تین یہودی قبائل میں سے ایک ہے جو مدینہ کے گرد مقیم تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پُر امن رہنے پر صلح کی اور ایک ایک کر کے اپنے عہد و پیمان توڑ دیئے اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کے متعلق فرمایا:

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ (البقرۃ:100)

''کیا بھلا جب بھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو اُن میں سے ایک گروہ نے اس کو توڑ پھینکا۔''

چنانچہ یہودی آج تک اپنا وعدہ نہیں نبھاتے اور نہ ہی وہ پختہ پیمان باندھتے ہیں گویا کہ عہد شکنی اور غداری ان کا لازمی وصف ہے مگر جس پر اللہ رحم کرے۔

جب بنو قریظہ نے اپنا عہد توڑ دیا اور وہ مدینہ کے مشرک محاصرین کے لشکر کے ساتھ مل گئے جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی بیخ کنی کے لیے آئے تھے تو اللہ نے ان کی کوشش ناکام کر دی۔ پس اسی وجہ سے ان کا قتل واجب تھا اور ان کو ان کے شہر سے نکالنا اور جلاوطن کرنا ضروری تھا۔

غزوۂ بنو قریظہ کا یہی سبب تھا کہ انہوں نے معاہدہ شکنی کی اور مشرکین ظالم باغیوں سے مل گئے۔

ان سے غزوے کی ابتداء:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب رسول اللہ ﷺ اور دیگر مسلمان خندق سے لوٹے تو پانچویں ہجری سال کے ذوالقعدہ کا آخری بدھ تھا اور مدینہ میں داخل ہوئے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سر پر عمامہ لپیٹے اور اس کا پلو منہ پر ڈالے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ وہ گدھے پر سوار تھے اور اس پر ریشم کا مخملی کمبل تھا۔ انہوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''فرشتوں نے اسلحہ نہیں رکھا اور وہ قوم کے مطالبے پر پلٹے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اے محمد ﷺ! آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ میں بھی ان کا قصد کرنے والا ہوں۔ پھر ان کو ہلا دیا جائے گا۔''

رسول مکرم ﷺ نے اپنے ربّ کے حکم پر لبیک کہا اور مدینہ پر حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو متعین کیا اور اپنے چچازاد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کے پرچم کے ساتھ بنو قریظہ کی طرف پیش قدمی کریں ان کی نبض ٹٹولنے کی غرض سے اور ان کے احوال جاننے کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کے منادی نے فوراً لوگوں کو بنو قریظہ کی طرف نکلنے کا اعلان کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ اپنی نمازِ عصر بنو قریظہ جا کر ادا کریں گے۔ لوگوں نے جلدی سے کوچ کیا اور نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ بعض نے ان میں سے آپ ﷺ کے قول کی تاویل میں نماز ادا کر لی اور بعض نے ظاہر نص پر عمل کرتے ہوئے رات کے آنے تک نماز ادا نہ کی اور نبی کریم ﷺ نے ان میں سے کسی کے عمل کو معیوب قرار نہیں دیا کیونکہ دونوں آپ ﷺ کی اطاعت میں عمل کرنے والے تھے۔

نبی کریم ﷺ اپنے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بنو قریظہ میں تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''آپ ﷺ کا ان خبیثوں کے قریب جانا ضروری نہیں۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیوں؟ کیا آپ کے خیال میں انہوں نے مجھے کچھ کہا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ مجھے دیکھتے تو ایسا کبھی نہ کہتے۔'' انہوں نے یقیناً نبی کریم ﷺ کو تکلیف دی تھی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہوئے اور ان سے مخاطب ہوئے اور نبی کریم ﷺ چلتے ہوئے ان کے گھروں تک پہنچے اور ان کے قلعوں کے قریب پہنچ گئے تو انہیں یہ کہہ کر پکارا:

یااخوان القردة هل اخزاكم الله وانزل بكم نقمة

''اے بندروں کے بھائیو! کیا اللہ نے تمہیں رسوا نہیں کیا اور تم پر عذاب نہیں اتارا؟''

انہوں نے کہا: ''اے ابوالقاسم! تو جانتا ہے۔'' (البداية والنهاية 4/503)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے بنو قریظہ کی طرف جانے کے دوران کوئی آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تیزی سے گزرا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کون تمہارے پاس سے گزرا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہمارے پاس سے دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ اپنے سفید خچر پر گزرا ہے جس پر ریشم کی چادر ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جنہیں بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے کہ وہ ان کے قلعوں کو ڈگمگا دیں اور ان کے دلوں میں رعب ڈالیں۔'' اور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بنو قریظہ کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں کے قریب اترے جسے أنا یا أنی کہا جاتا ہے اور جب مسلمان باہم مل گئے تو آپ ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے قلعوں سے اتر آئیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس دوران میں جب محاصرہ سخت ہو گیا اور انہیں یقین ہو چکا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑیں گے تو ان کا ایک سردار کعب بن اسد کھڑا ہوا۔ وہ ان میں صاحبِ حل وعقد تھا۔ اس نے کہا: ''کیا تم چاہتے ہو؟'' انہوں نے پوچھا: ''کیا؟'' اس نے کہا: ''ہم اس آدمی کا اتباع کریں اور اس کو صدقہ دیں۔ واللہ! تمہیں بالکل واضح ہے کہ وہ ایک فرستادہ نبی ہے اور اس کا تذکرہ تم نے اپنی کتاب میں بھی پایا ہے۔ اس طرح تم اپنے جان و مال اور بیوی بچوں کو بچا سکو گے۔'' انہوں نے کہا: ''ہم تورات کے حکم کو کبھی نہ چھوڑیں گے اور نہ ہی اس کو کسی شے میں تبدیل کریں گے۔'' اس نے کہا: ''اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ پھر محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہمارے پیچھے کوئی بوجھ نہیں ہو گا حتی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ صادر فرما دیں۔ اگر ہم ہلاک ہو گئے تو اس حال میں ہلاک ہوں گے کہ ہمارے پیچھے کوئی نسل نہ ہو گی جس سے ہم پریشان ہوں اور اگر ہم غالب آ جائیں تو میری عمر کی قسم! ہمیں بیویاں اور بچے دستیاب ہو جائیں گے۔'' انہوں نے کہا: ''ہم ان معصوموں کو قتل کر دیں! اس کے بعد زندگی میں کیا خیر ہے؟'' اس نے کہا: ''اگر تم اس سے بھی انکار کرتے ہو تو ہفتے کی رات ہم محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں پر شب خون ماریں۔ اس رات وہ ہم سے غافل ہوں گے اور ہم انہیں دھوکے میں مبتلا کر دیں گے۔'' انہوں نے کہا: ''ہم اپنے ہفتے کو خراب کر دیں اور ہم اس میں وہ کام کر دکھائیں جو ہم سے پہلے کسی نے نہیں کیا اور جس نے فساد پیدا کیا انہیں جس مسخ نے آ پکڑا تھا وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔''

اس وقت کعب نے کہا: ''تم میں سے کسی شخص نے ایک رات بھی ہوش مندی میں نہیں گزاری ہے جب سے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے۔''

مردود پیش کش:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو قریظہ بڑے خوفزدہ ہو گئے اور ان کی حیرانی میں اضافہ ہوتا گیا تو انہوں نے شاس بن قیس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بات کے لیے بھیج دیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کلام کیا اور عرض پرداز ہوا کہ ان کے ساتھ بھی آپ ﷺ بنو نضیر جیسا معاملہ کریں کہ وہ مال و جان اور بیوی بچے لے کر نکل جاتے ہیں اور اپنا اسلحہ چھوڑ جاتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا۔ شاس نے کہا: ''آپ ہمارا خون نہ بہائیں اور ہمیں بیوی بچے دے دیں۔ اپنا مال ہم چھوڑ جاتے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہ آپ کے حکم پر نیچے اتر آئیں۔ شاس لوٹ آیا اور بتایا کہ مذاکرات کامیاب نہیں رہے ہیں۔

مقبول پیش کش:

رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی کسی شرط کو بھی قبول نہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ ان سے مشورہ کر سکیں۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا تعلق اوس سے تھا اور وہ بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔ انہیں آتا دیکھ کر مردوں نے ان کا استقبال کیا اور عورتوں اور بچوں نے ان کے سامنے رونا شروع کر دیا جس سے ان کے دل میں رقت پیدا ہو گئی۔ انہوں نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا ہم محمد (ﷺ) کا فیصلہ قبول کریں؟'' اس نے کہا: ''ہاں'' اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے گلے کی جانب اشارہ کیا کہ گلے کٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا خبر دینا:

ابولبابہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے نکلے۔ انہی کا بیان ہے کہ ابھی میں اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئے بلکہ مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون کے ساتھ خود کو باندھ دیا اور کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ معاف نہیں کرے گا میں اسی جگہ بندھا رہوں گا اور میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ بنو قریظہ کے علاقے میں نہیں جاؤں گا اور اس شہر میں انہیں کبھی نہیں دیکھا جائے گا جس میں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَخُونُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓاْ أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ (الانفال:27)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔''

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ انہوں نے خود کو باندھ رکھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لیے بخشش طلب کرتا۔ بہر حال اس نے جو کیا سو کیا۔ اب میں بھی اسے کھول نہیں سکتا جب تک اللہ اس کی توبہ قبول نہ فرمائیں گے۔'' ابولبابہ رضی اللہ عنہ کئی دن تک بندھے رہے۔ نماز کے وقت ان کی بیوی انہیں کھول دیتی اور نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ باندھ دیتی۔

چھٹی رات کی صبح کو امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہنس رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ اللہ آپ ﷺ کو خوش رکھیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: ''میں انہیں خوش خبری سناؤں؟'' ابھی تک حجاب کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟'' انہوں نے اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا: ''ابولبابہ رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ! آپ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔'' لوگ دوڑے تاکہ انہیں کھول دیں لیکن انہوں نے کہا: ''نہیں نہیں واللہ! مجھے رسول اللہ ﷺ ہی اپنے مبارک ہاتھ سے کھولیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے مسجد آئے تو آپ ﷺ نے انہیں کھول دیا۔

قریظہ کے نزول کی رات:

بنو قریظہ جس رات رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اترے ہیں اسی رات اللہ تعالیٰ نے یہود کے چار افراد کو ایمان کی دولت سے نوازا۔ تین کا تعلق بنو قریظہ سے نہیں تھا اور ایک کا تعلق بنو قریظہ سے تھا۔ ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعید اور اسد بن عبید کا تعلق قریظہ سے نہیں تھا بلکہ وہ بنو ہدل سے تھے جو نہ قرظی ہیں نہ نضری ہیں۔ عمرو بن سعدی کا تعلق قریظہ سے تھا۔ انہوں نے انکار کر دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے بدعہدی میں بنو قریظہ کے ساتھ شریک ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں محمد ﷺ سے کبھی عہد شکنی نہیں کروں گا۔ رات کے وقت وہ پہرے داروں کے پاس سے گزرے جن پر محمد بن مسلمہ امیر تھے۔ انہوں نے ان کو پہچان کر راستہ چھوڑ دیا۔ وہ سیدھا مسجدِ نبوی ﷺ میں پہنچے۔ رات وہیں قیام کیا اور صبح کو چلے گئے۔ ان کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں گئے؟ رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسا آدمی ہے جس کو اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی بنا پر نجات دی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو قریظہ کا نزول:

صبح کے وقت اعلان کر دیا گیا کہ بنو قریظہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اتر رہے ہیں تو اوس کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے حلیف ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمارے بھائی خزرجیوں کے حلیف کے ساتھ جو کیا وہ آپ ﷺ کو معلوم ہی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے بنو قینقاع کو ابن اُبی کے لیے ہبہ کر دیا تھا جب اس نے سفارشی بن کر آپ ﷺ سے التماس کی تھی کہ وہ خزرج کے حلیف ہیں اور ابن اُبی کا تعلق خزرج سے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گروہِ اوس! کیا تم خوش ہو کہ بنو قریظہ کے بارے میں تمہارا ہی ایک آدمی فیصلہ کر دے؟'' انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فیصلہ کریں گے۔'' (البدایۃ والنہایۃ 4/ 505)

بیماری سے منصفی تک:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو خندق کے دن تیر سے زخم آیا تھا۔ انہوں نے اللہ سے دُعا کی تھی کہ وہ انہیں اس وقت تک موت نہ دیں جب تک وہ بے وفا اور غدار بنو قریظہ کی سزا کو نہ دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست سے دوچار کر دیا۔ مدینہ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو رفیدہ کے خیمے میں داخل کر دیا۔ رفیدہ اسلمی رضی اللہ عنہا نے یہ خیمہ مسجدِ نبوی ﷺ میں لگا رکھا تھا جو ایک اسپتال کا کام دیتا تھا۔ اس میں وہ زخمی مسلمانوں کا علاج کیا کرتی تھیں اور اللہ سے قیامت کے دن اجر و ثواب کی امید رکھتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بھی اس خیمے میں داخل کر دینے کا حکم دیا تا کہ آپ ﷺ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔

بنو قریظہ کے مسئلے میں رسول اللہ ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو جج بنایا تو اَوسی قوم کے افراد آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک گدھے پر سوار کیا اور ان کے لیے ایک گدا بچھا دیا۔ اس کے بعد وہ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے: ''ابو عمرو! اپنے حلیفوں کے بارے میں اچھا فیصلہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اسی وجہ سے جج بنایا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں اچھا فیصلہ کریں گے۔'' انہوں نے جب اصرار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اب وقت آ گیا ہے کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی پرواہ نہیں کرے گا۔'' اس سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ سعد رضی اللہ عنہ ان پر رحم نہیں کھائے گا چنانچہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی بنو قریظہ کے افراد کی موت کا اعلان کر دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کا استقبال کرو۔'' چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سواری سے اتارا اور کہا: ”سعد رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ نے حلیفوں کا معاملہ آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا ہے تا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان میں فیصلہ کریں۔“ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ”اس بارے میں کیا تم مجھے اللہ کا عہد دیتے ہو کہ وہی فیصلہ تسلیم کیا جائے گا جو میں کروں گا؟“ انہوں نے کہا: ”بالکل۔“ پوچھا: ”یہ بھی عہد دیتے ہیں؟“ انہوں نے اس کونے میں اشارہ کیا جہاں رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اِجلال و توقیر سے چہرہ دوسری جانب کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں!“ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میں اس کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں، مال تقسیم کر دیئے جائیں، بچے اور بیویاں غلام بنائے جائیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر فیصلہ کیا ہے۔“

قریظہ کو کیسے اتارا گیا؟

بنو قریظہ کے بارے میں اللہ کا حکم سعد رضی اللہ عنہ کی زبان سے صادر ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ اور تمام مومنوں نے اپنی رضا کا اظہار کیا اور تمام حاضرین نے بھی اتفاق کیا۔ بنو قریظہ ابھی تک اپنے قلعوں میں ہی تھے۔ انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اتریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چلا کر کہا: ایمان کے فوجی! یہ کہتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ انہوں نے کہا: ”واللہ! میں وہی چکھوں گا جو حمزہ رضی اللہ عنہ چکھ چکا ہے یا میں اس قلعے کو ضرور فتح کروں گا۔“ بنو قریظہ نے کہا: ”یا محمد (ﷺ)! ہم سعد (رضی اللہ عنہ) کے حکم پر اترتے ہیں۔“ چنانچہ وہ اتر آئے۔ انہیں قیدی بنا کر مدینہ لایا گیا اور بنتِ حارث کے گھر میں بند کر دیا گیا۔ یہ بنو نجار کی ایک عورت تھی جس کا نام نسیبہ بنت حارث تھا۔

حکم کی تنفیذ:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مدینہ کے بازار میں خندقیں کھودی جائیں۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق انہیں ایک ایک جماعت میں لایا گیا اور ان کی گردنیں مار کر ان خندقوں میں پھینک دیا گیا۔ ان کی تعداد تقریباً سات سو تھی۔ ان کا سردار کعب بن اسد اور دشمنِ خدا حیی بن اخطب بھی ان میں تھا جس نے اتحادی افواج کو رسول اللہ ﷺ اور مومنین کے خلاف آمادۂ جنگ کیا تھا۔ بنو قریظہ نے کعب سے سوال کیا: ”کعب! ہمیں کہاں بھیجا جا رہا ہے؟“ اس نے کہا: ”تم لوگ کسی جگہ بھی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ دیکھتے نہیں کہ پکارنے والا رک نہیں رہا اور جانے والا واپس نہیں آ رہا۔ واللہ! یہ قتل ہے۔“ دشمنِ خدا حیی بن اخطب کو آخر میں لایا گیا۔ اس نے ایک قیمتی جوڑا زیبِ تن کر رکھا تھا جسے اس نے خود ہی ہر طرف سے پھاڑ دیا تھا تا کہ مسلمان اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ اس کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس نے کہا: ''سنیے! میں آپ کی عداوت پر خود کو ملامت نہیں کرتا مگر جو اللہ سے جنگ کرتا ہے وہ شکست کھاتا ہے۔'' پھر وہ لوگوں پر متوجہ ہوا اور کہا: ''لوگو! اللہ کے فیصلے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ توشتۂ تقدیر اور قتلِ عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا۔'' پھر وہ بیٹھ گیا تو اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔

عجیب وغریب قرظی عورت:

بنوقریظہ کے مَردوں میں سے جو بالغ ہو چکا تھا، جس کے زیرِ ناف بال اُگ چکے تھے اسے قتل کر دیا گیا لیکن رفاعہ کو قتل نہیں کیا گیا کیونکہ بنونجار کی ایک عورت اِم منذر سلمی بن قیس رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے التماس کیا کہ وہ آپ ﷺ اسے ہبہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی غالب گمان یہی تھا کہ وہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا یعنی مسلمان ہو جائے گا چنانچہ آپ ﷺ نے یہ لڑکا اِم منذر رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا جس سے وہ زندہ بچ گیا۔ جہاں تک بنوقریظہ کی عورتوں کا تعلق ہے تو انہیں قتل نہیں کیا گیا البتہ ایک عورت کو اس جرم کی بنا پر قتل کر دیا گیا جس کا اس نے ارتکاب کیا تھا (اس نے خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ پر چکی کا پاٹ گرا کر انہیں شہید کر دیا تھا) یہ عورت اپنی زندگی میں بڑی عجیب تھی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت کے سوا بنوقریظہ میں کسی عورت کو بھی قتل نہیں کیا گیا۔ یہ عورت میرے پاس آیا کرتی۔ میرے ساتھ باتیں کرتی رہتی اور مسکرا دیتی اور اتنا ہنستی کہ لوٹ پوٹ ہو جاتی۔ رسول اللہ ﷺ جس وقت بنوقریظہ کے مَردوں کو بازار میں قتل کر رہے تھے ایک شخص نے اس کا نام لے کر پکارا کہ فلانی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں ہوں۔ واللہ! میں نے اس سے کہا: تجھ پر افسوس ہے تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا: مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: میں نے ایک جُرم کا ارتکاب کیا تھا۔ چنانچہ اسے لے جایا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: ''واللہ! میں اس کی دل لگی اور ہنسی کو بھول نہ پاؤں گی حالانکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔''

ایک عجیب قرظی شخص:

اس قرظی مرد کی داستان قرظی عورت سے بھی عجیب وغریب ہے۔ اس کا نام زَبیر بن باطا تھا۔ یہ بنوقریظہ کے اَشراف میں شمار ہوتا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں اس نے ثابت بن قیس پر احسان کیا تھا۔ یہ جنگِ بعاث کی بات ہے جب اس نے ثابت کا راستہ چھوڑ دیا اور اسے قتل ہونے سے بچایا۔ بہرحال ثابت بن قیس اب بوڑھا ہو چکا تھا۔ وہ زبیر کے پاس آیا اور اس سے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابو عبدالرحمٰن! کیا مجھے پہچانتے ہو؟''اس نے کہا:''آپ جیسا شخص مجھ جیسے شخص کے لیے اجنبی ہو سکتا ہے؟''ثابت نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ہاتھ سے آپ کو احسان کا بدلہ دوں۔''اس نے کہا:''معزز شخص اچھا بدلہ ہی دیتا ہے۔''

چنانچہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ! زبیر بن باطا کا مجھ پر احسان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو بدلہ دوں۔ چنانچہ اس کا خون مجھے ہبہ کر دیں۔''آپ ﷺ نے فرمایا:''وہ تیرا ہے۔''ثابت رضی اللہ عنہ نے زبیر کے پاس آ کر کہا:''رسول اللہ ﷺ نے تمہارا خون مجھے ہبہ کر دیا ہے۔ اب وہ آپ کا ہے۔''زبیر نے کہا:''ایک بوڑھا شخص جس کا اہل و عیال نہیں ہے زندہ رہ کر کیا کرے گا؟''ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر دوبارہ عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! اس کی بیوی اور بیٹا بھی مجھے ہبہ کر دیں۔''آپ ﷺ نے فرمایا:''وہ تجھے ہبہ ہیں۔''ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر زبیر سے کہا:''رسول اللہ ﷺ نے تیرا بیٹا اور بیوی مجھے ہبہ کر دیا ہے۔ اب وہ تیرے ہیں۔''اس نے جواب دیا:''حجاز کا ایسا گھرانہ جس کے پاس مال نہیں ہے وہ گزارہ کیسے کرے گا؟''ثابت رضی اللہ عنہ نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ! اس کا مال؟''فرمایا:''وہ تمہارا ہے۔''ثابت رضی اللہ عنہ نے زبیر سے کہا:''رسول اللہ ﷺ نے تیرا مال بھی مجھے ہبہ کر دیا ہے۔ وہ تیرا ہے۔''اس نے پوچھا:''وہ آدمی کیا ہوا جس کا چہرہ ایک شیشے کی مانند تھا جس میں وہ اپنی قوم کو دیکھتا ہے کعب بن اسد؟''آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:''قتل کر دیا گیا ہے۔''اس نے پوچھا:''شہری و دیہاتی سردار حیی بن اخطب کا کیا بنا؟''آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:''قتل ہو چکا ہے۔''اس نے پوچھا:''ہمارا مقدمہ اور ہماری اوٹ عزال بن سموئل کیسا ہے؟''آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:''قتل ہوا ہے۔''اس نے پوچھا:''بنو کعب بن قریظہ اور بنو عمر بن قریظہ کی مجلسیں کیا ہوئیں؟''جواب دیا:''انہیں لے جا کر قتل کر دیا گیا ہے۔''اس نے کہا:''ثابت! میں تجھے اپنے احسان کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے بھی ان کے پاس پہنچا دیجیے۔ واللہ! ان کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے۔ میں ایک لحہ بھی صبر نہیں کر سکتا ہوں کہ اپنے دوستوں سے مل جاؤں۔''ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو آگے کیا چنانچہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب اس کا جملہ''الـقـى الاحبة''پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''واللہ! وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان سے ملاقات کرتا رہے گا۔''

بنو قریظہ کا مال:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اللہ کے حکم کے بھی مطابق تھا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس پر اپنی رضا کا اظہار کیا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلے کی رُو سے بنو قریظہ کے بیوی بچوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہونا تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ مال تقسیم کر دیا۔ چنانچہ سب سے قبل آپ ﷺ نے پانچواں حصہ نکالا جو اللہ، رسول ﷺ، رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں اور مجاہدوں کے لیے ہوتا ہے۔ اس کے بعد سوار کو آپ ﷺ نے تین حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ اسلام میں رائج ہے مگر بعض ائمہ فقہاء کا خیال ہے کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا جائے گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد الاشہل کے ایک شخص سعد بن زید انصاری کو غلام دے کر نجد بھیج دیا۔ انہوں نے غلاموں کو بیچا اور ان کی قیمت سے مسلمانوں کے لیے ہتھیار اور گھوڑے خرید لائے۔

ریحانہ:

بنو عمرو بن قریظہ کی ایک عورت کا نام ریحانہ تھا۔ مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے اس کو منتخب فرمایا اور اس پر شادی کا پیغام اور پردے کا حکم پیش کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی مِلک میں ہی رہنے دیں۔ یہ مجھ پر اور آپ ﷺ پر گراں نہیں ہوگا۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اسے اپنی مِلک میں ہی رہنے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور اسے محسوس کیا۔ آپ ﷺ ابھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پیچھے سے جوتے کی آواز آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثعلبہ بن سعید ہے، ریحانہ کے اسلام کی خبر سنانے آ رہا ہے۔'' اس نے آ کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ریحانہ رضی اللہ عنہا اسلام قبول کر چکی ہے۔'' آپ ﷺ یہ سن کر خوش ہوئے۔ آپ ﷺ کی وفات تک وہ آپ ﷺ کی مِلک رہی ہیں۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیا جو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے عین مطابق تھا۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں رفیدہ کے خیمے میں داخل کر دیا جو مسجدِ نبوی ﷺ میں تھا تا کہ وہ ان کا علاج کریں۔

بنو قریظہ کے مَردوں کو قتل کرنے اور ان کا مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے رسول اللہ ﷺ بھی فارغ ہو چکے تھے کہ اسی رات سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی وہ رَگ پھوٹ پڑی جس پر زخم آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کی ہلاکت سے ان کی آنکھوں کو سکون پہنچا دیا تھا جیسے انہوں نے اپنے ربّ سے دُعا کی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا محمد ﷺ! اس میت کے لیے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور ان کے لیے عرش حرکت میں آ گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چادر کھینچتے ہوئے سعد رضی اللہ عنہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔انہوں نے دیکھا کہ وہ اسی زخم کی تاب نہ لا کر شہید ہو چکے ہیں جو انہیں خندق کے دن پہنچا تھا۔جس دن وہ خندق میں آئے تھے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے:

لبّث قليلاً يدرک الهيجا جمل   لاباس بالموت اذا حان الأجل

ترجمہ:''وہ تھوڑی دیر ٹھہرا جب اونٹ میدان میں آ جاتا اور موت کا وقت پہنچ جاتا ہے تو موت کا ڈر نہیں ہوتا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:''میں نے سنا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سعد رضی اللہ عنہ پر رو رہے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کسی شخص پر بھی نہیں روئے۔جب سخت دکھ ہوتا تو اپنی داڑھی پکڑ لیا کرتے تھے۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔غداری اور بدعہدی کے انجام کا بیان ہے جو غدار اور بدعہد پر لوٹ آتا ہے۔قرآنِ حکیم میں ہے:

فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ (الفتح:10)

''چنانچہ جو عہد توڑے گا تو وہ اپنے نفس کے خلاف ہی توڑے گا۔''

اور فرمایا:

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ (فاطر:43)

''اور بُری تدبیر ہمیشہ تدبیر کرنے والوں ہی کو گھیرتی ہے۔''

2۔اللہ تعالیٰ کے فضل کا بیان ہے کہ انہوں نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کو قبول کیا اور ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ انہوں نے سچے دل سے بارگاہِ الٰہی میں رجوع کیا۔

3۔یہ بیان ہے کہ وفاداری میں نجات ہے اور سچ نجات دلاتا ہے۔

4۔رفیدہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے شرف کا بیان ہے کہ انہوں نے مسجدِ نبوی ﷺ میں خیمہ لگا رکھا تھا جس میں وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔گویا وہ اس دور کی ڈاکٹر ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا نے ایک مثال قائم کر دی ہے۔

5۔قرظی عورت اور زبیر بن باطا کی مانند بعض افراد کا معاملہ بڑا عجیب ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔غزوۂ بنوقریظہ میں رسول اللہ ﷺ کے حزم ویقین اور لطف وکرم کے مظاہر کا بیان ہے۔ ہر اس آدمی نے اس کا مشاہدہ کیا ہے جو اس غزوے کے واقعات میں پیش پیش تھا۔

پانچ ہجری کے اہم واقعات

سنہ 5 ہجری کے اہم واقعات کو ذیلی نکات میں بیان کیا جاتا ہے:

1۔غزوۂ دومۃ الجندل پیش آیا۔

2۔غزوۂ خندق واقع ہوا جس میں نبوت کی نشانیاں نمودار ہوئیں اور مسلمانوں کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

3۔غزوۂ بنوقریظہ پیش آیا۔ان کے مَردوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا،ان کے بیوی بچوں کو قیدی بنایا گیا۔یہ دراصل ان کی غداری کا نتیجہ تھا۔

4۔سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

5۔رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو آپ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔آپ ﷺ کے غلام زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔

6۔ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کی اگلی صبح حجاب فرض کر دیا گیا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لیے اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا ثمر یہ ہے کہ ان کے عقدِ نکاح میں اللہ تعالیٰ بذاتِ خود ولی تھے۔

7۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کے ساتھ ہی تبنی کی رسم کو ختم کر دیا گیا کیونکہ وہ پہلے زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا۔

چھ ہجری کے واقعات

پہلا واقعہ: غزوۂ بنی لحیان

جمادی الاول سنہ 6 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے پروگرام بنایا کہ آپ ﷺ اصحابِ رجیع رضی اللہ عنہم کے خون کا بدلہ لیں جنہیں بدعہدی کر کے بنولحیان نے شہید کر دیا تھا۔شہدائے رجیع رضی اللہ عنہم میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے دیگر ساتھی شامل ہیں۔چنانچہ آپ ﷺ نے دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیار کیا،ابنِ ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب بنایا اور ظاہر یہ کیا کہ آپ ﷺ شام کا ارادہ رکھتے ہیں۔یہ آپ ﷺ کا توریہ تھا اور جنگ دھوکے ہی کا نام ہے۔چنانچہ جو راستہ بنولحیان کے دیار تک جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کو اختیار نہ کیا بلکہ دشمن پر اپنا مقصد پوشیدہ ہی رکھا۔ پھر آپ ﷺ اصل راستے پر آ گئے کیونکہ آپ ﷺ غفلت میں ہی دشمن پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا اور سبک رفتاری کے ساتھ غران کے مقام پر جا پڑاؤ کیا۔ یہیں بنولحیان کی بستیاں تھیں۔ غران ایک وادی کا نام ہے جو امج اور عسفان کے درمیان واقع ہے اور سایہ نامی شہر تک پھیلی ہوئی ہے۔ انہیں جب آپ ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو وہ گھبرا اٹھے اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں جا کر چھپ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہنچ کر دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے بلکہ وہ سب پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے پروگرام بنایا کہ قریش کو مرعوب کریں اور انہیں باور کرائیں کہ آپ ﷺ ان کی قریبی بستیوں میں بدعہدوں کو تلاش کرنے آئے ہیں تاکہ آپ ﷺ ان کے دل میں اپنی دھاک بٹھا دیں۔ اس سے قبل آپ ﷺ ان کے بارے میں ارشاد فرما چکے تھے کہ آج کے بعد ہم ان سے جنگ کریں گے وہ ہم سے جنگ نہیں کر سکیں گے۔ آپ ﷺ نے خندق میں قریش کی شکست کے بعد یہ ارشاد فرمایا تھا۔ آپ ﷺ ان دو سو افراد کے ساتھ آگے بڑھے اور عسفان میں جا نزول فرمایا اور چند شہسواروں کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں آگے بھیج دیا۔ سواروں کا دستہ کراع الغمیم پہنچ کر واپس آ گیا۔ آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا اور یہ کلمات ارشاد فرمائے:

آیِبُونَ ، تَائِبُونَ ، عَابِدُونَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ (مسلم3275) اعوذ باللہ من وعثاء السفر وکآبۃ المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال

”ہم لوٹ رہے ہیں، توبہ کرتے ہیں اور ان شاء اللہ اپنے ربّ کی حمد بیان کرتے ہیں۔ سفری مشکل، ناکام واپسی اور اہل و مال میں برے منظر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“

اور اس غزوے میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

لو أنَّ بنی لحیان کانوا تناظروا — لَقُوا عُصَبًا فی دارھم ذات مصدق
لَقُوا سَرَعَانًا یملأ السّرب رَوْعُہ — أمام طحون کالْمجَرہِ فَیْلَقِ
ولکنھم کانوا وبارًا تتبَّعت — شعاب حجازٍ غیر ذی متنفقٍ

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔ جس نے بدعہدی کا ارتکاب کیا ہے قتل وقتال میں مساوی بنیادوں پر بدلہ چکانا جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔غفلت میں دشمن پر حملہ آور ہونے کے لیے توریہ اور تعمیہ کرنا جائز ہے۔

3۔کسی جگہ پڑاؤ کر کے دشمن کو ڈرانا اور اپنی قوت کا اظہار کرنا جائز ہے۔

4۔کسی نیک سفر سے واپسی پر آئبون تائبون لربنا حامدون کی دُعا پڑھنا مسنون ہے۔

5 سفری مشکل، ناکام واپسی اور اہل و مال میں برے منظر سے اللہ کی پناہ میں آنا جائز ہے۔

دوسرا واقعہ: غزوۂ ذی قرد

غزوے کا سبب:

دیگر غزوات کی مانند اس غزوے کا بھی ایک سبب تھا جس کی بنا پر یہ غزوہ پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے جو غزوۂ احزاب کے موقع پر غطفانی قبائل کا قائد تھا اپنے گھڑسوار دستے کے ساتھ مدینے پر حملہ کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیس دودھی اونٹنیاں دوڑا لے گیا۔ انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اس کی زوجہ کو قیدی بنا چھوڑا۔

حملے کا پہلا مخبر:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کو سب سے قبل اس حملے کا علم ہوا۔ وہ قضائے حاجت کے لیے گئے تھے۔ انہوں نے ثنیۃ الوداع سے عیینہ کے دستے کو دیکھا۔ انہوں نے سَلع پہاڑی پر چڑھ کر پکارا: و اصباحاہ! و اصباحاہ! اس زمانے میں متنبہ اور متوجہ کرنے کے لیے اس کلمے کا استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر وہ اس غارت گر دستے کے پیچھے چل پڑے۔ وہ ان پر تیر برسا رہے تھے۔ وہ برابر ان کا پیچھا کرتے رہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا گھڑسوار دستہ آ گیا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کی پکار سن کر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ وہ پہلے گھڑسوار ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہیں۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے بعد پے دَر پے آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلی بار فرمایا: ''اللہ کے گھوڑے مجھے سوار کر!''

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود لوگوں کے ساتھ روانہ سفر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے گھڑسواروں کا دستہ روانہ کر دیا تھا اور ان پر سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''دشمن کی تلاش میں نکلو۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ تمہارے پاس آیا ہی چاہتا ہوں۔'' چنانچہ گھڑسوار دستہ روانہ ہو گیا۔ سب سے پہلے جس گھڑسوار نے غارت گروں کو جا پایا ان کا نام محرز بن فضلہ اور لقب اخرم رضی اللہ عنہ ہے۔ دشمن کے پاس پہنچ کر انہوں نے کہا: ''بنو لکیعہ کی جماعت رکو ذرا! مہاجرین و انصار تمہارے پاس آیا ہی چاہتے ہیں۔'' دشمن کے ایک آدمی نے حملہ کر کے انہیں قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔ان کا گھوڑا میدان میں اُچھل رہا تھا مگر کوئی اس پر قابو نہ پا سکا۔ یہ گھوڑا مدینہ واپس آ گیا اور کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں دستہ بھی پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کا ایک آدمی قتل کر دیا۔اس کا نام حبیب بن عیینہ تھا اور اسے اپنی چادر سے ڈھانپ دیا اور آگے بڑھ کر دشمن کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ جب لوگ یہاں پہنچے تو انہوں نے خیال کیا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی لاش ہے کیونکہ اس پر ان کی چادر تھی چنانچہ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیس بأبی قتادة ،ولکنه قتیل لأبی قتادة ،ووضع علیه برده لیعرف أنه صاحبه

(البدایة والنهایة4/ 538)

”یہ ابوقتادہ نہیں ہے بلکہ اسے ابوقتادہ نے قتل کیا ہے اور اسے اپنی چادر میں ڈھانپ دیا ہے تا کہ معلوم ہو اسے ابوقتادہ نے قتل کیا ہے۔“

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو کو ایک اونٹ پر دیکھا اور انہیں قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جبلِ ذی قردہ پر ڈیرہ ڈال دیا پیچھے سے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل گئے۔ آپ ﷺ نے ایک دن اور ایک رات وہیں قیام کیا اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ جو لوگوں پر تیر برسا رہے تھے نے کہا

خذها وأنا ابن الأکوع اليوم يوم الرّضّع

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے سو افراد کے ساتھ بھیج دیں تو میں ان کے اونٹ، گھوڑے چھین لاؤں گا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب وہ غطفان میں رات کا کھانا کھا رہے ہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ انہیں پا نہیں سکیں گے کیونکہ وہ اپنے گھروں میں پہنچ چکے ہیں اور اب وہ رات کا کھانا کھا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لیے دو اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا جسے انہوں نے تناول فرمایا۔ پھر وہ مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ جس غفاری کو غارت گروں نے قتل کر دیا تھا اس کی بیوی نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ اس نے نذر مان رکھی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دیں گے تو وہ اپنی اونٹنی ذبح کر دے گی جس پر اُسے سوار کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

بئس ما جزیتها أن حملک الله علیها ونجاک بها ، ثم تنحرینها . انه لا نذر فی معصیة الله ولا فیما لاتملکین انما هی ناقة من ابلی ، فارجعی الی أهلک علی برکة الله (البدایة والنهایة4/ 538)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو نے اونٹنی کو بُرا بدلہ دیا ہے۔ اللہ نے تجھے اس پر سوار کیا اور اس کی بدولت تجھے نجات دی۔ اب تو اسے ذبح کر دے گی۔ اللہ کی معصیت میں کوئی نذر نہیں ہے اور نہ ہی اس میں نذر ہے جس کی تو مالک نہیں ہے بلکہ وہ ناقہ میری ہے۔ اللہ تجھے برکت دیں اپنے گھر چلی جاؤ۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔ غزوۂ ذی قرد کی وجہِ تسمیہ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس چشمے پر نزول فرمایا تھا اس کا نام ذو قرد ہے۔

2۔ سلمہ بن اکوع اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کے شرف کا بیان ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خير فرساننا أبو قتادة، وخير رجالنا سلمة بن الأكوع (البداية والنهاية :5608)

''ابو قتادہ ہمارے بہترین سوار ہیں اور سلمہ بن الاکوع ہمارے بہترین پیادہ ہیں۔''

3۔ عیینہ بن حصن کی عداوت وخباثت کا بیان ہے۔

4۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی شجاعت وبطالت کا بیان ہے۔

5۔ گناہ میں کوئی نذر نہیں ہے اور نہ ہی اس میں نذر ہے جس کا آدمی مالک نہیں ہے۔

6۔ رسول اللہ ﷺ کے حلم وکرم اور آپ ﷺ کے حسنِ سیاست اور کمالِ ادب کا بیان ہے۔

تیسرا واقعہ: غزوۂ بنی مصطلق

غزوے کا سبب:

اس غزوے کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ خزاعہ کے بنو مصطلق حارث بن ابی ضرار رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں کی قیادت میں مریسیع چشمے پر جمع ہیں جو قدید کے پاس ہے۔ اسی وجہ سے اس کو غزوۂ مصطلق یا غزوہ مریسیع کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر نائب مقرر فرمایا اور مہاجرین و انصار کی معیت میں ان کی جانب روانہ ہو گئے اور مریسیع کے مقام پر ڈیرہ ڈال دیا۔ اللہ نے مشرکین کو شکست کا منہ دکھایا۔ ان میں سے بعض کو قتل کر دیا گیا اور بعض کو قیدی بنایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا بھی قیدیوں میں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا کے حصے میں آئی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جویریہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت:

جویریہ رضی اللہ عنہا قبیلے کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ان کے مالک ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں ایک مخصوص مدت میں مخصوص قیمت ادا کردیں تو وہ انہیں آزاد کردیں گے۔وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور اس معاہدے میں آپ ﷺ سے مدد کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:"آپ کو اس سے بہتر نہ بتاؤں؟" اس نے پوچھا: "وہ کیا ہے؟" فرمایا:"میں آپ کا قرض ادا کردیتا ہوں اور آپ سے شادی کرلوں گا۔" اس نے کہا:"ٹھیک ہے۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قرض ادا کرکے ان سے عقدِ نکاح فرمایا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے کہا:"رسول اللہ ﷺ کے سسرال کو ہم کیسے غلام رکھ سکتے ہیں!" چنانچہ انہوں نے بنومصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کردیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:"میں کسی عورت کو نہیں جانتی ہوں جو اپنی قوم کے لیے جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر باعثِ برکت ہوں۔"

ابنِ اُبی کا فتنہ:

تمام مسلمان مریسیع پر اکٹھے ہوتے رہے۔ان میں سے ایک اونچی آواز سے پکارنے لگا:"اے انصار!" اور دوسرا پکارنے لگا:"یا مہاجرین!" پس لوگ گھبرا گئے۔پھر اچانک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام غفاری اونچی اونچی پکارنے لگے اور سنان الجہنی جو کہ خزرج کے حلیف تھے اور پانی کے معاملے پر لڑ رہے تھے ان میں سے ایک قسمیں کھاتے ہوئے پکارنے لگا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول اس پر غصے ہوا اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی جماعت تھی جن میں نوعمر غلام زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا یا اس نے اس کو کہا:"انہوں نے ہم سے ہمارے شہروں میں مقابلہ کیا ہے۔خبردار اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے البتہ عزت والا ذلیل کو ضرور نکالے گا۔" پھر وہ اپنی جماعت کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا:"یہ ہے جو تم نے اپنے آپ سے کیا۔تم نے ان کو اپنے شہروں میں مقیم کیا اور اپنا مال ان میں تقسیم کیا۔اگر تم ان کو اپنا مال نہ دیتے تو وہ کسی اور طرف چلے جاتے۔" جب زید رضی اللہ عنہ نے ابن اُبی کی گفتگو سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان کو خبر دی اور آپ ﷺ کے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔انہوں نے کہا:"اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ اس کو قتل کردے تو رسول ﷺ نے فرمایا:

کیف اذا تحدث الناس ان محمدًا یقتل اصحابہ ولکن اذن بالرحیل (البدایة والنهایة4/545)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”لوگ کیسا سمجھیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے لیکن وہ جلدی نکلنے کا حکم دیئے گئے۔“

پس وہ اس لمحے چلے جس لمحے کوئی نہیں نکلتا مگر فتنے کا خاتمہ کرنے کے لیے۔ یہ ہدایتِ نبوی ﷺ ہے جس پر نہ جھگڑا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بدکلامی کی جا سکتی ہے۔

اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کہا اور فرمایا: ”اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اس وقت روانہ ہوا ہوں جس وقت کوئی روانہ نہ ہوا۔“ پس اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو فرمایا: ”کیا تجھے عبداللہ بن ابی کی بات معلوم ہوئی ہے جو اس نے کہا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”اور کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”اس نے گمان کیا ہے کہ اگر وہ مدینہ کی طرف لوٹ گیا تو عزت والے اس سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔“ (البدایۃ والنہایۃ 545/)

اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم! آپ ﷺ اس کو نکال دیں گے اگر آپ ﷺ چاہیں گے۔ پس آپ ﷺ غالب عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔“ پھر کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے ساتھ نرمی کریں۔ اللہ نے آپ ﷺ پر یہ فیض احسان فرمایا ہے۔ اس کی قوم نے موتی پرو رکھے تھے کہ اسے ہار پہنائیں۔ اب اس کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا ملک چھینا ہے۔“

اور عبداللہ بن اُبی کو یہ خبر ملی تو دوڑتا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا اور اللہ کی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے وہ بات نہیں کی جو کہ زید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کہی ہے اور عبداللہ بن اُبی اپنی قوم میں معزز تھا۔ انہوں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! شاید کہ بچے نے غلطی کی ہو“ اور اللہ نے سورۃ المنافقون نازل کردی:

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ　(المنافقون:1)

”جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں۔“

تحفظاتی کردار:

عبداللہ بن اُبی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ وہ ایک صالح نوجوان تھے اور کاتبینِ وحی میں سے تھے۔ ان کو اپنے باپ کے معاملے کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ﷺ میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم کیجئے گا میں اس کا سر لاؤں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ ﷺ میرے علاوہ کسی کو حکم دیں اور وہ میرے باپ کو قتل کر دے تو میں اپنے باپ کے قاتل کو لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھ سکتا تو میں اس کو قتل کر دوں گا تو گویا میں ایک کافر کے بدلے ایک مسلمان کو قتل کروں گا اور جہنم میں داخل ہوں گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ کہتے ہوئے اجازت دے دی:

بل نرفق به ونحسن صحبته ما بقي معنا (البداية والنهاية4/ 546)

"ہم اس سے نرمی کریں گے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا ہم اس کی صحبت کو اچھا جانیں گے۔"

اس کے بعد اس کی قوم نے اس کو سخت سرزنش کی۔

دونوں معاملوں میں سے کون سا بہتر ہے؟

جب نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا جو اس کی قوم نے اس کے ساتھ اس واقعے کے بعد کیا اور وہ اس بُرے واقعے کے بعد اس کو ڈانٹنے والے ہو جاتے اور اس پر سختی کرتے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس کام سے رک گئے۔ آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

كيف ترى ذلك يا عمر ؟ أما والله لو قتلته يوم امرتني بقتله لأرعدت له آناف لو أمرتها اليوم بقتله لقتلته (البداية والنهاية4/ 546)

"اے عمر! تیرا کیا خیال ہے؟ خبردار اللہ کی قسم! اگر تو اس کو اس دن قتل کر دیتا جس دن تو نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا البتہ میں اس وجہ سے ناراض ہوتا اگر میں تجھ کو حکم دیتا تو تو ضرور اس کو قتل کر دیتا۔"

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا حکم میرے حکم سے برکت کے لحاظ سے بڑا ہے۔

کفار کی دغابازی میں کوئی تعجب نہیں

یہ کسی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ کافروں کی غداری کے بارے میں حیرانگی کا مظاہرہ کرے کیونکہ ظلمتِ کفران کے دلوں کو ڈھانپ دیتی ہے اور ان سے خیر اور نیکی روک دیتی ہے۔ پس وہ ایسا بن جاتا ہے کہ نہ ہی اس کو نیکی کی پہچان ہوتی ہے اور نہ ہی وہ برائی سے انکار کرتا ہے۔

پس مقیس بن صبابہ کا بھائی ہشام اس غزوے میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے گروہ کے آدمی کے تیر کے خطا ہو جانے سے مارا گیا۔ ایک دن مقیس آیا اور اسلام قبول کر لیا اور اپنے بھائی کے خون کا مطالبہ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیت دے دی۔ وہ تھوڑی دیر رسول ﷺ کے ہاں ٹھہرا اور پھر اپنے بھائی کے قاتل کے پاس جا کر اس کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور وہ کہہ رہا تھا:

حللت بها نذری وادرکت ثورتی وکنت الی الاصنام اول راجع

ترجمہ: میں نے اس کے ساتھ اپنی نذر پوری کی اور اپنے خون کا بدلہ پالیا ہے اور میں بتوں کی طرف لوٹنے والا پہلا شخص ہوں۔

واقعۂ اِفک:

غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی پر رسول ﷺ نے مدینہ کے قریب ایک جگہ ایک رات قیام کیا اور پھر وہاں سے کوچ کر گئے اور پھر اس میں وہ واقعہ رونما ہوا جو کہ بیان کیا جاتا ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعے کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں جیسا کہ اس کو اصحاب السنن اور مفسرین نے بھی بیان کیا ہے۔

انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب بھی سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ جب غزوۂ بنی المصطلق کا موقعہ تھا تو رسول ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکل آیا اور رسول ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ عورتیں صرف چند لقمے ہی کھاتی تھیں چنانچہ وہ موٹی ہوتی تھیں اور نہ بھاری ہوتی تھیں۔ جب میرا اونٹ پہنچتا تو میں ہودج میں بیٹھ جاتی اور ایک قوم آتی جو کہ اونٹوں کو چلاتی تھی۔ وہ ہودج کو اٹھاتے اور اس کو اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے اور اونٹ کو اس کے سر سے پکڑ کر اس کو چلاتے۔ جب رسول ﷺ اپنے سفر سے لوٹے تو انہوں نے مدینہ کے قریب ایک جگہ رات کا بعض حصہ گزارا۔ پھر وہ کوچ کر گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی۔ میں اپنی حاجت کے لیے نکلی جب کہ میرے گلے میں ایک ہار تھا۔ وہ میری گردن سے گر گیا جب کہ مجھے اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر میں لوٹی اور اس کو تلاش کرتی رہی اور میں اس کو ڈھونڈ نہ سکی۔ پھر میں واپس اس جگہ پر گئی اور پھر اس کو تلاش کیا اور میں نے وہ ہار پالیا پھر وہ ہودج اٹھانے والے لوگ آئے اور انہوں نے عادت کے مطابق وہ ہودج اٹھایا اور اونٹ پر رکھ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج کے اندر ہی ہوں اور وہ معسکر کی طرف چل پڑے۔ وہاں کوئی فریاد سننے والا نہ تھا۔ میں نے اپنی چادر کو لپیٹ لیا اور لیٹ گئی اور میں نے سوچا کہ جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو واپس لوٹ آئیں گے۔ اللہ کی قسم! میں لیٹی ہوئی تھی جب میرے پاس سے صفوان بن معطل السلمی رضی اللہ عنہ گزرے۔ وہ کسی ضرورت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور انہوں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ رات نہ گزاری تھی۔ جب انہوں نے میری چادر دیکھی تو میری طرف متوجہ ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میرے پاس آ کر رک گئے اور انہوں نے مجھے پہچان لیا اور انہوں نے حجاب کی فرضیت سے پہلے مجھے دیکھا تھا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو لوٹ آئے اور فرمایا: ''آپ کیوں کر پیچھے رہ گئیں؟'' میں نے کوئی بات نہ کی تو انہوں نے اونٹ میرے قریب کر دیا اور کہا: ''سوار ہو جائیں!'' میں سوار ہو گئی تو انہوں نے جلدی سے اونٹ کے سر کو پکڑ لیا۔ جب لوگ اتر گئے اور مطمئن ہو گئے اور ایک آدمی میری قیادت کرتے ہوئے آیا پس جھوٹوں نے میرے متعلق بات کی۔ پس لشکر والوں نے کچھ الجھی ہوئی باتیں کیں جن کے متعلق میں کچھ نہ جانتی تھی۔ پھر ہم مدینہ کی طرف چلے۔ پس میں نے شدید شکایت کی۔ البتہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو اور میرے والدین کو پہنچ گئی تھی لیکن ان دونوں نے مجھ سے اس کا کچھ ذکر نہ کیا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی شفقت میں کچھ اجنبیت معلوم کی۔ پس جب آپ ﷺ میرے پاس اور میری والدہ کے پاس آتے جو میری تیمارداری کرتی تھیں تو کہتے: ''تیرا کیا حال ہے؟'' اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے۔ پس میں نے اپنے بارے میں آپ ﷺ کی طرف سے سختی کو معلوم کیا۔ میں نے رسول ﷺ سے اپنی امی جان کے پاس منتقل ہونے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور میں منتقل ہو گئی۔ مجھے کسی بات کے متعلق کچھ علم نہ تھا یہاں تک کہ بیس سے کچھ زائد راتوں کے بعد مجھے درد سے شفا مل گئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم عرب لوگ گھروں میں بیت الخلاء نہ بناتے تھے کیونکہ ہم اس کو ناپسند کرتے تھے۔ عورتیں ہر روز باہر جاتی تھیں۔ ایک رات میں بھی حاجت کے لیے باہر نکلی اور میرے ساتھ ام مسطح بنت ابی رہم بن المطلب رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کی ماں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ اللہ کی قسم! وہ میرے ساتھ چل رہی تھیں کہ میں اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑی تو انہوں نے کہا: ''ہلاک ہوا مسطح!'' میں نے اس کو کہا: ''برا ہے جو آپ نے کہا ہے مہاجرین کے آدمی کے بارے میں جو کہ بدر میں شریک ہوا ہے۔'' اس نے کہا: ''کیا تجھے کوئی خبر نہیں ملی؟'' میں نے پوچھا: ''کیا ہے خبر؟'' پس اس نے مجھے ساری بات کی خبر دے دی۔ اللہ کی قسم! میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکی اور روتی ہوئی واپس لوٹ آئی اور حاجت بھی پوری نہ کی یہاں تک میں نے گمان کیا کہ میرا رونا میرے پیٹ میں درد شروع کر دے گا اور میں نے اپنی امی کو کہا: ''لوگوں نے جو باتیں کی ہیں آپ نے مجھ سے اس کا کچھ بھی تذکرہ نہ کیا۔'' انہوں نے مجھے کہا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنے آپ سے غم کو ہلکا کرو۔ اللہ کی قسم! بہت کم اچھی عورتیں ہوتی ہیں جو کہ اپنی سوکن کو پسند کرتی ہیں مگر وہ زیادتی کرتی ہیں اور لوگ اس میں اور اضافہ کرتے ہیں۔'' البتہ رسول ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أيها الناس ما بال رجال يؤذونني في أهلي ويقولون عليهم غير الحق ، والله ما علمت عليهم الا خيراً ويقولون ذلک لرجل والله ما علمت منه الا خيراً ،ولا يدخل بيتاً من بيوتي الا وهو معي (البداية والنهاية 4: 549)

''اے لوگو! ہمیشہ لوگ مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف دیتے رہیں اور وہ کہتے ہیں ان پر غیر کا حق ہے۔ میں ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانتا اور اس آدمی کے متعلق کہتے ہیں جس کے متعلق میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ اور وہ میرے گھروں میں سے کسی گھر میں داخل نہیں ہوتا مگر وہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔''

انہوں نے فرمایا: اس بات کا بڑا حصہ عبداللہ بن اُبی بن سلول جو کہ خزرج کے آدمیوں سے تھا نے کہا اور مسطح اور حمنہ بنت جحش نے جو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ وہ رسول ﷺ کے پاس تھیں اور آپ ﷺ کی بیویوں میں سے کوئی بیوی بھی ایسی نہ تھی جو کہ آپ ﷺ کے ہاں منزلت حاصل کرنے والی تھیں سوائے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے۔ پس زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی تدبیر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور کچھ نہ کہا مگر خیر ہی۔ حمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر پھیلائی اور مجھے تکلیف دی۔ میں نے اس وجہ سے تکلیف محسوس کی۔

لوگ مسجد میں باتیں کرنے لگے۔ قریب تھا کہ فتنہ برپا ہوتا کہ رسول ﷺ آئے۔ آپ ﷺ میرے پاس آئے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان دونوں سے مشورہ کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیں۔ پس آپ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ انہوں نے میرے متعلق بیان کیا اور قسم کھائی اور ہمیشہ اس بات پر حلف اٹھاتی رہیں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق خیر ہی جانتی ہیں۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے بھی انہیں ہر عیب سے بری قرار دیا سوائے اس کے کہ وہ آٹا گوندھتیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی حفاظت کا کہتیں مگر عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے غافل ہو کر سو جاتیں اور بکری آ کر اس آٹے کو کھا جاتی۔

پھر رسول ﷺ میرے پاس آئے۔ میرے پاس اس وقت میرے والدین اور انصار کی عورت تھی۔ میں بھی اور وہ بھی رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے، اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا!'' اور آپ رضی اللہ عنہا کا احوال دریافت کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں نے کہا جیسا کہ ابو یوسف نے کہا تھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ (یوسف:18)

''صبر ہی اچھا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہی سے اس پر مدد مانگی جاسکتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔''

پھر انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ پر رہے یہاں تک ان کو اللہ کی طرف سے اس چیز نے ڈھانپ لیا جو ان کو ڈھانپتی تھی۔آپ ﷺ نے اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لیا۔میں نے چمڑے کی بنی ہوئی چادر آپ ﷺ کے سر کے نیچے رکھ دی۔

پس میں دیکھتی رہی۔اللہ کی قسم! میں نے ڈر محسوس نہ کیا اور نہ گھبرائی اور میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ مجھ پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جان ہے! رسول ﷺ کی تکلیف دور نہ ہوئی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تحقیق نہیں آجاتی اس سے اس کا خوف دور نہ کریں گے۔

پھر آپ ﷺ سے تکلیف وغم دور کر دیا گیا۔آپ ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرے سے موتیوں کی طرح آنسو گر رہے تھے سردی والے دن کے باوجود۔آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے پسینہ صاف کیا اور کہا: ''خوش ہو جا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ نے تیری براءت نازل کر دی ہے۔'' میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف نکلے اور لوگوں پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی براءت کو تلاوت کیا۔پھر مسطح ،حمنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا گیا اور ان پر حد لگائی گئی۔

اور یہ اس وقت تھا جب براءت نازل ہوگئی۔آپ رضی اللہ عنہا کو آپ رضی اللہ عنہا کے والدین نے کہا کہ اللہ کے نبی کی تعریف بیان کریں۔میں نے کہا: ''میں نہیں حمد بیان کرتی مگر اللہ کی جس نے مجھے بری کیا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ تو نے حق والے کا حق پہچان لیا ہے۔''

نتائج وعبر:

سیرت کے اس معطر حصہ میں سے نتائج وعبر ہم نیچے بیان کریں گے:

1: رسول اللہ ﷺ کا جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا جو کہ بنی المصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں سے شادی کرنا (انزلوا القوم منازلھم) کا اظہار ہے۔جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو یہ اُن کے لیے اور ان کے والد کے لیے ان کی قوم کے ہاں شرف کی بنا پر اکرام تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت کا بیان ہے کہ ان سے نکاح کے ساتھ ہی ان کی قوم کے سو سے زیادہ گھرانوں کو آزاد کر دیا گیا۔

3: عبداللہ بن اُبی کی خباثت، نفاق اور سازش کا بیان ہے۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو اور فتنہ برپا کر کے اس کے مطلوب و مقصود (کا بیان) ہے۔

4: حکمتِ محمدیہ ﷺ اور سیاستِ رشیدیہ فتنے کی آگ کو کم کرنے اور برائی کی جڑ کاٹنے میں ایک قوم کو سفر پر بھیجنے کے ساتھ ظاہر ہوئی اور ابن اُبی کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی گئی جب کہ اس کو قتل کرنا واجب قرار دیا گیا تھا۔ ابن اُبی شہروں میں مینڈھے کی طرح ہمیشہ فساد برپا کرتا رہے گا اور اس کو قطعی طور پر مرتد قرار دیا گیا۔

5: مجرد انتخاب کی بہ نسبت قرعہ اندازی کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے دل صاف رہتے ہیں۔

6: مجاہد کا اپنی عورت کو اپنے ہمسر جہاد کے لیے لے جانے کا بیان ہے جب کہ وہ عورت اس کے لیے پانی لانے والی ہو۔ یہ مجاہد کے لیے جائز ہے۔

7: وضاحت ہے کہ بے شک نبی ﷺ علمِ غیب نہیں جانتے تھے حتی کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کو سکھلا دیتے۔ اس کے علاوہ کیسے ہوسکتا ہے ان میں سے جو علمِ غیب کا دعوی کریں اور مکاشفے کا اور مسلمانوں کو دھوکہ اور غلط استعمال کرتے ہوئے ذلیل کریں۔

8: وضاحت ہے ان چیزوں کی جو ام المومنین رضی اللہ عنہا کو آزمائش آئی اور ان کا اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کے غموں اور مصیبتوں کو دور کر دیا اور اس کی تصدیق نبی ﷺ کا سچا قول کرتا ہے کہ سب سے زیادہ انبیاء کرام علیہم السلام کو آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر انبیاء علیہم السلام کے قریب والوں کو، پھر ان کے قریب والوں کو۔" (ترمذی 2398)

9: ام المومنین رضی اللہ عنہا کی براءۃ کی وضاحت ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی براءت میں قرآن کے نازل ہونے کے بعد شک کرے وہ کافر ہے اور اگر وہ اسلام میں لوٹ آئے تو درست ہے ورنہ کافروں کے ساتھ اہلِ نار میں سے ہوگا۔

10: اس شخص پر حدِ قذف کو قائم کرنے کی وضاحت ہے جو مومن مرد و زن پر فحاشی کی تہمت لگائے۔ جب مسطح، حسان اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم پر حد کو قائم کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے پاک کر دیا لیکن ابن اُبی پر حد جاری نہیں ہوئی کیونکہ وہ کافر تھا۔ حدیں اس کو پاک نہیں کر سکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمانِ الٰہی ''ولیعفوا ولیصفحوا'' پر سرِ تسلیم خم کرنے کا بیان ہے۔ انہوں نے اپنے خالہ زاد مسطح رضی اللہ عنہ سے روٹی کپڑا روک دیا جو پہلے آپ اس کو دیا کرتے تھے جب اس نے ام المومنین رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور خالہ زادہ ہونے کی بنا پر مسطح رضی اللہ عنہ کو روٹی کپڑا دوبارہ جاری کر دیا کیونکہ وہ مہاجر تھے اور غریب تھے۔

12: پاک دامن مَردوں اور پاک دامن عورتوں پر بہتان تراشی کرنا حرام ہے۔ یہ ایسا کبیرہ گناہ ہے جو حد کو واجب کر دیتا ہے۔ حدِ قذف کی سزا اَسّی کوڑے ہے۔

13: غزوۂ بنی مصطلق کے کئی مواقعوں پر خصوصاً واقعۂ اِفک میں رسول اللہ ﷺ کا کمال ظاہر ہوتا ہے مثلاً آپ ﷺ کا صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا، لطف و کرم دکھانا، اپنے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملات کو حسنِ تدبیر سے انجام دینا، اَغیار کی بجائے اپنے اہلِ بیت کے افراد سے مشورہ کرنا۔

چوتھا واقعہ: بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ

رسول اللہ ﷺ نے ہجرتِ مبارکہ کے چھٹے سال ذوالقعدہ میں بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کیا اور مدینہ کے گرد و نواح میں اعلان فرما دیا کہ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے روانہ ہوں۔ چنانچہ وہ تیار ہو گئے مگر دیہاتیوں نے نکلنے میں تاخیر کر دی۔

آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے احرام باندھا، عمرہ کے لیے تلبیہ پکارا اور مکہ کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ قریشِ مکہ کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نکلنے کا پتہ چل گیا تھا۔ ان کی تعداد چودہ سو تھی۔ قربانی کے جانور ساتھ لا رہے تھے جو ستر کے قریب اونٹ تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا ارادہ جنگ کا نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ صرف عمرہ کرنا چاہتے تھے۔

عسفان کے مقام پر بشر بن سفیان کعبی نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور کہا: ''قریش نے آپ ﷺ کے سفر کا سنا تو وہ مقابلے میں نکل آئے ہیں۔ ان کے ساتھ بچے دار دودھ اونٹنیاں ہیں۔ انہوں نے زرہیں پہن رکھی ہیں اور مقام ذی طویٰ پر ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ انہوں نے طے کر رکھا ہے کہ آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ان کے لشکر میں ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے بشر کی باتیں سن کر کہا:

يَا وَيحَ قُرَيْشٍ قَدْ اَكَلَتْهُمُ الْحَرْبُ ، مَاذَا عَلَيهِمْ لَوْ خَلَّوْا بَيْنِي وَبَيْنَ سَائِرِ النَّاسِ ، فَاِنْ أَصَابُونِيْ كَانَ الَّذِى أَرَادُوا وَاِنْ اَظْهَرَنِي اللهُ دَخَلُوا فِي الْاِسْلَامِ وَافِرِيْنَ ، وَاللهِ لَا أَزَالُ أُجَاهِدُهُمْ عَلَى الَّذِى بَعَثَنِي اللهُ بِهِ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللهُ لَهُ اَوْ تَنفَرِدَ هٰذِهِ السَّالِفَةُ (احمد 1911)

”قریش کو جنگ نے کمزور کر دیا اور سخت نقصان پہنچایا ہے۔ وہ چاہیں تو مجھے دوسروں کو نپٹنے دیں۔ اگر وہ مجھ پر غالب آ جائیں گے تو یہ وہی چیز ہے قریش جس کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر اللہ مجھے غلبہ دیں تو وہ دیگر کے ساتھ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں ورنہ اس ربّ کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے! دین کے لیے میں اس وقت تک ان سے جنگ کروں گا جب تک میری گردن تن سے جدا نہیں ہوتی یا اللہ کا دین غالب نہیں آ جاتا۔“

آپ ﷺ نے وہ راستہ چھوڑ دیا جس پر چل رہے تھے اور اس راہ پر گامزن ہو گئے جو حدیبیہ کو اترتا ہے۔ اچانک آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: اونٹنی اڑ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا خَلَأَتْ وَمَا هو لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ

”اڑی نہیں ہے اور نہ ہی یہ اس عادت ہے بلکہ اسے اس ذات نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھی کو روک دیا تھا۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَدْعُونِيْ قريش اليوم الٰى خُطَّةً يَسْأَلُونِيْ فيها صِلَةُ الرَّحِمِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا

(بخاری 2731)

”قریش صلہ رحمی کے لیے مجھ سے جس بات کا مطالبہ کریں گے میں وہ مان جاؤں گا۔“

جب وہ سخت پہاڑوں کی تنگ راہوں سے گزر کر نشیبی علاقے میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نستغفر الله ونتوب اليه کا ذکر کرو۔“ انہوں نے ایسا ہی کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واللہ! یہ ذکر گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ یہ بنی اسرائیل کو دیا گیا مگر انہوں نے اس کا ورد نہ کیا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پڑاؤ ڈال دو۔“ انہوں نے عرض کیا: ”جس وادی میں ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑاؤ ڈالا ہے اس میں پانی نہیں ہے۔'' آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے وادی کے اس کنوئیں میں گاڑ دیں۔ چنانچہ انہوں نے تیر کنوئیں میں نصب کر دیا تو اس کے پانی نے جوش مارا حتی کہ لوگوں نے خود بھی سیراب ہو کر پیا، اپنے جانوروں کو بھی پلایا، اس سے وضو بھی کیا گویا وہ ایک جاری نہر کے کنارے بیٹھے ہیں۔

قریش کے لشکر نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے راستہ چھوڑ دیا ہے تو وہ واپس ہو گئے۔

خزاعہ کا وفد:

رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ پڑاؤ ڈال رکھا تھا کہ بُدیل بن ورقہ کی امارت میں خزاعہ کا ایک وفد آیا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کلام کیا اور آپ ﷺ کی آمد کا سبب دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے بتلایا کہ ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس وفد سے بھی وہی کہا جو بشر بن سفیان سے کہا تھا۔ چنانچہ وفد قریش کی جانب لوٹ گیا اور ان سے کہا: ''گروہِ قریش! تم محمد (ﷺ) کے خلاف جلدی کر رہے ہو حالانکہ وہ قتال کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے آیا ہے۔'' انہوں نے اسے بُرا بھلا کہا اور طعن ملامت کیا اور کہا: ''اگر وہ قتال کا ارادہ نہیں رکھتا تو بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ تم ان کے بارے میں ہم سے بات نہ کرو۔''

سفارت کاری:

قریش نے مکرز بن حفص بن اخیف کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے آتے دیکھا تو فرمایا: ''یہ بدعہد شخص ہے۔'' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے کلام کیا تو آپ ﷺ نے اس کو بھی وہی جواب دیا جو بُدیل بن ورقا اور اس کے وفد کو دیا تھا۔ چنانچہ بدعہد سفیر واپس ہوا اور قریش کو سب کچھ کہہ سنایا۔ قریش نے اس کے بعد حُلیس بن علقمہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ آدمی اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتی ہے لہٰذا جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو۔'' وہ قریش کی جانب واپس چلا گیا اور جانوروں کے احترام میں آپ ﷺ کے پاس نہیں آیا۔ اس نے جو دیکھا تھا وہ قریش سے کہہ دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ دیہاتی ہو بیٹھ جاؤ تمہیں کوئی پتہ نہیں ہے۔

غضبِ صادق:

قریش نے اس کو جاہل ہونے کا طعنہ دیا تو اس نے غصے میں آ کر کہا: ''گروہِ قریش! واللہ! اس پر میں تمہارا حلیف بنا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی اس پر میں نے تم سے معاہدہ کیا تھا۔ کیا تم اس آدمی کو بیت اللہ سے روکتے ہو جو اس کی تعظیم کے لئے آیا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حلیس کی جان ہے! تم محمد (ﷺ) کی راہ چھوڑ دو گے یا میں اپنی جماعت کے ساتھ واپس چلا جاؤں گا۔'' قریش نے جب حلیس کا عظم اور غصہ دیکھا تو اسے خاموش کرایا اور کہا: ''حلیس! ذرا ٹھہریئے! ہم وہی فیصلہ کریں گے جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔'' ان کا ارادہ تھا کہ وہ بعض ایسی شرائط عائد کریں گے جس سے اپنی نگاہ میں وہ انہیں واپس بھیج دیں گے۔

تیسرا سفیر:

عروہ بن مسعود کو قریش نے تیسرا ایلچی بنا کر بھیجا۔ اس نے قریش سے کہا: ''میرا خیال ہے محمد (ﷺ) نے تمہارے پیغامبروں کے سامنے ایک معقول تجویز پیش کی ہے اور تم جانتے ہو کہ تم باپ کے مقام پر ہو اور میں تمہارا بیٹا ہوں۔ میں نے تمہارے خلاف جب بات سنی تھی تو اپنی قوم کو لے کر نکل آیا تھا۔ کیا میں نے تمہیں کبھی مایوس کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ پر ہماری جانب سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے کہا: ''یا محمد (ﷺ)! آپ نے اوباشوں کو جمع کیا ہے اور ان کے ساتھ اپنی قوم پر حملہ کر دیا ہے تاکہ آپ خانۂ خدا کی توہین کریں۔ قریش اپنے ساتھ بچے دار دودھی اونٹنیاں لائے ہیں اور انہوں نے زرہیں پہن رکھی ہیں۔ انہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ مکہ میں طاقت کے بل پر آپ داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ تو آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: ''جا! لات کی شرمگاہ چوس! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگیں گے؟'' اس نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' فرمایا: ''ابنِ ابی قحافہ ہیں۔'' عروہ نے کہا: ''سنو واللہ! اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں اس بات کا جواب دیتا مگر یہ اس کا بدلہ ہے۔'' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو شروع کر دی۔ وہ بار بار آپ ﷺ کی داڑھی پکڑ رہا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سرِ مبارک پر کھڑے تھے۔ ہاتھ میں تلوار تھی اور سر پر خود۔ عروہ جب اپنا ہاتھ بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنا دستہ اس کے ہاتھ پر مار کر کہتے: ''اپنا ہاتھ پیچھے کر تو۔ کتنا غلط ہے!'' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ عروہ نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' فرمایا: ''آپ کے بھتیجے مغیرہ بن شعبہ ہیں۔'' اس نے کہا: ''او بدعہد! کیا میں ابھی تک تیرے عذر کے لیے کوشش نہیں کر رہا ہوں؟'' رسول اللہ ﷺ نے اسے وہی کہا جو اس سے پہلوں کو کہا کہ ہم جنگ کے لیے نہیں بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفیر کی واپسی:

سفیرِ مشرکین عروہ بن مسعود واپس آ گیا۔ اس نے بچشمِ خود دیکھا تھا کہ اصحاب رسول ﷺ کس قدر آپ ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ وضو کرتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس پانی کے لیے دوڑ پڑتے ہیں، جب آپ ﷺ تھوکتے ہیں تو وہ کسی کے ہاتھ پر گرتا ہے، جب آپ ﷺ کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے اٹھا رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے قریش کے پاس آ کر کہا: ''گروہِ قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ واللہ! میں نے کسی قوم کو اپنے بادشاہ کی اس قدر تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد (ﷺ) کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی قوم دیکھی ہے جو کوئی چیز نہیں چھوڑتے۔ تم غور کر لو۔

رسول اللہ ﷺ کا سفیر:

جب قریش کی سفارت سے کوئی قابلِ ذکر نتیجے برآمد نہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے قریش کی جانب روانہ فرمایا تا کہ وہ سردارانِ مکہ کو آپ ﷺ کی آمد کا مقصد بتائیں۔ اس اونٹ کا ثعلب تھا۔ قریش نے اس اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ وہ خراش رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا ہی چاہتے تھے کہ حلیف قبائل نے ان کو منع کر دیا چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔

بدسلوکی کا بدلہ:

قریشِ مکہ نے سفیرِ رسول ﷺ کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا تھا کہ اس کے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں، اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی رائے یا بات کو قبول نہ کیا بلکہ وہ جان بچا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی اثناء میں قریش نے اپنے چالیس تیر اندازوں کو روانہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کی فوج پر سنگ باری اور تیر اندازی کریں۔ شاید کسی صاحب کو زخم بھی آیا۔ اسلامی فوج کے کمانڈر کو پتہ چل گیا۔ چنانچہ انہوں نے سب کو گرفتار کر کے خدمتِ نبوی ﷺ میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے درگزر کیا اور انہیں چھوڑ دیا۔ گویا تورات میں آپ ﷺ کا بیان کردہ وصف ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہیں بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کا حسنِ سلوک اور مشرکین کی بدسلوکی واضح ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارتِ اعظم:

چنانچہ آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ دوبارہ انہیں سفیر بنا کر بھیجتے ہیں۔اس سے پہلے آپ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس مہم سے عدمِ استطاعت کی بنا پر یہ عذر پیش کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! قریش سے مجھے جان کا خطرہ ہے کیونکہ مکہ میں بنو کعب بن عدی کا ایک شخص بھی نہیں ہے جو مجھے پناہ دے گا۔قریش کو میری عداوت اور سختی کا علم ہے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا کہ ان کی بجائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ معزز ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان اور دیگر رؤسائے قریش کی جانب روانہ کر دیا کہ وہ انہیں بتلائیں کہ آپ ﷺ جنگ کے لیے نہیں بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سفیر بن کر مکہ کو روانہ ہوئے۔داخل ہوتے ہی انہیں ابان بن سعید مل گیا جو آپ رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار تھا۔چنانچہ اس نے احتراماً انہیں آگے بٹھایا اور انہیں پناہ دی تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا سکیں۔چنانچہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان اور دیگر اشرافِ قریش کے پاس لے گیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا۔انہوں نے اکراماً آپ رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کے طواف کی اجازت دے دی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں گے میں بھی نہیں کروں گا۔قریش نے انہیں اپنے پاس روک رکھا اور یہ بات مشہور ہوگئی کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے سفیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔

بیعتِ رضوان:

صرف اس خبر کے ملنے پر کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کھڑے ہوئے اور مشرکین کے خلاف لڑائی کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا: ''ہم واپس نہیں جائیں گے حتی کہ ان لوگوں سے مقابلہ نہ کر لیں'' اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے ایک درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ ہم دشمن سے مقابلے کے وقت فرار نہیں ہوں گے۔یہی بیعتِ رضوان ہے اور اسی کے متعلق سورۃ الفتح میں اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝۱۸ (الفتح:18)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے دلوں میں جو تھا جب وہ جان گیا تو ان پر سکون نازل کر دیا اور انہیں قریبی فتح عطا فرمائی۔"

کسی نے بھی اس بیعت کی خلاف ورزی نہیں کی سوائے جد بن قیس کے جو بنو سلمہ کا بھائی تھا۔ اس کے متعلق جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنی اونٹنی سے چمٹا ہوا تھا اور اس کے ساتھ لگ کر لوگوں سے چھپ رہا تھا اور سب سے پہلے ابوسنان الاسدی، عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بھائی نے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور فرمایا: "یہ عثمان کی طرف سے ہے۔"

اور تھوڑی دیر کے بعد یہ پتہ چلا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا گیا۔ جو بات ان کے متعلق ہوئی تھی وہ جھوٹ ثابت ہوئی جب وہ بیعت سے فراغت کے کچھ دیر بعد ہی واپس آ گئے الحمد للہ۔

سفارت اور مصالحت:

جب قریش کو لڑائی کی بیعت کا علم ہوا وہ خوف زدہ ہو گئے اور سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر صلح کے مطالبہ کے لیے بھیجا اور کہا کہ محمد (ﷺ) کے پاس جا اور صلح کی بات چیت کر۔ صلح میں یہ بات تھی کہ وہ ہماری عزت کا خیال کرتے ہوئے اس سال لوٹ جائیں۔ سفیر نبی ﷺ کے پاس آیا۔ جب آپ ﷺ نے اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "تحقیق وہ لوگ صلح کا ارادہ رکھتے ہیں اسی لیے اس آدمی کو بھیجا ہے۔" سہیل نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور بڑی لمبی گفتگو کی۔ ان کے درمیان صلح کی بات چیت ہو چکی تھی اب صرف صلح کی با اعتماد تحریر لکھنا باقی تھا جس سے اس مبارک صلح نے انجام کو پہنچنا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار:

جب معاملات پورے ہو گئے اور صلح ہو گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: "اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا محمد ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟" انہوں نے کہا: "کیوں نہیں!" عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟" انہوں نے کہا: "کیوں نہیں!" پھر کہا: "کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟" انہوں نے کہا: "کیوں نہیں!" تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "کس بات پر ہمیں کسی وجہ سے ذلت دی جا رہی ہے؟" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "آپ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کر کے بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔" پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور وہی بات کہی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أنا عبدالله ورسوله لن أخالف أمره ولن يضيعني (البداية والنهاية 4: 556/)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توبہ:

یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اپنی اس دن کی بات سے ڈر کر میں برابر صدقہ دیتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا اور غلام آزاد کرتا رہا ہوں حتی کہ اب مجھے خیر کی امید ہے۔''

صلح نامہ کی کتابت اور اس کی عبارت:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلوایا تا کہ وہ صلح نامہ لکھیں اور فرمایا لکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم تو سہیل نے قریش کا سفیر ہونے کے ناطے کہا: ''ہم اس کو نہیں جانتے بلکہ تم لکھو: بسمک اللّٰھم تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بسمک اللّٰھم لکھ دو پس انہوں نے لکھ دیا۔'' پھر فرمایا: ''تم لکھو۔ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ۔'' سہیل نے کہا: ''اگر میں گواہی دے دوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو لڑائی کس بات کی بلکہ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھو۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

اكتب هذا ما صالح عليه محمد بن عبد الله سهيل بن عمرو ، اصطلحا على وضع الحرب عن الناس عشر سنين يأمن فيها الناس ويكف بعضهم عن بعض على أنه من أتى محمداً من قريش بغير اذن وليه ردّه عليهم ، ومن جاء قريشاً ممن مع محمد لم يردوه عليه ، وأن بيننا عيبة مكفوفة ، وأنه لا اسلال ولا أغلال ، وأنه من أحب أن يدخل في عقد محمد وعهده دخل فيه ، و من أحب أن يدخل في عقد قريش وعهدها دخل فيه (البداية والنهاية 4: /557)

''لکھو! یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ۔ ان دونوں نے اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ دس سال تک جنگ نہیں ہوگی اور لوگ اس دوران امن کے ساتھ رہیں گے۔ اور وہ اس بات کے پابند ہوں گے کہ اگر کوئی قریش محمد (ﷺ) کے پاس اپنے ورثاء کی اجازت کے بغیر آئے تو وہ آدمی ان کی طرف واپس کر دیا جائے گا اور اگر محمد (ﷺ) کا ساتھی قریش کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آجائے گا تو وہ اس کو واپس نہیں کریں گے۔ جو کوئی پسند کرے کہ محمد (ﷺ) کے معاہدے اور امان میں داخل ہو جائے تو ان کے ساتھ مل جائے اور جو قریش کے معاہدے اور ضمان میں آنا چاہے تو اس میں داخل ہو جائے۔"

عملی طور پر قبیلہ خزاعہ والوں نے کہا: "ہم محمد ﷺ کے معاہدے اور امان میں ہیں اور بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے عقد اور وعدے میں ہیں۔ لہٰذا آپ اس سال واپس چلے جاؤ، مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور آئندہ سال ہم الگ ہو جائیں گے اور آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تین دن تک مکہ میں رہ سکو گے اور تلواریں میان میں ہوں گی اس کے علاوہ کسی صورت آپ داخل نہیں ہو سکتے۔ اس معاہدے پر بہت سے مسلمانوں اور مشرکوں نے گواہی دی اور اسی طرح یہ نافذ العمل ہو گیا۔

ابو جندل رضی اللہ عنہ کی چیخیں:

صلح نامہ کی تحریر ابھی خشک نہ ہوئی تھی کہ سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا مشرکین سے بھاگ آیا۔ اس کے باپ نے اٹھ کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا اور کہا: "یا محمد (ﷺ)! اس سے پہلے ہی ہمارے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔" چنانچہ وہ اسے گھسیٹتا ہوا قریش کے پاس لے گیا۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ بلند آواز سے چلا رہے تھے: "اہلِ اسلام! کیا مجھے قریش کے حوالے کر دیا جائے گا؟ وہ مجھے دین سے برگشتہ کرنے کے لیے سزاؤں سے دوچار کریں گے۔" مسلمانوں کو اس بات پر بہت غم ہوا اور وہ افسردہ ہو کر رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا اَبَا جَنْدَلُ اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ ، فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لَّكَ وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَرَجاً ومخرجاً ، اِنَّا عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهم صُلْحاً ، وَأَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى ذٰلِكَ وَأَعْطَوْنَا عَهْد اللهِ وَاِنَّا لَا نَغْدِر بِهِمْ (احمد19117)

"ابو جندل! صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے کمزور ساتھیوں کے لیے کوئی راہ نکال دے گا۔ ہم نے ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا ہے جس پر ہم نے انہیں اور انہوں نے ہمیں اللہ کا عہد دیا ہے۔ ہم ان کے ساتھ بدعہدی نہیں کر سکتے ہیں۔"

احرام کھلتے ہیں:

صلح کی دفعات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس سال مدینہ واپس چلے جائیں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عمرہ کے لیے آئندہ سال آئیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو احرام کھول دینے کا حکم دیا تا کہ مدینہ کو واپس جائیں۔ یہ ان پر بہت گراں گزرا اور انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انہوں نے عرض کیا: ''آپ ﷺ قربانی کریں اور احرام کھول دیں۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔'' ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بڑی صاحب رائے تھیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا جانور قربان کیا، اپنا سر منڈوایا اور احرام کھول دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ بعض نے سر کے بال منڈوا دیئے اور بعض نے کٹوا دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَرحم الله الْمُحَلِّقِينَ

''اللہ تعالیٰ محلقین پر رحم فرمائیں۔''

انہوں نے عرض کیا: ''مقصرین پر بھی یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا:

يَرحم الله الْمُحَلِّقِينَ

''اللہ تعالیٰ محلقین پر رحم فرمائیں۔''

انہوں نے عرض کیا: ''مقصرین پر بھی یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا:

يَرحم الله الْمُحَلِّقِينَ

''اللہ تعالیٰ محلقین پر رحم فرمائیں۔''

انہوں نے عرض کیا: ''مقصرین پر بھی یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ چوتھی مرتبہ فرمایا:

وَالْمُقَصِّرِينَ (مسلم:3148)

''مقصرین پر بھی رحم کریں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''آپ ﷺ نے محلقین کے لیے تین مرتبہ مغفرت کی دعا کی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے شکوہ نہیں کیا۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ واپس آ رہے تھے کہ اسی دوران سورۃ الفتح کا نزول ہوا:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (الفتح:1)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یقیناً ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح عطا کی ہے۔''

یہ سورت بڑے بڑے واقعات پر مشتمل ہے مثلاً غزوۂ حدیبیہ جو مکمل ہو چکا تھا، غزوۂ خیبر کے غنائم اور مسلمانوں کی فتح، عمرۂ قضاء کی بشارت اور آئندہ سال اس کی تکمیل۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کا وہ خواب بھی سچ کر دکھایا جس میں آپ ﷺ کو اور مومنین کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ پُر امن ہو کر مکہ میں داخل ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔

صلح کے بعد:

صلح حدیبیہ کے بعد امِ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا دار الکفر سے ہجرت کر کے دار الاسلام مدینہ پہنچ گئیں۔ ان کے بھائیوں عمارہ اور ولید نے پیچھے جا کر معاہدہ کی رُو سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ صلح نامے کی دفعات عورتوں کی بجائے مَردوں سے متعلق تھیں کیونکہ وہ جنگ نہیں کرتی ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی بابت قرآنِ پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ (الممتحنہ:10)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومن عورتیں آئیں تو اُن کی جانچ پڑتال کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی اُن کے ایمان کو بخوبی جاننے والا ہے۔ چنانچہ اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ مومنہ ہیں تو اُنہیں کفار کو واپس نہ کرو۔ یہ اُن کے لئے حلال نہیں اور وہ ان کے لئے حلال نہیں (10)''

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ مکہ سے بھاگ آئے۔ قریش نے ان کے پیچھے دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے دفعاتِ صلح کی رُو سے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا اور فرمایا:

یا ابابصیر ! انا قد اعطینا ھؤلاء القوم ما قد علمت ولا یصلح لنا فی دیننا الغدر ، وان اللہ جاعل لک ولمن معک من المستضعفین فرجاً ومخرجاً ، فالطلق الی قومک (السنن الکبری للبیھقی 9/227)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابوبصیر! ہم نے قریش کو اللہ کا عہد دے رکھا ہے آپ جانتے ہیں اور ہمارے دین میں بدعہدی کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے کوئی راستہ بنانے والا ہے لہٰذا آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں۔''

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے قریش کے پاس بھیجیں گے کہ وہ میرے دین سے مجھے برگشتہ کریں۔'' فرمایا: ''ابوبصیر! چلے جاؤ اللہ کوئی راستہ نکالنے والا ہے۔''

چنانچہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ ان دو افراد کے ساتھ چل دیئے حتیٰ کہ انہوں نے ذوالحلیفہ میں آرام کے لیے پڑاؤ ڈالا۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ایک مشرک کی تلوار کو دیکھا تو کہا: ''میں اسے دیکھ سکتا ہوں؟'' اس نے کہا: ''ہاں!'' انہوں نے تلوار اٹھائی اور ایک ہی وار میں مشرک کو قتل کر دیا۔ دوسرا آدمی بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو واقعہ سنا دیا۔ اتنے میں تلوار لٹکائے ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے اس قوم کے سپرد کر دیا تھا، اللہ نے مجھے اس سے بچایا ہے۔ میں نے اپنے دین کی بقا کے لیے یہ اِقدام کیا ہے کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ کیا مجھے واپس کر دیا جائے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ماں کے لیے ہلاکت ہو! یہ جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر اس کے ساتھ آدمی ہوں۔'' ابوبصیر رضی اللہ عنہ یہ سن کر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور ساحلِ سمندر کے ساتھ عیص مقام پر آ گئے۔ اس راہ سے قریشی قافلے شام جاتے تھے۔ مکہ کے جس مسلمان نے بھی سنا وہ ہجرت کر کے ان کے پاس آ جاتا چنانچہ ان کا ایک جتھہ بن گیا۔ انہوں نے قافلوں کو لوٹ کر اور آدمیوں کو قتل کر کے دو طرح سے دشمن کو مزہ چکھایا۔ قریش کے لیے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجا اور رشتے داری کا واسطہ دے کر آپ ﷺ سے التماس کیا کہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کو مدینہ واپس بلا لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں مدینہ واپس بلا بھیجا۔ یہی وہ راستہ ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے ابوجندل رضی اللہ عنہ اور ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو بشارت دی تھی والحمدللہ۔

نتائج و عبر:

میرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1۔ عمرہ کرنا اور بیت اللہ کا احترام کرنا واجب ہے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کے عزم و یقین کا بیان ہے جو آپ ﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے کہ واللہ! دین کی خاطر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے برابر جنگ جاری رکھوں گا۔ یا اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے گا یا میری گردن تن سے جدا ہو جائے گی۔

3۔نستغفر اللہ ونتوب الیہ توبہ کا کلمہ ہے۔

4۔کنوئیں سے پانی کا جاری ہونا آپ ﷺ کی نبوت کی واضح نشانی ہے جب آپ ﷺ نے اس میں اپنا ایک تیر رکھا۔

5۔قبائلی سردار حُلیس کے سفارتی کمال کا بیان ہے۔اس کا غصہ بہت مؤثر ثابت ہوا۔

6۔رسول اللہ ﷺ کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کمالِ تکریم کا بیان ہے۔ یہ ایک ایسا منظر تھا جس سے قریش کا سفیر عروہ بن مسعود خوف زدہ ہو گیا اور اس سے اس نے کفار کو ڈرایا کہ دوبارہ غور کرو۔

7۔چالیس تیراندازوں کو معاف کر دینا کمالِ محمدی ﷺ کا واضح ثبوت ہے۔ انہیں کیمپوں کے اردگرد سے گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ سنگ بازی اور تیراندازی کر رہے تھے۔ یہ ایک ایسا عظیم کردار تھا جو صلح حدیبیہ میں بڑا مؤثر ثابت ہوا۔

8۔اہلِ رضوان کی فضیلت کا بیان ہے کہ اہلِ بدر کے بعد ان کا دوسرا درجہ ہے۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ (الفتح:18)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔
ان کے دلوں میں جو تھا جب وہ جان گیا تو ان پر سکون نازل کر دیا اور انہیں قریبی فتح عطا فرمائی۔"

9۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ ان الفاظ کی وجہ سے عرصۂ دراز تک توبہ کرتے رہے ہیں حالانکہ وہ کلمات مبنی برحق تھے مگر اس عام مسئلے میں شبہ پیدا ہو گیا تھا۔

11۔ان اشیاء سے دست بردار ہونا بھی حکمت کا تقاضا ہے جو اصلاً نقصان دہ نہیں ہوئیں کیونکہ اشیاء کی تحقیق کرنا اس سے اہم مسئلہ ہے۔

12۔صلح نامہ تحریر کرنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے وہ اعتراض نہیں کیا جو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔

13۔معاہدے کا پورا کرنا واجب ہے اور بدعہدی اور خیانت جُرم ہے۔

14۔جس آدمی کو حج یا عمرہ مکمل کرنے سے روک دیا جائے گا قربانی کا جانور قربان کرنا اس پر واجب ہے۔قربانی کے بعد حلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا قصر کے ساتھ وہ احرام کھول دے گا۔

15۔مومن مہاجرہ عورتوں کے حکم کا بیان ہے کہ دارالکفر سے نکلنے کے بعد انہیں واپس نہیں کیا جائے گا۔

پانچویں نمبر پر: آئندہ کے مجموعی سرایا

1۔سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اس سال کے ماہِ ربیع میں واقع ہوا۔آپ رضی اللہ عنہ چالیس مجاہدین کے ساتھ نکلے۔دشمن کو ان کا علم ہوا تو وہ بھاگ گیا۔انہوں نے ادھر ادھر تلاش کیا مگر وہ دستیاب نہ ہوا البتہ دوسو اونٹ دستیاب ہوئے جو وہ اپنے ساتھ مدینہ ہانک لائے اور صحیح سالم واپس آ گئے والحمد للہ۔

2۔بنو ثعلبہ بن سعد کے خلاف محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا سریہ دس سواروں پر مشتمل تھا۔دشمن ان سے اوجھل ہو گیا۔انہوں نے وہاں رات گزاری تو سوتے میں انہیں قتل کر دیا گیا۔سریہ کے امیر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ زندہ بچے۔وہ زخمی ہو چکے تھے رضی اللہ عنهم أجمعين۔

3۔ابوعبیدہ بن جراح کا سریہ ذوالقصہ کی جانب روانہ ہوا۔چالیس افراد تھے۔مشرکوں کو اس کا علم ہوا تو وہ بھاگ گئے۔سریہ ان کے پانی پر پہنچ گیا مگر ایک آدمی اور چند جانور دستیاب ہوئے۔انہوں نے جانوروں کو ہانکا۔وہ آدمی مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔

4۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ جموم کی جانب روانہ ہوا۔انہوں نے مزنی قبیلے کی حلیمہ نامی ایک عورت کو پکڑا جس نے بنی سلیم کے محلے کا بتلایا۔چنانچہ انہیں جانور اور قیدی دستیاب ہوئے۔قیدیوں میں حلیمہ کا خاوند بھی تھا جس نے دشمن کے محلے کا بتایا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے خاونداس کی بیگم کو ہبہ کر کے آزاد کر دیا۔

5۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ عیص کو روانہ ہوا۔اس مال پر قبضہ کیا گیا جو ابوالعاص بن ربیع کے پاس تھا۔اس نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے پناہ طلب کی تو انہوں نے اس کو پناہ فراہم کر دی اور اس کا تمام مال اس کو واپس کر دیا گیا۔

6۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ بنو ثعلبہ کے قافلے پر حملہ آور ہوا جو پندرہ افراد پر مشتمل تھا۔آدمی بھاگ گئے۔بیس اونٹ دستیاب ہوئے اور یہ سریہ صحیح سالم واپس آ گئے۔

7۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مزید تین سرایا ہیں: ایک سریہ حسمی کو روانہ ہوا، ایک وادی قریٰ کو روانہ ہوا اور ایک امِ قرفہ کو روانہ ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8۔کرز بن جابر فہری کا سریہ عرنیوں کے پیچھے روانہ ہوا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا تھا اور اونٹنیاں بھگا لے گئے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے اس سریے میں بیس سواروں کو روانہ فرمایا۔انہوں نے عرنیوں کو قیدی بنایا اور اونٹنیاں واپس لے آیا۔انہی کو حرہ کے میدان میں قتل کیا گیا تھا اور کئی دن تک مرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔پھر وہ مرتد ہو گئے۔انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور زکوٰۃ کے اونٹوں کو چوری کیا۔ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ (المائدۃ:33)

”جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کی سزا صرف یہ ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں۔“

چنانچہ اللہ کے قانون کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایسا کرنے کا ہی حکم دیا۔

شاہوں سے خط وکتابت

رسول اللہ ﷺ نے قریشِ مکہ سے صلح حدیبیہ کے بعد سرداروں اور شاہوں کو خطوط ارسال فرمائے۔آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی جو حق کا دین ہے،جس کے ساتھ آپ ﷺ کو سرخ وسفید تمام کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا،جو ان کے خلق وعقل کو مکمل کرتا ہے اور جو دنیا و آخرت میں ان کے اجسام و ارواح کو کامیاب بناتا ہے۔

آپ ﷺ نے نامہ بروں کو یہ مبارک خطوط دے کر شاہِ ایران کسریٰ،شاہِ روم قیصر،شاہِ حبشہ نجاشی اور شاہِ مصر مقوقس کی جانب روانہ فرمایا۔حارث بن ابی شمر کی جانب آپ ﷺ نے شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا،ہوذہ بن علی کے لیے سلیط بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور منذر بن ساویٰ کے لیے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

شاہوں کی طرف خطوط لے جانے والے اصحاب رضی اللہ عنہم کے نام

شاہِ روم قیصر کی جانب دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

شاہِ مصر مقوقس کی جانب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

شاہِ ایران کسریٰ کے لیے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہِ حبشہ نجاشی کے لیے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

نمونے کے خطوط

1۔ کسریٰ ایران کے نام:

شاہِ ایران کسریٰ کو آپ ﷺ نے یہ خط تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى كسرى عظيم فارس، سلام على من اتبع الهدى ، وآمن بالله ورسوله وشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله ، وأدعوك بدعاية الله ، فاني أنا رسول الله الى الناس كافة لأنذر من كان حياً، ويحق القول على الكافرين . فان تسلم تسلم، وان أبيت فان اثم المجوس عليك . (البداية والنهاية 662/)

الله

رسول

محمد

مہرِ نبوت

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسریٰ عظیمِ فارس کے نام! اُس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا اور جس نے اقرار کیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ میں آپ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا رسول ہوں تا کہ جو زندہ ہے اس کو ڈرایا جائے اور کافرین پر حق بات ثابت ہو۔ آپ مسلمان ہو جائیں سلامت رہیں گے۔ اگر انکار کریں گے تو مجوس کا گناہ بھی آپ پر ہوگا۔

کسریٰ کو جب یہ خط پہنچا تو وہ غصے میں آ گیا۔ اس نے نازیبا جملہ کہا اور نامۂ مبارک پھاڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس کے خلاف بدُعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو پاش پاش کر دیں۔ اللہ نے یہ دُعا قبول فرمائی اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ملک کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔

2۔ قیصرِ روم کے نام:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ وَ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ . (بخاری4553)

الله

رسول

محمد

مہرِ نبوت

''بندۂ خدا محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے قیصر عظیم روم کے نام! اُس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ آپ مسلمان ہو جائیں سلامت رہیں گے۔ مسلمان بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر دیں گے اور اگر روگردانی کریں گے تو رعایا کا گناہ بھی آپ کے سر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب! اس کلمے کی جانب آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم ایک دوسرے کو بھی اللہ کی بجائے ربّ نہ بنائیں۔ اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو تم گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔'' (آل عمران 64)

3۔ شاہِ مصر مقوقس کے نام:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الْمُقَوْقَسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى . اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ اِثْمَ اَهْلِ الْقِبْطِ .
(زادالمعاد 3/ 576)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله

رسول

محمد

مہر نبوت

''بندۂ خدا محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عظیم مصر مقوقس کے نام! اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ امابعد! میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ آپ مسلمان ہو جائیں سلامت رہیں گے۔ مسلمان بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو دگنا اجر دیں گے اور اگر روگردانی کریں گے تو اہلِ مصر کا گناہ بھی آپ کے سر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور آپ کے مابین برابر ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پوجیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہی ہم ایک دوسرے کو اللہ کی بجائے ربّ بنائیں۔ اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم بلاشبہ مسلمان ہیں۔ (آل عمران 64)

4۔ شاہِ حبشہ نجاشی کے نام:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ اِلَى النَّجَاشِيِّ عَظِيْمِ الْحَبْشَةِ ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ، اَمَّا بَعْد فَاِنِّیْ أَحْمَدُ اِلَيْكَ اللهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رُوْحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ أَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ الْبَتُوْلِ الطَّيِّبَةِ الْحَصِيْنَةِ ، فَحَمَلت بِعِيْسٰى مِنْ رُّوْحِهِ وَنَفْخِهِ كَمَا خَلَقَ آدَمَ بِيَدِهِ ، وَاِنِّیْ أَدْعُوْكَ اِلَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَالْمُوَالَاةُ عَلٰى طَاعَتِهِ ، وَاَنْ تَتَّبِعَنِیْ وَتُؤْمِن بِالَّذِیْ جَاءَنِیْ ، فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ وَاِنِّیْ أَدْعُوْكَ وَجُنُوْدَكَ اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَدْ بَلَغْتُ وَنَصَحْتُ فَاقْبَلْ نَصِيْحَتِیْ، وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى .

(البداية والنهاية:2/90,91)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ

رسول

محمد

مہرِ نبوت

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عظیم حبشہ نجاشی کے نام! سلام اس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ امابعد! میں آپ کے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ بادشاہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی مالک، پاک، سلامتی والا، امن والا اور نگہبان ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے، اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے پاک باز، پاک دامن مریم بتول کی طرف ڈالا تھا۔ اس کی روح اور پھونک سے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے حاملہ ہو گئیں جیسے اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ میں آپ کو اللہ وحدہ لاشریک کی اور اس کی اطاعت پر ایک دوسرے کی مدد کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ میری اتباع کریں اور جو میرے پاس آیا ہے اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں آپ کو اور آپ کی افواج کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں۔ بلاشبہ میں پہنچا چکا اور نصیحت کر چکا ہوں سو آپ میری نصیحت پر عمل کریں۔ اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔"

5۔ حارث غسانی کے نام:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى الحارث بن ابى شمر ، سلام على من اتبع الهدٰى ، وآمن به صدق ، واني ادعوک ان تؤمن بالله وحده لا شريک له يبقى لک ملکک .

اللہ

رسول

محمد

مہرِ نبوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حارث بن ابی شمر کی جانب۔اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا، اس پر ایمان لایا اور اس کو سچ جانا۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ اللہ پر ایمان لے آئیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ آپ کے لیے آپ کی سلطنت باقی رہے گی۔“

6۔شاہِ عمان کے نام:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، من محمد بن عبد اللہ الی جیُفر وعبّاد ابْنَی الجلندی ، سلام علی من اتبع الھدیٰ ، اما بعد فانی ادعوکما بدعایة الاسلام اسلما تسلما فانی رسول اللہ الی الناس کآفة لانذر من کان حیاً ویحق القول علی الکافرین فانکما ان اقررتما بالاسلام ولیتکما وان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان ملککما زائل ، وخیل تحل ساحتکما وتظھر نبوتی علی ملککما .

اللہ

رسول

محمد

مہرِ نبوت

”بندۂ خدا محمد ﷺ کی جانب سے صاحبزادگانِ جلندی، جیفر وعباد کے نام! اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ اما بعد! میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو سلامت رہو گے۔ میں تمام انسانوں کے لیے اللہ کا رسول ہوں تا کہ میں زندہ کو ڈراؤں اور کافروں پر حجت قائم ہو۔ اگر اسلام کا اقرار کرو گے تو دونوں کو حاکم بناؤں گا اور اگر اسلام کے اقرار سے روگردانی کرو گے تو تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی، تمہاری سرزمین پر گھوڑے حملہ آور ہوں گے اور تمہاری بادشاہت پر میری نبوت غالب آئے گی۔“

7۔صاحبِ یمامہ ہوذہ کے نام:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، من محمد رسول اللہ الی ھوذة بن علی ، سلام علی من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتبع الهدیٰ واعلم ان دینی سیظهر الی منتهی الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لک ما تحت یدیک .

الله

رسول

محمد

مہرِ نبوت

''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہوذہ بن علی کے نام! اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جلد ہی میرا دین اونٹوں اور گھوڑوں کی آخری حد تک غالب آجائے گا۔ لہٰذا آپ مسلمان ہو جائیں سلامت رہیں گے اور آپ کے ماتحت جو کچھ ہے میں آپ کے حق میں اسے برقرار رکھوں گا۔''

8۔حاکمِ بحرین منذر کے نام:

بسم الله الرحمن الرحیم ، من محمد رسول الله الی المنذر بن ساوی ، سلام علیک فانی احمد الیک الله الذی لا اله الا هو ، واشهد ان محمداً عبده ورسوله . اما بعد فانی اذکرک الله عزوجل فان من ینصح لنفسه ، وانه من یطع رسلی ویتبع امرهم فقد اطاعنی ومن نصح لهم فقد نصح لی ، وان رسلی قد اثنوا علیک خیراً ، وانی قد شفعتک فی قومک فاترک للمسلمین ما اسلموا علیه ، وعفوت عن اهل الذنوب فاقبل منهم ، وانک مهما تصلح فلم نعزلک عن عملک ، ومن اقام علی یهودیة او مجوسیة فعلیه الجزیة .

الله

رسول

محمد

مہرِ نبوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے منذر بن ساوی کے نام! اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ امابعد! میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ جو بھلائی اختیار کرے گا وہ اپنی خاطر ہی اختیار کرے گا اور جو میرے قاصدوں کی اطاعت کرے گا اور ان کے حکم کا اتباع کرے گا وہ گویا میری اطاعت کرے گا اور جو ان سے خیر خواہی کرے گا وہ میرے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔ میرے قاصدوں نے آپ کی اچھی تعریف کی ہے۔ آپ کی قوم کی بابت میں نے آپ کی سفارش قبول کی ہے۔ چنانچہ مسلمان جس حال میں ایمان لائے ہیں آپ اسی حال پر انہیں چھوڑ دیں۔ میں نے گناہ گاروں کو معاف کر دیا ہے لہٰذا ان سے معذرت قبول کریں۔ آپ جب تک اصلاح پر رہیں گے ہم آپ کو آپ کے کام سے معزول نہیں کریں گے اور جو یہودیت یا مجوسیت پر برقرار رہے اس پر جزیہ ہے۔"

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1۔ کسریٰ ایران غیر کتابی مجوسی تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام احتیاطاً اللہ کے نام سے پہلے رقم کیا جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم (النمل 30) میں اپنا نام پہلے لکھا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی کسریٰ کے نام خط میں الى كسرى ملك فارس بسم الله الرحمن الرحيم رقم کیا اور کسریٰ پہلے لکھا جب کہ دوسرے بادشاہوں کا تعلق اہلِ کتاب سے تھا لہٰذا آپ نے اللہ کے نام کو پہلے رقم کیا ہے کیونکہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔

2۔ مکتوب الیہ کے مقام و مرتبہ کے پیشِ نگاہ خطوط کی عبارتیں بھی مختلف ہیں۔ یہ آپ کی حکمت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرة:129)

3۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطوط میں اس اصول کو اپنایا ہے کہ قوم سے اس کے مقام کے مطابق سلوک کرو۔ ہر موقع کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ایک قول ہے۔

4۔مکتوب الیہ کے مسلمان ہونے کی صورت میں اس کی سلطنت پر اس کو باقی رکھنا آپ کی سیاستِ رشیدہ کا امتیاز ہے جس کی مثال نہیں ہے۔

5۔رسول اللہ ﷺ کا اہلِ کتاب کے نام خط میں یہ تحریر کرنا کہ آپ کو اللہ دگنا اجر دیں گے دراصل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے جو اہلِ کتاب کے متعلق ہے کہ:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَءَامِنُوا بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ (الحدید:28)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے دوگنا حصہ عطا فرمائے گا۔''

پہلا اجر اپنے رسول پر ایمان لانے کا ہے اور دوسرا اجر محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا ہے۔

6۔رسول اللہ ﷺ نے مہرِ نبوت میں اللہ کا نام اوپر اور اپنا نام نیچے رقم کروایا تھا۔ اس میں اللہ کی تعظیم اور اس کے نام کی عظمت کا بیان ہے جس کی قدر کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا فصلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم تسلیما۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ خیبر

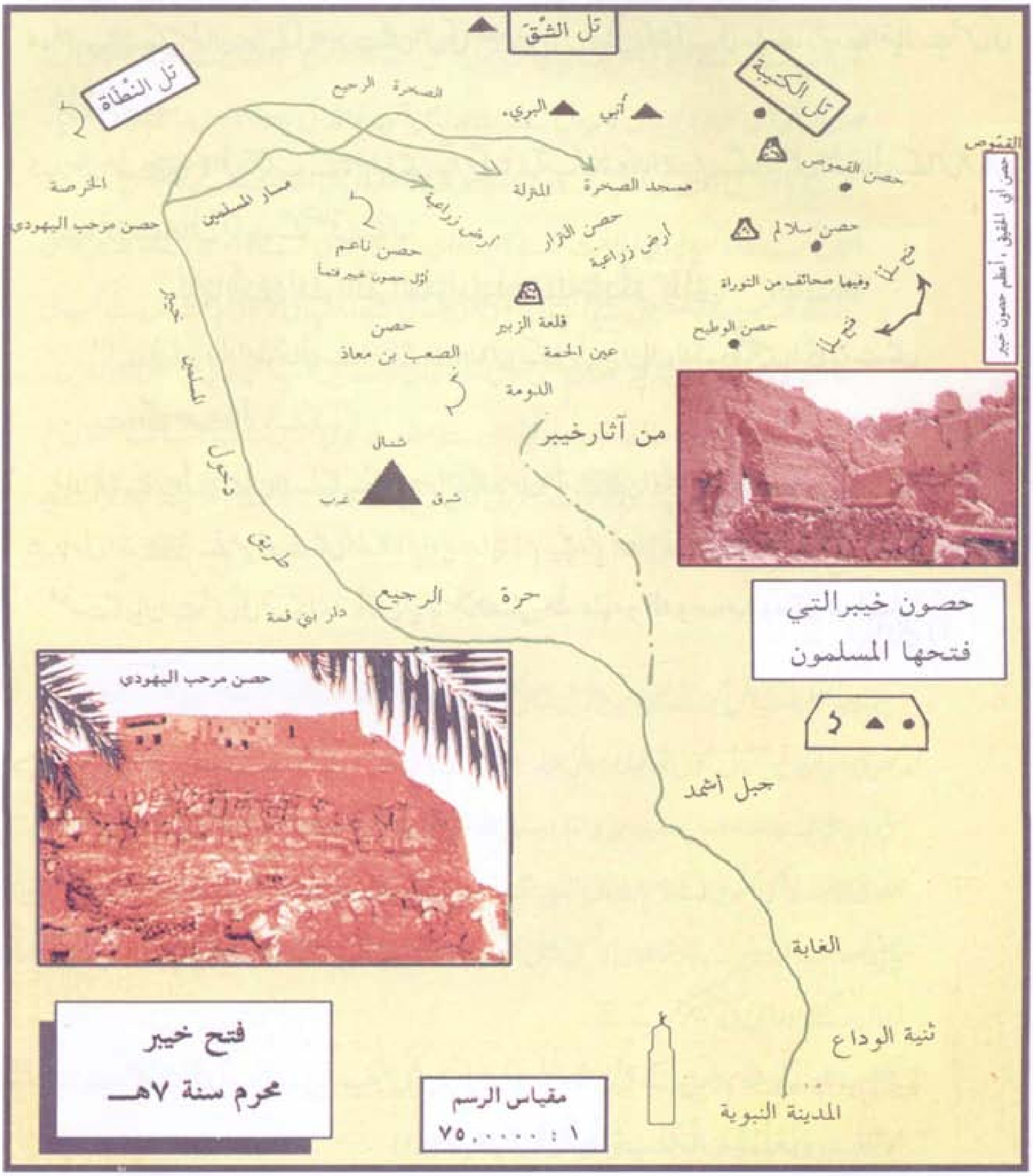

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسولﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات ہجری کے واقعات

ہجرتِ نبوی ﷺ کا ساتواں سال ہے۔

پہلا واقعہ: غزوۂ خیبر

خیبر ایک ایسا مرکز تھا جہاں بڑے بڑے اسلام دشمن اور یہود کے شریر گروہ جمع تھے۔غزوۂ احزاب میں فکری بنیاد اور دفاعی طاقت بھی خیبر ہی تھا چنانچہ ان شیطانی گروہوں سے پاک کرنے کے لیے اس پر حملے کا فیصلہ کیا گیا۔

سنہ 7 ہجری کو محرم کے اواخر میں رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور مدینہ پر سباع بن عرفطہ غطفانی رضی اللہ عنہ یا نمیلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو نائب بنادیا۔آپ ﷺ چودہ سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے جن میں دو سو گھڑ سوار بھی تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے مددگار لشکر کے ساتھ جبلِ عِصر کو عبور کیا۔وادیٔ صہباء سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ نے رجیع کے مقام پر جا نزول فرمایا۔یہ ایک وادی کا نام ہے۔آپ ﷺ نے اہلِ خیبر اور بنوغطفان کے درمیان پڑاؤ کیا تاکہ وہ اہلِ خیبر کی مدد نہ کرسکیں کیونکہ وہ بھی اہلِ خیبر کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر متفق ہوچکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ سفر کے دوران میں آپ ﷺ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

خذ لنا من هناتک اخذُلنا

''ہمیں اپنے کچھ نوادرات سناؤ۔''

انہوں نے یہ گیت گایا:

والله لو لا اللهُ ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلّينا
فأنزِلن سكينة علينا وثبِّت الأقدام ان لاقينا

ترجمہ: ''اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔اگر ہمارا سامنا ہوا تو ہم پر سکینت نازل کرنا اور ہمیں ثابت قدم رکھنا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم فرمائیں۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! اس سے ہمیں مزید مستفید کیوں نہ ہونے دیا!'' رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو یہ دُعا دیتے وہ فوت ہوجاتا تھا گویا آپ ﷺ کی جانب سے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامر رضی اللہ عنہ کی موت کا اشارہ تھا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ میدان میں اترے لیکن اپنی تلوار کا وار واپسی انہیں ہی آ لگا جس سے انہیں گہرا زخم آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ انہی زخموں سے متاثر ہو کر وفات پا گئے۔ لوگوں نے کہا کہ عامر رضی اللہ عنہ کو اسی کے اسلحہ نے مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شہید ہیں۔'' اور مسلمانوں نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

جب آپ ﷺ خیبر کے قریب پہنچ چکے تھے کہ وہ دکھائی دے رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ۔'' جب سارا لشکر رُک گیا تو آپ ﷺ نے دستِ دُعا دراز فرمایا:

اللھم رب السموات السبع وما أظللن ورب الأرضين السبع وما أقللن ورب الشياطين وما أضللن ورب الرياح وما ذرين فانا نسألک خير هذه القرية وخير أهلها ونعوذ بک من شرها وشر أهلها وشر ما فيها . (مستدرک حاکم 1634)

''یا اللہ! سات آسمانوں اور ان چیزوں کے ربّ جن پر انہوں نے سایہ کیا ہے۔ سات زمینوں اور ان چیزوں کے ربّ جن کو انہوں نے اٹھایا ہے۔ شیطانوں اور ان چیزوں کے ربّ جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے۔ ہواؤں اور ان چیزوں کے ربّ جن کو انہوں نے اڑا رکھا ہے۔ ہم آپ سے اس بستی کی اور اس میں موجود چیزوں کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس بستی کے شر اور اس کے اہل کے شر اور اس کی اشیاء کے شر سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو۔''

آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خیبر میں رات کے وقت نزول فرمایا۔ اہلِ خیبر کو آپ ﷺ کی آمد کا علم نہ تھا۔ صبح کے وقت وہ کدال وغیرہ لے کر کھیتوں میں کام کے لیے جا رہے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے لشکر کو دیکھا تو چلا اٹھے: ''محمد (ﷺ) اپنا لشکر لائے ہیں، محمد (ﷺ) اپنا لشکر لائے ہیں۔''

یہ کہتے ہوئے وہ اپنے قلعوں کو واپس دوڑے اور ان میں داخل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ (بخاری 2945)

''اللہ اکبر! ہم جس قوم کے میدان میں اترتے ہیں ان کی صبح بُری ہوتی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا اور قلعوں کے باہر کا مال ہتھیانا شروع کر دیا۔ پھر آپ ﷺ ایک کے بعد دوسرا قلعہ فتح کر رہے تھے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے ناعم کا قلعہ فتح کیا۔ ان کے پاس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ان پر چکی کا پاٹ گرایا گیا تھا جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد بنو ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح ہوا۔ یہاں سے دشمن کو قید بھی کیا گیا۔ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو کنانہ بن ربیع کے عقد میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرمایا۔ دحیہ رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہیں تھا کیونکہ تقسیم کے وقت یہ ان کے حصے میں آئی تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اس کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے بتلایا کہ اسے تو آپ ﷺ منتخب کر چکے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے عوض ان کے چچا کی دو بیٹیاں دحیہ رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیں۔ مسلمانوں کے ہاتھ بڑے قیدی آئے تھے۔

قانونی خطبہ:

کثیر تعداد میں لونڈیاں مجاہدین کے ہاتھ لگ گئیں جن سے جماع کرنا بھی جائز تھا اور مسلمان گھریلو گدھوں کا گوشت بھی کھا چکے تھے کیونکہ گھریلو گدھے کافی تعداد میں تھے اور ان کی ضرورت بھی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو غلاموں کے متعلق نہایت اہم قانونی قواعد پر مشتمل ہے۔ ابن اسحٰق بن حنش صنعانی کا بیان ہے کہ ہم نے رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ مغرب میں جہاد کیا۔ مغرب کی ایک قریہ کا نام جربہ تھا جسے فتح کیا گیا تو انصاری نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا:

''لوگو! میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میں نے خیبر میں رسول اللہ ﷺ کو ہمارے متعلق کہتے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ يَعْنِي إِتْيَانَ الْحَبَالَى مِنَ السَّبَايَا ، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا ، وَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَصِيبَ مَغْنَماً حَتَّى يُقْسَمَ ، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَرْكَبَ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَلْبَسَ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ . (ابو داؤد 2159،2158)

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے دوسرے کے کھیت کو پانی پلانا اس کے لیے جائز نہیں ہے یعنی دوسرے کی لونڈی سے جماع کرنا۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال نہیں کہ قید میں آنے والی کسی عورت سے استبراء (رحم صاف ہونے) سے پہلے مباشرت کرے۔ جو مومن اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے تقسیم سے پہلے غنیمت کا مال کھانا جائز نہیں ہے۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے مسلمانوں کے مالِ فے کی سواری پر سوار ہونا جائز نہیں ہے کہ جب اسے کمزور کردے اسے واپس لوٹا دے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے مالِ فے کا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے کہ جب وہ بوسیدہ ہو جائے اسے واپس کردے۔"

منادئ رسول ﷺ نے یہ اعلان کیا:

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ گھریلو گدھوں کے گوشت سے تمہیں منع کرتے ہیں کیونکہ وہ پلید ہے۔"

دعائے مقبول:

یہودِ خیبر کے خلاف قتال اور ان کے قلعوں کی فتح کے دوران بنو اسلم کی شاخ بنو سہم نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! ہم تھک کر چور ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔" رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی کوئی چیز نہ تھی جو آپ ﷺ انہیں عطا فرماتے چنانچہ آپ ﷺ نے دستِ سوال دراز فرمایا:

اللّٰھم انک قد عرفت حالھم و أن لیست بھم قوة و أن لیس بیده شیء أعطیھم ایاه فافتح علیھم أعظم حصونھم غناء و أکثر طعاماً و ودکا. (البدایة والنھایة 4/583)

"یا اللہ! آپ کو ان کا احوال معلوم ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان کے اندر قوت نہیں ہے اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے جو میں انہیں دے دوں۔ آپ انہیں اس قلعے کی فتح عطا فرمائیں جو فائدے میں، خوراک میں اور چربی میں سب سے بڑا ہے۔"

صبح مجاہدین نے قتال کیا تو اللہ تعالیٰ نے صعب بن معاذ کا قلعہ انہیں فتح کر دیا۔ خیبر میں کوئی قلعہ ایسا نہ تھا جس میں اس سے زیادہ خوراک اور چربی موجود ہو۔

آخری قلعے کی فتح:

رسول اللہ ﷺ قلعے پر قلعہ فتح کرتے جا رہے تھے۔ آخری قلعہ وطیح اور سلالم کے علاقے میں تھا۔ آپ ﷺ نے دس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہ دن تک اس کا محاصرہ جاری رکھا۔اس دوران میں مبارزات بھی ہوئیں جن میں سے ایک مبارزت مرحب کی ہے۔وہ اسلحہ سے لیس تھا اور یہ پڑھتا ہوا میدانِ جنگ میں آیا:

قد علمت خیبر أني مرحبُ　　شاکی السلاح بطل مُجرّبُ

أطعن أحیاناً و حینًا أضرب　　اذا اللیوث أقبلت تحرّبُ

ان حملی للحمی لایُقرب　　یحجم عن صولتی المجرّب

ترجمہ:''خیبر کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں مرحب ہوں،پوری طرح سے مسلح،جنگ آزمودہ اور بہادر ہوں جب جنگوں کی آگ بھڑکتی ہے۔''

اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أنا الذی سمتنی أُمّي حَیدرہ　　کلیث غابات شدید القسورہ

أکیلکم بالصاع کیل السندرۃ

ترجمہ:''میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے۔دیکھنے میں جنگ کے شیر کی مانند خوف ناک ہوں۔میں بھرپور انداز میں انہیں بدلہ دوں گا۔''

اس نے کہا:''میرے مقابل کون آئے گا؟''رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:''اس کے لیے کون تیار ہے؟''محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:''یارسول اللہ ﷺ!اس کے مقابل میں آتا ہوں۔اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا تھا۔''آپ ﷺ نے فرمایا:''کھڑے ہو!اے اللہ اس کی مدد فرما!''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دُعا قبول فرمائی اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر آیا۔اس نے کہا:''میرے مقابل کون آتا ہے؟''زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں ہوں۔''صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:''نہیں یارسول اللہ ﷺ!میرا بیٹا قتل ہو جائے گا۔''آپ ﷺ نے فرمایا:''بلکہ آپ کا بیٹا ان شاء اللہ اسے قتل کر دے گا۔''چنانچہ اس یہودی یاسر کو زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔مبارزت کے بعد گھمسان کا رَن پڑا۔جھنڈا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔اس دن مسلمانوں کا شعار تھا:**یا منصور امت امت**۔انہوں نے شدید قتال کیا۔ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو جھنڈا عمر رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور بڑا سخت قتال کیا جو پہلے سے بھی زیادہ شدید تھا۔انہوں نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو صورتِ احوال سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اما واللہ لاعطینھا غداً رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ لیس بفرار .

''واللہ! کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس آدمی سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے اللہ فتح دیں گے وہ فرار نہیں ہو گا۔''

صحیح بخاری میں بھی یہ روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ موجود ہے۔ (بخاری 3009)

رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک آنکھوں میں ڈالا اور فرمایا:

خذ ھذہ الرایۃ فامض بھا ولا تلتفت حتی یفتح اللہ علیک . (البدایۃ والنھایۃ 4/ 575)

''جھنڈا اٹھاؤ اور جاؤ اور واپس نہ آنا جب تک اللہ فتح نہ دیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا، تیز تیز قدم اٹھایا اور قلعے کے نیچے ایک بڑی چٹان پر گاڑ دیا۔ قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانکا اور پوچھا: ''کون ہے؟'' فرمایا: ''میں علی بن ابی طالب ہوں۔'' اس نے کہا: ''قسم اس کی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا! تم نے غلبہ پایا۔'' اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح عطا کی۔ مجاہدین شہر میں داخل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی خیبر فتح ہو گیا جو اس وقت سے لے کر آج تک دارُالاسلام ہے الحمدللہ ربّ العالمین۔

اچھے کردار کی جھلکیاں:

1۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہی خیبر کا رخ کیا کیونکہ صلح حدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ خیبر کے غنائم کا وعدہ کر رکھا تھا جیسے ارشاد فرمایا:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (الفتح:20)

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہت سے اَموالِ غنیمت کا وعدہ کیا ہے جسے تم حاصل کرو گے۔''

اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے اور اموالِ کثیرہ سے مراد خیبر کا مالِ غنیمت ہے۔

2۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر پندرہ مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔وطیح اور سلالم کے سوا یہود کا کوئی قلعہ باقی نہیں بچا تھا۔ان دو کو بہ رعب ہی فتح کیا گیا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ انہیں جلاوطن کر دیں،ان کا خون معاف کر دیں،وہ آپ ﷺ کے لیے اموال چھوڑ جائیں گے۔آپ ﷺ نے یہ قبول فرمایا اور اس شرط پر ان سے مصالحت فرمائی کہ وہ اپنے کھیتوں اور باغوں پر کام کریں گے،ان کے لیے بھی پیداوار کا ایک حصہ ہوگا اور مسلمانوں کے لیے بھی ایک حصہ ہوگا اور آپ ﷺ جب چاہیں گے انہیں نکال سکیں گے۔انہوں نے آپ ﷺ سے اتفاق کیا تو آپ ﷺ نے انہیں برقرار رکھا۔

4۔فتحِ خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حقیق کے بیٹوں کے سوا کسی کو قتل نہیں کرایا۔انہوں نے عہد توڑا اور خیانت کا ارتکاب کیا تھا۔ان میں سے ایک صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا۔آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیگر غلام عورتوں کے ساتھ اپنے گروپ میں لے جائیں۔بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں مقتولین پر سے گزارا تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو عتاب کیا اور فرمایا:

انزعت الرحمة من قلبک یا بلال ؟ (البدایة والنهایة 4/586)

"بلال!کیا تمہارے دل سے رحم سلب ہو گیا ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا پر اسلام پیش کیا۔انہوں نے قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کر دیا۔مدینہ کو واپسی پر راستے میں ہی ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا اور ایک پُر تکلف ولیمے کا اہتمام فرمایا۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر تھپڑ کا نشان دیکھا تو اس کے بارے میں دریافت کیا۔انہوں نے کہا:"میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند اپنی جگہ سے زائل ہو کر میری گود میں آ گرا ہے۔میں نے یہ خواب اپنے خاوند کو بیان کیا تو اس نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ تم مدینے کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہو حالانکہ اللہ کی قسم!میں نے ایسا کچھ بھی ذکر نہیں کیا تھا۔"

5۔رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے مال کو چھتیس حصوں میں تقسیم کیا۔اس کا آدھا رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے تھا اور دوسرا آدھا ان کے لیے تھا جو وفود اور مسلمانوں کے نائبین آپ ﷺ کے ساتھ نزول فرماتے۔

6۔سلام بن مشکم کی بیگم زینب بنت حارث نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا زہر آلود گوشت بھیجا۔بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا تو وفات پا گئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا:"تو نے ایسا کیوں کیا؟"اس نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرا خیال تھا کہ آپ بادشاہ ہیں تو ہم آپ سے آرام پائیں گے اور اگر آپ نبی ہیں تو گوشت آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا تو وہ مسلمان ہو گئی اور کہا جاتا ہے کہ بشر رضی اللہ عنہ وفات پا چکے تو اس عورت کو ان کے بدلے میں قتل کر دیا گیا۔''

7۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فتحِ خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے بھی حصہ مقرر کر دیا کیونکہ وہ موقع پر پہنچ گئے تھے۔ ان کے علاوہ آپ ﷺ نے کسی غائب شخص کو حصہ نہیں دیا۔ روایت کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''واللہ! میں نہیں جانتا کہ خیبر کی فتح اور جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد میں سے زیادہ فرحت افزا کیا ہے؟''

8۔ خیبر میں ایک قلعے کے محاصرے کے دوران اسود چرواہا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔'' آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تو وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں اس ریوڑ کے مالک کا مزدور ہوں اور یہ میرے پاس امانت ہیں۔ ان کا کیا کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے منہ پر مارو۔ یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔'' اسود رضی اللہ عنہ نے کنکریاں اٹھائیں، بکریوں کے منہ پر دے ماریں اور کہا کہ اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ۔ وہ بکریاں واپس ہوئیں گویا کوئی شخص انہیں ہانک رہا ہے حتیٰ کہ وہ قلعے میں داخل ہو گئیں۔ چرواہا بھی قتال کی غرض سے قلعے کی جانب بڑھا۔ اسے پتھر آ لگا جس سے وہ شہید ہو گیا۔ اسے کپڑے میں ڈھانپ دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! اس سے اعراض کیوں فرمایا ہے؟'' فرمایا: ''اس وقت اس کے پاس حور عین میں سے اس کی دو بیویاں ہیں۔''

9۔ اہلِ فدک نے خیبر کی فتح کا سنا تو ان پر رعب طاری ہو گیا چنانچہ انہوں نے فدک کی نصف پیداوار کی شرط پر آپ ﷺ کی جانب صلح کا پیغام بھیجا جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔ یہ اکیلے رسول اللہ ﷺ ہی کا حصہ تھا۔ وہ مالِ فے تھا جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا کیونکہ اسے گھوڑوں یا اونٹوں نے پامال نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے محیصہ کو ان کے پاس بھیجا جو انہیں اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ اہلِ فدک کے سردار کا نام یوشع بن نون یہودی تھا۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔اشعار میں بے ہودگی اور فحاشی نہ ہو تو حدی خوانی اور سخن روی جائز ہے۔
2۔معرکہ سے قبل ہی عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دینا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔
3۔رسول اللہ ﷺ کی دُعا اللّٰھم رب السموات السبع وما اظللن کے قبول ہونے کا بیان ہے۔
4۔غنیمت کی تقسیم سے پہلے مال اخذ کرنا حرام ہے۔
5۔استبرائے رحم سے قبل لونڈی کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے۔
6۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ انہیں اللہ ورسول ﷺ کی محبت میسر ہے۔
7۔غنائمِ خیبر کے بارے میں اللہ کے وعدے کی سچائی کا بیان ہے۔اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وعدہ دیا اور اسے وفا کیا والحمد والمنة۔
8۔اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے شرف کا بیان ہے۔
9۔صلاحیت یا قرابت کی بنا پر کوئی شخص اہل ہے تو اسے پیشانی کا بوسہ دینا جائز ہے۔
10۔جنگ سے پہلے ہی اہلِ فدک کا صلح کرنا نصرت بالرعب مسيرة شهر کے مصداق ہے۔

دوسرا واقعہ: غزوۂ وادی القریٰ

غزوۂ خیبر سے فراغت اور اہلِ فدک سے مصالحت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ القریٰ کو فتح کرنے کا پروگرام بنایا۔کئی رات تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور آخر کار بہ زوران پر غلبہ پایا۔محاصرے کے دوران مدعم نامی آپ ﷺ کا ایک غلام قتل ہوگیا۔یہ غلام آپ ﷺ کو رفاعہ بن زید نے تحفے میں دیا تھا۔ایک اجنبی تیر اسے لگ گیا جس سے وہ فوت ہوگیا۔ بعض مسلمانوں نے کہا:''اسے جنت مبارک ہو!'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ

''ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس کی چادر اب آگ میں جل رہی ہے۔اس نے خیبر کے دن مالِ غنیمت میں سے یہ چادر چھپائے رکھی تھی۔''

ایک شخص نے یہ سنا تو حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا:''یا رسول اللہ ﷺ! تسمے دستیاب ہوئے تھے۔میں نے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوتوں کے لیے انہیں اٹھار کھا تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں کی مثل تیرے لیے آگ تیار ہو رہی ہے۔'' (مسلم 310)

رسول اللہ ﷺ نے زمینیں اور کھجوریں اہلِ وادی کے ہاتھ میں رہنے دیں اور ان کے ساتھ اہلِ خیبر اور اہلِ فدک جیسا معاملہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ خیبر، اہلِ فدک اور اہلِ وادی کو جس حال میں چھوڑا تھا عہدِ فاروقی تک ان کا معاملہ اسی طرح برقرار رہا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اس وصیت کو نافذ کر دیا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہود کو جزیرۂ عرب سے جلا وطن کر دیا اور قبلۂ اسلام کو مشرکین کے رجس اور کافرین کے کفر سے پاک کر دیا۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1۔ غزوات و فتوحات کا برابر جاری رہنا مشروع ہے حتی کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین تمام کا تمام اللہ کے لیے ہو جائے۔

2۔ مالِ غنیمت میں کرپشن کرنا حرام ہے خواہ جوتے کا تسمہ ہو۔

3۔ یقین کے ساتھ کسی کو جنتی یا جہنمی کہنا صحیح نہیں ہے لیکن نیک مسلمان کے لیے امید رکھی جا سکتی ہے اور بد مسلمان کے بارے میں خوف کھایا جا سکتا ہے۔

4۔ قسم کا مطالبہ نہ ہو تب بھی کلام میں تاکید اور مخاطب کے فائدے کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔

خیبر سے واپسی پر اہم امور کی تکمیل

غزوۂ خیبر سے واپسی پر مدینہ کے راستے میں رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک اہم امور کو سرانجام دیا جن میں سے دو ایک عظیم الشان امور کا تذکرہ درج ذیل ہے:

1: صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا نکاح عمل میں آیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لیے ان کا بناؤ سنگھار کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک خیمے میں ان سے وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔ اسی رات ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے شمشیر بدست ہو کر آپ ﷺ کا پہرہ دیا۔ اُم المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایسے آپ ﷺ نے نکاح کیا رضی اللہ عنها وأرضاها ۔

2: رسول اللہ ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ راستے میں سو جانا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہم سو رہے ہیں۔ نمازِ فجر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کون ہمارا محافظ ہوگا؟" بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! نمازِ فجر کے لیے میں آپ ﷺ کی حفاظت کروں گا۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سو گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے جتنا اللہ نے مقدر کیا تھا۔ پھر اپنے اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی جانب منہ کر کے بیٹھ گئے مگر ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ بھی سو گئے۔ انہیں سورج کی کرنوں نے ہی بیدار کیا۔ رسول اللہ ﷺ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے پہلے بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بلال! آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟" انہوں نے عرض کیا: "میرے نفس کو بھی اس نے پکڑے رکھا جس نے آپ ﷺ کے نفس کو پکڑے رکھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "آپ نے سچ کہا ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا اونٹ اٹھایا اور تھوڑی دور جا کر بٹھا دیا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی وضو کیا۔ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے اذان دی۔ سب نے صبح کی سنتیں ادا کیں۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر پڑھی تو انہوں نے صبح کی نماز ادا کی۔ (مسلم 1560) پھر آپ ﷺ نے لوگوں کی جانب منہ کر کے ارشاد فرمایا: "تم نماز ادا کرنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ (طٰہٰ:14)

"اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

3: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو غنیمت میں سے تھوڑا سا مال دیا مگر ان کے لیے حصہ مقرر نہ کیا۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر بنو غفار کی جو عورتیں آپ ﷺ کے ساتھ جہاد پر روانہ ہونا چاہتی تھیں انہوں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! ہم چاہتی ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ خیبر جائیں۔ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی اور اپنی استطاعت کے مطابق مجاہدین کی مدد کریں گی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ برکت دیں۔" ان میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ میں اس وقت نوعمر تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے پالان پر بٹھا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نزول فرمایا تو میں بھی پالان سے اتر پڑی۔ اسی دوران میرا خون جاری ہو چکا تھا۔ یہ میرا پہلا حیض تھا۔ مجھے حیا آئی اور میں ناقہ کی جانب سمٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا تو پوچھا: "کیا بات ہے؟ تجھے خون آیا ہے؟" میں نے کہا: "جی!" آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنا آپ درست کرو، برتن میں پانی پکڑو، اس میں نمک ملاؤ اور اسی کے ساتھ پالان کو دھو دو۔ پھر اپنی سواری پر واپس آ جاؤ۔" (البدایۃ والنہایۃ 4/594) وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح کیا تو ہمیں کچھ ساز و سامان دیا مگر غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر نہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے مجھے یہ ہار دیا جو میری گردن میں ہے۔ واللہ! میں اسے کبھی جدا نہیں کروں گی۔

4: حجاج بن علاط سلمی رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ کے اصحابِ ثروت میں ہوتا تھا۔ انہوں نے خیبر کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ مشرکین کو ان کے اسلام کا علم نہیں تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ فتح خیبر کی خبر پہنچنے سے پہلے پہلے مجھے مکہ جانے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ انہوں نے یہ بھی اجازت حاصل کر لی تھی کہ وہ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اس کی بھی اجازت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اہلِ مکہ باخبر رہتے تھے اور آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قتل و ہزیمت میں رغبت رکھتے تھے۔ چنانچہ حجاج مکہ کی جانب سبک رفتاری سے روانہ ہوا اور مکہ پہنچ کر اس نے یہ مشہور کر دیا کہ محمد ﷺ شکست کھا چکے ہیں اور یہود کا ارادہ ہے کہ آپ ﷺ کو مکہ لا کر قتل کر دیں۔ یہ سن کر مشرکین پھولے نہ سماتے تھے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس خبر نے بہت غمگین کر دیا چنانچہ انہوں نے خفیہ طور پر حجاج سے ملاقات کی۔ حجاج نے انہیں بتایا کہ اس افواہ سے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنا مال و اسباب سمیٹ کر نکل جائیں ورنہ قریش کو ان کے اسلام کا علم ہو گیا تو وہ انہیں ایک درہم کی اجازت بھی نہ دیں گے۔ حجاج نے قریش کو یہ باور کرایا کہ وہ خیبر جانا چاہتے ہیں تاکہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مال خرید سکیں ورنہ دوسرے تاجران پر سبقت لے جائیں گے۔ مکہ سے نکلتے وقت انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تین گزر جائیں تو اس حقیقت کا اعلان کر دینا کہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہود پر غلبہ پایا ہے اور خیبر تمام کا تمام فتح ہو چکا ہے۔ تیسرے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک معطرزدہ لباس زیب تن کیا، اپنا عصا اٹھایا اور کعبہ کا طواف شروع کر دیا۔ مشرکین نے دیکھا تو کہا: ''ابوالفضل! یہ مصیبت ختم کرنے کا نیا طریقہ ہے۔'' عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں! اللہ کی قسم جس کی تم قسمیں کھاتے ہو! رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر غلبہ پایا، ان کے سردار کی لختِ جگر سے نکاح کیا اور ان کے اموال پر قبضہ جمایا ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''آپ کو کس نے بتایا ہے؟'' جواب دیا: ''جو تمہارے پاس وہ خبر لایا تھا وہی یہ خبر بھی لایا ہے۔ وہ مسلمان بن کر تمہارے پاس آیا تھا۔ اس نے اپنا مال پکڑا اور چل دیا۔ اب وہ ان کے پاس پہنچ چکا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''اللہ کے بندو! دشمنِ خدا فرار ہو چکا ہے۔'' ولم ينشبوا أن جاء هم الخبر بذلك.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا واقعہ: سات سرایا کی اطراف میں روانگی

ربیع الثانی کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کامیاب وکامران ہو کر مدینہ واپس آ گئے تو آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچانے، شرکی قوت توڑنے اور ظالموں کو ضرب لگانے کے لیے ایک کے بعد دوسرا سریہ روانہ کرنا شروع کر دیا جس کا تذکرہ درج ذیل ہے:

پہلا سریہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نجد میں بنوفزارہ کی جانب روانہ کیا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے حملہ کیا اور دشمن کو قیدی بنایا۔ غلاموں میں ایک انتہائی خوبصورت لڑکی بھی تھی جو سلمہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے ہبۃً اس لڑکی کا مطالبہ کیا اور اس کے بدلے میں مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا جو مکہ میں قید تھے۔

دوسرا سریہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے تیس آدمیوں کو ہوازن کی سرزمین تُربہ کو روانہ کیا۔ بنو ہلال کا ایک شخص ان کا راہنما تھا۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ ہوازن کو علم ہوا تو وہ بھاگ گئے۔ لشکر ان کے دیار میں پہنچا تو وہاں کوئی نہ تھا چنانچہ وہ مدینہ واپس لوٹ آیا اور جنگ کا سامنا نہ ہوا۔

تیسرا سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ:

تیس آدمیوں کے ساتھ فدک کے علاقے میں بنومرہ کے لیے روانہ کیا گیا۔ انہوں نے دشمن کی بھیڑ بکریاں ہانکیں۔ دشمن سے سامنا ہوا تو لشکر کے تمام افراد کو شہید کر دیا گیا مگر صرف بشیر رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔ انہوں نے تنہا ہی دشمن کا بہادرانہ مقابلہ کیا حتی کہ رات کا اندھیرا چھا گیا تو انہوں نے اہلِ فدک کے ایک یہودی کے پاس رات گزاری۔ پھر مدینہ واپس آ گئے۔ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے۔

چوتھا سریہ غالب کلبی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے جہینہ کی شاخ حرقات کے لیے اس کو روانہ کیا۔ انہوں نے دشمن پر اجتماعی حملہ کیا اور انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ اس سریے میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ دشمن قوم سے ایک آدمی بھاگا اور انصار کے ایک شخص سے جا ملا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہ آدمی جا پکڑا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ انصاری نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو روکا مگر انہوں نے برچھی کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ لشکر مدینہ واپس آ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس مسئلے کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ؟

"اسامہ! تو نے لا الہ الا اللہ کے بعد بھی اسے قتل کر دیا؟"

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اس نے بچاؤ کے لیے کہا تھا۔" رسول اللہ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "میں نے تمنا کی کہ کاش! اس دن سے قبل میں مسلمان نہ ہوتا۔" (بخاری 4269) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی واقعے کی جانب اشارہ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلَا تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَىٰٓ إِلَيْكُمُ ٱلسَّلَٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا (النساء:94)

"اے مومنو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو۔ اور جو تمہیں سلام پیش کرتا ہے اسے یہ مت کہو تو ایمان والا نہیں ہے۔ تم دنیا کی زندگی کا سامان تلاش کرتے ہو۔"

پانچواں سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے تین سو افراد کو بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی امارت میں غطفانی علاقے یمن کے لیے روانہ کیا۔ مشرکین وہاں جمع ہو رہے تھے کہ مدینہ پر حملہ کریں اور ظالم عیینہ بن حصن کی مدد کریں۔ چنانچہ مجاہدین ان کی جانب روانہ ہوئے۔ دن کو سفر کرتے تھے اور رات کو چھپے رہتے تھے۔ اس جتھے کو بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھاگ گیا۔ مجاہدین کو کافی تعداد میں چوپائے دستیاب ہوئے۔ دو افراد کو انہوں نے قیدی بنایا۔ قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔

چھٹا سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یسیر بن رازم یہودی آپ ﷺ پر حملہ آور ہونے کے لیے غطفانی فوج جمع کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس آدمی دے کر اس کے پاس بھیجا۔ ان میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے خیبر پہنچ کر اس سے کہا: "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ آپ کو خیبر کا گورنر بنانا چاہتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ہمارے ساتھ چلو۔“ چنانچہ وہ اپنے تیس افراد لے کر ان کے ساتھ چل پڑا۔ مسلمانوں کے ہر آدمی کے پیچھے ایک ایک یہودی سوار تھا۔ جب وہ خیبر سے چھ میل دور ’قرقرہ نیار‘ کے مقام پر پہنچے تو یہودی جھک گیا۔ اس نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی تلوار کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کا ارادہ بھانپ گئے اور اپنے اونٹ کو دوڑا دیا۔ پھر نیچے اتر کر قافلے کو ہانکتے ہانکتے موقع پایا تو تلوار کے ایک ہی وار سے یسیر کا پاؤں کاٹ دیا۔ اس کے ہاتھ میں شوط درخت کی ایک کھونٹی تھی۔ اس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر مارا اور گہرا زخم کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے اپنے اپنے پیچھے بیٹھے یہودی کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک یہودی دوڑ کر بچ نکلنے میں کامیاب ہوا۔ اہلِ اسلام میں سے کسی کا کوئی نقصان نہ ہوا۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا چنانچہ اس میں نہ کوئی پیپ پڑی اور نہ ہی مرتے دم تک کسی قسم کا درد محسوس ہوا۔

ساتواں سریہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو سریے کا امیر بنایا اور افرادِ سریہ کو حکم دیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ چنانچہ لشکر روانہ ہو گیا اور راستے میں کسی جگہ ڈیرہ ڈال دیا۔ کسی بات پر افرادِ سریہ نے امیر صاحب کو ناراض کر دیا تو انہوں نے حکم دیا: ”میرے پاس لکڑیاں جمع کرو۔“ انہوں نے جمع کر دیں تو حکم دیا: ”ان میں آگ سلگاؤ۔“ انہوں نے آگ لگا دی تو پوچھا: ”رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ تم میری بات سنو گے اور میری اطاعت کرو گے۔“ انہوں نے کہا: ”کیوں نہیں!“ امیر نے کہا: ”اس میں داخل ہو جاؤ۔“ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا کہ آگ سے بھاگ کر ہی ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہیں۔ اتنے میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر انہوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ (مسلم:4766)

”اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے نکل نہ سکتے۔ اطاعت صرف معروف میں ہے۔“

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: دعوت و تبلیغ کے لیے جہاد پر رسول اللہ ﷺ کے قوتِ فیصلہ اور عظمتِ صبر کا بیان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: بے شمار مواقع پر آپ ﷺ کی حکمت کے مظاہر پائے جاتے ہیں۔

3: سریے میں دشمن بھاگ جاتے ہیں یا ان پر غلبہ نہیں پایا جاتا یا مالِ غنیمت حاصل ہوتا ہے تو اس سے سریے کا اجر و ثواب کم نہیں ہوتا۔

4: قیدیوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

5: جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے اس کو قتل کرنا حرام ہے اگرچہ اس پر یہ الزام ہو کہ اس نے قتل سے بچاؤ کے لیے اس کا اظہار کیا ہے۔

6: رسول اللہ ﷺ کے لعابِ دہن کی برکت کا بیان ہے جس سے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کا زخم مندمل ہو گیا۔

7: امراء و حکام کی اطاعت کرنا واجب ہے مگر یہ اطاعت نیکی میں ہے بُرائی میں نہیں۔

8: اس حقیقت کا بیان ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کی صورت میں اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی جہنم میں جانے کا سبب ہے البتہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں تو یہ اور بات ہے۔

عمرۂ قضاء

گزشتہ سال کی صلح حدیبیہ کی رُو سے رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کے لیے رختِ سفر باندھا اور مدینہ میں عویف بن اضبط کو نائب مقرر کیا۔ بچوں اور عورتوں کے علاوہ مسلمانوں کی تعداد دو ہزار تھی۔ ان میں وہ افراد بھی شامل تھے جنہیں گزشتہ سال عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ ہجرت کے ساتویں سال ذوالقعدہ کا واقعہ ہے۔ عمرے کی بنیاد وہ اتفاقی دفعات تھیں کہ مسلمان حدیبیہ سے واپس چلے جائیں اور وہ مکہ میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی عمرہ کر سکیں گے، وہ آئندہ سال آئیں گے، تین دن تک وہ مکہ کو ان کے لیے چھوڑ دیں گے، وہ عمرہ کریں گے اور واپس چلے جائیں گے، ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اس عمرے کو ''عمرۂ قضا'' یا ''عمرۂ قضیہ'' یا ''عمرۂ صلح'' کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوا ہی چاہتے تھے کہ قریش نے آپ ﷺ کے لیے مکہ خالی کر دیا۔ انہوں نے اپنے گھروں اور بیٹھکوں میں قرار پکڑا۔ آپ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کی مہار عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور وہ یہ شعر گنگنا رہے تھے:

خلّو بنی الکفّار عن سبیله   خلّوا فکلُّ الخیر فی رسوله

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ربّ انّی مؤمن بقیله   أعرف حق الله فی قبوله

''کفار کے بیٹو! ان کی راہ سے ہٹ جاؤ! پیچھے ہٹ جاؤ کہ تمام خیر اللہ کے رسول ﷺ میں ہے۔ یا ربّ! میں ان کے قول پر ایمان لا چکا ہوں، میں نے اللہ کا حق پہچانا ہے اور اسے قبول کیا ہے۔''

مشرکین نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی عسرت، مصیبت اور شدت میں ہیں۔ شیطان نے ان کے دل میں اس بات کو مزین کر دیا تھی کہ انہوں نے خیال کیا کہ بخار نے انہیں توڑ دیا ہے۔ جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ احرام میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا بایاں کندھا ننگا کر دیا اور فرمایا:

رحم الله امرء اً أراهم اليوم من نفسه قوة (البداية والنهاية 4/618)

''اللہ اس آدمی پر رحم فرمائیں گے جو آج دشمن کو اپنی قوت دکھائے گا۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے رکن کو استلام کیا اور طواف کے پہلے تین چکروں کو تیز رفتاری سے طے کیا۔ قریش نے اس قوت کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ان کے دل سے وسواس ختم ہو گیا۔ اضطباع اور رمل کی سنت آج تک باقی ہے جو اشارہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ طاقت ور رہنا چاہئے تاکہ حق کو ثابت کر سکیں اور باطل کو توڑ سکیں۔

میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اقامت کے دوران میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا ام فضل رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اس نکاح میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے بہنوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی ولایت کا فریضہ سرانجام دیا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اُم المؤمنین کے مقام پر فائز ہوئیں والحمدللہ رب العالمین۔

تیسرے دن قریش نے اپنا نمائندہ حویطب بن عبدالعزیٰ ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ آپ ﷺ سے وہ مطالبہ کریں کہ تیسرے دن کے آخر میں معاہدے کی رُو سے آپ ﷺ نکل جائیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ''مدت پوری ہونے پر آپ ﷺ نکل جایئے گا۔''

آپ ﷺ کا کرم:

قریش کا نمائندہ جب یہ پیغام لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم مجھے چھوڑ دو کہ میں شادی کروں اور ہم آپ کے لیے کھانا تیار کریں، آپ اسے تناول کریں۔'' انہوں نے کہا: ''ہمیں آپ کے کھانے کی ضرورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے آپ نکل جائیے۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکل پڑے۔ آپ ﷺ نے اپنے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے لیے چھوڑ دیا کہ جب وہ اپنے بناؤ سنگھار سے فارغ ہو جائیں تو انہیں اپنے ساتھ لے آنا۔ آپ ﷺ نے مقامِ سرف پر نزول فرمایا اور اسی جگہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا اور پہلی ذوالحجہ کو مدینہ کے لیے رختِ سفر باندھا۔ اس سال حج میں ولایت کا فریضہ مشرکین نے سرانجام دیا۔ عمرۃ قضاء کے بارے میں قرآن نازل ہوا:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

(الفتح:27)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خوابِ حق سچ کر دکھایا۔ انشاء اللہ تم ضرور مسجدِ حرام میں سر منڈواتے بال ترشواتے امن کے ساتھ داخل ہوگے۔ تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا جو تم نے نہیں جانا۔ چنانچہ اُس نے پہلے تمہیں قریبی فتح عطا کر دی۔"

اس آیت کے مصداق درج ذیل واقعات ہیں:

1: فتحِ قریب سے مراد فتحِ خیبر ہے اور فتحِ بعید سے مراد فتحِ مکہ ہے جسے آئندہ سال سن آٹھ ہجری میں رونما ہونا تھا کیونکہ فتحِ قریب کا کلمہ فتحِ بعید کی جانب اشارہ کر رہا ہے جو فتحِ قریب کے بعد ہوگی۔

2: عمرۃ قضاء کے وقت پُرامن ہو کر مکہ میں داخل ہوئے ہیں ان پر کوئی خوف نہ تھا۔

3: طواف و سعی سے فارغ ہو کر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سر کے بال منڈوائے اور بعض نے کٹوائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ سے قبل جو خواب دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر تھی۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: عبادت کی قضا دینا جائز ہے جب سخت قسم کے اسباب اس کی ادا میں حائل ہو جائیں۔ (بلا کلل ولاملل ولافتور)

2: حرمت کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ اہلِ جاہلیت اس کو حرام سمجھتے تھے۔

3: حج و عمرہ کے طوافِ قدوم میں اضطباع اور رمل کرنا سنت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4: پہلے تین چکروں میں اضطباع ورمل کی علت کا بیان ہے کہ وہ قوت کا اظہار ہے کیونکہ مضبوط مومن اللہ کو کمزور مومن سے زیادہ پسند ہے۔

5: دار الحرب میں شادی کرنا جائز ہے۔

6: اس مسئلے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ ﷺ احرام میں تھے اور جب ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا تو آپ ﷺ حلال ہو چکے تھے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھجوایا اور ان سے نکاح کیا اس وقت تک مکہ میں داخل ہونے کے پہلے دن احرام کھول کر آپ ﷺ حلال ہو چکے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ تیار ہونے کے بعد میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف کے مقام پر آپ ﷺ کے پاس بھیج دیں۔ یہیں آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے احرام میں نہ پیغام بھجوایا، نہ ہی احرام میں نکاح کیا اور نہ ہی احرام میں وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔

7: لطف کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس عورت کے ساتھ سب سے آخر میں نکاح کیا وہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں اور آپ ﷺ کے بعد سب سے آخر میں جس زوجہ کا انتقال ہوا وہ بھی میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ سرف کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی اور سرف کے مقام پر ہی آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اور اسی جگہ آپ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا۔ گویا آپ رضی اللہ عنہا کے عرس اور آپ رضی اللہ عنہا کے دفن کا مقام ایک ہی ہے۔

پانچواں واقعہ: سریہ ابن ابی العوجاء

رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے مہینے میں عمرۂ قضا سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے ابن ابی العوجاء کی قیادت میں پچاس سواروں کا ایک دستہ روانہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بنوسلیم کی جانب بھیجا تھا۔ دشمن کا ایک جاسوس تھا جس نے آ کر انہیں بتلایا کہ اسلام کی دعوت دینے کے لیے لشکر آ رہا ہے۔ انہوں نے قتال پر آمادگی کا اظہار کیا اور دعوت کو ٹھکرا دیا۔ ان کے پاس لشکر جا پہنچا اور انہیں اسلام کے لیے بلایا مگر انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انہوں نے بات نہ سنی اور تیر اندازی شروع کر دی۔ اسی دوران انہیں کمک پہنچ گئی اور مسلمان چاروں طرف سے گھیرے میں آ گئے۔ سریہ کے افراد نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر اکثریت کو شہید کر دیا گیا۔ لشکر کا امیر بھی شدید زخمی ہو گیا جنہیں دیگر مسلمانوں کے ساتھ مدینہ پہنچا دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اللہ کی دعوت دینا اور اس کی راہ میں صبر وتحمل کرنا واجب ہے۔

2: ایامِ جنگ میں جاسوسوں کے خطرے کا بیان ہے جن سے احتیاط کرنا ضروری ہے۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ ایمان کی شجاعت اور عظیم صبر وتحمل کا بیان ہے۔

اس سال کے دیگر اہم واقعات

غزوات وسرایا کے علاوہ سنہ سات ہجری کے اہم احداث ووقائع درج ذیل ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹا دیا۔

2: رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

3: شاہِ مصر مقوقس کے پاس سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، ان کے ساتھ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے نورِ نگاہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ان کے ساتھ سیرین رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ دونوں نے مدینہ کی راہ پر اسلام قبول کیا۔

4: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس عمرے سے روک دیا گیا تھا انہوں نے سنہ 7 ہجری میں اس کو قضا کیا۔

ہجرتِ نبوی ﷺ کے آٹھویں سال کے واقعات

پہلا واقعہ: سریۂ غالب

رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو بنی ملوح کی جانب روانہ کیا۔ راستے میں انہیں حارث بن برصاء مل گیا جسے انہوں نے گرفتار کیا تو اس نے کہا: ''میں تو مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔'' غالب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ''ایک دن کی قید تجھے نقصان نہیں دے گی اگر تو سچا ہے تو اور اگر تو جھوٹا ہے تو ہم تجھے خوب کس کے باندھیں گے'' اور اسے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے کہا: ''یہ آپ سے تنازع کرے تو اس کا سر پھوڑ دینا۔'' پھر حکم دیا کہ میرے واپس آنے تک اسے فلاں جگہ پر رکھنا۔ اس کے بعد دستہ آگے بڑھ گیا حتی کہ کدید کے نشیب میں پہنچ کر انہوں نے عصر کے بعد پڑاؤ ڈال دیا اور جندب بن مکیث کو خبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے کے لیے آگے بھیجا۔ان کا بیان ہے کہ میں نے تلا کا ارادہ کیا۔وہاں ایک شخص موجود تھا جسے میرا علم ہوگیا۔چنانچہ میں اوندھے منہ لیٹ گیا۔اس نے ایک آدمی کو لیٹے دیکھا تو اپنا تیر کمان اٹھایا۔اس نے ایک تیر چلایا جو میرے پہلو میں آلگا۔میں نے اسے کھینچ نکالا لیکن کوئی حرکت نہ کی۔ پھر اس نے مجھے دوسرا تیر مارا جو میرے شانوں کے درمیان آلگا۔میں نے اسے بھی کھینچ نکالا مگر کوئی حرکت نہ کی۔تیرانداز نے کہا:''واللہ! میرا نشانہ خطا گیا ہے۔اگر یہ خبررساں ہوتا تو حرکت ضرور کرتا۔''ہم نے ان کا انتظار کیا حتی کہ ان کے جانوروں نے آرام پایا اور انہوں نے ان کا دودھ دوہا۔ہم نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کر دیا۔ہم نے انہیں قتل کیا،ان کے جانوروں کو آگے رکھا اور وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ہمیں پیچھے سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں اور اتنے لوگ آرہے تھے کہ ہم ان کا سامنا نہیں کر سکتے تھے حتی کہ ہمارے اور ان کے درمیان وادئ قدید کا نشیب ہی رہ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں سے بادل بھیج دیا۔ہم نے اس سے قبل اس جیسا برسنے والا بادل نہیں دیکھا تھا۔وادی میں اتنا پانی بھر گیا کہ کوئی شخص اسے عبور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ہمیں دیکھ رہے تھے مگر کسی کو بھی آگے بڑھنے کا یارا نہیں تھا۔اس سریے میں ہمارا شعار ''اَمت اَمت'' تھا۔ہم بارہ تیرہ افراد تھے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1:رسول اللہ ﷺ نے دعوت وتبلیغ کے ربانی حکم کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش فرمائی۔

2:اللہ کی ذات کے بارے میں صبر وتحمل کا بیان ہے جو سچے مومنوں کا وطیرہ ہے۔

3:اللہ کی راہ میں جہاد کرنا مشروع ہے تاکہ اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو اور اس عبادت کی بنیاد پر لوگ سعادت حاصل کریں۔

4:بارش،سیلاب اور دیگر اسباب کے ساتھ اپنے دوستوں کو نجات دلانا اللہ تعالیٰ کے اِکرام کا ثبوت ہے۔

دوسرا واقعہ:سریۂ شجاع

رسول اللہ ﷺ نے چودہ آدمیوں کے ساتھ شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو بنو عامر کے لیے روانہ فرمایا۔انہوں نے اونٹوں کو ہانک رکھا۔ان میں سے ہر آدمی کے حصے میں پندرہ اونٹ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا واقعہ: سریۂ عمرو بن کعب

رسول اللہ ﷺ نے پندرہ آدمیوں کے ساتھ عمرو بن کعب غفاری رضی اللہ عنہ کو ذاتِ اطلاع کی جانب روانہ فرمایا جہاں ایک بڑا لشکر جمع تھا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کے لیے بلایا مگر انہوں نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس سے قتال کیا مگر عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی زندہ نہ رہا۔ ذاتِ اطلاع شام کے پاس ہے۔ اسی میں قضاعہ کا خاندان آباد تھا جن کے سردار کا نام سدوس تھا۔

چوتھا واقعہ: اصحابِ ثلاثہ کا قبولِ اسلام

حضرات خالد بن ولید، عمرو بن عاص اور عثمان بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہم کا مسلمان ہونا دعوتِ اسلامی کے لیے نصرِ عظیم اور فتحِ کبیر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا اسلام قبول کرنا تاریخِ دعوت میں بڑا اہم واقعہ ہے۔ سنہ 8 ہجری کے ماہِ صفر تک ان کا اسلام مؤخر ہوا۔

ان کے مسلمان ہونے کی کیفیت کو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم خندق سے واپس ہوئے تو میں نے اپنے دوستوں سے کہا: ''میں دیکھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کا معاملہ بڑے عجیب انداز میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ میں نجاشی کے پاس چلا جاؤں۔ اگر وہ ہماری قوم پر غالب آئے گا تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور اگر ہماری قوم محمد (ﷺ) پر غالب آ جائے گی تو ہم وہ ہوں گے جنہیں لوگ پہچانتے ہی ہیں۔'' انہوں نے کہا: ''یہ بڑا مناسب مشورہ ہے۔'' چنانچہ ہم نے نجاشی کے تحفے کے لیے وافر مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء جمع کیں اور اس کی جانب رختِ سفر باندھا۔ جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام رساں عمرو بن امیہ ضمری (رضی اللہ عنہ) جس وقت نجاشی کے پاس آیا ہے ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ میں نے نجاشی سے مطالبہ کیا کہ عمرو بن امیہ (رضی اللہ عنہ) کو وہ میرے سپرد کر دیں تاکہ قریش کا قرب حاصل کرنے کے لیے میں اسے قتل کر دوں۔'' جب نجاشی نے میرا مطالبہ سنا تو اسے غصہ آ گیا اور اس نے میری ناک پر اس قدر شدت سے دے مارا کہ میرا گمان تھا کہ اس نے ناک توڑ دیا ہو گا۔ اس سے مجھے خفت ہوئی۔ میں نے کہا: ''واللہ! اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ اسے ناپسند کریں گے تو میں آپ سے اس کا مطالبہ نہیں کرتا۔'' اس نے کہا: ''کیا تو مجھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میں اس آدمی کا پیغامبر تجھے دے دوں جس کے پاس وہی ناموسِ اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا تاکہ تو اسے قتل کر دے؟'' میں نے سوال کیا: ''بادشاہ سلامت! کیا وہ ایسا ہی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''تیرا ناس ہو عمرو! اس کی اطاعت کر، اس کا اتباع کر۔ واللہ! وہ حق پر ہے اور وہ اپنے مخالف پر لازماً غالب آ جائے گا جیسے فرعون اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج پر حضرت موسیٰ علیہ السلام غالب آ گئے تھے۔'' میں نے کہا: ''ان کے لیے آپ اسلام پر مجھ سے بیعت لیں۔'' بادشاہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ میں نے ان سے بیعت کی۔ میں اپنے دوستوں کے پاس آیا مگر ان سے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی جانب عازمِ سفر ہو گیا۔

میری ملاقات خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ہو گئی۔ یہ فتح سے پہلے کی بات ہے۔ وہ مکہ ہی سے آ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: ''ابوسلیمان! کدھر کا ارادہ ہے؟'' انہوں نے کہا: ''واللہ! یہ واضح ہو چکا ہے کہ وہ شخص واقعتاً نبی ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ واللہ! اسلام قبول کروں گا۔ آخر کب تک؟'' میں نے کہا: ''میں بھی اسلام ہی کے لیے آیا ہوں۔'' چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا، پھر میں قریب ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا، عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی آگے بڑھ کر کلمہ پکار دیا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: علمِ شریعت کی فضیلت کا بیان ہے۔ نجاشی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا کیونکہ وہ آپ ﷺ کو جانتا تھا۔

2: مخلوق کے بارے میں تدبیرِ الٰہی کا بیان ہے جو خالد، عمرو اور عثمان رضی اللہ عنہم کے اسلام سے واضح ہوتی ہے کہ عقل وشعور اور ذکاوت وذہانت کے باوجود انہوں نے آخر میں اسلام قبول کیا۔

3: اسلام کے اعلیٰ ظرف ہونے کا بیان ہے جس نے ان تین افراد کو بھی گود میں بٹھایا جو اس کے خلاف ڈٹ گئے تھے۔ اسلام کا اصول ہے کہ ماقبل کے گناہ توبہ سے مٹ جاتے ہیں۔

پانچواں واقعہ: سریۂ ذات السلاسل

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ارضِ بلی اور سرزمینِ عذرہ کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ عمرو کی والدہ کا تعلق بلی سے تھا لہٰذا تالیفِ قلبی کے لیے آپ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے سفر جاری رکھا حتی کہ جذام کے سلاسل نامی چشمے پر جا قیام کیا اسی وجہ سے اس غزوے کو ''غزوۂ ذات السلاسل'' کہتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر وہ گھبرا گئے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کمک کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار کی ایک جماعت دے کر روانہ کر دیا۔ ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ ﷺ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آپ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیرِ سریہ عمرو رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرنا۔'' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی نکل پڑے۔ جب عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: ''ابوعبیدہ! آپ میرے پاس صرف کمک لائے ہیں۔'' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''عمرو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اختلاف نہ کرنا۔ آپ اگر میری بات نہ مانیں گے تو میں آپ کی بات مان جاؤں گا۔'' عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں آپ کا امیر ہوں۔'' انہوں نے جواب دیا: ''آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔'' چنانچہ عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے افراد کو بھی اور کمک کے افراد کو بھی نماز پڑھائی۔ سریے میں پانچ سو کے قریب افراد شامل تھے۔ انہوں نے علاقے کے شرق وغرب پر حملہ کیا اور یہاں اپنا تسلط قائم کر دیا۔ اس غزوے میں عمرو رضی اللہ عنہ کو احتلام آ گیا۔ سخت سردی میں موت سے خوف کی بنا پر انہوں نے غسل نہ کیا بلکہ استنجاء کر کے وضو کیا اور نماز پڑھا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے سکوت فرمایا اور عمرو رضی اللہ عنہ کو اس کے فعل پر برقرار رکھا۔

چھٹا واقعہ: سریۂ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے عمان میں جلندی کے دو بیٹوں جیفر اور عباد کے لیے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ دونوں نے ایمان وتصدیق کا اظہار کیا جب کہ عمان کے قاطنی مجوس سے انہوں نے جزیہ وصول کیا۔

ساتواں واقعہ: سریۂ خبط

رسول اللہ ﷺ نے سنہ 8 ہجری میں ایک سریہ تیار کیا جسے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی امارت میں روانہ فرمایا جو تین سو جنگجوؤں پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سفرخرچ کے لیے انہیں کھجوروں کی ایک بوری عنایت فرمائی اور ساحلِ سمندر کی جانب بھیج دیا۔ کھجوریں ختم ہوتی جا رہی تھیں حتیٰ کہ انہیں صرف ایک ایک کھجور دی جاتی تھی۔ ان میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا: ''ایک کھجور کا کیا فائدہ ہے؟'' جس دن کھجوریں ختم ہو گئیں مجھے ایک کھجور کی قیمت کا احساس ہوا۔ چنانچہ وہ درختوں کے پتوں کو مارتے تھے۔ جو پتے گرتے تو وہ انہیں جمع کرتے، پانی میں بھگو دیتے اور کھا جاتے۔ اسی وجہ سے اس سریہ کو سریۂ خبط کہتے ہیں۔ اہلِ لشکر سمندر کے قریب ہی تھے کہ انہیں ریت کے ٹیلے کی مانند ایک چمک دار شے دکھائی دی۔ انہوں نے قریب ہو کر دیکھا تو وہ سمندری چوپایہ تھا جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ پندرہ دن تک ہم وہ کھاتے رہے۔ اب ہم موٹے ہو گئے تھے۔ ہم اس کی آنکھ سے روغن کا ڈول بھرتے تھے۔ ہم نے اس کی پسلیاں گاڑ دیں، ان کے نیچے سے اونٹ گزر سکتا تھا مگر انہیں چھوتا تک نہیں تھا۔ ہم نے اس کا گوشت جمع بھی کیا۔ مدینہ پہنچ کر ہم نے آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا:

هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللهُ لَكُمْ ،فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا؟ (مسلم4998)

''وہ رزق تھا جو اللہ نے تمہارے لیے نکالا تھا۔تمہارے پاس اس کا گوشت ہے کہ ہمیں کھلاؤ؟''

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ گوشت بھیج دیا۔آپ ﷺ نے وہ تناول فرمایا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: تمام لوگوں تک اللہ کی دعوت اور اس کا پیغام پہنچانے کے لیے برابر کام کرنا تاکہ دنیا وآخرت میں وہ اصلاح وسعادت سے بہرہ مند ہوسکیں۔

2: اللہ کی ذات کے لیے مصائب پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے صبر وتحمل کا بیان ہے جس میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

3: اصحابِ رسول ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اِکرام کا بیان ہے کہ ان کے لیے عنبر کو بھیج دیا جسے وہ پندرہ دن تک کھاتے رہے۔

4: سمندری مردار کھانے کا جواز ہے۔

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تزکیۂ نفس کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اَخلاق کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے مردہ مچھلی کا گوشت کھایا ہے۔سمندر کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

هُوَ الطُّهُورُ مَاؤُهُ ، وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ (ابن ماجه386)

''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

آٹھواں واقعہ: سریۂ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے اس سال کے ماہِ شعبان میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو چند آدمی دے کر غابہ کے لیے روانہ فرمایا۔ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔آپ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو غابہ میں قیام پذیر ہے۔وہ آپ ﷺ سے جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔سریہ کے افراد غروبِ آفتاب کے وقت اس قصبے میں پہنچے اور اس کے اطراف میں چھپ گئے۔رفاعہ کی قوم کا ایک چرواہا تھا جو لیٹ ہوگیا تھا۔رفاعہ اس کی تلاش میں نکلا،تلوار اس کے ہاتھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس پر تیر پھینک دیا جو اس کے دل پر لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔میں نے اس کا سر کاٹا اور لشکر کے ایک کونے میں باندھ دیا۔میں نے اللہ اکبر کہا اور میرے ساتھیوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔واللہ! اہلِ قصبہ کا یہ سننا تھا کہ وہ بچاؤ کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے۔انہوں نے بیوی بچوں کو بھی ساتھ اٹھا رکھا تھا مگر اپنے جانوروں کو چھوڑ دیا۔ہم نے اونٹوں اور بکریوں کو ہانکا اور رفاعہ کے سر کے ساتھ انہیں بھی خدمتِ رسول ﷺ میں پیش کر دیا۔عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تیرہ اونٹ اور دس بکریاں دیں۔

نواں واقعہ: سریۂ ابی قتادہ

رسول اللہ ﷺ نے اسی سال حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو اِضم کی جانب روانہ فرمایا۔ان کے ساتھ محلم بن جثامہ بھی تھا۔ان کے پاس سے عامر بن اضبط گزرا،اس نے انہیں سلام کیا۔وہ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ساتھ مال ومتاع بھی تھا۔محلم نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا اونٹ اور سامان قبضے میں کیا۔رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر دیا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٩٤﴾ (النساء:94)

”اے مومنو!جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو۔اور جو تمہیں سلام پیش کرتا ہے اسے یہ مت کہو تو ایمان والا نہیں ہے۔تم دنیا کی زندگی کا سامان تلاش کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔پہلے تم بھی ایسے ہی تھے۔سو اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا چنانچہ تم تحقیق کرو۔جو بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے۔(94)“

دسواں واقعہ: غزوۂ موتہ

یہ غزواتِ اسلامی میں سے ایک اہم غزوہ ہے جو سنہ 8 ہجری کے جمادی الاولیٰ میں واقع ہوا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کے وقت،اس کے مقام اور اس کے امیر کا خود تعین فرمایا۔آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ ان کی شہادت کی صورت میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی شہادت پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس غزوے میں اسلامی فوج کی تعداد تین ہزار تھی۔رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تو جعفر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا اور کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں نہیں جاؤں گا کہ آپ ﷺ زید رضی اللہ عنہ کو مجھ پر امیر بنا رہے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چپ رہو! آپ کو نہیں معلوم کہ بہتر کون ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ فلاں کو شہید کر دیا جائے تو فلاں امیر ہوں گے تو یہ سن کر لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ہمیں ان سے مزید مستفید کیوں نہ ہونے دیا؟''

لشکر تیار ہو گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انہیں وداع کیا۔عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔لوگوں نے پوچھا: ''کیوں روتے ہو؟'' جواب دیا: ''میں دنیا کی محبت یا آپ کی دوستی کے لیے نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ یہ آیت پڑھ رہے ہیں:

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ (مریم:71)

''اور تم میں سے ہر شخص اُس پر سے گزرنے والا ہے۔یہ حتمی فیصلہ آپ کے ربّ پر لازم ہے''

میں نہیں جانتا کہ اس میں داخل ہونے کے بعد کس طرح نکلوں گا۔لوگوں نے لشکر کو وداع کرتے ہوئے کہا: ''اللہ آپ کے رفیقِ سفر ہوں اور آپ بامراد ہمارے پاس لائیں۔'' جب لوگ نکلنے لگے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یوں کہا:

انت الرسول فمن يُحرَم نوافلَه والوجهَ منه: فقدأزرى به القدرُ
فثبت الله ماآتاک من حسن فی المرسلين ونصرًا کالذی نُصروا
انی تفرستُ فيک الخير نافلة فراسةً خالفت فيها الذی نظروا

انھوں نے سفر شروع کر دیا اور شام کی سرزمین میں معان پر جا پڑاؤ کیا۔انہیں معلوم ہوا کہ بلقاء کے علاقے مآب میں ہرقل بھی ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ خیمہ زن ہے اور ان کی مدد کے لیے لخم وجذام اور قین وبلی کے ایک لاکھ عرب بھی جمع ہیں۔مسلمانوں نے معان میں دو رات تک قیام کیا اور اس مسئلے پر غور وفکر کرتے رہے۔ان کا خیال تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو حالات لکھ دیتے ہیں اور آپ ﷺ کے حکم کا انتظار کرتے ہیں مگر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے انہیں گرما دیا: ''جس چیز سے تم ڈر رہے ہو اسی کے لیے گھروں سے نکلے ہو۔تم شہادت کی تلاش میں ہو۔ہم کبھی تعداد اور قوت کے بل پر نہیں لڑتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ہم تو اس دین کی خاطر لڑتے ہیں لہٰذا آگے بڑھو۔ دو میں سے جو صورت بھی پیش آئے گی ہمارے حق میں بہتر ہوگی۔'' لوگوں نے کہا: ''واللہ! عبداللہ نے سچ کہا ہے۔'' چنانچہ انہوں نے پیش قدمی شروع کر دی اور بلقاء کے مشارف نامی قصبے میں روم و عرب کے لشکر سے ان کا سامنا ہوا۔ اسلامی لشکر موتہ کی جانب پیچھے ہٹ گیا اور یہیں خیمہ زن ہوا۔ فوج کے میمنہ پر قطبہ بن قتادہ العذری رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر عبادہ بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔ وہ دشمن کے نیزوں میں گھر گئے اور انہوں نے لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما اور اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور وہ کہتے تھے:

یاحبذا الجنة و اقترابها طيّبة وباردًا شرابُها

والروم روم قَدْدنا عذابها على اذا لا قيتُها ضرابُها

اسلام میں یہ پہلا گھوڑا تھا جس کی کونچیں کاٹی گئیں۔ انہوں نے قتال کیا حتی کہ ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑا اور قتال کیا حتی کہ وہ بھی کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا اپنے بازو میں تھامے رکھا حتی کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ انہیں تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اَسّی سے زائد زخم آئے تھے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم تھاما۔ انہوں نے اپنے نفس میں تردد محسوس کیا تو اسے مخاطب کر کے کہا:

أقسمت يانفس لتنزلنّه طائعة أو لتكرهِنّه

اذا أجلب الناس وشدوا الرنه مالي أراك تكرهين الجنة؟

قد طال ماكنت مطمئنه هل أنت الانطفةُ في شنه

ترجمہ: ''اے جان! خدا کی قسم! تجھے میدان میں لازماً اترنا ہے خواہ ناگواری کے ساتھ یا خوشی کے ساتھ۔ لوگوں نے جنگ بپا کر رکھی ہے اور نیزے تان رکھے ہیں تو میں تجھے جنت سے گریزاں کیوں دیکھ رہا ہوں؟ تو ایک عرصے سے اپنے دین پر مطمئن ہے۔ تو ہے کیا؟ مشکیزے میں ایک بُوند!''

چنانچہ وہ مقابلے کے لیے گھوڑے سے اتر پڑے۔ ان کا چچازاد بھائی گوشت کی ایک ہڈی لایا اور کہا کہ اس سے اپنی پیٹھ مضبوط کرو کیونکہ تمہیں سخت حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ انہوں نے ہڈی کو ایک بار نوچا، پھر لشکر میں سے قطبہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ سنا تو اپنے آپ سے کہا: ''تو ابھی دنیا میں ہے۔'' چنانچہ ہڈی کو پھینک دیا اور تلوار تھام کر آگے بڑھے اور قتال کیا۔ انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی شہید کر دیا گیا۔ مسلمانوں کو بڑا صدمہ پہنچا۔ ان سے قبل قطبہ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ انہیں مالک بن زافلہ نے قتل کیا تھا جو رومیوں کے معاون عربی لشکر کا قائد تھا۔ بنو عجلان کے ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا ما اور کہا: ''مسلمانو! اپنا کوئی متفقہ امیر بناؤ۔'' انہوں نے کہا: ''آپ ہیں۔'' جواب دیا: میں اہل نہیں ہوں۔'' چنانچہ لوگوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو متفقہ امیر منتخب کیا۔ انہوں نے جھنڈا پکڑا، دشمن کو پیچھے دھکیلا اور خود بھی پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تو دشمن اپنے علاقے میں واپس چلا گیا۔ آپ بھی قافلے کو ساتھ لے کر مدینہ کی راہ پر گامزن ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا واقعہ کی خبر دینا:

رسول اللہ ﷺ مدینہ میں معرکے کی تفصیل سے آگاہ کر رہے تھے گویا آپ ﷺ کسی ٹیلے پر سے اس کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔ آپ ﷺ کے لیے منبر رکھا گیا اور لوگوں کو جمع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لشکر کے بارے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ انہوں نے دشمن کا سامنا کیا ہے۔ زید کو شہید کر دیا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے ان کے لیے استغفار کہا۔ ان کے بعد جعفر نے جھنڈا پکڑا ہے، وہ دشمن پر حملہ آور ہوا ہے، اسے بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھاما ہے۔'' رسول اللہ ﷺ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ انصار کا چہرہ بدل گیا اور انہوں نے گمان کیا شاید عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کسی ناپسندیدہ کام کا ارتکاب ہوا ہے مگر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے دشمن سے قتال کیا ہے، انہیں بھی شہید کر دیا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں سونے کے تختوں پر جنت میں پہنچا دیا گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ عبداللہ کا تخت اپنے دو ساتھیوں سے زیادہ منقش ہے۔ میں نے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ چلا گیا، اس نے تردد کیا اور وہ دوبارہ چل پڑا۔'' جب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور جھنڈے کو ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ نے تھام کر کہا کہ مسلمانو! اپنا کوئی متفقہ امیر بناؤ اور انہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر اتفاق کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھاما ہے اور لوگوں کو بچا لائے ہیں۔'' اس دن سے خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مرّ بی جعفر البارحة فی نفر من الملائكة له جناحان مختضب القوائم بالدم

''گزشتہ رات فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ جعفر میرے پاس سے گزرے ہیں۔ ان کے دو بازو ہیں جن کے پر خون سے رنگین ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجہ کا بیان:

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف فرما ہوئے۔ میں اپنے کام کاج سے فارغ ہو چکی تھی۔ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو نہلایا اور انہیں تیل لگایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکڑا اور خوب پیار کیا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی خبر ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! انہیں آج شہید کر دیا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے اپنے گھر میں جا کر کہا: ''جعفر کے اہلِ خانہ کے لیے کھانا تیار کرو۔'' دینِ اسلام میں یہ عمل پہلی بار کیا گیا۔ لشکر جب واپس آیا اور مدینہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اپنے آگے بٹھایا۔ لوگوں نے لشکر پر مٹی پھینکنا شروع کر دی۔ وہ کہہ رہے تھے: جہاد سے بھاگنے والو! جہاد سے بھاگنے والو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لیسوا بالفرار ولکنهم الکرار ان شاء الله (البداية والنهاية 4/ 640)

''یہ بھاگنے والے نہیں ہیں بلکہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں ان شاء اللہ۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اُمرائے ثلاثہ زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شرف کا بیان ہے۔

2: جہاد اور حج وغیرہ جیسے نیک سفر کے لیے مسافر کو وداع کرنا مسنون ہے۔

3: عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے جہنم سے انتہائی خوف وخشیت کا بیان ہے۔

4: اس حقیقت کا بیان ہے جس کو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے منکشف کیا کہ مسلمان تعداد یا قوت کے بل پر نہیں بلکہ دین کے بل پر لڑتے ہیں چنانچہ اگر وہ نیکوکار، راست رو ہوں گے تو کامیاب ہوں گے ورنہ ناکام ہوں گے۔

5: اپنے نفس کو مخاطب کرنا اور اسے نیکی پر آمادہ کرنا مشروع ہے۔

6: رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اہلِ مدینہ کو جنگ کے حالات وواقعات سے آگاہ کیا گویا آپ ﷺ خود اس کی کمانڈ کر رہے ہیں اور اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور ان میں سے چھوٹی سے چھوٹی خبر بھی غلط نہ تھی۔ ان دنوں نہ وائرلیس تھا، نہ ریڈیو تھا اور نہ ہی ٹیلی فون تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی یہ اطلاعات اس حقیقت کی بہت بڑی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے شرف کا اور ان کے سیف اللہ لقب کے سبب کا بیان ہے۔

8: اُمرائے ثلاثہ خصوصاً جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر رسول اللہ ﷺ کے غم کا بیان ہے۔

9: اہلِ میت کے لیے کھانا تیار کرنا مشروع ہے کیونکہ وہ میت کے غم میں مبتلا اور ایک مصیبت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلا کھانا وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے آلِ جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کرایا تھا۔ گویا یہ قولی اور عملی سنت ہے۔

10: چھوٹے بچوں کو رحمت وشفقت کی غرض سے اٹھانا، انہیں پیار کرنا اور انہیں بوسہ دینا جائز ہے۔

گیارھواں واقعہ: غزوہ الفتح: فتح مکہ

اسباب:

صلح حدیبیہ کی دفعات کی رُو سے بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں داخل ہو گئے اور بنوبکر قریش کے عقد میں داخل ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسے ہوا کہ بنوخزاعہ کے ایک آدمی نے سنا کہ بنوبکر کا ایک شخص اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کر رہا ہے۔ اس نے مار کر اس کا سر پھوڑ دیا جس سے فتنہ کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ بنوبکر نے وتیر کے مقام پر بنوخزاعہ کے گھروں میں شب خون مارا۔ قریش نے ہتھیاروں اور سواریوں کے ساتھ بنوبکر سے تعاون کیا حتیٰ کہ قریش کی ایک جماعت نے چوری چھپے قتال بھی کیا جن میں صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو بھی شامل تھے۔ بچاؤ کے لیے بنوخزاعہ حرم میں چھپ گئے مگر بنوبکر نے حرم کا بھی احترام نہ کیا اور قتل وغارت کا سلسلہ جاری رکھا۔

قریش نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان قائم تھا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حلیف بنوخزاعہ کے خلاف بنوبکر کا ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ عمرو بن سالم خزاعی نکل کھڑا ہوا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کلام پیش کیا جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

اللهم انی ناشد محمدا   حلف ابيه و أبينا الأتلدا

فو الدًا كنا و كنت ولدا   ثمت أسلمنا فلم ننزع يدا

ترجمہ: ''الٰہی! میں محمد ﷺ کو اپنے اور آپ کے باپ کا قدیم عہد یاد دلاتا ہوں۔ آپ لوگ اولاد تھے اور ہم والد، ہم نے تابع داری اختیار کی اور کبھی ہاتھ نہ کھینچا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الی أن قال:

هم بيّتونا بالوتير هُجّدا فقتلوا ركعًا وسُجّدا

ترجمہ: ''انہوں نے ہم پر وتیر میں رات کو حملہ کیا اور رکوع وسجود کی حالت میں ہمیں قتل کیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو بن سالم! آپ کی مدد کی جائے گی۔'' ادھر بدیل بن ورقاء بھی بنوخزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوا تاکہ عمرو کی موافقت کریں۔ خزاعہ نے بدیل کو بلایا تو اس نے لبیک کہا اور غسل کر کے مدینہ کو نکل پڑا اور انہیں سارا واقعہ سنایا۔ قریش کے نقضِ عہد کا بتلا کر انہوں نے مکہ کا سفر شروع کر دیا۔ اس سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہہ چکے تھے:

كأنّي بابي سفيان قد جاء ليجدد الهدنة خوفاً ويزيد في المدة

''خوف کے مارے ابوسفیان عہد کی تجدید کرنے اور مدت بڑھانے کے لیے آیا ہی چاہتا ہے۔''

بدیل اپنی راہ پر جا رہا تھا کہ عسفان کے مقام پر اسے ابوسفیان ملا جو مدینہ جا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی فراست بالکل درست تھی۔ ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا: ''کہاں سے آ رہے ہیں؟'' اس نے کہا: ''خزاعہ کے ساتھ ساحل اور وادی میں گیا ہوا تھا۔'' اس نے پوچھا: ''محمد (ﷺ) کے پاس نہیں گئے تھے؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں!'' بدیل روانہ ہو گیا تو ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''اس کے اونٹ کی مینگنیاں دیکھو۔ اگر وہ مدینہ گیا ہے تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں ہوں گی۔'' انہوں نے ناقہ کی مینگنیاں دیکھیں تو ان میں گٹھلیاں تھیں۔ ابوسفیان چلتے چلاتے مدینہ پہنچ گیا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوا جو ابوسفیان کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے بستر سمیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا: ''تو نے مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا یا اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ ناپاک مشرک ہیں۔ میں پسند نہیں کرتی کہ آپ اس پر بیٹھیں۔'' اس نے کہا: ''میرے بعد تم بگڑ گئی ہو۔'' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے آپ ﷺ سے کلام کیا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا کہ وہ آپ ﷺ سے گفتگو کریں مگر انہوں نے جواب دیا: ''میں ایسا نہیں کر سکتا۔'' پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان سے کلام کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں رسول اللہ ﷺ سے تمہارے لیے سفارش نہیں کروں گا۔ اگر مجھے لکڑی کے سوا کچھ بھی دستیاب نہ ہو تو میں اس کے ساتھ بھی تم سے جہاد کروں گا۔'' اس کے بعد وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس بارے میں ان سے کلام کیا تو انہوں نے جواب دیا: ''واللہ! رسول اللہ ﷺ ایک کام کا ارادہ کر چکے ہیں، ہم ان سے بات نہیں کر سکتے۔'' اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''محمد (ﷺ) کی لختِ جگر! آپ اپنے بیٹے حسن کو کہیں کہ وہ لوگوں میں امن وامان کا اعلان کر دے۔ وہ عرب کا سردار کہلائے گا۔'' انہوں نے جواب دیا: ''میرا بیٹا ابھی اس عمر کو نہیں پہنچا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کوئی پناہ دے سکتا ہے۔'' اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''مسئلہ خراب ہو گیا ہے، آپ میری خیر خواہی کریں۔'' علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ بنو کنانہ کے سردار ہیں۔ لوگوں میں پناہ کا اعلان کر دیں اور واپس چلے جائیں۔''

چنانچہ ابوسفیان مسجد میں کھڑا ہو گیا اور اس نے اعلان کیا: ''لوگو! میں امن وامان اور پناہ کا اعلان کرتا ہوں۔'' پھر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور مکہ واپس چلا گیا۔ جو کچھ اس کے ساتھ پیش آیا اور جو علی رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا تھا اس نے قریش کو بتا دیا۔ انہوں نے جواب دیا: ''علی (رضی اللہ عنہ) نے صرف تجھ سے مذاق کیا ہے۔''

فتحِ مکہ کی تیاریاں:

رسول اللہ ﷺ نے قریش پر حملہ آور ہونے اور مکہ فتح کرنے کا پختہ عزم کر رکھا تھا کیونکہ قریش نے بڑے واضح انداز میں معاہدے کو سبوتاژ کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا اور اللہ سے دُعا فرمائی:

اللّٰهم خذ العيون والاخبار عن قريش حتى نبغتها في بلادها

''یا اللہ! قریش کے جاسوسوں سے محفوظ رکھنا اور ان کے شہر پر حملہ ہونے تک انہیں خبر نہ ہونے دینا۔''

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قریش پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کر چکے ہیں تو انہیں مکہ میں اپنے اہل وعیال یاد آ گئے جنہیں بچانے والا کوئی نہ تھا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد کرنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے قریش کے نام ایک خط لکھا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے پروگرام سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مزنی قبیلے کی ایک عورت کنود کو یہ خط دیا۔ اس نے خط پکڑا اور مکہ کی راہ پر گامزن ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا کہ اس کے مکہ پہنچنے سے پہلے ہی خط چھین لائیں۔ وہ عورت کی تلاش میں نکل پڑے۔ آخر کار اسے جا پایا اور خط اس سے چھین لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے قبولِ دُعا ہی کا نتیجہ تھا جس میں آپ ﷺ نے عرض کیا تھا کہ یا اللہ! قریش کے جاسوسوں سے بچائے رکھنا۔ حاطب رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کام کیوں کیا؟'' انہوں نے عرض کیا: '' واللہ! میں اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہوں، نہ میں مرتد ہوں نہ ہی منافق ہوں بلکہ ان کے درمیان میرے اہل و عیال ہیں، میرے رشتہ دار ہیں چنانچہ میں نے ان پر احسان کے لیے یہ کام کیا ہے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: '' یارسول اللہ ﷺ! مجھے حکم دیجئے میں اس کی گردن ماردوں۔ یہ منافق ہو چکا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: '' عمر!

إِنَّـهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (بخاری 3007)

آپ کو معلوم ہے کہ اللہ نے اہلِ بدر پر جھانک کر کہا ہو کہ اب جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔''

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا۟ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَن تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِى سَبِيلِى وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِى ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ (الممتحنۃ:1)

'' اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم اُن کے پاس محبت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے یقیناً اُس کا اُنہوں نے انکار کیا ہے۔ وہ رسول کو اور خود تمہیں اس بناء پر جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا طلب کرنے نکلے ہو (پھر بھی) تم چھپا کر اُن کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو تم اعلانیہ کرتے ہو۔ اور تم میں سے جو شخص بھی ایسا کرے گا یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ (1)''

مکہ کی طرف سفر:

رسول اللہ ﷺ نے کلثوم بن حصن غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر قائم مقام بنایا اور دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رمضان کی دس راتیں گزر چکی تھیں۔ راستے میں عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوالحلیفہ کے مقام پر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی جو ہجرت کر کے آ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ مدینہ میں اپنا قافلہ چھوڑ کر واپس آ جائیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "آپ آخری مہاجر ہیں اور میں آخری نبی ہوں۔" آپ ﷺ نے روزہ رکھا، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی روزہ رکھا مگر عسفان اور امج کے درمیان انہوں نے روزہ کھول دیا۔ جب آپ ﷺ نیق عقاب میں نزول فرماتے تھے تو ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابی امیہ آئے۔ وہ آپ ﷺ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے ان کے بارے میں کلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچازاد نے میری ہجو کی اور میرے پھوپھی زاد نے میرے متعلق جو کہا سو کہا۔" انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب سنا۔ ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا جعفر بھی تھا۔ ابوسفیان نے کہا: "واللہ! آپ ہمیں اجازت دے دیں گے یا میں اپنے اس لڑکے کے ساتھ جنگل میں چلا جاؤں گا اور ہم بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا دل نرم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا تو انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ابوسفیان نے اپنے اسلام اور اعتذار میں یہ کلام پیش کیا:

لعمرک انی یوم أحمل رایةً — لتغلب خیلُ اللات خیلَ محمد

لکا لمدلجِ الحیران اظلم لیلُه — فهذا أوانی حین أُهدَی فأهتدی

وهادٍ هدانی غیر نفسی ودلّنی — علی اللہ من طرّدته کلَّ مطرد

ترجمہ: "آپ کی عمر کی قسم! جس دن میں نے جھنڈا اٹھایا تھا کہ محمد (ﷺ) کے لشکر پر لات کا لشکر غالب آ جائے گا اس وقت میں رات کے مسافر کی طرح تھا جو اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے۔ اب مجھے سیدھا راستہ نظر آ گیا ہے اور میں اسی پر چل پڑا ہوں۔ مجھے کسی راہ نمانے راستے پر ڈال دیا ہے۔ اللہ کی جانب اس شخص نے میری راہنمائی کی ہے جس کو میں نے وطن سے نکال باہر کیا تھا۔"

ظہران میں:

قائدِ اعظم رسولِ اکرم ﷺ نے ظہران میں پڑاؤ ڈال دیا جو مکہ سے زیادہ دور نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے لشکر نے بھی پڑاؤ کیا جو دس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا اور جس کے مقدر میں ظفریاب ہونا لکھ دیا گیا تھا۔ اکثریت مہاجرین وانصار پر مشتمل تھی جب کہ باقی افراد جہینہ، غفار، مزینہ، سلیم، تمیم، اسد اور قیس سے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لشکر کی قوت کو دیکھ کر فرمایا: ''افسوس! قریش کے لیے ہلاکت ہے۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ نے ان پر حملہ کر دیا اور بزوران کے شہر میں داخل ہو گئے تو قریش کی ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی۔'' چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہوئے اور کہا: ''چل! شاید لکڑ ہارا یا کوئی شخص اپنی ضرورت سے مکہ میں داخل ہو رہا ہو تو میں اسے پیغام دوں کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر پہنچ چکا ہے لہٰذا وہ آپ ﷺ سے امن کے طالب ہوں۔'' وہ ادھر جا ہی رہے تھے کہ انہوں نے ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ کو گفتگو کرتے سنا۔ وہ حالات کا اندازہ لگا رہے تھے۔ انہوں نے لشکر کی آگ دیکھی جس نے اردگرد کو روشن کر رکھا تھا۔ ابوسفیان نے کہا: ''میں نے اس سے زیادہ آگ نہیں دیکھی ہے۔'' بدیل نے کہا: ''بنوخزاعہ کی آگ ہے۔'' ابوسفیان نے جواب دیا: ''بنوخزاعہ اس سے بہت تھوڑے ہیں۔'' عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''ابوحنظلہ ہیں؟'' اس نے پوچھا: ''ابوالفضل ہیں؟'' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں!'' اس نے کہا: ''خوش آمدید! میرے ماں باپ قربان ہوں! پیچھے کیا ہے؟'' عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''رسول اللہ ﷺ ہیں، دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ فروکش ہیں۔'' اس نے پوچھا: ''کیا حکم ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے امن دلائے دیتا ہوں ورنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ لگ گئے تو وہ گردن اڑا دیں گے۔'' وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا۔ اسے لے کر میں آپ ﷺ کی جانب چل پڑا۔ ہم کسی آگ سے گزرتے تو مسلمان ہمیں دیکھ کر کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ آپ ﷺ کے خچر پر سوار ہیں حتیٰ کہ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آگ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا: ''یہ ابوسفیان ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بلا کسی عہد و پیمان کے میرے سپرد کر دیا ہے۔'' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگ پڑے۔ میں نے بھی خچر کو ایڑ لگا دی اور ان سے پہلے پہنچ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: ''مجھے حکم دیجیے! میں اس کی گردن اڑا دوں۔'' میں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک پکڑا اور کہا: ''آج میرے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی شخص سرگوشی نہیں کرے گا۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں بڑا زور دیا تو میں نے کہا: ''عمر! ذرا صبر کرو۔ یہ عبد مناف سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا آپ اس کے قتل میں سرگرم ہیں۔ اگر یہ بنوعدی بن کعب سے ہوتا تو آپ ایسے نہ کرتے۔'' انہوں نے کہا: ''عباس ٹھہرو! اللہ کی قسم! جس دن آپ اسلام لائے ہیں آپ کا اسلام مجھے خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب ہے اگر وہ آج مسلمان ہوتا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے اسے پناہ دی۔ اس کو اپنے ساتھ لے جائیں اور صبح میرے پاس لائیں۔'' چنانچہ میں اسے اپنے ڈیرے پر لے آیا اور صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ویحک یاأبا سفیان ألم یان لک أن تعلم أنه لا اله الا الله؟ (البدایة والنهایة 4/685)

''ابوسفیان افسوس ہے! کیا ابھی تجھے یقین نہیں آیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

ویحک الم یأن بان لک ان تعلم انی رسول الله ؟

''افسوس ہے! کیا ابھی تجھے یقین نہیں آیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟''

اس نے کہا: ''میرے ماں باپ قربان ہوں! اس کے متعلق میرے دل میں کچھ شک ہے۔'' عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا: ''تجھ پر افسوس ہے! اس سے قبل کہ تمہاری گردن اڑا دی جائے حق کی گواہی دے دو۔'' چنانچہ اس نے شہادتِ حق کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اس کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نے بھی اسلام قبول کیا۔

قوت کا اظہار:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ابوسفیان کو اس راستے میں روک رکھیں جہاں سے لشکرِ اسلام گزرنے والا ہے تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے اسلام اور مسلمانوں کی قوت دیکھ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اذهب بابی سفیان فاحبسه عند خطم الجبل بمضیق الوادی حتی تمر علیه جنود الله

''ابوسفیان کو لے جائیں اور وادی کے کنگنائے پر پہاڑ کی نوک کے پاس روک رکھیں تا کہ اس پر خدائی فوجیں گزریں۔''

عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیان فخر کو پسند کرتا ہے۔ اپنی قوم کے بارے میں اسے کچھ رعایت دیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

فلیدخل مکة ولیقل : من دخل دار ابی سفیان فهو آمن ، ومن دخل دار حکیم بن حزام فهو آمن ، ومن دخل المسجد فهو آمن ، ومن اغلق بابه فهو آمن

''وہ مکہ میں جا کر یہ اعلان کر دے کہ جو شخص اس کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں ہوگا، جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں ہوگا، جو شخص مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے گا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن میں ہوگا اور جو اپنے دروازے کو بند کر رکھے گا وہ امن میں ہوگا۔''

عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوسفیان کو پہاڑ کی نوک پر کھڑا کر دیا۔ سامنے سے قبائل گزر رہے تھے۔ اس نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''اسلم۔'' اس نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''جھینہ۔'' اس نے کہا: ''جھینہ کے ساتھ میری عداوت نہیں ہے۔'' حتی کہ مہاجرین وانصار کی مسلح فوج میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ انہوں نے اپنے سارے جسم کو لوہے سے ڈھانپ رکھا تھا، صرف آنکھیں ہی دکھائی دیتی تھیں۔ اس نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ مہاجرین وانصار کے جلو میں ہیں۔'' اس نے کہا: ''آپ کے بھتیجے کی بادشاہت بڑی عظیم ہو چکی ہے۔'' میں نے کہا: ''تجھ پر افسوس ہے! یہ نبوت کا کرشمہ ہے۔'' اس نے کہا: ''بالکل۔'' میں نے کہا: ''اب جلدی سے اپنی قوم کے پاس جاؤ اور اس کی فکر کرو۔'' ابوسفیان مکہ پہنچا۔ اس کے ساتھ حکیم بن حزام بھی تھا۔ اس نے مسجد میں جا کر اعلان کر دیا: ''گروہِ قریش! تمہارے پاس محمد (ﷺ) اتنا بڑا لشکر لا رہا ہے کہ تم اس کا سامنا نہیں کر سکتے ہو۔'' انہوں نے پوچھا: ''اب کیا کریں؟'' اس نے کہا: ''جو میرے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے امن ہے، جو مسجد میں داخل ہو جائے گا اسے امن ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے گا اسے بھی امن ہے۔'' پھر کہا: ''اے گروہِ قریش! مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے۔'' اس کی اہلیہ ہند اس کے سامنے آئی تو ابوسفیان نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو مسلمان نہیں ہوگی تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ جا گھر میں داخل ہو جا۔ چنانچہ اس نے ابوسفیان کو چھوڑ دیا اور گھر چلی گئی۔

مکہ میں دستوں کا داخلہ:

رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے ذوطویٰ پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے اونٹنی کو روکا اور لشکر کو ترتیب دیا۔ آپ ﷺ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بعض ساتھیوں کے ساتھ مکہ کے زیریں حصہ سے داخل ہوں اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بعض سپاہیوں کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ سے داخل ہوں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: ''آج کا دن بڑی جنگ کا دن ہے، آج کعبہ میں بھی جنگ حلال ہے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! سعد کو سنا ہے! وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمیں خوف ہے کہ وہ قریش میں تباہی مچا دیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جا کر سعد سے جھنڈا پکڑو اور تم اس کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔'' خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر کے میمنہ پر مقرر تھے اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ میسرہ پر تھے۔ آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بعض سپاہیوں کے ساتھ زیریں جانب سے مکہ میں داخل ہوں۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اس پیادہ صف پر مقرر تھے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے مکہ کو جا رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا فضل و کرم دیکھا تو ربّ کے سامنے تواضع کے لیے اتنا جھک رہے تھے کہ داڑھی کے بال پالان کی لکڑی سے لگ رہے تھے۔ آپ ﷺ ظالم فاتحین کے انداز میں داخل نہیں ہوئے جو غرور و تکبر کا اظہار کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے اُمراء کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ صرف انہی سے لڑیں گے جو ان سے لڑائی کرے گا۔ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند افراد کے ساتھ خندمہ میں جمع تھے تا کہ جنگ کریں۔ مسلمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں وہاں پہنچے تو ان کے ساتھ ایک معمولی جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں قریش کے قریباً تیرہ افراد کو قتل کر دیا گیا۔ چنانچہ انہیں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں میں سے کرز بن جابر رضی اللہ عنہ اور حبیش بن خالد رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا کیونکہ جس راستے پر خالد رضی اللہ عنہ جا رہے تھے وہ اس راستے سے بھٹک گئے تھے۔

خیمے سے مسجدِ حرام تک:

رسول اللہ ﷺ کے لیے حجون کے مقام پر ایک خیمہ لگایا گیا تھا۔ اب آپ ﷺ خیمے سے نکل کر مسجدِ حرام کی جانب آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے پہلو میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ آپ ﷺ سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ سورۃ الفتح کی تلاوت کر رہے ہیں۔ بیت اللہ پہنچ کر آپ ﷺ نے ناقہ پر ہی سات چکروں میں طواف کیا اور اپنی کمان کے ساتھ حجرِ اسود کا اِستلام کیا۔ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بُت تھے۔ آپ ﷺ اسی کمان کے ساتھ بتوں کو ٹھوکر لگاتے اور وہ گرتے جاتے تھے۔ آپ ﷺ پڑھتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط وَمَا يُبْدِئُ الْبٰطِلُ وَمَا يُعِيد (بخاری 4720)

''حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ باطل جانے والی ہی چیز ہے۔''

بیت اللہ کے اندر تصویریں تھیں۔ آپ ﷺ کے حکم سے انہیں نکال کر دوسرے تمام بتوں کے ساتھ توڑ دیا گیا۔ آپ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے، نماز ادا کی اور اس کے تمام کونوں میں اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ باہر آئے اور مسجدِ حرام میں بیٹھ گئے جیسے چاند اپنے ہالے میں ہوتا ہے۔ آنکھیں دیکھ رہی تھیں اور دل دھڑک رہے تھے۔

مظاہرِ کرم:

بابِ کعبہ پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (بخاری4114)

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دیا ہے، اپنے بندے کی مدد کی ہے اور تنہا ہی لشکروں کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔"

ألا كل مأثره أودم أومال يدعى فهو موضوع تحت قدمي هاتين الا سدانة البيت وسقاية الحاج . ألا وقتيل الخطأ شبه العمد بالسوط والعصا ففيه الدية مغلظة مائة من الابل، أربعون منها في بطونها أولادها، يامعشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالآباء، الناس من آدم وآدم من تراب . (البداية والنهاية4/696)

"سنو! جاہلیت کا اعزاز مال اور خون کا دعویٰ میرے قدموں کے نیچے ہے البتہ بیت اللہ کی کلیسا برادری اور حاجیوں کو پانی پلانے کا اعزاز باقی ہے۔ سنو! قتلِ خطا شبہِ عمد میں دیت سو اونٹ وصول کی جائے گی جو ڈنڈوں اور کوڑوں سے ہو جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ گروہِ قریش! اللہ نے تم سے جاہلانہ تکبر اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تمام لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے۔"

آپ ﷺ نے تلاوت کی:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿13﴾ (الحجرات:13)

"اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہیں قومیں اور برادریاں بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، بہت باخبر ہے۔"

پھر فرمایا: "گروہِ قریش! تمہارا کیا خیال ہے؟ میں تم سے کیسا سلوک کروں گا؟" انہوں نے کہا: "آپ ﷺ بہتر سلوک کریں گے، آپ ﷺ معزز بھائی ہیں اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ تم سب آزاد ہو۔" آپ ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ ﷺ کے قابو میں دے دیا تھا۔ مجرمین پر قدرت کے بعد آپ ﷺ نے عفو و درگزر کی مثال قائم کر دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ

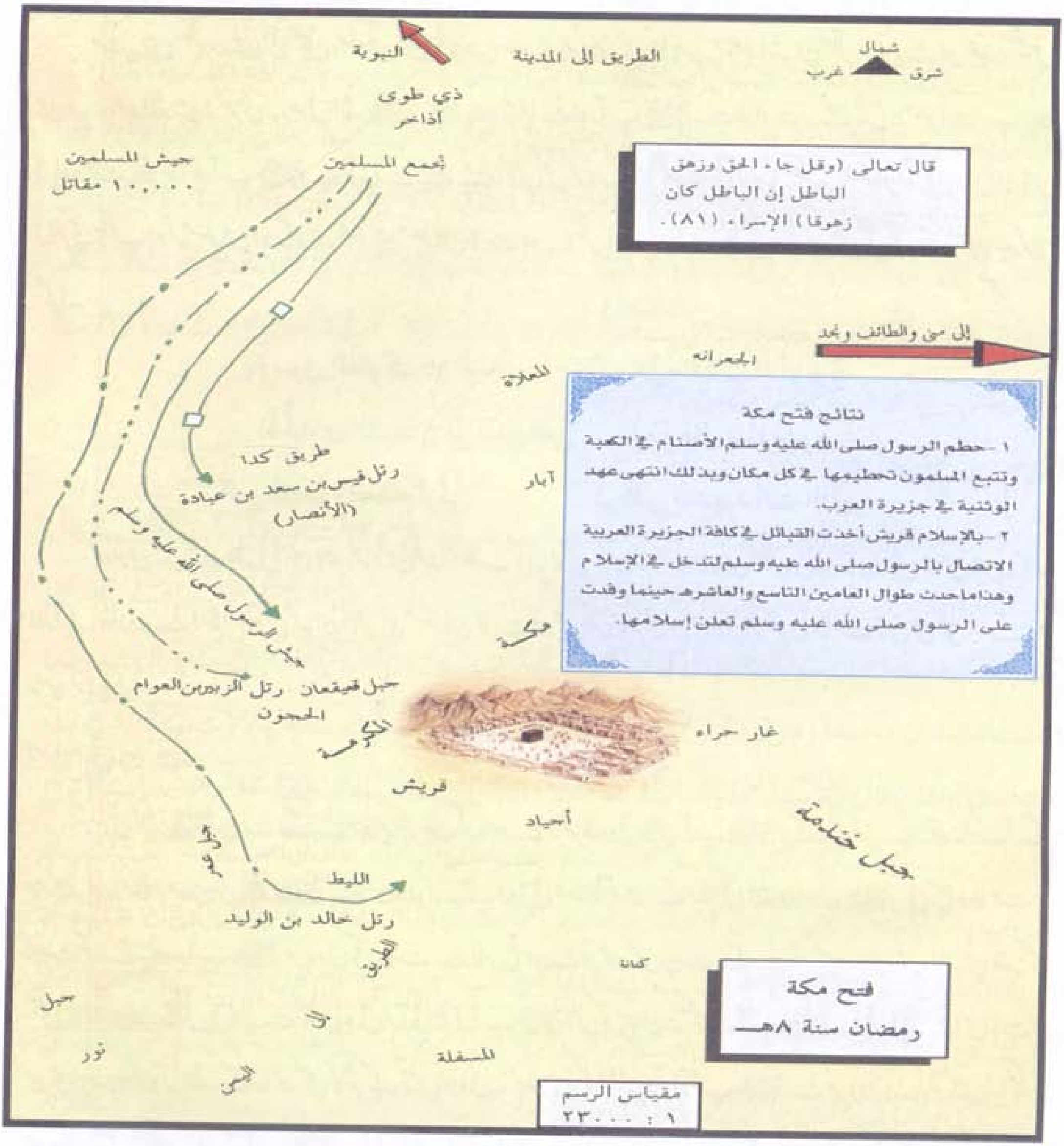

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھ مجرمین:

اس عام معافی سے آٹھ مرد اور چار عورتیں خارج تھیں:

مرد یہ ہیں: عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن ابی امیہ، سعد بن عبداللہ بن ابی سرح، عبداللہ بن خطل، حویرث بن نقیذ، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن زبعری۔ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے اور آپ ﷺ سے عداوت رکھنے میں یہ حضرات سب سے زیادہ سخت تھے چنانچہ آپ ﷺ نے توبہ سے پہلے پہلے انہیں قتل کر دینے کا حکم جاری کر دیا۔ عکرمہ، صفوان، ابن سرح اور ابنِ زبعری تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے مگر باقی چار افراد کو کفر کی حالت میں قتل کر کے جہنم رسید کر دیا گیا۔

یارسول الملیک ان لسانی   راتقٌ مافتقتُ اذ أنا بُورُ

اذْ أُباری الشیطان فی سَنَنِ الغيِّ   ومَنْ مالَ میلَه مثبورُ

آمن اللحمُ والعظامُ لربّی   ثم قلبی الشهید أنت النذیر

عورتوں میں سے عتبہ کی بیٹی ہند، عمرو بن عبدالمطلب کی باندی سارہ اور عبداللہ بن خطل کی دو خادمائیں شامل ہیں۔ ہند اور ایک خادمہ نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوئیں مگر دوسری دو عورتوں کو کفر کی حالت میں ہی قتل کر کے جہنم رسید کر دیا گیا۔

اسلام کی بیعت:

رسول اللہ ﷺ بیعت کے لیے صفا پر تشریف فرما ہوئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے نیچے کھڑے تھے۔ لوگ آگے بڑھتے اور اسلام پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتے۔ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ و رسول ﷺ کی سمع وطاعت پر بیعت کرتے تھے۔ آپ ﷺ مَردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتیں بیعت کے لیے آئیں۔ ان میں ہند بن عتبہ بھی تھی جو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجہ سے بھیس بدل کر آئی تا کہ آپ ﷺ اس کو پہچان نہ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس بات پر میری بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گی۔'' ہند نے کہا: ''یہ اقرار آپ ﷺ نے مَردوں سے تو نہیں لیا لیکن بہر حال ہمیں منظور ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم چوری نہیں کرو گی۔'' اس نے کہا: ''میں ابوسفیان کے مال سے تھوڑا بہت چرایا کرتی تھی۔'' ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جو گزر چکا وہ آپ کو معاف ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''ہند ہے؟'' اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: ''پیچھے جو کچھ ہو چکا ہے وہ معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم زنا نہیں کرو گی؟'' ہند نے کہا: ''کیا آزاد عورت بھی زنا کر سکتی ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی؟'' اس نے کہا: ''ہم نے انہیں بچپن میں پالا اور بڑا ہونے پر آپ ﷺ نے انہیں بدر میں قتل کر دیا۔ آپ جانیں اور وہ جانیں۔'' یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ ہنس پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے پر بہتان نہ باندھو گی؟'' اس نے کہا: ''بہتان بازی بہت بُری حرکت ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی میں تم نافرمانی نہیں کرو گی؟'' اس نے کہا: ''ہم اس مجلس میں یہ ارادہ لے کر حاضر نہیں ہوئی ہیں کہ آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان سے بیعت لے لو'' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کو چھوا اور نہ اس سے مصافحہ کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کو اپنی ازواج یا محرم کے علاوہ کسی عورت نے کبھی چھوا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کے لیے اِستغفار کیا۔

اسلام سے پہلے کا انسان:

رسول اللہ ﷺ جب مَردوں اور عورتوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو نمازِ ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ قریشِ مکہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور چھتوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے امان طلب کی تھی اور بعض وہ تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اذان کے دوران جب بلال رضی اللہ عنہ نے **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کہا تو جویریہ بنت ابی جہل نے کہا: ''اللہ نے میرے باپ کو عزت سے نوازا ہے کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر بلال رضی اللہ عنہ کے (نعوذ باللہ) ہینگنے کے وقت موجود نہیں ہیں۔ اللہ نے محمد ﷺ کا ذکر بلند کر دیا ہے البتہ ہم نماز ادا کریں گے لیکن اس کو پسند نہیں کریں گے جنہوں نے ہمارے پیاروں کو قتل کیا۔'' خالد بن اسد نے کہا: ''اللہ نے میرے ماں باپ پر کرم کیا ہے کہ انہوں نے آج کا دن نہیں دیکھا ہے۔'' حارث بن ہشام نے کہا: ''کاش! میں اس دن سے پہلے ہی مر چکا ہوتا۔'' ان کے علاوہ بھی کئی حضرات نے ایسے ہی کہا لیکن جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ ان کے دل ایمان کے نور سے روشن ہو گئے اور جہل و کفر کا اندھیرا ختم ہو گیا جس کی وجہ سے انہوں نے کفریہ کلمات میں سے کہا جو بھی کہا کہ ایک مسلمان پھانسی چڑھ جانا یا کٹ جانا تو پسند کر سکتا ہے مگر ایسے کلمات زبان سے ادا کرنا قطعاً گوارہ نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرت کا تذکرہ:

ا۔حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کے بالائی علاقے میں نزول فرماتے تھے تو میرے سسرال بنومخزوم سے دو آدمی بھاگ کر میرے پاس آ گئے۔ان کا نکاح ہبیرہ بن ابی وہب سے ہوا تھا۔وہ کہتی ہیں کہ میرے بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا:''واللہ!میں ان دونوں کو لازماً قتل کر دوں گا۔''میں نے اپنے گھر کا دروازہ ان پر بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔آپ ﷺ اس وقت مکہ کے بالائی جانب نزول فرما تھے۔میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک ٹب میں غسل کر رہے ہیں جس میں آٹے کا نشان تھا اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے سے آپ ﷺ کو اوٹ کر رکھی تھی۔آپ ﷺ نے غسل کیا اور چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:''اُم ہانی کو خوش آمدید!کیسے آنا ہوا؟''میں نے آپ ﷺ کو اپنے دیوروں اور علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ فَلَا يقتلهما (احمد27430)

''جسے آپ نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی اور جسے آپ نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی۔ وہ انہیں قتل نہیں کر سکتے۔''

ب۔رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور عثمان بن ابی طلحہ کو بلایا۔اس سے چابی حاصل کی،کعبہ میں داخل ہوئے،اس میں نماز پڑھی اور تصویریں اور صورتیں باہر نکال دیں۔چابی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ!پانی پلانے کے ساتھ ساتھ کعبہ کی کلید برداری بھی عنایت کر دیں۔''آپ ﷺ نے پوچھا:''عثمان بن طلحہ کدھر ہیں؟''انہیں بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''عثمان!یہ آپ کی کنجی ہے۔آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے۔''

ج۔فتحِ مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ طواف کر رہے تھے۔فضالہ بن عمیر طواف کے دوران ہی آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔وہ آپ ﷺ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا:''فضالہ ہے؟''اس نے جواب دیا:''جی ہاں یارسول اللہ ﷺ!فضالہ ہوں۔''آپ ﷺ نے پوچھا:''اپنے دل میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟''اس نے کہا:''کچھ بھی نہیں،میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔''رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:''یااللہ!معاف فرمائیں۔''پھر آپ ﷺ نے فضالہ کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا حتی کہ اس کے دل کو سکون آ گیا۔فضالہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے سے جونہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا ہاتھ اٹھایا، اللہ کی تمام مخلوق میں سے آپ ﷺ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ فضالہ کا بیان ہے کہ میں اپنے گھر کو چل دیا۔ راستے میں ایک عورت کے پاس سے گزرا جس سے میں باتیں کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا: آؤ باتیں کریں تو میں نے انکار کر دیا اور اس سے کہا:

قالت: هلمّ الى الحديث، فقلتُ: لا بأبى عليك اللهُ والاسلامُ

لوما رأيت محمدًا وقبيله بالفتح يوم تكسّر الأصنامُ

لرأيت دين الله أضحى بيّنًا والشرك يغشى وجههُ الاظلامُ

ترجمہ: "اس نے کہا: آؤ چند منٹ باتیں کریں۔ میں نے کہا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسلام نے باتیں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ فتحِ مکہ کے دن جب بتوں کو ریزہ ریزہ کیا جا رہا تھا۔ اگر تو محمد اور اس کی جماعت کو دیکھتی تو تجھے معلوم ہو جاتا کہ اللہ کا دین غالب ہو گیا ہے اور شرک کے چہرے کو اندھیروں نے ڈھانپ رکھا ہے۔"

د۔ فتحِ مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب مسجدِ حرام میں داخل ہوئے رمضان کی بیس تاریخ تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی ابوقحافہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: "آپ نے بزرگ کو گھر میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ میں خود گھر میں ان کے پاس آ جاتا۔" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ چل کر ان کے پاس جائیں اس سے زیادہ ان کا حق بنتا ہے کہ یہ چل کر آپ ﷺ کے پاس آئیں۔" رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا، ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: "مسلمان ہو جاؤ۔" وہ مسلمان ہو گئے تو آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ان کے بال تبدیل کر دو اور سیاہی سے اجتناب کرنا۔" ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بال سفید ہو چکے تھے گویا ان کا سر ثغامہ درخت کی مانند ہے۔

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: عہد شکنی کے انجام کا بیان ہے۔

2: جو عورت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط لے کر جا رہی تھی آپ ﷺ نے اس کے بارے میں بتایا اور اس جگہ کا بھی بتایا جہاں وہ پہنچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکی تھی کہ وہ خاخ کا باغ ہے۔ آپ ﷺ کے اس علم میں نبوت جلوہ گر ہے۔

3: اہلِ بدر کی فضیلت کا بیان ہے جو عتاب کے بعد حاطب رضی اللہ عنہ کی معافی سے ظاہر ہوتی ہے۔

4: رمضان میں سفر کرنا جائز ہے اور اس میں روزے رکھنا اور چھوڑ دینا برابر ہے۔

5: دشمن کے خلاف تعمیہ کے مشروع ہونے کا بیان ہے۔

6: لشکروں کی قیادت اور تعاون کے ثبوت میں آپ ﷺ کے کمالات کا بیان ہے۔

7: قوت کے اظہار سے دشمن کو خوف زدہ کرنا مشروع ہے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال:60)

''قوت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے مہیا رکھو۔ تم اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو۔''

8: لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کرنا مشروع ہے جس کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو چند کلمات عطا فرمائے جو ان کے فخر و اعزاز کا باعث بن گئے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بہ آواز بلند ان کا اعلان کر دیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا اسے امن ہے، جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے گا اسے امن ہے اور جو اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند رکھے گا اس کو بھی امن ہے۔

9: اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام پر شکریہ کے انداز رسول اللہ ﷺ کے تواضع کا بیان ہے۔ آپ ﷺ مکہ میں اس قدر جھک کر داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کی داڑھی ناقہ کے پالان کو چھو رہی تھی۔ یہ اللہ کے لیے آپ ﷺ کا تواضع اور خشوع تھا حالانکہ آپ ﷺ فتح مند اور ظفریاب تھے۔ سفاک، ظالم اور جابر فاتحین کے انداز میں داخل نہیں ہوئے جو کمزوروں پر ظلم کرتے اور ضعیفوں کا خون بہاتے ہیں۔

10: رسول اللہ ﷺ کے عظیم ترین عفو و درگزر کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے قریش جیسے دیرینہ دشمن کو بھی معاف فرما دیا اور چار مَردوں اور دو عورتوں کے سوا کسی کو قتل نہ کرایا۔ انہوں نے بھی اسلام کو چھوڑ دیا تھا۔

11: رسول اللہ ﷺ کے کمالِ انصاف اور کمالِ وفا کا بیان ہے جو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ کی کلید عثمان بن ابوطلحہ کو واپس کر دی اور طلب کرنے کے باوجود علی رضی اللہ عنہ کو نہ دی حالانکہ وہ آپ ﷺ کے خونی عزیز تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12: بتوں، صورتوں اور تصویروں کو توڑنا اور اللہ کے گھر مسجدوں سے انہیں دور کرنا مشروع ہے۔

13: اسلام میں پناہ کے اصول کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اُم ہانی! جسے آپ نے پناہ اور امان دی ہے اس کو ہم نے بھی پناہ اور امان دی ہے۔"

14: اسلام پر بیعت کرنا واجب ہے جو استطاعت کے مطابق اللہ و رسول ﷺ کی اور معروف میں اُمراء و حکام کی اطاعت کا نام ہے۔

15: رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہو گیا جسے ایک شخص نے طواف کے دوران آپ ﷺ کو دھوکہ دینے کے لیے دل میں چھپا رکھا تھا۔ اس میں بھی آپ ﷺ کی نبوت کی علامت جلوہ گر ہے۔

16: رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کی عزت و تکریم کا بیان ہے۔ یہ بڑا عظیم الشان گھرانہ ہے کیونکہ یہی وہ واحد گھرانہ ہے جس کے ماں باپ، بیٹی بیٹوں سب نے اسلام قبول کیا ہے۔

17: سر کے بال ہوں یا داڑھی کے انہیں رنگنے کے جواز کا بیان ہے البتہ سیاہ رنگ منع ہے۔

بارھواں واقعہ: غزوۂ خالد بنی جذیمہ

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ پر غلبہ نصیب فرما دیا تو آپ ﷺ نے مکہ کے ارد گرد بعض سرایا کو روانہ کیا تاکہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی ایک سریے کا امیر بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ انہوں نے بنو جزیمہ کے غمیصاء نامی کنوئیں پر پڑاؤ ڈال دیا۔ زمانۂ جاہلیت میں جزیمہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے والد عوف بن عبد عوف اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا فاکہ بن مغیرہ کو قتل کیا تھا جو یمن سے تجارت کر کے واپس آ رہے تھے۔ بنو جزیمہ نے انہیں قتل کر کے مال پر قبضہ کیا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں کے ساتھ اس کنوئیں پر پڑاؤ کیا تو بنو جزیمہ نے اسلحہ اٹھایا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "اسلحہ رکھ دو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔" انہوں نے اسلحہ رکھ دیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو انہیں باندھ دیا گیا۔ پھر انہیں تلوار پر پیش کیا گیا اور ان میں سے اکثریت کو قتل کر دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے دستِ سوال دراز فرمایا اور کہا:

اللهم انی أبرأ اليک مما صنع خالد بن الوليد (البداية والهاية 4/709)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یا اللہ! خالد نے جو کیا ہے میں اس سے لاتعلق ہوں۔"

پھر آپ ﷺ نے مال دے کر علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کا معاملہ دیکھیں اور انہیں دیت ادا کریں حتی کہ کتے کے برتن کا نقصان بھی پورا کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اضافی مال بچ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تمہارا کوئی نقصان یا خون باقی رہ گیا ہے؟" انہوں نے کہا: "نہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ کی جانب سے میں تمہیں احتیاطاً یہ مال بھی دے رہا ہوں۔" چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو یہ بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔"

خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تکرار ہوئی تو خالد رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کرتے ہوئے کہا: "اللہ کا فیصلہ ہو کر ہی رہتا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے خواب میں بھی یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے دیکھا ہے کہ میں نے حلوے کا ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالا ہے۔ اس کا ذائقہ بڑا لذیذ تھا۔ میرے حلق میں کچھ اٹک گیا اور میں اس کو نگل نہ سکا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور اس کو باہر نکال دیا۔" ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یا رسول اللہ ﷺ! اس سے مراد وہ سرایا ہیں جو آپ ﷺ روانہ کرتے ہیں۔ بعض سرایا ایسی خبر لاتے ہیں جس سے آپ ﷺ خوش ہو جاتے ہیں اور جس سریے میں مشکل پیش آتی ہے آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو مسئلہ آسان ہو گیا۔"

نتائج و عبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج و عبر ہیں:

1: فتحِ مکہ کے بعد بھی پہلے کی مانند اسلام کی برابر دعوت دینا واجب ہے۔

2: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اِقدام میں اِجتہادی خطا کا بیان ہے۔ چونکہ ان کے پاس اس کی تاویل موجود تھی لہٰذا ان کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

3: اس کا بیان ہے کہ خواب حق ہوتے ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب کی تاویل کا ملکہ حاصل تھا۔

4: علی رضی اللہ عنہ کی کامیابی کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: "تو نے اچھا کیا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح کے بعد دو اہم واقعات

1: عباس بن مرداس کا قبولِ اسلام:

عباس کے والد مرداس کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اس کا نام ضمار تھا۔ عباس جب بھی اپنے باپ کے پاس آتا، باپ اس سے کہتا: ''پیارے بیٹے! ضمار کی عبادت کیا کرو۔ یہ آپ کو فائدہ بھی دیتا ہے اور نقصان بھی پہنچاتا ہے۔''

عباس ایک دن ضمار کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کے پیٹ سے یہ اعلان ہوا:

قُلْ للقبائل منْ سليم كُلّها — أَوْدَى ضَمَارِ، عاش أهلُ المسجد

ان الذی ورث النبوة والهدی — بعد ابن مريم من قريش ،مُهتدی

أودی ضمار وكان يُعْبَدُ مرة — قبل الكتاب الی النبی محمدِ

ترجمہ: ''سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ ضمار ہلاک ہوا اور اہلِ مسجد زندہ ہوئے۔ ابنِ مریم کے بعد جو شخص ہدایت و نبوت کا وارث بنا ہے بلاشبہ وہ قریش کا ہدایت یافتہ ہے۔ ضمار ہلاک ہو گیا ہے۔ نبی محمد پر کتاب نازل ہونے سے پہلے اس کو پوجا جاتا تھا۔''

عباس نے ضمار کو توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا۔

2: عزیٰ کا اِنہدام:

رمضان کے آخری ہفتے رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ آپ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ عزیٰ کو گرا دیں۔ عزیٰ طائف اور مکہ کے درمیان مقامِ نخلہ پر واقع ایک گھر کا نام تھا جس کا دربان بھی تھا۔ اس دربان کو جب خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا کہ آپ رضی اللہ عنہ اسے گرانے آ رہے ہیں تو اس نے عزیٰ کے گلے میں تلوار لٹکا دی اور اس کو مخاطب کر کے کہا:

أيا عُزّشدی شدةً لاشوَی لهما — علی خالد ألقی القناعَ وشمّری

جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو دربان نے کہا: ''تجھ پر عزیٰ کا غضب ہوگا۔'' ایک سیاہ فام حبشیہ واویلا کرتی ہوئی ننگی باہر آئی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، بت کو توڑ دیا اور گھر کو گرا دیا جس میں یہ بت رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عزیٰ ہے جس کو کبھی نہیں پوجا جائے گا۔''

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سواع کو منہدم کیا جو رہاط کے مقام پر ہذیل کا بت تھا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑا تو اس کا دربان مسلمان ہو گیا۔ سعد بن زید رضی اللہ عنہ نے منات کو توڑ گرایا جو مشلل کے مقام پر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ ہوازن / حنین

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں واقعہ: غزوۂ ہوازن

مکہ فتح ہوئے رمضان کا پورا مہینہ گزر چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ میں ہی تھے۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہوازن نے فتحِ مکہ کا سنا ہے اور بنونصر بن معاویہ کے مالک بن عوف نے انہیں جمع کیا ہے۔ وہ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ فتحِ مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ان پر حملہ کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پر حملہ آور ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہے لہٰذا مشورہ یہ ہے کہ ہم اس پر حملہ کر دیں اس سے پہلے کہ وہ ہم پر حملہ کریں۔ چنانچہ ان کے پاس ثقیف قبیلہ آیا جس کی قیادت قبائلی سردار قارب بن اسود کر رہا تھا۔ بنو مالک میں سے سُبیعب بن حارث اور ان کا سردار احمر بن حارث آیا۔ قیس عیلان میں سے نصر، جشم اور سعد بن بکر کے علاوہ کوئی نہ آیا۔ بنو ہلال کے چند افراد آئے۔ کعب اور کلاب میں سے کوئی نہ آیا۔ جشم میں سے درید بن صمہ آیا جو عقل مند اور صاحب رائے بزرگ تھا۔

مناسب مشورہ جو قبول نہ ہوا:

مالک بن عوف جس وقت رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے نکلا تو وہ جنگجو مردوں کے ساتھ عورتیں، بچے اور مویشی بھی کھینچ لایا۔ انہوں نے اوطاس میں قیام کیا تو درید بن صمہ نے پوچھا: ''تم کس وادی میں ہو؟'' انہوں نے کہا: ''اوطاس میں اترے ہیں۔'' اس نے کہا: ''گھوڑوں کی جولان گاہ کے لیے یہ بہت اچھا میدان ہے۔ نہ اتنا سخت ہے جس سے گھوڑے زخمی ہوں اور نہ اتنا نرم ہے کہ پاؤں دھنس جائیں۔'' اس نے پوچھا: ''اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے ہینگنے، بچوں کے رونے اور بکریوں کے منمنانے کی آوازیں کیوں آ رہی ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''مالک بن عوف سپاہیوں کے ساتھ انہیں بھی کھینچ لایا ہے۔'' اس نے کہا: ''مالک! اس دن کا اثر بعد کے دنوں پر بھی پڑے گا۔ تو نے یہ کام کیوں کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''انہیں اس غرض سے کھینچ لایا ہوں تاکہ وہ اپنے اہل و عیال کے لیے خوب لڑیں۔'' درید نے کہا: ''بکریوں کے چرواہے ہی ہو۔ بھلا شکست خوردہ کو کوئی شے روک سکتی ہے؟ اگر آپ غالب آتے ہیں تو نیزے اور تلوار کا ایک ایک شخص ہی کافی ہے اور اگر آپ شکست کھاتے ہیں تو یہ صرف شکست ہی نہ ہوگی بلکہ اہل و عیال کے ضیاع کی ذلت اس پر مستزاد ہے۔'' پھر اس نے پوچھا: ''کعب و کلاب کا کیا ہوا؟'' انہوں نے کہا: ''ان میں سے ایک شخص بھی اس جنگ میں شریک نہیں ہوا ہے۔'' اس نے کہا: ''خوش بختی اور لازمی جدوجہد غائب ہے۔ اگر غلبے اور رفعت کی امید ہوتی تو وہ غائب نہ ہوتے۔ کاش! تم بھی وہ کرتے جو کعب اور کلاب نے کیا ہے۔'' پھر اس نے کہا: ''مالک! جو آپ کے ساتھ ہیں ان کو بلند جگہوں پر چڑھا دو۔ پھر اونٹوں کی پیٹھ پر ان بے دینوں کا مقابلہ کرو۔ اگر تجھے غلبہ ہوا تو وہ تمہارے ساتھ مل جائیں گے جو تمہارے پیچھے ہیں اور اگر تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغلوب ہوئے تو اپنے اہل اور مال کو بچا سکو گے۔''

مالک نے کہا: ''واللہ! میں ایسا نہیں کروں گا۔ تم عمر رسیدہ ہو اور تمہارا علم بھی بوسیدہ ہے۔ اے گروہِ ہوازن! اللہ کی قسم! تم ضرور میری اطاعت کرو گے ورنہ میں اپنی تلوار اپنے جسم سے پار کر دوں گا۔'' اس نے درید کا مشورہ قبول نہ کیا۔ پھر مالک نے کہا: ''لوگو! جب دشمن کو دیکھو تو اپنی تلواروں کی نیامیں توڑ دینا اور پوری قوت کے ساتھ یک بارگی حملہ کر دینا۔''

جاسوس ملائکہ دیکھتے ہیں:

مالک بن عوف نے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے جاسوس بھیجے۔ وہ اعضاء دریدہ اور مخبوط الحواس ہو کر واپس آئے۔ اس نے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' انہوں نے کہا: ''ہم نے سفید رنگ کے آدمی دیکھے جو چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ واللہ! ہم خود کو اس حال سے بچا نہیں سکے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔'' وہ یہ دیکھ کر بھی باز نہ آیا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے قتال کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ جاسوسوں نے جو آدمی دیکھے تھے وہ دراصل فرشتے تھے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (التوبۃ:26)

''پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی سکینت نازل فرمائی۔ اور ایسے لشکر اُتارے جنہیں تم نے نہیں دیکھا۔''

اس کا مطلب ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرشتوں کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ میدانِ جہاد میں موجود تھے۔

ہوازن کی جانب پیش قدمی:

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہوازن نے آپ ﷺ کے خلاف جنگ کا پختہ عزم کر رکھا ہے تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ کو ہوازن کے حالات معلوم کرنے روانہ فرمایا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ جا کر ان میں گھس گیا مگر وہ نہیں جانتے تھے چنانچہ انہوں نے اچھی طرح سے ان کے عزم کو معلوم کیا اور واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی جانب روانہ ہونے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ صفوان بن امیہ کے پاس سامانِ حرب اور زرہیں وافر مقدار میں موجود ہیں۔ وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے ادھار اسلحہ مانگا اور مکہ پر عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر دیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار جنگجو تھے۔ ان میں سے دو ہزار فتحِ مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے اور دس ہزار کا تعلق فاتح لشکر سے تھا۔ نکلتے وقت کسی نے کہا: ''آج ہم قلتِ تعداد کی بنا پر مغلوب نہیں ہوں گے۔'' اسی بارے میں اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ارشاد فرمایا ہے:

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا (التوبۃ:25)

''اور حُنین کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے تمہیں ناز میں مبتلا کر دیا۔ پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔''

جاہلانہ مطالبہ:

اسلامی لشکر حنین کی جانب رواں دواں تھا۔ اسی اثناء میں بیری کے ایک بہت بڑے سرسبز و شاداب درخت کے پاس سے گزرا جو لوگ فتح کے وقت مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمارے لیے بھی ذاتِ اَنواط مقرر کر دیں جیسے مشرکین کا ذاتِ اَنواط ہے۔'' ذاتِ اَنواط ایک بہت بڑا درخت تھا، ہر سال وہ اس کی زیارت کرتے تھے۔ یہاں ایک دن اور ایک رات قیام کرتے تھے۔ تبرک کے لیے اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے اور اس کے پاس جانور ذبح کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مطالبہ سنا تو ارشاد فرمایا:

سُبْحَانَ اللهِ! هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسٰى اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ط وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

''اللہ اکبر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم نے وہی سوال کیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کیا تھا کہ اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی معبود بنا جیسے ان کے معبود ہیں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسروں کے یہی طریقے ہیں اور اپنے سے پہلوں کے طریقے پر تم لازماً چلو گے۔'' (ترمذی: 2180)

چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے جاہلانہ مطالبے کو پورا نہ کیا اور نہ ہی اسے قابلِ توجہ سمجھا کیونکہ انہوں نے عہدِ جاہلی کا سوال کیا تھا۔ اسلامی لشکر نے وادیٔ حنین کا رخ کیا اور اس میں پڑاؤ ڈال دیا۔ یہ ایک کھلی اور ڈھلوان وادی ہے۔ لشکر صبح سویرے منہ اندھیرے یہاں پہنچا تھا۔ مشرکین پہلے ہی اس وادی میں پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے فوج کو گھاٹیوں، تنگ وادیوں اور کمین گاہوں میں چھپا لیا جو پوری طرح تیار ہو چکے تھے۔ مسلمان ابھی میدان میں اترے ہی تھے کہ کمین گاہوں میں چھپے ہوئے سپاہیوں نے پوری قوت کے ساتھ فردِ واحد کی مانند یکدم حملہ کر دیا تو جدھر کسی کا منہ آیا وہ بھاگ کھڑا ہوا اور کسی نے دوسرے کو مڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بھی نہ دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ میدان کے دائیں جانب کھڑے پکار رہے تھے:

أين أيها الناس ؟ هلموا الى أنا رسول الله،أنا رسول الله،أنا محمد بن عبدالله (البداية والنهاية 4/722)

''لوگو! ادھر آؤ، میں محمد بن عبداللہ ہوں، میں رسول اللہ ہوں۔''

آپ ﷺ نے تین دفعہ انہیں پکارا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مہاجرین، انصار اور اہلِ بیت کی ایک مختصر سی جماعت رہ گئی جن میں سے ابوبکر، عمر، علی، عباس، فضل، ابوسفیان بن حارث، ربیعہ بن حارث، ایمن بن ام ایمن اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم قابلِ ذکر ہیں۔

ہوازن کے مقدمے میں ایک شخص سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا۔ اسے اپنے ہی نیزے کا زخم آیا جس سے وہ مر گیا۔ جو آدمی اس کے پیچھے تھا اس نے جھنڈے کو اسی کے نیزے سے اٹھایا۔ لوگوں نے اس کا اتباع کیا، علی رضی اللہ عنہ نے اس کو پچھاڑا اور واصلِ جہنم کر دیا تو لوگوں نے اس سے سکون پایا۔

کینہ پروروں کی مسرت:

جنگ کا یہ عالم دیکھ کر ان افراد نے خوشی کا اظہار کیا جنہوں نے اپنی اسلام دشمنی کو چھپا رکھا تھا۔ یہ وہ حضرات تھے جو فتحِ مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی شکست خوردگی دیکھ کر علی الاعلان اس کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے کہا: ''یہ شکست انہیں سمندر میں ڈبو دے گی۔'' اس نے قسمت آزمائی کے تیر بھی اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ جبلہ بن حنبل چلا کر بولا: ''آج اس کا جادو ٹوٹ گیا ہے۔'' صفوان بن امیہ جو ابھی تک مشرک ہی تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جو عرصہ غور کرنے کے لیے دیا تھا یہ ابھی اس میں تھا اور اسلام لانے یا ہجرت کرنے کا سوچ ہی رہا تھا۔ اس نے اپنے بھائی جبلہ سے کہا: ''چپ رہ! اللہ تیرے دانت توڑ یں۔ واللہ! قریش کے کسی شخص کی حکومت مجھے ہوازن کے کسی شخص کی حکومت سے زیادہ پسند ہے۔'' شیبہ بن عثمان نے کہا: ''آج میں محمد (ﷺ) سے اپنا بدلہ چکاؤں گا۔'' اس کے باپ کو اُحد کے موقع پر شرک کی حالت میں قتل کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر جب آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو اس کے دل کو کسی چیز نے ڈھانپ دیا چنانچہ وہ اپنے عزم کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

معرکہ جاری تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے خچر کو نکیل سے تھام رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس پر سوار تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہ ایک فربہ جسم، بلند آہنگ انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یاعباس ناد یامعشر الأنصار یا أصحاب الشجرة (البداية والنهاية: 4/ 726)

''عباس! یامعشر الانصار اور یامعشر الشجرہ کہہ کر آواز دو۔''

عباس رضی اللہ عنہ نے پکارا تو انہوں نے جواب دیا: ''ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں'' حتی کہ ایک شخص اپنے اونٹ کو اگر موڑنا چاہتا اور موڑ نہ سکتا تو وہ اپنا اسلحہ تھام کر اس سے کود پڑتا اور آواز کی جانب دوڑ آتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس سو سپاہی جمع ہو گئے۔ ان کے ساتھ دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو کر آپ ﷺ نے قتال کیا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے:

انا النبی لا کذب　　　أنا ابن عبدالمطلب

ترجمہ: ''میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

فریقین میں گھمسان کا رَن پڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب چولہا گرم ہو گیا ہے۔'' آپ ﷺ کے خچر کا نام دُلدُل تھا۔ آپ ﷺ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے اپنا پیٹ زمین کے ساتھ لگا دیا تو آپ ﷺ نے مٹھی میں خاک اٹھائی اور مشرکین کے چہروں پر دے ماری چنانچہ انہوں نے شکست کھائی۔ ایک مسلمان عورت نے کہا:

غلبت خیلُ الله خیلَ اللات　　　وخیله أحقّ بالثبات

ہوازن کی شکست میں ثقیف اور بنو مالک کے ستر آدمی مارے گئے جب کہ ثقیف کے حلیفوں میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے کیونکہ انہوں نے جنگ سے فرار اختیار کی تھی لہٰذا وہ بچ گئے تھے۔ بعض مشرکین نے طائف کا رخ کیا۔ ان کے ساتھ ان کا جنگی سردار مالک بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے شہسواروں نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے بعض کو قتل کر دیا۔ بعض مشرکوں نے اوطاس کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو چند آدمیوں کے ساتھ ان کی جانب روانہ فرمایا چنانچہ ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جس سے انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان کے چچازاد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور قتال جاری رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے فتح یاب فرمایا اور انہوں نے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا۔ مسلمانوں کو غلام اور غنیمت دستیاب ہوئے۔ غلاموں میں شیماء بنت حارث عبدالعزیٰ تھیں۔ انہوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں آپ کے صاحب کی دودھ شریک بہن ہوں'' مگر انہوں نے یقین نہ کیا بلکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا تو انہوں نے کہا: ''میں آپ ﷺ کی بہن ہوں۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کی علامت کیا ہے؟'' انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: ''میں نے آپ ﷺ کو اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے میری کمر پر اپنے دانتوں سے کاٹا تھا۔'' آپ ﷺ نے یہ نشان دیکھا تو اپنی چادر بچھا کر انہیں اوپر بٹھا دیا اور انہیں اختیار دیتے ہوئے فرمایا: ''آپ میرے پاس رہنا چاہیں تو آپ کا احترام واکرام ملحوظ رہے گا اور اگر آپ جانا چاہیں تو میں آپ کو مال ومتاع دیتا ہوں اپنی قوم میں چلی جایئے۔'' انہوں نے کہا: ''بلکہ آپ مجھے متاع دیں اور میری قوم میں مجھے واپس کر دیں۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت اور غلاموں کو جعرانہ میں جمع کرنے کا حکم دیا اور بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ کو اس پر نگران مقرر کیا۔ غزوۂ حنین میں ایمن بن عبیدہ، زید بن زمعہ بن اسود وغیرہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا:

متفرق معلومات:

غزوۂ ہوازن کے درمیان متفرق قسم کے چند اہم واقعات پیش آئے۔ اِتمامِ فائدہ کے لیے ہم ان کا تذکرہ کر رہے ہیں:

1: اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کا معاملہ:

رسول اللہ ﷺ نے اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ ساتھ ان کا خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھا۔ وہ لیٹی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان میں چادر تھی۔ وہ اس وقت عبداللہ کے حمل سے تھیں، ساتھ ہی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ بھی تھا۔ اس سے خوف تھا کہ وہ روند دے گا۔ اونٹ نے اپنا سر اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے قریب کیا تو انہوں نے اونٹ کے منہ میں نکیل ڈال دی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اُم سلیم ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! جو آپ ﷺ سے شکست کھا رہے ہیں، انہیں قتل کیجئے جیسے آپ ﷺ نے ان کو قتل کیا تھا جنہوں نے آپ ﷺ سے قتال کیا۔ یہ اسی کے لائق ہیں۔'' آپ ﷺ نے پوچھا:

يَا أُمَّ سُلَيمٍ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ كَفَى ؟ (احمد:1208)

''اُم سلیم! اللہ کافی نہیں ہے؟''

ان کے پاس خنجر تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اُم سلیم! آپ کے پاس یہ خنجر کیسا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں نے خنجر اپنے پاس رکھا ہے کہ کوئی مشرک اگر میرے قریب آئے تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سن رہے ہیں ام سلیم کیا کہہ رہی ہیں؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ:

ابوقتادہ کا بیان ہے کہ حنین کے دن میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور کافر لڑ رہے ہیں۔ایک مشرک اس مسلمان کے خلاف اپنے مشرک دوست کی مدد کرنا چاہتا تھا۔میں اس کے پاس گیا،اس پر وار کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ کے رکھ دیا مگر اس نے دوسرے ہاتھ سے مجھے خوب کھینچا۔اللہ کی قسم!جب تک خون نہ بہا اس نے مجھے نہ چھوڑا۔اگر اس کا خون نہ بہتا تو قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتا۔جب وہ گر پڑا تو میں نے اسے قتل کر دیا۔پھر میں جنگ میں مشغول ہو گیا چنانچہ اس کا مال و اسباب جمع نہ کر سکا۔اہلِ مکہ میں سے کوئی شخص اس کے پاس سے گزرا اور اس نے مقتول کا مال و اسباب جمع کیا۔جنگ ختم ہو گئی اور ہم دشمن سے فارغ ہو چکے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا،لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ ،فَلَهُ سَلَبُهُ (مسلم4568)

''جس نے کسی کو قتل کیا اس کا سامان قاتل کا ہے۔''

میں نے عرض کیا:''یا رسول اللہ ﷺ!میں نے ایک شخص کو قتل کیا۔اس کا سامان بھی تھا۔مجھے جنگ نے مشغول کر دیا۔مجھے نہیں معلوم کہ اس کا سامان کس نے اٹھایا ہے؟''اہلِ مکہ میں سے ایک شخص نے کہا:''اس نے سچ کہا ہے یا رسول اللہ ﷺ!اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔آپ ﷺ میری طرف سے اس کو راضی کر دیں۔''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:''ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔واللہ!آپ ﷺ اللہ کے شیر کا سلب شدہ سامان تجھے نہیں دیں گے جس نے اللہ کے دین کے لیے جہاد کیا ہے لہٰذا اس کے قتل کا سلب شدہ سامان اسے واپس کر دو۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَدَقَ فَاَعْطِهِ اِيَّاهُ (مسلم4568)

''ابوبکر نے ٹھیک کہا ہے۔اس کا سامان اسے واپس دے دو۔''

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ سلب حاصل کیا،اسے بیچ دیا اور اس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔یہی پہلی جائداد ہے جس کا میں مالک بنا ہوں۔

3: درید بن صمہ کا قصہ:

ربیع بن رفیع نے درید بن صمہ کو عورت سمجھ کر پکڑا کیونکہ وہ کجاوے میں سوار تھا۔اس نے اونٹ بٹھایا تو معلوم ہوا کہ کجاوے میں بوڑھا درید بن صمہ سوار ہے۔وہ جوان اس کو نہیں جانتا تھا۔درید نے پوچھا:''تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟''اس نے کہا:''قتل کرنا چاہتا ہوں۔''درید نے پوچھا:''تم کون ہو؟''اس نے جواب دیا:''میں ربیع بن رفیع سلمی ہوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے تلوار کا وار کر دیا مگر وہ کارگر ثابت نہ ہوا تو درید نے کہا: ''تیری ماں نے تجھے میرے ہتھیار سے مسلح کیا ہے۔ پالان کے پیچھے سے میری تلوار پکڑ و اور اس کے ساتھ مجھے قتل کر و مگر یہ خیال رکھنا کہ تلوار دماغ کے نیچے اور ہڈی کے اوپر پڑنی چاہئے کیونکہ میں بھی ایسے ہی قتل کیا کرتا تھا اور جب گھر پہنچو تو اپنی ماں سے کہنا کہ آج میں درید بن صمہ کو قتل کر آیا ہوں۔ واللہ! میں نے کئی جنگوں میں تیرے خاندان کی عورتوں کو قید و بند سے بچایا ہے۔'' واپس آ کر جب ربیعہ نے اپنی ماں کو بتایا کہ میں درید کو قتل کر آیا ہوں تو اس نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! اس نے تیری ماؤں کو تین دفعہ قید و بند سے آزاد کیا تھا۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: ایک حکیمانہ اصول کا بیان ہے کہ تجربہ کار اور باخبر اصحاب کا صائب مشورہ ہر قسم کی شجاعت اور طاقت سے مقدم ہوتا ہے۔

2: مشرک جاسوسوں کا فرشتوں کو دیکھنا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی واضح نشانی ہے۔

3: دشمن کی قوت اور ان کے ارادے کا اندازہ کرنے کے لیے جاسوس استعمال کرنا مشروع ہے۔

4: اپنی ذات پر یا عمل پر یا قوت پر فخر کرنا حرام ہے کیونکہ پہلی دفعہ دشمن کے ہاتھوں مسلمانوں کی شکست اسی کا نتیجہ تھی۔

5: غیر شرعی تبرک سے پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ شرک کا باعث بنتا ہے۔

6: جن کے دل میں ایمان راسخ ہو چکا اور جن کے دل میں راسخ نہیں ہوا ان کے باہمی فرق کا بیان ہے۔ دوسرا شخص جلد باز ہوتا ہے جو اپنے جہل و ظلم کو ظاہر کر دیتا ہے۔

7: رضاعی بہن بھائیوں کا اکرام کرنا مشروع ہے۔

8: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے شرف کا بیان ہے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا ہے۔

9: درید بن صمہ کی مستحکم رائے اور منفرد شجاعت کا بیان ہے حالانکہ وہ جاہلیت پر تھا۔ اگر وہ ایمان لے آتا اور مسلمان بن جاتا تو پھر کیسا ہوتا؟

چودھواں واقعہ: طائف کا محاصرہ

وادئ حنین و اوطاس میں ہوازن و ثقیف کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ چنانچہ ثقیف اور ان کے بعض دوستوں نے طائف کا رخ کیا اور وہیں قلعہ بند ہو گئے لہٰذا ان کے محاصرے کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم نے ان کا پیچھا کیا اور قلعۂ طائف کے قریب پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا۔ دشمن کا حصار توڑنے کے لیے مسلمانوں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے منجنیق کا استعمال کیا۔ اس کے باوجود طائف آسانی سے فتح نہ ہوا کیونکہ مشرکین لوہے کے شعلہ زن گولے پھینک رہے تھے۔ انہوں نے منجنیق پر گولہ باری کی۔ سپاہی اس سے باہر نکلے تو انہیں دشمن کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا اور قلعوں سے بارش کی مانند ان پر تیر برسائے گئے۔ مسلمان کافی تعداد میں شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انگور کے درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا تاکہ وہ حصار اٹھادیں مگر اس کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

حصار کے دوران بعض غلام قلعوں سے اتر آئے۔ انہیں آپ ﷺ نے آزاد کر دیا۔ ان میں نفیع بن حارث بن کلدہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی کنیت ابوبکرہ رکھی کیونکہ وہ چرخی کے ذریعے قلعے سے اترے تھے۔ محاصرے کی مدت بڑھتی گئی تو آپ ﷺ نے بعض اصحابِ رائے سے مشورہ کیا۔ نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! لومڑی اپنے بھٹ میں گھس چکی ہے۔ آپ ﷺ قائم رہیں گے تو پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں گے تو وہ آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے محاصرہ ختم کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے بائیس دن تک قیام فرمایا۔

نجرۂ رغاء کے مقام پر پہنچ کر آپ ﷺ نے بنولیث کے ایک آدمی کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا جس نے ہذیل کا ایک آدمی قتل کیا تھا۔ یہ وہ پہلا خون تھا جو قصاص کے طور پر اسلام میں بہایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ثقیف کے خلاف بددعا کریں۔'' آپ ﷺ نے دستِ دُعا دراز فرمایا:

اللّٰھم اھد ثقیفاً و ائت بھم (البدایة والنھایة 4/ 752)

''یااللہ! ثقیف کو ہدایت دینا اور انہیں مسلمان بنا کر لانا۔''

طائف میں بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش کیا۔ سات کا تعلق قریش سے تھا اور پانچ کا تعلق انصار سے تھا۔ ان میں عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ میں انتقال فرمایا۔

چند قابلِ ذکر واقعات:

محاصرۂ طائف کے دوران چند واقعات رونما ہوئے جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

1: محاصرۂ طائف کے دوران رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں نے دیکھا ہے کہ مکھن کا بھرا ہوا پیالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ایک مرغ نے چونچ مار کر اس کو گرادیا ہے۔"ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:"میرا نہیں خیال کہ آپ ﷺ ان سے جو ارادہ رکھتے ہیں آج اسے حاصل کر سکیں گے۔"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"میرا خیال بھی نہیں ہے۔"

2: محاصرۂ طائف کے دوران جو غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس قلعے میں اتر آئے تھے اہلِ طائف نے اسلام قبول کیا تو ان کے مالکوں نے بھی مطالبہ کر دیا۔آپ ﷺ نے غلام آزاد کر دیئے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ غلام آقاؤں کو واپس کر دیں مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا:"وہ اللہ کے لیے آزاد کردہ ہیں۔"

3: محاصرۂ طائف کے دوران رسول اللہ ﷺ کے لیے دو خیموں کا اہتمام کیا گیا۔ایک خیمہ اُم المؤمنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کا تھا اور دوسرا خیمہ اُم المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا تھا۔آپ ﷺ ان کے درمیان میں نماز ادا کرتے تھے۔ثقیف نے جب اسلام قبول کیا تو عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی جائے نماز پر مسجد تعمیر کرادی۔ہوسکتا ہے آج کی مسجد ابنِ عباس رضی اللہ عنہ وہی مسجد ہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ حزم وعزم کا مظاہرہ کرنا پڑا ہے۔

2: اصحابِ رائے سے مشورہ طلب کرنا مشروع ہے اور اصحابِ رائے کی موجودگی میں اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔

3: جنگ میں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے جدید ترین اسلحہ استعمال کرنا مشروع ہے تاکہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور تنہا اللہ کی عبادت ہو۔

4: امن کی صورت میں دارُالاسلام سے باہر اِصراء کرنا مشروع ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ کی دُعا کا قبول ہونا آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثقیف کو ہدایت سے نوازا اور انہیں مسلمان بنا کر لایا۔

6: نیک شخص کے سامنے خواب بیان کرنا اور خواب کی تعبیر کرنا مشروع ہے۔

7: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کا کس قدر احترام کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرہواں واقعہ: غنائمِ حنین کی تقسیم

رسول اللہ ﷺ نے طائف سے جعرانہ کے لیے رختِ سفر باندھا جہاں غنیمت اور غلاموں کو روک دیا گیا تھا۔ غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہوازن کا وفد آیا۔ اس نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اپنے اموال وسبایا کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے قریبی رشتے دار ہیں اور ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ احسان کریں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر احسان کریں گے۔'' ابوصرد زہیر نے کھڑے ہو کر کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی ماسیاں، پھوپھیاں اور دادیاں جو آپ ﷺ کو کھلایا پلایا کرتی تھیں آج بیرکوں میں بند پڑی ہیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا پھر ہم پر اس مصیبت کا نزول ہوتا جو اب نازل ہے تو ہم اس کے لطف وکرم سے محروم نہ رہتے۔ آپ ﷺ تمام پروردہ گان میں سے بہترین ہیں۔''

امنن علینا رسول اللہ فی کرم فانک المرء نرجوہ وندَّخِرُ
امنن علی نسوۃ قد عاقھا قدر مُمَزِّقٌ شملھا فی دھرھا غِیَرُ

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیوی بچوں اور مال واسباب میں انہیں اختیار دے دیا۔ انہوں نے بیوی بچوں کو اختیار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أما ماکان لی ولبنی عبدالمطلب ،فھولکم ،واذا أنا صلیت بالناس ،فقوموا ،فقولوا : انا نستشفع برسول اللہ ﷺ الی المسلمین ؛وبالمسلمین الی رسول اللہ ﷺ فی أبنائنا ونسائنا فانی ساعطیکم عند ذلک وأسال لکم (البدایۃ والنھایۃ/752.753)

''میرا اور بنو عبدالمطلب کا حصہ تمہارا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں نماز پڑھا دوں تو لوگوں سے کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو مومنین کی جانب سفارشی بناتے ہیں اور مومنین کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سفارشی بناتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے بیوی بچے ہمیں واپس کر دیں۔ میں تمہیں واپس کر دوں گا اور تمہارے بارے میں مطالبہ بھی کروں گا۔''

رسول اللہ ﷺ جب نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ویسے ہی کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا اور بنو عبدالمطلب کا حصہ تمہارے لیے ہے۔'' مہاجرین وانصار نے کہا: ''جو ہمارا حصہ ہے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔"

اقرع بن حابس نے کہا: "میرا اور بنوتمیم کا حصہ کسی کے لیے نہیں ہے۔" عیینہ بن حصن نے کہا: "میرا اور فزارہ کا حصہ کسی کے لیے نہیں ہے۔" عباس بن مرداس نے کہا: "میرا اور بنوسلیم کا حصہ کسی کے لیے نہیں ہے۔" بنوسلیم نے کہا: "جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔" اس پر عباس نے کہا: "تم نے میری توہین کر دی ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من أمسک منکم بحقه ،فله بکل انسان ستة فرائض من أول فیء نصیبه . فردوا الی الناس نساء هم وأبناء هم (البداية والنهاية/ 753)

"جو اپنے حق کے غلام روکنا چاہتا ہے، آئندہ مالِ فے میں ہم اسے ایک کے عوض چھ حصے دیں گے لہٰذا ان کے بیوی بچے انہیں واپس کر دو۔"

مالک کی عدم موجودگی:

رسول اللہ ﷺ نے ناکام جنگی سردار مالک بن عوف کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ وہ طائف میں رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے اطلاع کر دو کہ وہ میرے پاس مسلمان بن کر آجائے گا تو میں اس کا اہل اور مال اسے واپس کر دوں گا۔" لوگوں نے اسے بتایا تو وہ چپکے چپکے آیا اور مسلمان ہو گیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اہل اور مال اسے عطا کر دیا اور ایک سو اونٹ انعام میں بھی دیا اور اسے اپنی قوم کا اور ان قبائل کے نومسلمین کا امیر مقرر کیا۔ اس نے بڑا قابلِ قدر کارنامہ سرانجام دیا اور غارت گری کر کے عرصۂ حیات مشرکین پر تنگ کر دیا حتی کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں یہ کلام پیش کیا ہے:

ماان رأیت ولا سمعتُ بمثله — فی الناس کلهم بمثل محمد
أوفی وأعطی للجزیل اذا اجْتُدِی — ومتی تشأیخبرک عمّا فی غد
واذا الکتیبة عرّدت أنیابها — بالسَّمْهرِیِّ وضرب کلِّ مهنّد
فکانه لیث علی أشباله — وسط الهباء ة خادر فی مُرصدَ

ترجمہ: "میں نے لوگوں میں محمد جیسا آدمی نہ دیکھا ہے نہ کبھی سنا ہے۔ وہ سخاوت کرتے ہیں تو بہت بڑا عطیہ دیتے ہیں اور اگر تم چاہو تو تمہیں آئندہ کے واقعات سنائیں گے۔ جب کوئی لشکر غصے میں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانت پیستا ہے اور سمہری نیزے اور فولادی تلوار سے حملہ کرتا ہے تو آپ اپنے ساتھیوں کو اس طرح بچاتے ہیں جس طرح جنگل میں چھپا ہوا شیر اپنے بچوں کو بچاتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ:

رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کو واپس کر دیا تو اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔لوگوں نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا اور آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی کچھ عطا کریں۔اس ہجوم کی شدت نے آپ ﷺ کو ایک درخت کی جانب سمٹنے پر مجبور کر دیا اور آپ ﷺ کی چادر مبارک درخت کی شاخوں میں پھنس گئی۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اَعْطُوْنِی رِدَائِی،فَلَوْ کَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِي بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا (بخاری3148)

''لوگو!میری چادر مجھے واپس کر دو۔اللہ کی قسم!اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں کی تعداد میں چوپائے ہوں،انہیں بھی تم پر تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے،نہ بزدل اور نہ ہی جھوٹا۔''

پھر آپ ﷺ نے اونٹ کی کوہان سے بال کھینچا اور فرمایا:

مالی من فیئکم ولا هذه الوبرة الا الخميس ،والخميس مردود عليكم (البداية والنهاية 4/ 753)

''تمہارے مالِ فے میں سے مجھ پر کچھ بھی اتنا بال بھی حلال نہیں ہے بلکہ پانچواں حصہ ہے اور وہ بھی تم پر لوٹا دیا جاتا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے تالیفِ قلبی کے لیے سرداروں کو عنایت فرمایا۔چنانچہ ابوسفیان بن حرب،معاویہ بن ابی سفیان،حکیم بن حزام،علاء بن جاریہ،حارث بن ہشام،صفوان بن امیہ،سہیل بن عمرو،حویطب بن عبدالعزیٰ،عیینہ بن حصن،اقرع بن حابس اور مالک بن عوف نضری،ان میں سے ہر ایک کو آپ ﷺ نے سو سو اونٹ عطا فرمائے۔دوسرے افراد کو آپ ﷺ نے سو سے کم عنایت کیا۔عباس بن مرداس کو آپ ﷺ نے باربرداری کے قابل چند اونٹوں کا عطیہ دیا۔وہ ناراض ہوا تو آپ ﷺ نے زیادہ دے دیا حتی کہ خوش ہو گیا۔

جسے دیا نہیں گیا وہ اس سے بہتر ہے جسے دیا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے عطیے کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے سوال کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے عیینہ اور اَقرع کو دیا ہے لیکن جعیل بن سراقہ کو چھوڑ دیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جعیل زمین کے طلاع سے زیادہ بہتر ہے۔ عیینہ اور اقرع جیسے آدمیوں سے زمین بھری ہے لیکن میں تالیف قلبی کے لیے ایسا کرتا ہوں اور میں نے جعیل کو اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔'' (کنز الاعمال 33239، دلائل النبوۃ للبیہقی 5/183)

انصار کا معاملہ:

رسول اللہ ﷺ نے قریش، ہوازن اور تمیم کے قبائل کو مال عطیہ دیا لیکن انصار کو کچھ نہ دیا۔ اسے انہوں نے محسوس کیا حتی کہ ان میں سے ایک نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔'' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں بھی قوم ہی کا ایک آدمی ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی قوم کو جمع کرو۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے قوم کو جمع کیا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا:

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالاً فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ؟ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ؟ وَمُتَفَرِّقِيْنَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ بِيْ؟ (بخاری 4330)

''مجھے تمہاری کیا باتیں پہنچی ہیں؟ کیا تم گمراہ نہیں تھے میں تمہارے پاس آیا تو اللہ نے میری بابت تمہاری مدد کی؟ تم ضرورت مند تھے اللہ نے بے نیاز بنا دیا۔ تم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دل ملا دیئے۔''

انہوں نے جواب دیا: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! یہ اللہ و رسول ﷺ کا فضل و احسان ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟'' انہوں نے عرض کیا: ہم آپ ﷺ کو کیا جواب دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَصُدِّقْتُمْ، أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ، وَمَخْذُولاً فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِيداً فَآوَيْنَاكَ، وَعَائِلاً فَأَغْنَيْنَاكَ، أَوَجَدْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ يَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فِي لُعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْماً لِيُسْلِمُوا وَوَكَلْتُكُمْ إِلَى إِسْلَامِكُمْ (احمد 11753)

''واللہ! اگر آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں اور آپ سچے ہوں گے کہ آپ ہمارے پاس آئے کہ آپ کو جھٹلایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ آپ کو بے یارومددگار چھوڑ دیا گیا تھا ہم نے آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کو دھتکارا گیا تو ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا۔ آپ محتاج تھے ہم نے آپ کی غم خواری کی۔ گروہِ انصار! تم دنیا کی متاعِ حقیر کے لیے ناراض ہو گئے جس کے ذریعے سے میں نے لوگوں کا دل جوڑا ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔''

لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا (بخاری7245)

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار ایک راستے پر چلیں تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔''

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ (مسلم6414)

''یا اللہ! انصار پر رحم فرما! انصار کے بیٹوں پر رحم فرما! انصار کے پوتوں پر رحم فرما۔''

لوگ اس قدر روئے کہ داڑھیاں تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا: ''ہم راضی ہیں کہ ہمارے حصے اور نصیبے میں رسول اللہ ﷺ ہوں۔''

عمرۂ حبیب:

ذوالقعدہ کا مہینہ داخل ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور دیگر مسلمانوں نے جعرانہ سے احرام باندھا۔ آپ ﷺ نے باقی دو ہزار کو حکم دیا کہ وہ مجنہ پہنچ کر انتظار کریں۔ یہ مرالظہر ان کے کنارے پر واقع ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ عمرے کا تلبیہ پکارتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے طواف کیا، سعی کی، سر منڈوایا اور احرام کھول دیا۔ آپ ﷺ نے مکہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو جانشین مقرر کیا اور اس کے لیے ایک درہم یومیہ کا خرچہ باندھ دیا۔ ان کے ساتھ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی پیچھے ہی رہے تاکہ انہیں دین کی تعلیم دیں اور اس کے احکام سکھائیں۔ عتاب ﷺ نے مکہ میں لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: ''یا اللہ! جو درہم کا بھوکا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جگر کو بھی بھوکا ہی رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے روزانہ کی بنیاد پر مجھے ایک درہم دیا ہے چنانچہ اب مجھے ایک کی ضرورت بھی نہیں ہے۔'' رسول اللہ ﷺ اپنے مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ واپس آ گئے۔ جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے ذوالقعدہ کی چھ راتیں باقی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ طائف نو ہجری کے رمضان تک اپنے شرک پر قائم رہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: حسنِ کلام اور طیب قول کا دل پر اثر ہوتا ہے۔

2: اس اصول کا بیان ہے کہ جو عزت کا خواہش مند ہے وہ خود سے پہل کرے گا تو اسے عزت سے نوازا جائے گا۔

3: تمدن سے دور ہونے کی وجہ سے بعض دیہاتیوں کی بدکلامی اور ترش روئی کا بیان ہے۔

4: اَخلاق ومروت میں رسول اللہ ﷺ کے کلام کا بیان ہے حتی کہ آپ ﷺ کا اَخلاق ضرب المثل ہے۔ قرآن میں ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾ (القلم:4)

''اور بلاشبہ آپ عمدہ اخلاق پر ہیں۔''

5: حسنِ سیاست اور تدبیرِ امور میں رسول اللہ ﷺ کے کمال کا بیان ہے جس میں آپ ﷺ کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

6: جعیل رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی برکت کا بیان ہے جو اللہ نے انہیں درجہ دیا اور رسول اللہ ﷺ نے شرف بخشا۔

7: انصار کی فضیلت کا بیان ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے بیٹوں اور ان کے پوتوں کے لیے دُعا فرمائی جو اہلِ قرونِ ثلاثہ ہیں جن میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین شامل ہیں۔ تین صدیوں تک آپ ﷺ کا اتباع کیا ہے۔

8: حرمت کے مہینے میں عمرہ کرنا مشروع ہے اور جعرانہ حدودِ حرم میں داخل نہیں ہے۔

9: گورنر کے لیے علاقے کی کفالت کرنا مشروع ہے۔

10: عوام کو دین سکھانے کے لیے حکام کا تقرر اور اساتذہ کا تعین مشروع ہے۔

آٹھ ہجری کے اہم واقعات

غزوات وسرایا کے علاوہ آٹھ ہجری کے اہم واقعات کو ذیلی نکات میں بیان کیا جاتا ہے:

1: رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ سے نکاح کیا۔ اس نے آپ ﷺ سے پناہ مانگی تو آپ ﷺ نے فوراً چھوڑ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: رسول اللہ ﷺ کی باندی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم بن محمد کو جنم دیا۔ انہیں امِ بردہ بنت انصاریہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جو آپ کی رضاعی ماں ہیں۔

3: رسول اللہ ﷺ نے شام کی سرزمین میں ذاتِ اطلاح کے مقام پر قضاعہ کی جانب ایک دستہ روانہ فرمایا تاکہ وہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ دستہ کل پندرہ افراد پر مشتمل تھا۔ امیر نے انہیں اسلام کے لیے بلایا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ صرف ان کے امیر زندہ رہے جنہیں اللہ نے بچایا اور وہ مدینہ واپس آ گئے۔

4: رسول اللہ ﷺ نے تمیم کی شاخ بنو عنبر کی جانب عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ عیینہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قیدی بنایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مان رکھی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے پاس بنو عنبر کے غلام آئے ہیں۔ ہم آپ کو ایک آدمی دے دیتے ہیں۔ آپ اسے آزاد کر دینا۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں ایک غلام عطا کیا اور انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بنو تمیم کا تعلق اولادِ اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ نے ایک سو پچاس آدمیوں کو جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے زیرِ امارت ذوالخلصہ کے لیے روانہ فرمایا جو قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا ایک گھر تھا۔ اس میں تھان تھے جنہیں پوجا جاتا تھا۔ اسے کعبۂ یمانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس میں آگ لگا دی اور اس کو توڑ دیا۔ آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''احمس کے گھوڑوں اور اس کے سواروں میں برکت ہو!'' آپ ﷺ نے بارہا بار یہ دُعا فرمائی۔

ہجرتِ حبیب ﷺ کا نواں سال

پہلا واقعہ: کعب بن زہیر کا قبولِ اسلام

اپنے باپ زہیر کی مانند کعب بن زہیر بھی صاحبِ دیوان شاعر تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا۔ اس کا بھائی بجیر اسلام قبول کر چکا تھا۔ اس نے زہیر کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام شعراء کے قتل کا حکم جاری کر دیا ہے جو آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتے یا آپ ﷺ کے درپے آزار ہوا کرتے تھے مگر جو تائب ہو کر مسلمان ہو جاتا ہے آپ ﷺ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی حاضرِ خدمت ہو کر اسلام قبول کر لو اور نجات پاؤ یا کہیں بھاگ کر جان بچاؤ کیونکہ قریشی شعراء ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب بھاگ گئے ہیں مگر کعب نے اپنے بھائی کی نصیحت کو قبول نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور اس کے جواب میں لکھ بھیجا:

ألا أبلغا عنی بُجیرًا رسالةً — فهل لک فیما قلت ویحک هل لکا

فبین لنا ان کنت لست بفاعل — علی أیّ شیء غیر ذلک دلکا

علی خُلُقٍ لم تُلْف أمًّا ولا أبا — علیه ولم تدرک علیه أخًا لکا

فان أنت لم تفعل فلست بآسف — ولا قائل اماعثرت: لعًا لکا

سقاک بها المأمون کأسًا رویّة — فأنهلک المأمون منها وعلّکا

ترجمہ: ''سنو! تم دونوں میری جانب سے بجیر کو پیغام دے دو کہ جو میں نے کہا تھا تم اس پر غور نہیں کرو گے؟ اگر وہ نہیں کرنے والا ہے تو واضح کرو کہ اس کے علاوہ کیا چیز تمہاری راہنما بن سکتی ہے؟ یہ ایسی روش ہے جس پر ماں تھی نہ باپ اور نہ ہی تمہارا بھائی۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا اور نہ ہی لغزش پر تمہیں سنبھلنے کا کہوں گا۔ مامون (محمد ﷺ) نے تمہیں سیراب کر دینے والا جام پلایا ہے اور یہ جام اس نے تمہیں بار بار پلایا ہے۔''

کعب کا یہ خط جب بجیر کے پاس پہنچا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے زہیر کے قتل کو مباح قرار دے دیا جس پر کوئی دیت یا قصاص وصول نہیں کیا جائے گا۔ بجیر نے کعب کو دوبارہ لکھ بھیجا: ''اپنے پاس میرا یہ خط پہنچتے ہی اسلام قبول کرو اور حاضرِ خدمت ہو جاؤ کیونکہ اسلام سے ماقبل کا آپ ﷺ مؤاخذہ نہیں کرتے ہیں۔'' چنانچہ کعب دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ حاضر ہوا۔ سواری کو بابِ مسجد کے پاس بٹھا دیا۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔ کعب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کو میں صفات کی بنا پر پہچان گیا۔ چنانچہ حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: ''امان چاہتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ کی پناہ کا مقام ہے۔'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''آپ کون؟'' جواب دیا: ''کعب بن زہیر۔'' فرمایا: ''وہ جو کہتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھ کر پوچھا: ''اس نے کیسے کہا تھا؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی اشعار پڑھ دیئے جن کا پہلا مصرعہ ہے:

ألا أبلغا عنّی بجیرًا رسالةً

کعب نے کہا: ''میں نے یوں نہیں کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو کہا تھا:''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا محاصرہ کر کے کفر و شرک کی حالت میں اسے قتل کر دیا۔

ایک اہم واقعہ:

رسول اللہ ﷺ کی تبوک کو روانگی اور واپسی کے وقت کئی واقعات پیش آئے ہیں۔ ہم نے عبرت و نصیحت کے لیے ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا ہے۔ یہ اہم واقعہ تبوک سے واپسی پر پیش آیا ہے۔ بارہ بدترین منافقوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا کہ گھاٹی پر آپ ﷺ کا راستہ تنگ کر دیں گے اور آپ ﷺ اونٹنی سے گر کر ہلاک ہو جائیں گے (نعوذ باللہ)۔ چنانچہ جب آپ ﷺ گھاٹی پر پہنچے تو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مہار پکڑ رکھی تھی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اسے ہانک رہے تھے۔ اچانک بارہ آدمی آپ ﷺ کی ناقہ پر حملہ آور ہوا چاہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو متنبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اس زور سے للکارا کہ وہ بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ الٰہی انہی کے بارے میں نازل ہوا ہے:

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ (التوبہ:74)

''اور انہوں نے اس کا ارادہ کیا جو انہیں حاصل نہ ہو سکا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کی تو انہیں ''دبیلہ'' کا مرض لاحق ہو گیا۔ یہ سوزش پیدا کرنے والا ایک شعلہ ہے جو شہ رگ میں نکلتا ہے اور دل پر حملہ کر دیتا ہے۔ اس سے آدمی روبہ صحت نہیں ہو سکتا بلکہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

کاش! میں صاحبِ قبر ہوتا:

یہ خواہش سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے اور صاحبِ قبر سیدنا عبداللہ بن ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ وہ مومن تھے جن کی قوم ایمان پر ان سے جھگڑتی تھی چنانچہ قوم نے انہیں ہجرت پر مجبور کر دیا کہ وہ ایک بجاد کے علاوہ اپنا سب کچھ چھوڑ جائیں۔ چادر کی مانند موٹے کپڑے کو بجاد کہتے ہیں۔ جب وہ مدینہ پہنچے اور قریب تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں تو انہوں نے اپنی چادر کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے کا تہبند بنایا اور دوسرے سے اپنا جسم ڈھانپا۔ یہاں سے انہیں ''ذوالبجادین'' کا لقب دے دیا گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آدھی رات کو میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ لشکر کے ایک کونے میں چراغ جل رہا ہے۔ میں اس جانب چل دیا اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں کیونکہ عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان حضرات نے ان کی قبر کھودی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے ہوئے تھے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میت کو قبر میں اتار رہے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اپنے بھائی کو میری جانب قبر میں اتارو۔'' چنانچہ انہوں نے ان کو قبر میں اتار دیا۔ جب آپ ﷺ نے ان کا چہرہ قبلہ رخ کیا تو فرمایا:

اللّٰهم انی قد أمسيت راضياً عنه فارض عنه

''یا اللہ! میں اس سے راضی ہوں آپ بھی اس سے راضی ہو جائیں۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے سوچا: کاش! قبر والا میں ہوتا۔'' (البدایۃ والنہایۃ 5/ 21)

مسجدِ ضرار:

منافقین کے بڑے بڑے بارہ افراد نے اس کو تعمیر کیا تھا۔ تعمیر کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت غزوۂ تبوک کے لیے تیاری کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائیں اور مسجد میں نماز ادا کریں تا کہ شریعت کا رنگ دے دیں حالانکہ وہ جھوٹے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ عذر پیش کیا:

انی علی جناح سفر وحال شغل ولو قدمنا ان شاء اللہ تعالی آتيناکم فصلينا لکم فيه

(ابن کثیر: 4/ 1706)

''میں سفر پر جا رہا ہوں اور مشغول ہوں۔ اگر ہم واپس آئیں گے تو ان شاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے اور اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔''

آپ ﷺ تبوک سے واپس ہوئے اور ''ذی اوان'' میں پڑاؤ کیا جو مدینہ سے ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے تو آپ ﷺ پر اس مسجد کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (التوبہ:107)

''اور جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی ہے کہ وہ نقصان پہنچائیں اور کفر کریں، اور مومنوں میں تفرقہ پھیلائیں اور ان کی کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کر چکے ہیں۔''

آپ ﷺ نے بنو سالم بن عوف سے مالک بن دُخشم کو اور بنو عجلان سے معن بن عدی کو بلایا اور حکم ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انطلقا الى هذا المسجد الظالم أهله ،فاهدماه وحرقاه (ابن كثير :17074 1706)

''ظالموں کی اس مسجد میں جاؤ، اسے گرا دو اور اسے جلا دو۔''

چنانچہ انہوں نے جا کر اسے گرا دیا اور آگ لگا دی۔ منافقین منتشر ہوگئے اور مسجد کو آگ کے لیے چھوڑ دیا جس نے اسے جلا کر راکھ کر دیا۔

مدینہ واپسی اور شاندار استقبال:

رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپسی پر جب مدینہ کے قریب پہنچے تو اہلِ مدینہ نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور بچیاں یہ شعر پڑھتی تھیں:

طلع البدر علينا — من ثنيات الوداع

وَجَبَ الشكرُ علينا — ما دعا لله داع

''ہم پر وداع کے ٹیلوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ جب تک کوئی دُعا کرنے والا اللہ سے دُعا کرے گا ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ

''مدینہ میں وہ لوگ بھی ہیں کہ تم نے جو بھی سفر کیا اور جس وادی کو بھی طے کیا وہ تمہارے ساتھ تھے۔ انہیں کسی عذر نے روکے رکھا ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! مدینہ میں رہتے ہوئے ہمارے ساتھ ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی تمہارے ساتھ ہیں۔'' (بخاری: 4423)

متخلفین کا طبقہ:

رسول اللہ ﷺ رمضان میں واپس آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی عظیم فتح کا اعلان کیا جس نے مؤمنین و مؤمنات کو خوش کر دیا کہ آپ ﷺ فتح یاب ہو کر صحیح سالم واپس آگئے ہیں۔ مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی تو منافقین کا پیچھے رہ جانے والا گروہ آ گیا۔ وہ قسمیں اٹھا رہے تھے اور اپنے عذر پیش کر رہے تھے تاکہ آپ ﷺ انہیں معاف فرمائیں اور ان سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درگزر کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا اور ان سے درگزر کیا لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کا عذر قبول نہیں کیا کیونکہ ان کا کوئی معقول عذر تھا ہی نہیں بلکہ ان کے نفاق اور سوئے ظن نے انہیں پیچھے بٹھائے رکھا۔ اسی پر یہ آیات نازل ہوئی ہیں:

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ ﴿٩٤﴾ (التوبہ:94)

”جب تم ان کی جانب واپس پلٹو گے تو وہ تمہارے سامنے بہانے پیش کریں گے۔ آپ کہہ دیں کہ بہانے نہ بناؤ! ہم تمہاری بات پر قطعاً یقین نہیں کریں گے۔“

اور فرمایا:

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾
(التوبہ:96)

”وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو تم اگر ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے قطعاً راضی نہ ہوگا۔“

ایسے ہی تین نیک مومن بھی پیچھے رہ گئے تھے جن میں کوئی شک یا نفاق نہیں تھا بلکہ محض کاہلی کا نتیجہ تھا۔ وہ مومن یہ ہیں: کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا جب تک ان کی سزا یا ان کی توبہ کے بارے میں حکم نازل نہیں ہو جاتا۔ چنانچہ ان کی بابت ارشاد ہوا:

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾
(التوبہ:106)

”اور بعض دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ یا وہ اُنہیں سزا دے گا یا اُن کی توبہ قبول کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان سے یہ بائیکاٹ پچاس دن تک جاری رہا۔ اس کے بعد اللہ نے ان کے حال پر رحم کیا اور ان کی بابت نازل فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ (التوبہ:117,118)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی پر بھی اور مہاجرین وانصار پر بھی مہربانی کی جنھوں نے تنگی کے اس وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔اس کے بعد بھی کہ قریب تھا ان میں سے ایک گروہ کے دل ہی ٹیڑھے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان (کے حال) پر توجہ فرمائی۔ یقیناً وہ ان پر بہت ہی شفیق، بڑا ہی رحیم ہے۔(117)اور اُن تینوں پر بھی اُس نے توجہ فرمائی جو پیچھے رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین وسیع ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جان ہی سے تنگ آ گئے۔اور اُنہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سے خود اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن پر کرم کیا تا کہ وہ آئندہ بھی پلٹ آیا کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔(118)''

نتائج وعبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: جہاد کے موقع پر اعلانِ عام کرنا جائز ہے۔اس صورت میں پیچھے رہنا کسی کے لیے جائز نہیں ہوتا البتہ کسی عذر کی بناء پر یا امامِ خاص کی اجازت کی بناء پر پیچھے رہ سکتا ہے۔

2: جہاد فی سبیل اللہ کے لیے مال جمع کرتے وقت چندہ دہندگان کا اندراج کرنا جائز ہے۔

3: مجتہد سے خطا کا امکان ہے کہ وہ متقدم کو متاخر کر سکتا ہے جیسے کہا جاتا ہے:

لکل جواد کبوة ، ولکل سیف نبوة

4: اصحابِ عذر مثلاً اندھے، لنگڑے، بیمار اور غریب پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

5: سفر سے عجز کی بنا پر مؤمنین کا رونا ان کے ایمان کا مظہر ہے۔

6: جو جہاد سے پیچھے رہے اور مؤمنین کی صفوں میں انتشار پیدا کرتے رہے ہیں وہ مومن نہیں تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7: حضرات ابوخیثمہ، ابوذر، ذوالبجادین اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے فضل کا بیان ہے۔

8: رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی پانچ علامتوں کا بیان اور ان کا اظہار ہے۔

9: جن پر عذاب نازل ہوا ان کے دیار سے گزرتے وقت ہنسنا اور نہ رونا حرام ہے۔

10: سفر کے دوران نمازیں جمع کر کے قصر ادا کرنا جائز ہے۔

11: مشرکین کے ساتھ ضرورت کے وقت صلح کا معاہدہ کرنا امام کے لیے جائز ہے۔

12: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور جنگ میں ان کی شدت کا بیان ہے۔

13: سیدنا علی، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے شرف کا بیان ہے رضی اللہ عنهم أجمعين ۔

تیسرا واقعہ: غزوۂ طے اور عدی کا اسلام

رسول اللہ ﷺ نے ایک سو پچاس آدمی دے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیارِ طے میں بھیجا۔ ان میں سے پچاس گھڑسوار تھے۔ طے میں ان کا ''فلس'' نامی ایک بت رکھا ہوا تھا۔ لشکر کے پاس ایک بڑا سیاہ اور ایک چھوٹا سفید جھنڈا تھا۔ انہوں نے دیارِ طے میں پہنچ کر صبح ہوتے ہی آلِ حاتم کے محلّہ پر حملہ کر دیا، ان کے بت کو منہدم کر دیا اور ان کے قیدیوں، اونٹوں اور بکریوں کو مالِ غنیمت بنایا۔ ان میں سے ایک عدی کی بہن فاطمہ تھی جب کہ عدی خود اس لشکر کا سن کر تنِ تنہا شام بھاگ گیا تھا۔ بت پر دو تلواریں تھیں: ایک کا نام مخذم اور دوسری کا نام رسوب تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قبضے میں کیا۔ ایسے ہی ان کے خزانے سے تین تلواریں اور تین زرہیں دستیاب ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو اور چوپایوں پر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر کر دیا۔ راستے میں مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ آپ ﷺ کا حصہ نکال کر الگ کر دیا اور حاتم کی لختِ جگر کو حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچا دیا۔ اس لڑکی کے ساتھ کیا ہوا اس کی روداد ہم عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنتے ہیں۔

وہ اپنے اسلام کا قصہ سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر آیا۔ انہوں نے میری بہن اور دیگر افراد کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا دیا۔ میری بہن نے کہا: ''باپ ہلاک ہو چکا ہے، وافد بھاگ گیا ہے، مجھ پر احسان فرمائیے اللہ آپ پر احسان کرے گا۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارا وافد کون ہے؟'' کہا: ''عدی۔'' پوچھا: ''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگ گیا ہے؟'' آپ ﷺ کے پہلو میں ایک شخص کھڑا تھا جس کا نام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھا۔ انہوں نے اشارہ کیا: ''کھڑی ہو کر آپ ﷺ سے بات کرو۔'' اس نے کھڑے ہو کر سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، اسے کپڑا پہنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سفر خرچ دیا۔ عدی نے کہا کہ میں طے کا حاکم تھا اور ان سے مال کا چوتھا حصہ وصول کرتا تھا۔ میں عیسائی تھا اور جب رسول اللہ ﷺ کا لشکر آیا ہے میں اسلام سے بھاگ کر شام چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ میں اپنے اہلِ دین کے ساتھ رہوں گا۔ اسی دوران میری بہن بھی شام آ گئی۔ اس نے مجھے ملامت کی کہ میں نے اسے چھوڑ دیا تھا اور اس کے علاوہ اپنے اہل کے ساتھ بھاگ آیا تھا۔ پھر اس نے مجھے کہا: ''میرا خیال ہے جتنا جلدی ہو تم محمد ﷺ سے ملاقات کرو۔ اگر وہ نبی ہیں تو ان کی جانب پہل کرنا فضیلت ہے اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو بھی تم عزت میں ہو گے کیونکہ تمہارا ایک مقام ہے۔'' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ میں انہیں پہچان چکا تھا۔ آپ ﷺ مجھے لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوئے کہ راستے میں ایک بوڑھی عورت نے آپ ﷺ کو روکا۔ آپ ﷺ کافی دیر تک اس کے پاس کھڑے رہے اور اس کا کام پورا کیا۔ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ بادشاہ نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

لعلك يا عدی انما يمنعك من دخول فی هذا الدين ماتری من حاجتهم ،فوالله ليوشكن المال أن يفيض فيهم حتى لايوجد من يأخذه ،ولعلك انما يمنعك من دخول فيه ماتری من كثرة عدوهم وقلة عددهم ،فوالله ليوشكن أن تسمع بالمرأة تخرج من القادسية على بعيرها حتى تزورهذا البيت لاتخاف ،وأيم الله ليوشكن أن تسمع بالقصور البيض من أرض بابل قد فتحت عليهم (البدية والنهاية:/ 69،70)

''عدی! تم ان کا چوتھائی وصول کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دین میں حلال نہیں ہے۔ شاید تم اس وجہ سے اسلام قبول نہیں کرتے کہ اہلِ اسلام ضرورت مند ہیں اور ان کے دشمن زیادہ ہیں۔ واللہ! انہیں اس قدر مال ملے گا کہ اسے حاصل کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واللہ! تم سنو گے کہ ایک عورت تنِ تنہا قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو کر نکلی ہے اور بیت اللہ کا حج کرنے آئی ہے کہ اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہیں تھا۔ واللہ! تم ضرور سن لو گے کہ بابل کے سفید محل فتح ہو چکے ہیں۔''

عدی کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا اور میں دیکھ چکا ہوں کہ سفید محلات فتح ہو چکے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک عورت بیت اللہ کی جانب نکلی ہے اور اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں تھا۔ واللہ! تیسری پیشین گوئی عنقریب ثابت ہو کر رہے گی۔ عدی فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبہ:31)

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا ربّ بنا رکھا ہے۔''

میں نے عرض کیا: ''عیسائی ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ (ترمذی 3095)

''کیوں نہیں! انہوں نے حلال کو ان کے لیے حرام بنا دیا اور حرام کو ان کے لیے حلال بنا دیا تو انہوں نے اس میں ان کا اتباع کیا یہی تو ان کی عبادت کرنا ہے۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: بتوں کو گرانا اور بت پرستوں سے جہاد کرنا جائز ہے تا کہ وہ اسلام قبول کریں۔

2: مشرکین کی جہالت اور گمراہی کا بیان ہے کہ انہوں نے بتوں پر اسلحہ لٹکا رکھا تھا تا کہ وہ اپنا دفاع کر سکیں۔

3: رسول اللہ ﷺ کی مہمان نوازی میں اس اصول کا بیان ہے کہ ذلیل قوم کے معزز کو احترام دو۔

4: رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کا ثابت ہونا آپ ﷺ کی نبوت کا ایک واضح ثبوت ہے۔

5: اللہ کے حلال کردہ کو حرام بنانے اور اللہ کے حرام کردہ کو حلال بنانے میں علماء وحکام کی اطاعت کرنا دراصل ان کی عبادت کرنا ہی ہے بشرطیکہ اس میں جبر و اکراہ نہ ہو۔

چوتھا واقعہ: عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آمد

عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار بنو ثقیف کے معتبر ترین افراد میں ہوتا تھا۔ قریشِ مکہ کے اس قول میں یہی مراد ہیں جسے قرآن نے حکایت کیا ہے:

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (الزخرف:31)

''اور انہوں نے کہا کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اُتارا گیا؟''

دوسرا آدمی ابوجہل مراد ہے جو بدر میں ہلاک ہوا۔ اس کی کنیت ابوالحکم اور نام عمرو بن ہشام تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت کے نویں سال آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا تھا کہ فتح مکہ اور ہوازن وثقیف کی شکست کے بعد قریش دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ ایک عقل مند آدمی تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی نعمت سے نواز دیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے عرض کیا: ''میں اپنی قوم میں واپس جاتا ہوں اور انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کو وہ قتل کر دیں گے۔'' انہوں نے کہا: ''میں انہیں دوشیزاؤں سے زیادہ پیارا ہوں۔'' انہیں امید تھی کہ ان کے مقام کا لحاظ کرتے ہوئے وہ ان کے ساتھ اتفاق کریں گے۔ چنانچہ طائف واپس آ کر اپنی قوم کے محلے میں وہ ایک چبوترے پر چڑھ گئے، اپنا اسلام ظاہر کیا اور انہیں اسلام کے لیے بلایا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر تیر اندازی شروع کر دی۔ ان زخموں کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔ وفات سے قبل ان سے پوچھا گیا: ''اپنے خون کی بابت تمہارا کیا خیال ہے؟'' انہوں نے کہا: ''یہ عزت ہے جس سے اللہ نے مجھے نوازا ہے اور شہادت ہے جسے میرے مقدر میں کیا ہے اور میں بھی انہیں شہداء میں ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ راہِ خدا میں قتل کر دیا گیا چنانچہ مجھے بھی انہیں میں دفن کرنا۔'' چنانچہ جب وہ زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے تو انہیں بھی شہداء کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان مثله في قومه كمثل صاحب يٰس في قومه (البداية والنهاية 5 / 32)

''اپنی قوم میں ان کی مثال وہی ہے جو صاحب یٰس کی اپنی قوم میں تھی جس نے انہیں خیر کی جانب بلایا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے عروہ رضی اللہ عنہ کو خبردار کیا کہ ان کی قوم انہیں قتل کر دے گی اور ایسے ہی ہوا۔

2: دعوت الی اللہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ اس میں کن تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑتا اور داعی کو کس صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔

3: عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو صاحب یاسین کے مشابہ قرار دیا ہے جن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام حبیب بن نجار تھا۔

پانچواں واقعہ: وفدِ ثقیف کی آمد

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ثقیف کا وفد حاضر ہوا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا محاصرہ کر رکھا تھا اس وقت آپ ﷺ سے کہا گیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ان کے خلاف بددعا کیجئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهم اهد ثقيفاً وائت بهم (البداية والنهاية :7524)

''یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دیجئے اور اسے (مسلمان بنا کر) لائیے۔''

ثقیف کی آمد کا ایک یہ سبب تھا اور دوسرا سبب یہ تھا کہ ان کے ارد گرد کے عرب ان سے قتال پر آمادہ تھے اور ان پر حملہ آور ہوا چاہتے تھے خصوصاً مالک بن عوف نصری ان کا مال لوٹ کھاتا اور ان کے آدمی قتل کر دیتا۔ جب انہوں نے بے بسی کا یہ عالم دیکھا تو باہمی مشورہ کیا اور احلاف میں سے عبد یالیل بن عمرو، حکم بن عمرو، شرحبیل بن غیلان اور بنو مالک میں سے عثمان بن ابی العاص، اُوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ کو وفد بنا کر خدمتِ اقدس میں روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے مسجد میں ان کے لیے خیمہ لگوا دیا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے اور وفد کے درمیان سفیر کا کام دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے کھانا بھیجا کرتے جو وہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھایا کرتے اور جب تک خالد رضی اللہ عنہ اس میں سے نہ کھاتے وہ کھانا نہیں کھایا کرتے تھے حتی کہ وہ مسلمان ہو گئے۔

معاہدے کی شرائط:

ثقیف کے وفد نے اپنے اسلام کے لیے یہ شرائط رکھیں:

1: رسول اللہ ﷺ ان کے لات نامی بت کو تین سال سے پہلے نہیں گرائیں گے مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے بیوی بچوں اور بیوقوفوں کے شور سے بچ جائیں۔ ایک مدت کم کرتے کرتے انہوں نے ایک مہینے کی رخصت چاہی مگر آپ ﷺ نے ایک دن کے لیے بھی قبول نہ کیا۔

2: انہیں نماز پڑھنے سے معاف رکھا جائے گا مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا:

وأما الصلاة فلا خير في دين لا صلاة فيه (البداية والنهاية 5/33)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں نماز نہیں ہے۔''

انہوں نے کہا: ''ہم نماز پڑھیں گے مگر رکوع نہیں کریں گے بلکہ قیام سے سیدھا سجدے میں گر جائیں گے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا خَيْرَ فِي دِيْنٍ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ (ابو داود 3026)

''اس نماز میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں رکوع نہیں ہے۔''

جب وہ اسلام قبول کر چکے تو آپ ﷺ نے عثمان بن عمرو بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کر دیا جو ان میں سب سے کم عمر تھے کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں اسلام میں راغب اور دین سیکھنے کے لیے مائل پایا تھا۔ پھر یہ وفد واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ساتھ بھیجا تا کہ ان کا بت گرا دیں۔ چنانچہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کو گرا دیا۔ بنو معتب کے افراد ان کے سامنے کھڑے ہو گئے کہ ان پر بھی تیر نہ چلائے جائیں جیسے عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس سے قبل چلائے گئے تھے۔ انہوں نے بت گرانا شروع کیا تو ثقیف کی عورتیں ننگے سر گھروں سے باہر نکل آئیں اور رونے لگیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس بت کے زیورات کو قبضے میں کر لیا۔

ادائیگیِ قرض:

اس بت کے پاس نذر و نیاز کا کافی مال تھا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اس کو گرا کر سارا مال آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیٹا ابو ملیح حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا: ''ان کے والد پر جو قرضہ تھا وہ آپ ﷺ بت کے مال سے ادا کریں۔'' آپ ﷺ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا تو قارب بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اسود سے بھی قرض ادا کر دیں۔'' عروہ رضی اللہ عنہ اور اسود سگے بھائی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسود شرک پر مرا ہے۔'' قارب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تو مسلمان ہوں، آپ ﷺ کا رشتہ دار بھی ہوں، باپ کے قرض کا میں ذمہ دار ہوں، اس کی ادائی کا مجھ سے مطالبہ ہو رہا ہے، آپ ﷺ کی مجھ سے صلہ رحمی ہو گی۔'' آپ ﷺ نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عروہ رضی اللہ عنہ اور اسود دونوں کا قرض بت کے مال سے ادا کریں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو وصیت:

ثقیف کا وفد مسلمان ہو گیا اور آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو صفاتِ کمال کی بنا پر ان کا امیر مقرر کر دیا تو اہلِ طائف کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ایک خط لکھا جس میں دیگر ہدایات کے علاوہ ایک نصیحت یہ تھی:

يَا عُثْمَانُ اتَجَاوَزْ فِي الصَّلَاةِ وَاقْدِرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَالسَّقِيمَ وَالْبَعِيدَ وَذَا الْحَاجَةِ (ابن ماجه 987)

”عثمان! نماز میں تخفیف ملحوظ رکھنا، کمزوروں کا خیال کرنا کیونکہ ان میں بوڑھے، بچے اور ضرورت مند سبھی ہوتے ہیں۔“

نتائج وعبر:

سیرت معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: ثقیف کے حق میں آپ ﷺ کی دُعا کا قبول ہونا نبوت کی ایک نشانی ہے کہ اللہ نے انہیں ہدایت سے نوازا اور آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔

2: شرک اور کفر پر ان کا اصرار واضح ہونے سے قبل وفود کے لیے رسول اللہ ﷺ کے احترام واکرام کا بیان ہے۔

3: اللہ کی مراد اور اس کی شریعت کے منافی مخلوق کی ہر شرط باطل ہے۔اسی طرح ہر وہ شرط باطل ہے جس سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنایا جاتا ہے۔

4: توحید کے بعد دین کے سب سے بڑے رکن نماز کا اور نماز کے عظیم ارکان رکوع اور سجدہ کا بیان ہے۔

5: عورتوں کے عقلی ضعف کا بیان ہے کہ اپنے جہل وضعف کی بنا پر شرک اور اسبابِ شرک کے ساتھ اکثر انہی کا تعلق ہوتا ہے۔

6: ضرورت کے وقت بیت المال سے قرض ادا کرنا جائز ہے۔

چھٹا واقعہ: خدمتِ اقدس ﷺ میں وفود کی آمد

ہجرت کے نویں سال کئی وفود پے در پے آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ دوستی کا، اسلام کے ساتھ رضامندی کا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ یہ وفود بہت زیادہ ہیں۔ تمام مؤرخینِ اسلام نے جس قدر ہو سکا ان کا تذکرہ کیا ہے مگر کوئی ایک بھی ان سب کو بیان نہیں کر سکا ہے کیونکہ ان کی تعداد بہت ہے۔

اس سال اتنی کثیر تعداد میں وفود کی آمد کا سبب معلوم ہی ہے۔ قریش جیسے زعمائے عرب کا اسلام میں داخل ہونا، مکہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طائف کا فتح ہونا، تبوک میں روم سے جنگ کرنا چنانچہ اب کوئی شخص یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر کسی صورت غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ عربی قبائل نے یمن وشمال اور شرق وغرب سے حاضرِ خدمت ہونا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان میں اس کی خبر دے چکا تھا:

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾ (النصر: 1-3)

''جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ جائے۔(1) اور آپ دیکھیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔(2) تو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اُس سے بخشش مانگئے۔ یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔(3)''

فرمانِ الٰہی اذ جآء نصر اللہ میں اللہ کی وہ مدد مراد ہے جو بدر میں، حمراء الاسد میں، احزاب میں اور خیبر میں اتر چکی تھی اور فتح سے مراد مکہ اور طائف کی فتح ہے۔ طائف کو اگرچہ باقاعدہ فتح نہیں کیا گیا تاہم اس کا وفد حاضرِ خدمت ہوا اور اس نے قائدِ اعظم حضرت محمد ﷺ کی زمامِ قیادت کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔ یہی فتح ہے اور فتح کیا ہوتی ہے؟

فرمانِ الٰہی: يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ''لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں'' میں اس سال کے وفود مراد ہیں۔

ذیل میں چند اہم وفود کا، ان کے امتیازات اور واقعات کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے:

1: وفدِ بنی اسد:

یہ بڑے قوی تھے۔ حجاز کے شمال مشرق میں اشداء کے مقام پر رہتے تھے۔ اس وفد میں دس افراد شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ''ہم آپ ﷺ کا پیغامبر پہنچنے سے پہلے ہی آپ ﷺ کے پاس آ گئے ہیں۔'' اس سے وہ آپ ﷺ پر احسان جتلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ (الحجرات: 17)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ لوگ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی ہے اگر تم سچے ہو۔''

2: وفدِ بلی:

مدینہ میں یہ وفد رویفع بن ثابت بلوی کے پاس آیا تھا۔ بلوی نے انہیں دیکھ کر کہا: ''الحمدللہ! اللہ نے تمہیں اسلام کے لیے توفیق دی ہے۔ جو شخص اسلام کے علاوہ کسی مذہب پر مرا ہے وہ آگ میں جائے گا۔''

جب یہ وفد وداع ہونے لگا تو وفد کے شیخ ابوضبیب نے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں میزبانی میں رغبت رکھتا ہوں۔ کیا مجھے اس کا ثواب ہوگا؟'' فرمایا: ''ہاں! کسی امیر یا حقیر کے ساتھ آپ جو نیکی کریں گے وہ صدقہ ہوگا۔'' ایک شخص نے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! میزبانی کا عرصہ کتنا ہے؟'' فرمایا: ''تین دن۔ اس کے بعد صدقہ ہے البتہ مہمان کے لیے اتنا عرصہ آپ کے پاس قیام کرنا مناسب نہیں ہے کہ آپ تکلیف محسوس کریں۔''

پھر آپ ﷺ نے مہمان نوازی کرتے ہوئے کچھ مال ومتاع دے کر انہیں رخصت کر دیا۔

3: وفدِ تمیم:

یہ وفد دس سے زائد افراد پر مشتمل تھا۔ تمام کے تمام بنوتمیم کے سردار تھے۔ عطارد بن حاجب بن زرارہ تمیمی ان کا امیر تھا۔ اس کے علاوہ اقرع بن حابس، حجاب بن بدر، زبرقان بن بدر، عیینہ بن حصن۔ عیینہ اور اقرع نے فتحِ مکہ، غزوۂ حنین اور غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔

سوئے ادبی کا ارتکاب:

یہ وفد مسجدِ نبوی ﷺ میں داخل ہوا اور حجروں کے پیچھے سے غیر مناسب اور نازیبا کلمات کے ساتھ آپ ﷺ کو پکارا: ''یا محمد! یا محمد (ﷺ)! باہر آیئے۔'' ان کی چیخیں اور آوازیں سن کر آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو انہوں نے کہا: ''ہم آپ (ﷺ) سے مقابلہ کرنے آئے ہیں لہٰذا ہمارے شاعر اور ہمارے خطیب کو اجازت دیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے خطیب کو اجازت دیتا ہوں۔'' وفد کا رئیس عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور اس نے کہا: ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو فضل و شرف کا حق دار ہے۔ اس نے ہم کو بادشاہ بنایا ہے، ہمیں بڑے مال و دولت سے نوازا ہے جسے ہم اچھے کاموں میں لاتے ہیں۔ اس نے ہمیں اہلِ مشرف میں سب سے زیادہ عزت والا بنایا ہے۔ ہماری تعداد سب سے زائد اور ہمیں سب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسان تیاری کرنے والا بنایا۔ لوگوں میں ہم سا کون ہے؟ کیا ہم لوگوں کے سردار اور ان کے افضل لوگ نہیں ہیں؟ ہمارے ساتھ مفاخرت میں مقابلہ کرنے والا ہماری طرح اپنے فضائل بیان کرے۔ اگر ہم چاہیں تو اس سے بھی زائد بیان کر دیں مگر ہم عطایا کی کثرت کے ذکر سے حیا کرتے ہیں۔ میں یہی کہتا ہوں کہ تم ہمارے بیان جیسا بیان اور ہمارے معاملے سے افضل معاملہ لاؤ۔'' اس کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ''اس آدمی کو جواب دو۔'' چنانچہ ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں آسمان و زمین جس کی مخلوق ہیں۔ اس نے ان پر اپنا حکم لاگو فرمایا۔ اس کا اقتدار اس کے علم کی وسعت کا آئینہ دار ہے۔ ہر شے اپنے وجود میں اس کے فضل کی محتاج ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے ہمیں بادشاہ بنایا ہے، اپنی بہترین مخلوق میں سے رسول کا انتخاب فرمایا جو نسب میں سب سے معزز، گفتگو میں سب سے سچا اور حسب میں سب سے افضل ہے۔ اللہ نے اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اسے اپنی مخلوق پر امین بنایا۔ چنانچہ آپ ﷺ تمام جہانوں میں سے اللہ کے منتخب ہیں۔ پھر لوگوں کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کے لیے بلایا، آپ ﷺ کی قوم میں سے مہاجرین اور رشتہ دار آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ وہ نسب میں معزز ترین ہیں، صورت میں حسین ترین ہیں، کارکردگی میں بہترین ہیں۔ مخلوق میں سب سے قبل اس پیغام کو قبول کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے ہم ہیں۔ ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول ﷺ کے وزراء ہیں۔ ہم لوگوں سے جنگ کریں گے حتی کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا اس نے اپنا مال اور خون ہم سے محفوظ رکھا اور جس نے کفر کیا ہم اس سے ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے رہیں گے۔ اسے موت کے گھاٹ اتار دینا ہمیں چنداں مشکل نہیں ہے۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لیے مغفرت کا طلب گار ہوں۔ والسلام علیکم!''

پھر انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے شاعر کو اجازت دیجیے۔'' آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ جو کھڑا ہوا وہ زبرقان بن بدر تھا۔ اس نے کہا:

نحن الكرام فلا حيٌّ يعادلنا　　منا الملوک وفينا تنصب البِيَعُ

ترجمہ: ''ہم مہمان نواز ہیں کوئی قبیلہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم میں بادشاہ ہیں اور وہ بھی ہیں جو عبادت گاہیں بناتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اپنا کلام آٹھ اشعار میں پیش کیا۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا تا کہ وہ شاعر کو جواب دیں۔ وہ حاضر ہوئے اور یہ کہتے ہوئے جواب دیا:

ان الذوائب من فِهْر واخوتهم   قد بينوا سُنناً للناس تتبعُ

قوم اذا حاربوا ضرّوا عدوّهم   أو حالوا النفع فی أشياعهم نفعوا

انہوں نے اپنا کلام تیرہ اشعار میں پیش کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مشرکین کے خطیب اور شاعر کا مومنین کے خطیب اور شاعر سے زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان کے دل میں شرک و کفر کا اندھیرا تھا اور اِن کے دل میں نورِ ایمان اور حکمتِ اسلام تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جب فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا: ''بلاشبہ اس آدمی کا ساتھ دیا جاتا ہے۔ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بڑا اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے عظیم ہے۔'' اس کے بعد وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ آیات ان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ (الحجرات:4،5)

''جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں بلاشبہ اُن میں سے اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔ (4) اور بے شک اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود اُن کے پاس باہر آتے تو اُن کے لیے یہی بہتر تھا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا، بہت رحم کرنے والا ہے۔ (5)''

4: وفدِ عبدالقیس:

یہ ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جو عبدالقیس بن افصی کی جانب منسوب ہوتا تھا۔ جب یہ وفد آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''ربیعہ سے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامَى

''اس وفد کو خوش آمدید کہتا ہوں جو رسوائی اور پشیمانی سے پہلے آ گیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان مُضر کے کفار آباد ہیں۔ ہم کسی محرم مہینے میں ہی آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں فیصلہ کن بات بتادیں جس پر ہم گھر جا کر عمل کریں اور اپنے پس ماندگان کو بتائیں اور ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانِ بِاللهِ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ : مَا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ . فَاحْفَظُوهُنَّ وَادْعُوا إِلَيْهِنَّ مَنْ وَّرَآءَ كُمْ

''میں تمہیں چار کام کرنے کا حکم دیتا ہوں اور اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے برتنوں، مٹی کے مٹکوں، لکڑی کھود کر بنائے ہوئے اور لک سے رنگے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔ ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے پس ماندگان کو انہی کی دعوت دو۔''

رسول اللہ ﷺ نے اشج بن قیس سے فرمایا:

إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ

''تم میں دو صفتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے: دوراندیشی اور بُردباری۔''

5: وفد بنی حنفیہ:

رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو حنفیہ کا وفد آیا۔ مسیلمہ کذاب بھی ان میں شریک تھا مگر انہوں نے اس کو پیچھے ڈیرے پر ہی چھوڑ دیا اور وہ آپ ﷺ کے پاس نہ آیا۔ اس وفد نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں سفری مال دیا۔ انہوں نے مسیلمہ کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بھی سفر خرچ کا حکم دیا۔ انہوں نے یہ زاد مسیلمہ کو پہنچا دیا۔

یمامہ پہنچ کر یہ دشمنِ خدا مرتد ہو گیا اور خود نبوت کا دعویٰ کر دیا اور جھوٹ بولا۔ وہ مسجع کلامی کرنے لگا اور قرآن کا مقابلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہنے لگا: ''اللہ نے حاملہ پر احسان فرمایا ہے کہ اس کے دل کے پردے اور انتڑیوں کے درمیان سے ایک چلتی پھرتی روح نکالی ہے۔'' اس نے نماز معاف کر دی، زنا اور شراب کی اجازت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خط لکھا:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى مسيلمة الكذاب سلام على من اتبع الهدى ،أما بعد ، فان الأرض لله يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام! جو ہدایت کا اتباع کرتا ہے اس پر سلام ہو۔ امابعد! زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجامِ کار متقین ہی کامیاب ہوں گے۔''

یہ خط آپ ﷺ نے مسیلمہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ مسیلمہ نے اپنے خط میں لکھا تھا: ''مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے نام! امابعد! مجھے نبوت میں آپ کا شریک بنایا گیا ہے مگر قریش انصاف پسند قوم نہیں ہے۔''

6: شاہانِ حمیر کے پیغام رساں:

شاہانِ حمیر مثلاً حارث بن عبدکلال، نعیم بن عبدکلال اور رعین، معافر اور ہمدان کے سربراہ نعمان بن قیل کا خط آیا۔ پیغامبر مالک بن مرہ رہاوی تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمٰن الرحيم من محمد رسول الله النبى الى الحارث بن عبد كلال، ونعيم بن عبد كلال،والنعمان قيل ذي رعين،ومعافر ، وهمدان ، أما بعد ذلكم فاني أحمد اليكم الله الذي لا اله الاهو، فانه قدوقع نبأ رسولكم منقلبنا من أرض الروم فلقينا بالمدينة فلبغ ما أرسلتم به ، وخبرنا ماقبلكم ، وأنبانا باسلامكم، وقتلكم المشركين وأن الله قد هداكم بهداه ان أصلحتم ، وأطعتم الله ورسوله، وأقمتم الصلاة، وآتيتم الزكاة، وأعطيتم من المغانم خمس الله وسهم النبى ﷺ وصفيه، وما كتب على المؤمنين فى الصدقة.....فمن زاد خيراً فهو خير له، ومن أدى وأشهد على اسلامه وظاهر المأمنين على المشركين فانه من المؤمنين له مالهم وعليه ما عليهم وله ذمة الله وذمة رسوله، وانه من أسلم من يهودى أونصرانى فانه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من المؤمنين له ما لهم وعليه ما عليهم ومن كان على يهوديته أنصرانيته فانه لا يرد عنها وعليه الجزية على كل حالم ذكر، وأنثى حر، أو عبد دينار واف من قيمة المعافرى أو عرضه ثياباً،فمن أدى ذلك الى رسول الله فان له ذمة الله وذمة رسوله، ومن منعه فانه عدو الله ولرسوله (البداية والنهاية:5 /81 0 8)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے نبی رسول محمد ﷺ کی جانب سے حارث بن کلال،نعیم بن عبد کلال اور رعین، معافر اور ہمدان کے سربراہ نعمان بن قیل کے نام! امابعد! میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ سرزمینِ روم سے واپسی پر تمہارا پیغامبر ہمیں مدینہ میں ملا ہے۔ جو پیغام تم نے دیا وہ اس نے پہنچایا ہے اور جو تم نے کہا اس کا بتلایا ہے اور تمہارے اسلام لانے کی اور مشرکوں کو قتل کرنے کی اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ہدایت عطا فرمائیں۔ اگر تم درست رہو گے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے، نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ ادا کرو گے، غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پانچواں حصہ دو گے اور وہ صدقہ نکالو گے جو مؤمنین پر لکھ دیا گیا ہے (اوران کے لیے زرعی پیداوار، اونٹوں، گایوں اور بکریوں کی زکوٰۃ بیان کی)۔ جو نیکی زیادہ کرے گا یہ اس کے حق میں بہتر ہوگا اور جو یہ ادا کرے گا، اسلام کی شہادت دے گا اور مشرکین کے خلاف مسلمانوں کی مدد کرے گا وہ مومنوں میں شمار ہوگا۔ اس کے لیے وہی ہوگا جو ان کے لیے ہے اور اس پر وہی فرض ہوگا جو ان پر فرض ہے اور جو شخص یہودیت یا عیسائیت پر ہے اس کو دین تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اس بالغ پر معافری قیمت برابر دینار یا اس کے برابر کپڑا جزیے میں عائد ہوگا، وہ مذکر ہو یا مؤنث، آزاد ہو یا غلام۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ ادا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمے میں ہوگا اور جو یہ روک لے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن ہوگا۔''

7: وفدِ بہراء کی آمد:

تیرہ افراد پر مشتمل وفد جنوبی یمن سے آیا اور مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر پڑاؤ ڈالا۔ انہوں نے کئی دن تک مدینہ میں قیام کیا اور اسلام کے واجبات و فرائض کو سیکھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں رخصت کر دیا اور ساتھ انہیں سفری خرچہ بھی دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8: وفدِ عذرہ کی آمد:

یہ بارہ آدمی تھے۔ ان میں حمزہ بن نعمان بھی تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کس قوم سے تعلق ہے؟“ ان کے متکلم نے جواب دیا: ”جس سے آپ ﷺ واقف نہیں۔ ہم بنو عذرہ سے ہیں جو قصی کا ماں شریک بھائی تھا۔ ہم ہی نے قصی سے تعاون کیا اور اس کے مخالفوں خزاعہ اور بنو بکر کو مکہ شہر سے باہر نکالا۔ ہمارے آپ ﷺ کے ساتھ گہرے روابط اور قریبی رشتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوش آمدید! میں آپ کو خوب جانتا ہوں۔“ انہوں نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے انہیں ملکِ شام کے فتح ہونے اور ہرقل کے اپنے وطن بھاگ جانے کی خوشخبری سنائی۔ آپ ﷺ نے ان کو کاہنوں سے باتیں پوچھنے، بتوں کے نام کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا اور انہیں بتایا کہ قربانی کے جانور ذبح کر کے کھایا کرو۔ آپ ﷺ نے تحائف سے ان کی عزت افزائی کی اور وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

9: وفدِ ذی مرہ کی آمد:

تیرہ افراد پر مشتمل ذی مرہ کا وفد آیا۔ ان کا امیر حارث بن عوف تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے ان کے وطن کا اَحوال پوچھا تو انہوں نے کہا: ”ہمارے ملک میں سخت قحط پڑا ہوا ہے۔ آپ ﷺ ہمارے حق میں دُعا فرمائیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰھم اسقھم الغیث (البدایۃ والنھایۃ:5/94)

”الٰہی! ان پر بارانِ رحمت نازل فرما۔“

چند دن قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ نے تحائف دے کر عزت سے نوازا۔ وہ واپس ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ ان کے علاقے میں اسی دن بارش ہوئی تھی جس دن آپ ﷺ نے ان کے لیے دُعا کی تھی۔

10: وفدِ سعد بن بکر کی آمد:

ان کا رئیس ضمام بن ثعلبہ تھا۔ وہ آگے بڑھا اور واجبات، محرمات اور اصولِ دین پر مشتمل کئی سوالات پوچھے۔ چنانچہ وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔ جب وہ دعوتِ دین کے لیے اپنی قوم کی جانب واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس مینڈھیوں والے نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔“ وہ اپنی قوم کے پاس آیا۔ جب وہ ان کے گرد جمع ہو گئے تو سب سے پہلے انہوں نے کہا: ”لات اور عزیٰ بُرے ہیں۔“ یہ سن کر لوگوں نے اسے ڈرایا: ”برص، جنون اور جزام سے ڈرو۔“ ان کا مطلب تھا کہ لات و عزیٰ کی مذمت کرنے سے یہ بیماریاں لاحق ہو جائیں گی کیونکہ یہ ان کے معبود تھے۔ ضمام رضی اللہ عنہ نے جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا: ”تم پر افسوس ہے! یہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ نے محمد ﷺ کو رسول بنایا ہے، ان پر کتاب نازل کی ہے اور تمہیں اس گمراہی سے بچایا ہے جس میں تم مبتلا تھے۔“ انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ شام تک کوئی مشرکہ عورت اور کوئی مشرک مرد باقی نہ بچا تھا۔

11: وفدِ ازد کی آمد:

سوید بن حارث ازدی نے روایت کیا ہے کہتے ہیں: ”میں اپنی قوم کے وفد میں ساتواں آدمی تھا۔ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کلام کیا تو آپ ﷺ کو ہمارا اخلاق اور لباس بڑا پسند آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”تم کون ہو؟“ ہم نے جواب دیا: ”مومن ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے متبسم لہجے میں فرمایا: ”ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تمہاری بات اور تمہاری قوم کی حقیقت کیا ہے؟“ ہم نے عرض کیا: ”ہمارے ایمان کی حقیقت پندرہ چیزوں پر ہے۔ پانچ آپ ﷺ کے مبلغوں نے بتائی ہیں اور ان پر ایمان لانے کا کہا ہے، پانچ ہم نے جاہلیت میں اپنائی ہیں اور اب تک ان پر قائم ہیں۔ اگر آپ ﷺ کسی کو ناپسند کریں گے تو ہم اس کو ترک کر دیں گے۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ پانچ کیا ہیں جن پر ایمان لانے کا میرے مبلغوں نے کہا ہے؟“ ہم نے جواب دیا: ”انہوں نے ہمیں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانے کا حکم دیا۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ پانچ کیا ہیں جن پر میں نے تمہیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے؟“ ہم نے جواب دیا: ”آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی وحدانیت کا اقرار کریں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، روزے رکھیں اور اگر استطاعت رکھیں تو بیت اللہ کا حج کریں۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ پانچ کیا ہیں جو تم نے زمانۂ جاہلیت سے اپنا رکھی ہیں؟“ ہم نے جواب دیا: ”نعمت پر شکر ادا کرنا، مصیبت میں صبر کرنا، جاری تقدیر پر راضی ہونا، دشمن سے ملاقات کے وقت سچے دل سے لڑنا اور دشمن کی مصیبت پر خوشی نہ منانا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دانا اور عالم لوگ ہیں، نبیوں جیسی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

وأنا أزيدكم خمساً فيتم لكم عشرون خصلة ان كنتم كما تقولون، فلا تجتمعوا ما لا تأكلون، ولا تبنوا مالا تسكنون، ولا تنافسوا في شيء أنتم عنه غداً تزولون، واتقوا الله الذي اليه ترجعون وعليه تعرضون، وارغبوا فيما عليه تقدمون، وفيه تخلدون (البداية والنهاية، 99.100/5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”میں تمہیں پانچ اور بتاتا ہوں، کُل بیس ہو جائیں گی۔ جو تم نے کہا اگر حقیقت وہی ہے تو وہ جمع نہ کرنا جو تم نے نہیں کھانا، وہ گھر نہ بنانا جس میں تمہیں نہیں رہنا، اس پر نہ مرمٹنا جسے کل تم نے چھوڑنا ہے، اللہ سے ڈرتے رہنا جس کی جانب تمہیں لوٹنا ہے اور جس کے سامنے تمہیں پیش ہونا ہے، اس میں رغبت رکھنا جس میں تم نے جانا اور ہمیشہ رہنا ہے۔“

وفد آپ ﷺ سے رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی وصیت کو یاد رکھا اور اس پر عمل کیا۔

12: وفدِ طے کی آمد:

قبیلۂ طے کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے رئیس کا نام زید الخیل تھا۔ گفتگو کے دوران آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حدثني من لا أتهم من رجال طيء ما ذكر رجل من العرب بفضل ،ثم جاء ني الا رأيته دون ما يقال فيه الازيد الخيل ،فانه لم يبلغ الذى فيه (البداية والنهاية 5 / 67)

”عرب کے جس آدمی کا بھی میرے پاس شرف بیان کیا گیا ملاقات کے دوران وہ شخص اس سے کم ہی نکلا مگر زید الخیل میں جو ہے وہ اس کی شنیدہ تعریف سے بہت زیادہ ہے۔“

اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں زید الخیر کا نام دے دیا، فید کا علاقہ اور اس سے ملحقہ زمین عنایت کی اور انہیں اس کی دستاویز بھی لکھ دی۔ وہ آپ ﷺ سے رخصت ہو کر واپس ہوا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”زید مدینہ کے بخار سے بچ گیا۔“ (البدایۃ والنہایۃ 5 / 67) راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بخار کے علاوہ کوئی نام بولا تھا لیکن راوی اسے یاد نہیں رکھ سکا۔ بہر حال ابھی وہ نجد سے فردہ نامی چشمے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ انہیں بخار ہو گیا اور وہ وفات پا گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو جو دستاویز رسول اللہ ﷺ نے لکھ کر دی تھی ان کی بیوی نے اسے آگ میں جلا دیا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ مطہرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: وفدِ بنو اسد: عیافہ، کہانت اور کنکریاں مارنے کی حرمت کا بیان ہے۔

2: وفدِ بلی: جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین پر فوت ہوا وہ جہنمی ہے۔
تین دن تک ضیافت ہے جس کی فضیلت کا بیان ہے کہ نیکی کا ہر کام صدقہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: وفدِ تمیم: اسلام غالب رہے گا اس پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔
4: وفدِ عبدالقیس: اعتقاد و قول و عمل کا نام ایمان ہے، دور اندیشی اور برد باری میں فضیلت ہے۔
5: وفدِ بنی حنیفہ: مسیلمہ کذاب کے ارتداد اور اس کے جھوٹے دعویٰ نبوت کا بیان ہے۔
6: ملوک حمیر کا نامہ بر: اصولِ دین کا بیان ہے۔ جزیہ کن سے وصول کیا جائے گا؟ اس کی مقدار کتنی ہے؟ خوش آمدید کہنے کے جواز کا بیان ہے۔
7: وفدِ عذرہ: رسول اللہ ﷺ نے ان کو غیب کی جو خبر بتلائی وہ سچ ثابت ہوئی۔ اس میں آپ ﷺ کی نبوت کی علامت پائی جاتی ہے۔
8: وفدِ ذی مرہ میں بھی آپ ﷺ کی نبوت کی نشانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بارش کی دُعا فرمائی تو اسی دن بارش نازل ہوگئی۔
9: وفدِ سعد بن بکر میں ضمام رضی اللہ عنہ کی کرامت اور فضیلت کا بیان ہے کہ ان کی دعوت پر پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔
10: وفدِ ازد میں یہ بیان ہے کہ ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور بیس خصلتوں کا بیان ہے جو تمام خیر کا مجموعہ ہیں۔
11: وفدِ طے میں زید الخیر کے فوز و فضل کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام تبدیل کر دیا۔

ساتواں واقعہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارتِ حج

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنہ 9 ہجری کو ذی القعدہ کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حج کے امیر بن کر روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے بیس اونٹ اور اپنے پچاس اونٹ تھے۔ اہلِ مدینہ سے تین سو افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ مدینہ سے سات کلومیٹر دور آبارِ علی تک ہی پہنچے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے روانہ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مشرکین کو سورۃ براءت پڑھ سنائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں آپ ﷺ کے پاس آگئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟'' فرمایا: ''نہیں مگر یہ پیغام خود میں یا میرے خاندان کا کوئی شخص ہی پہنچا سکتا ہے۔ ابوبکر! کیا آپ اس پر خوش نہیں ہیں کہ آپ غار میں میرے ساتھ تھے اور حوض پر بھی میرے پاس ہوں گے؟'' عرض کیا: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ!'' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حج کے ایام میں امیر بن گئے اور لوگوں نے حج ادا کیا۔ عرب اور کفار نے اپنی جاہلانہ رسم کے مطابق ہی حج ادا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اعلانِ براءت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دے دیا گیا چنانچہ قربانی کے دن انہوں نے اعلان فرمایا: ''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ ہی بیت اللہ کا ننگے طواف ہوگا اور جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا وہ اپنی مدت تک قائم ہے۔'' مشرکین واپس ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہا: ''تم کیا کر رہے ہو؟ قریش مسلمان ہو چکے ہیں لہٰذا تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔''

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: مجبوری کے باعث حج کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے لہٰذا اس میں تاخیر ہوگی فوراً ادا نہیں کیا جائے گا کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف تین سو افراد نے حج کیا ہے حالانکہ اس وقت مدینہ میں مرد و عورتیں لاتعداد تھے۔

2: حج کا امیر مقرر کرنا شریعت میں جائز ہے۔

3: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں سے ہر دو کے شرف کا بیان ہے۔

4: قربانی کا جانور لانا اور جو حج کے لیے نہیں گیا ہے اس کا جانور بھیجنا جائز ہیں۔

5: مشرکین وکفار کا حرم میں داخل ہونا حرام ہے اور طواف میں ستر چھپانا فرض ہے۔

6: عرب کے درمیان قریش کے شرف کا بیان ہے کہ عرب انہی کے پیرو تھے۔

سنہ 9 ہجری کے اہم واقعات

اس سال تاریخ کے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے۔ ذیلی نکات میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1: رسول اللہ ﷺ نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو ذوالخلصہ کے لیے روانہ کیا چنانچہ انہوں نے اس بت کو گرا دیا۔

2: رسول اللہ ﷺ کے لختِ جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ان کی عمر اس وقت بارہ مہینے تھی۔ انہیں بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

3: رسول اللہ ﷺ کے پاس جرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم ارد گرد مجلس آراء تھے۔ جرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کی علامتوں کا سوال کیا تھا۔

4: رسول اللہ ﷺ نے اطراف واکناف میں عاملینِ زکوٰۃ کو مقرر فرمایا۔

5: رسول اللہ ﷺ کی نورِ نگاہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور صفیہ بنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔

6: رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی فوت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے مطلقاً روک دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ (التوبہ:84)

''اور ان میں سے جو مر جائے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔''

7: شاہِ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مدینہ میں ان کا غائبانہ جنازہ پڑھا رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

ہجرت حبیب ﷺ کا دسواں سال

پہلا واقعہ: سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے دسویں سال سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ کا امیر بنا کر نجران میں بنو حارث بن کعب کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ وہ تین دفعہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ قبول کریں تو ان میں رہ کر انہیں اسلامی احکام سکھائیں ورنہ ان سے قتال کریں۔

چنانچہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس حکم کو نافذ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کیا اور مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا تعلیم دینے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے انہی میں قیام کیا اور خط لکھ کر رسول اللہ ﷺ کو ان کے اسلام کا بتلا دیا۔

تعلیم دینے کے بعد مدینہ واپسی پر ان کا ایک وفد بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا جو قیس بن حصین بن یزید بن قینان اور یزید بن عبدالمدان رضی اللہ عنہما وغیرہ پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ وفد اپنے وطن کو واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے اسلامی احکامات کی تعلیم کے لیے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ کو ایک پروانہ بھی لکھ دیا چنانچہ وہ بنو حارث سے صدقات و زکوٰۃ بھی وصول کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ ہی نجران پر عامل تھے۔

نتائج و عبر:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: اسلام کی دعوت دینا واجب ہے۔

2: جو اسلام میں داخل ہو اس کو اسلامی احکام سکھلانا واجب ہے۔

3: جس شہر میں اسلام پہنچ چکا ہو یا مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا ہو اس میں کسی ذمہ دار کا تقرر بھی واجب ہے۔

دوسرا واقعہ: نجران کے عیسائی وفد کی آمد

دسویں سال ہی میں نجران کا وفد آیا۔ اس وفد پر ایک عاقب اور ایک سید مقرر تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر مباہلہ کرنا چاہتے تھے کہ اپنے دعوے میں جو حق پر نہیں ہے وہ ہلاک ہو۔ ان کا کہنا تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائیت ہی اللہ کا دین ہے۔ ان کے برعکس رسول اللہ ﷺ کا فرمانا تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب مباہلہ کرنے آئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ یہ دیکھ کر وہ ڈر گئے اور انہوں نے کہا: "واللہ! یہ وہ چہرے ہیں کہ اللہ پر اگر پہاڑوں کے زائل ہونے کی قسم کھائیں تو پہاڑ بھی زائل ہو جائیں گے۔" چنانچہ انہوں نے مباہلہ نہیں کیا اور انہوں نے اس شرط پر آپ ﷺ سے مصالحت کی کہ وہ آپ ﷺ کو دو ہزار جوڑے دیں گے اور ہر جوڑے کی قیمت چالیس درہم ہوگی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے سفیروں کی مہمان نوازی بھی کیا کریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ عطا فرمایا کہ ان کے دین کے بارے میں انہیں کسی فتنے میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے ان سے یہ بھی شرط رکھی کہ وہ سود کھائیں گے اور نہ ہی اس کا لین دین کریں گے۔ سورۃ آلِ عمران کی قریباً اسی سے زائد آیتیں اسی بابت نازل ہوئیں جن میں مباہلے کی آیت بھی ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس حقیقت کا بیان بھی ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ نہ ہی اللہ کے بیٹے ہیں اور نہ ہی اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دادی حنہ سے لے کر آپ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریمؑ کی ولادت اور آپ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان فرما دیا صلی اللہ علیہ وعلی نبینا وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: نجران کے عیسائیوں کا مباہلے سے خوف کھانا، دینِ اسلام اور نبوتِ محمدی ﷺ کی صداقت اور مذہب عیسائیت اور اُلوہیتِ عیسیٰ علیہ السلام کے بطلان کی دلیل ہے۔

2: اہلِ کتاب کو ان کے دین پر قائم رکھنے کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ اسلام نے اس کو منسوخ کر دیا اور اب وہ باطل ہو چکا ہے۔

3: یہود و نصاریٰ کے اہلِ ذمہ پر بھی سود کھانے اور اس کا کاروبار کرنے کی حرمت کا بیان ہے۔

تیسرا واقعہ: وفود کی آمد

نویں سال کی مانند ہجرت کا دسواں سال بھی وفود کی آمد کا سال ہے۔ ان وفود کے اَسماء اور بعض احوال کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے:

1: وفدِ سلامان:

یہ وفد شوال میں آیا۔ اس میں سات افراد تھے۔ حبیب سلامانی ان کا سردار تھا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے اپنے علاقے میں قحط سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی اور ان کے لیے سفرخرچ کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو الوداع کہا اور اپنے علاقے میں آ کر دیکھا کہ عین اسی وقت بارش برس چکی ہے جب آپ ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی تھی۔ اسی لمحے بارش کا برسنا بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

2: وفدِ غسان:

یہ دسویں سال کے رمضان میں آیا تھا۔

3: وفدِ عامر:

یہ بھی اسی سال رمضان میں آیا تھا۔

4: وفدِ اَزد:

یہ دس سے زائد افراد پر مشتمل تھا۔ صرد بن عبداللہ ان کا سردار تھا۔ یہ وفد مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے صرد ہی کو ان کا امیر بنا دیا اور حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی قوم کے مسلمانوں کی معیت میں مشرکین سے جہاد کریں۔ چنانچہ انہوں نے جرش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر پر حملہ کر دیا۔اس میں یمن کے قبائل بھی تھے اور قبیلہ خثعم بھی اس شہر میں پناہ گزین تھا۔مسلمانوں نے قریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا لیکن کامیاب نہ ہو سکے تو صرد نے واپسی کا حکم دیا۔جب وہ کشر نامی پہاڑ کے پاس پہنچے تو اہلِ جرش نے سمجھا کہ وہ شکست کھا کر جا رہے ہیں چنانچہ انہوں نے تعاقب کیا اور قریب پہنچے ہی تھے کہ مسلمانوں نے مڑ کران پر حملہ کر دیا اور انتہائی سخت قتال کیا۔اس سے قبل ہی اہلِ جرش حالات کا اندازہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے دو آدمی بھیج چکے تھے۔ابھی وہ آپ ﷺ کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے پوچھا:''کشر پہاڑ کس ملک میں ہے؟اس کے پاس قربانی کے جانور ذبح ہو رہے ہیں۔''سیدنا ابوبکر یا عثمان رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا:''تم پر افسوس!رسول اللہ ﷺ تمہیں تمہاری قوم کی موت کی خبر دے رہے ہیں۔آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی قوم سے عذاب کے دور کرانے کی دُعا کراؤ۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی:''یا اللہ!ان سے عذاب اٹھا۔''واپس آ کر انہوں نے دیکھا کہ ان کی قوم کا اسی دن اور اسی جگہ پر قتلِ عام ہوا تھا جس کا آپ ﷺ نے ذکر کیا تھا۔اس کے بعد وفدِ جرش نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کا اعلان کر دیا۔

5:وفدِ مراد:

شاہانِ کندہ سے الگ ہو کر فروہ بن مسیک مرادی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اسلام سے کچھ عرصہ قبل قبیلہ مراد اور ہمدان میں ایک جنگ ہوئی تھی جس میں ہمدان نے فتح پا کر مراد کا قتلِ عام کیا۔اسی وجہ سے اس دن کو ''یوم الرزم'' کہا جاتا تھا۔ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا۔فروہ نے اس کے متعلق کہا تھا:

فان نَغْلِبْ فغلاّبون قدْمًا ۔۔۔ وان نهزم فغيرُ مَهزّمينا
وما انْ طِبُّنا جبنٌ ولٰكِن ۔۔۔ منايانا ودولة آخرينا
كذاك الدّهر دولته سجَالٌ ۔۔۔ تكرُّ صروفه حينًا فحينا
فبينا مايُسرُّ به ويُرضَى ۔۔۔ ولولُبِسَتْ غضارته سنينا
اذا انقلبت به كرّات دهرٍ ۔۔۔ فالفى للألى غبطوا طحينا
ومن يغبط بريب الدهرمنهم ۔۔۔ يجد ريب الزمان له خؤونا
فلو خلد الملوك اذًا خلَدنا ۔۔۔ ولوبقى الكرام اذا بقينا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فأفنی ذاکم سروات قوم   کما أفنی القرون الأوّلینا

ترجمہ: ''اگر ہم غالب آئیں تو زمانہ قدیم ہی سے ہم غالب آتے رہے ہیں اور اگر ہم مغلوب ہوں تو ایسا محض اتفاقاً ہوتا ہے۔ ہم نے بزدلی سے شکست نہیں کھائی ہے بلکہ اس کی وجہ ہماری بدقسمتی اور دوسروں کی خوش بختی ہے۔ زمانہ ایک ڈول جیسا ہے کبھی کبھار اس کی گردش ایسے بھی ہوتی ہے۔ اگر ہم اس سے خوش ہوتے ہیں تو سالہا سال اس کی تروتازگی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جب اس کی گردش کا شکار ہوتے ہیں تو گندم کے آٹے کی مانند پس جاتے ہیں۔ جو شخص انقلابِ زمانہ سے خوش ہوتا ہے اسے کبھی اس کی خیانت اور بدعہدی سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بادشاہ اگر باقی رہے ہوتے تو ہم بھی ضرور باقی رہتے اور اگر شرفاء کے لیے بقا ہوتی تو ہم بھی محروم نہ رہتے مگر تصرفاتِ زمانہ نے جس طرح پہلوں کو فنا کیا میری قوم کے سرداروں کو بھی فنا کر دیا ہے۔''

فروہ نے رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہو کر کہا:

لما رأیت ملوک کندۃ أعرضت   کالرجل خان الرجل عرق نسائھا

قربت راحلتی أؤم محمداً   أرجو فواضلھا وحسن ثرائھا

''میں نے جب شاہانِ کندہ کو دیکھا تو میں نے اس آدمی کی مانند مشاہدہ کیا جس کی بیوی کی ران نے اسے ٹانگ کا دھوکہ دیا ہو۔ چنانچہ میں نے اشارہ کر کے اپنی سواری کو محمد ﷺ کے قریب کیا۔ میں آپ ﷺ سے فضل و احسان کی امید رکھتا ہوں۔''

جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''رزم کے دن تیری قوم کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ تجھے ناگوار گزرا ہے؟'' اس نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میری قوم جیسا صدمہ کس کو ناگوار نہیں گزرے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

أما ان ذلک لم یزد قومک فی الاس الا خیراً (البدایة والنهایة:/75.76)

''اسلام میں یہ تیری قوم کی بھلائی میں اضافہ کرے گا۔''

چنانچہ آپ ﷺ نے اسے مراد، زبید اور مذحج کے قبائل پر عامل مقرر کر دیا اور خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کے لیے روانہ فرمایا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک ان کے ساتھ وہیں رہے۔

6: فروہ بن عمرو جزامی رضی اللہ عنہ کا پیغام رساں:

فروہ رضی اللہ عنہ نے ایک پیغام رساں بھیج کر رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام کا بتلایا اور ہدیے کا ایک سفید خچر بھی آپ ﷺ کی خدمت میں ارسال کیا۔ فروہ رضی اللہ عنہ عرب کے متصل علاقوں پر روم کے گورنر تھے۔ شام کے علاقے میں ان کا مرکز معان تھا۔ رومیوں کو جب آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا علم ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ فلسطین کے عفرا نامی چشمے پر اہلِ روم انہیں پھانسی دینے کے لیے جمع ہوئے تو انہوں نے کہا:

ألا هل يأتي سلمى بأن خليلها — على ماء عفرى فوق احدى الرواحل

على ناقة يلقح الفحل أمّها — مشذّبة أطرافها بالمناجل

پھر جب وہ انہیں پھانسی دینے کے لیے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا:

بلغ سراة المسلمين بانّني — سلْمٌ لربّي اَعْظُمي، ومقامي

آخر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

7: وفدِ زبید کی آمد:

یہ وفد اپنے سردار عمرو بن معدیکرب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سے قبل فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے زبید اور مراد کا عامل بنا دیا تھا۔ یہ عمرو کی آمد سے پہلے کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس جا کر عمرو اپنے شہر میں بنو زبید کے ہاں اقامت پذیر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مرتد ہو گیا۔ ارتداد کے وقت اس نے کہا:

وجدنا مُلْكَ فروة شَرَّ مُلْك — حمارًا سَاف مِنْخَرَه بِثفْرِ

وكنت اذا رأيت أباعمير — ترى الحولاء من خَبثٍ وَغَدَرِ

(حاشیہ: ان پر اللہ نے دوبارہ احسان فرمایا چنانچہ انہوں نے دوبارہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اہلِ عجم کے خلاف لڑتے ہوئے اسی جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (مترجم))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8: وفدِ عبدالقیس کی آمد:

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عبدالقیس کا وفد آیا۔ان میں جارود بن عمرو بھی تھا جو ایک عیسائی تھا۔اب وہ مسلمان ہوگیا تھا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔جارود گفتگو میں مہارت رکھتا تھا۔اس کی قوم جب منذر بن نعمان کے دھوکے میں آکر مرتد ہوگئی تو اس نے انہیں ارتداد سے منع کیا تھا۔فتحِ مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر بن ساوی کی جانب روانہ فرمایا تھا۔اسلام قبول کر کے منذر بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اور اہلِ بحرین کے اِرتداد سے پہلے منذر وفات پا گیا تھا چنانچہ بحرین پر اس دن سے سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ امیر بن گئے۔

9: وفدِ کندہ کی آمد:

ساٹھ افراد کا یہ وفد اَشعث بن قیس کی قیادت میں آیا۔اَشعث نے کہا: ''ہم بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ ہی اپنے باپ کا انکار کرتے ہیں۔'' اَشعث نے کہا: ''واللہ! میں جس قریشی کو نضر بن کنانہ سے نفی کرتا سنوں گا اس کو اَسّی کوڑے ماروں گا۔'' یہ وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کنگھی کر رکھی تھی، سرمہ لگایا ہوا تھا اور ریشمی کوٹ پہن رکھے تھے۔آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''ابھی تم نے اسلام قبول نہیں کیا؟'' انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری گردنوں میں ریشم کیوں ہے؟'' چنانچہ انہوں نے ریشمی کوٹ اتار پھینکے۔

10: وفدِ محارب کی آمد

11: وفدِ عبد عبس کی آمد

12: وفدِ صدف کی آمد:

یہ وفد حجۃ الوداع کے موقع پر آیا تھا۔

13: وفدِ رہاویین کی آمد:

یہ مذحج کی ایک شاخ ہے۔

14: وفدِ خولان کی آمد:

یہ دس افراد تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15: وفدِ بنی عامر بن صعصہ کی آمد:

اس وفد میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور جبار بن سلمٰی شامل تھے۔ عامر بن طفیل تو رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ دینے آیا تھا۔ اس کی قوم نے اس سے کہا: ''لوگ مسلمان ہو چکے ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: ''میں اس جوان کا اتباع نہیں کروں گا۔'' چنانچہ اس نے اربد سے کہا: ''ہم اس کے پاس جائیں گے۔ میں اس کو باتوں میں مشغول کروں گا اور تم پیچھے سے تلوار کا وار کر دینا۔''

رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر عامر نے آپ ﷺ سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ وہ آپ ﷺ کو مشغول کرنا چاہتا تھا تا کہ (نعوذ باللہ) اربد آپ ﷺ کا کام تمام کر دے مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ عامر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''میں آپ پر اونٹ اور گھوڑے چڑھا لاؤں گا۔'' جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے دُعا فرمائی: ''یا اللہ! مجھے عامر سے بچا۔'' واپسی پر عامر نے اربد سے کہا: ''تم نے اس کو قتل کیوں نہیں کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''جب میں تلوار چلانے کا ارادہ کرتا تھا میرے اور اس کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔ کیا میں تم پر تلوار چلا دیتا؟'' راستے میں اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا چنانچہ ایک سلولی عورت کے گھر میں وہ ہلاک ہو گیا۔ موت کے وقت وہ کہتا تھا: ''اے بنو عامر! سلولی عورت کے گھر میں اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی سے میری موت واقع ہوئی ہے۔'' دوسری جانب اربد پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بجلی نازل کر دی چنانچہ اس نے اربد کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر درج ذیل ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ کی دُعا کا دو مرتبہ قبول ہونا نبوت کی دلیل ہے۔

2: مردوں پر ریشم پہننا حرام ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم پر عمل کرنا فوراً واجب ہے۔

3: اربد پر بجلی کا نزول اور عامر کا طاعون میں ابتلاء نبوتِ محمدیہ ﷺ کی ایک نشانی ہے۔

چوتھا واقعہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یمن میں تقرر

ہجرت کے دسویں سال ہی رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔ اس سے پہلے آپ ﷺ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے وہاں بھیج چکے تھے مگر اہلِ یمن نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حکم ارشاد فرمایا کہ وہ خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو واپس بھیج دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہلِ یمن کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوبِ گرامی پڑھ کر سنایا جس سے ہمدان کا سارا قبیلہ ایک ہی دن مسلمان ہو گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے ہمدان کی سلامتی کے لیے دُعا فرمائی۔ اس کے بعد تمام اہلِ یمن نے اسلام قبول کر لیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجا جس پر آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: قبیلۂ ہمدان کی فضیلت کا بیان ہے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر تین مرتبہ سلام بھیجا۔

2: حصولِ نعمت کے وقت سجدۂ شکر بجالانا مسنون ہے۔

3: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے۔ ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت نصیب فرمائی جو خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں نہ ہو سکا۔

پانچواں واقعہ: زکوۃ کے عاملین کو بھیجنا

ایک عظیم اسلامی ریاست میں زکوٰۃ ایک جانب اگر کفر وایمان کے درمیان حدِ فاصل ہے تو دوسری جانب ریاست و امت کے کئی ایک مصالح اس پر قائم ہیں اور زکوۃ ہی ان کے ثبوت وقیام کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس اہم فریضہ کے لیے چند افراد کا انتخاب فرمایا۔ ان مصدقین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1: مہاجر بن امیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے صنعاء بھیجا اور عنسی کو ان کا معاون بنا دیا۔

2: زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے حضر موت کی جانب بھیجا۔

3: عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ طے اور اسد کی جانب بھیجا۔

4: مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے بنو حنظلہ کی جانب بھیجا۔

5,6 قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ نے بنو سعد بن زید منات بن تمیم کے پاس بھیجا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7: علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اہلِ بحرین کے پاس بھیجا۔

8: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کے پاس زکوٰۃ اور جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو لشکر تھا اس پر انہوں نے ایک نائب مقرر کیا اور خود حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ قائم مقام امیر نے لشکر کے ہر شخص کو ایک ایک جوڑا عنایت کر دیا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ جب وہ لشکر مکہ کے قریب پہنچا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا تو دیکھا کہ انہوں نے وہ جوڑے پہن رکھے ہیں چنانچہ جوڑوں کو ان سے اتار دیا۔ جب لشکر کے افراد نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:

ایھا الناس لاتشکوا علیا فواللہ انہ لاخشن فی ذات اللہ وفی سبیل اللہ من ان یُشْکٰی

(مستدرک حاکم 3/134، حدیث 4654)

”لوگو! محمد ﷺ سے علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ نہ کرو۔ اللہ کی ذات میں یا اس کی راہ میں ان کا سختی کرنا ان کے خلاف شکایت آنے سے زیادہ بہتر ہے۔“

(حاشیہ: یہاں ایک اِشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ زکوٰۃ مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔ نجران میں عیسائی رہتے تھے ان سے زکوۃ کے وصول کرنے کا مطلب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وفدِ نجران کے واپس جانے کے بعد اس کا عاقب اور سید مسلمان ہو گئے تھے۔ اس سے نجران میں اسلام کی اشاعت کا آغاز ہو گیا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو انہی کے لیے روانہ کیا گیا تھا۔ (مترجم))

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: دینِ اسلام اور اسلامی ریاست میں زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کی وصولی پر عاملین کے مقرر کرنے کا بیان ہے۔

2: اہلِ کتاب سے جزیہ وصول کرنا مشروع ہے۔

3: منکر کو ختم کرنے میں جلدی کرنا مشروع ہے کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کے افراد سے وہ جوڑے اتار دیئے تھے جو خلیفہ نے امیر کی اجازت کے بغیر ہی انہیں پہنا چھوڑے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے شرف کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی ذات میں یا اس کی راہ میں علی رضی اللہ عنہ کا سختی کرنا اس کے خلاف شکایت آنے یا اسے قبول کرنے سے زیادہ اچھا ہے۔''

چھٹا واقعہ: حجۃ الوداع والبلاغ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس حج مبارکہ میں احکام وقوانین اور آداب واخلاق کو واضح فرمایا چنانچہ یہ بڑی اہمیت کا حامل واقعہ ہے۔ اس کو حجۃ الوداع اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمانِ مقدس ''شاید اس سال کے بعد میں تم سے نہ مل سکوں'' میں وداع کی جانب ہی اشارہ پایا جاتا ہے اور بالکل ایسے ہی ہوا۔ اس کے چند ہی ماہ بعد تک آپ ﷺ زندہ رہے ہیں اور اس کے بعد آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ اس حج کو حجۃ البلاغ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے بے شمار احکامات کا اِبلاغ کیا ہے۔

جب ذی القعدہ کا مہینہ داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تیاری شروع کر دی اور اعلان فرما دیا کہ آپ ﷺ حج کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا لوگ بھی تیار ہو جائیں۔ ابھی ماہ ذی القعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں۔ آپ ﷺ نے ابودجانہ یا سبع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ہمراہ دیگر مسلمانوں نے حج کے لیے رختِ سفر باندھا۔ مدینہ سے سات میل کے فاصلے پر وادیٔ عقیق میں جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر آپ ﷺ سے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور کہہ دیں کہ حج میں عمرہ ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حجِ اِفراد، حجِ تمتع اور حجِ قران کے لیے اختیار دے دیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حج کا تلبیہ پکارا، بعض نے عمرہ کے لیے تلبیہ پکارا اور بعض نے حج وعمرہ دونوں کے لیے تلبیہ پکارا۔ چلتے چلتے آپ ﷺ سرف نامی مقام پر جا پہنچے جہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا اور انہوں نے رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ (مسلم 2937)

''اس چیز کو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے چنانچہ آپ بھی عائشہ! وہی کریں جو تمام حاجی کر رہے ہیں مگر طواف آپ پاک ہو کر ہی کریں گی۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا وہ اپنے حج کو عمرے میں تبدیل کر دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ یہ ان پر اور جوان کے بعد آئیں گے ان کے لیے آسانی اور شفقت کے لیے تھا۔

مکہ داخل ہو کر آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا کیونکہ آپ ﷺ قربانی ساتھ لے کر آئے تھے۔ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے حجِ اِفراد کیا تھا اور ان کے پاس قربانی نہیں تھی انہوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ احرام نہ کھولا مگر آپ ﷺ نے انہیں احرام کھول دینے کا حکم دیا اور ان کو ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً (مسلم 2950)

''اپنے جس معاملے کا مجھے بعد میں علم ہوا ہے اس کا پتہ اگر پہلے چل جاتا تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا اور اپنے حج کو عمرہ بنا دیتا۔''

چنانچہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احرام کھول دیا اور سوال کیا: ''عمرہ کر کے حلال ہونا کیا ہمارے اس سال کے ساتھ خاص ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ ابدالآباد تک ہے۔'' (مسلم 2950) یعنی جو مسلمان بھی حجِ افراد کے لیے آتا ہے اور اس کے پاس قربانی نہیں ہے اس کے لیے حج کو عمرے میں تبدیل کرنا جائز ہے۔

چنانچہ احرام کھول کر آپ ﷺ مکہ میں رہے ہیں اور آٹھ ذوالحجہ کو آپ ﷺ نے احرام باندھا اور منیٰ پہنچ کر رات وہاں گزاری۔ ذوالحجہ کی نو تاریخ کو صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ عرفہ کو چل دیئے۔ اس دوران آپ ﷺ لوگوں کو حج کے سنن و مناسک بتلاتے رہے۔ عرفہ میں آپ ﷺ نے ہدایت و شرائع پر مشتمل ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس جیسا خطبہ آج تک نہیں سنا گیا۔ اس کے اہم ترین جملے درج ذیل ہیں۔ آپ انہیں پڑھیں اور ہر جملہ پر غور کریں۔ یہ ہدایت کے ستارے ہیں جو ایک مسلمان کے لیے روشنی فراہم کر رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! میری بات سنو! میں نہیں جانتا ہوں ہو سکتا ہے اس سال کے بعد اس جگہ پر میں آپ سے دوبارہ کبھی نہ مل سکوں۔ لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر قیامت تک کے لیے حرام ہے جیسے تمہارا آج کا مہینہ اور آج کا دن حرام ہے۔ تم یقیناً اپنے ربّ سے ملاقات کرو گے۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کا پوچھے گا اور میں تمہیں پہنچا چکا ہوں۔ چنانچہ جس کے پاس امانت ہے وہ اس کو ادا کر دیں جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسے امین بنایا ہے۔ ہر قسم کا سود روند دیا گیا ہے لیکن تمہارا اصل مال تمہارا ہے۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا۔ اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ وہ سود نہیں ہے۔ عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود ہی ختم کر دیا گیا ہے اور جاہلیت کا خون بھی ختم کر دیا گیا ہے اور تمہارے میں سے پہلا خون جو میں ختم کر رہا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے۔ یہ بچہ بنولیث میں دودھ پی رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ جاہلیت کا وہ پہلا خون ہے جس سے میں ابتداء کر رہا ہوں۔

لوگو یاد رکھو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ اب تمہارے اس شہر میں کبھی اس کی پوجا کی جائے گی لیکن اپنے جن اعمال کو تم حقیر سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اس سے راضی ہوگا۔ چنانچہ اپنے دین کی بابت اس سے بچ کر رہنا۔ لوگو! مہینوں کا آگے پیچھے کرنا یقیناً کفر میں زیادتی ہے جس سے کافروں کو گمراہی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر دیتے ہیں اور کسی سال ایک مہینے کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کردہ کی تعداد پوری رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال کر دیں اور اللہ کے حرام کردہ کو حلال بنا دیں۔ زمانے کا تصرف اپنے اسی دن کی ہیئت پر پہنچ گیا ہے جس دن اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا۔ اللہ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرام کے ہیں: تین پے در پے یعنی ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک رجبِ مضر جو جمادی الثانی اور رمضان کے درمیان ہے۔" (حاشیہ: کہا جاتا ہے کہ رمضان کو حرام قرار دے کر ربیعہ نے اس کا نام رجب رکھ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ اس سے مراد مضر کا رجب ہے ربیعہ کا رجب نہیں ہے۔)

امابعد! لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر وہ کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔ ان پر یہ بھی حق ہے کہ وہ کھلم کھلا فحاشی نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم انہیں بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں ایسی مار دو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ اگر وہ باز آجائیں تو تم انہیں معروف طریقے سے کھلاؤ اور پہناؤ۔ تم نے اللہ کی امانت کے ساتھ انہیں حاصل کیا اور اللہ کے کلمات کے ساتھ انہیں حلال کیا ہے۔ لوگو! میری بات کو مضبوطی سے پکڑ رکھو۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک انہیں تھامے رکھو گے گمراہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجۃ الوداع

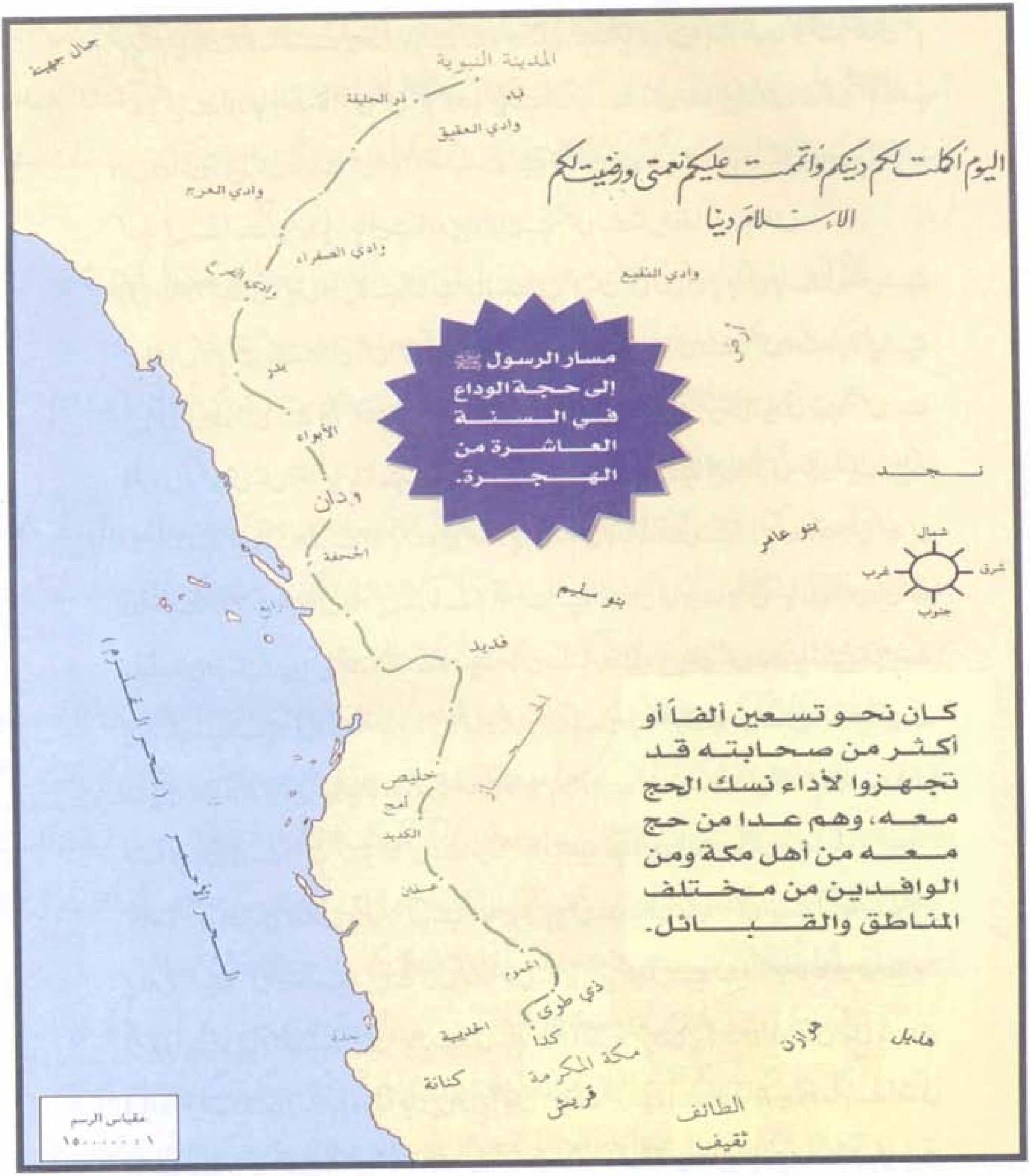

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو گے وہ ہے کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق فیصلہ کرنا۔
لوگو! میری بات سنو اور اس کو یاد رکھو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مسلمان اپنے مسلمان کا بھائی ہے۔
تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کا کچھ بھی حلال نہیں ہے مگر جو وہ
اپنی خوشی سے اس کو دے گا چنانچہ تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔ یا اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟"

لوگوں نے کہا: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پہنچا دیا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! تو بھی گواہ رہنا۔" پھر فرمایا:

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے۔ بچہ
اس کا ہے جس کا بستر ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کوئی نسبت کرے گا یا
اپنے آقا کے علاوہ کوئی ولایت بتلائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔
اس کا کوئی نفل یا فرض قبول نہیں کیا جائے گا۔"

جب سورج زائل ہو چکا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھانے اور خطبہ دینے کے بعد جبلِ عرفہ کے پاس آ کر ایک خیمے میں پڑاؤ کیا اور فرمایا:

وَوَقَفْتُ هٰهُنَا، وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ (مسلم2952)

"میں یہاں ٹھہرتا ہوں تاہم عرفہ سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔"

جب سورج غروب ہو چکا تو آپ ﷺ نے مزدلفہ کا رخ کیا۔ آپ ﷺ نے عشاء کے بعد وہاں پہنچ کر نمازیں جمع کر کے پڑھیں اور رات وہیں قیام کیا۔ طلوعِ فجر کے وقت آپ ﷺ نے نمازِ صبح ادا فرمائی اور جبلِ قزح کے پاس جا وقوف کیا اور فرمایا:

وَوَقَفْتُ هٰهُنَا، وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ (مسلم2952)

"میں یہاں وقوف کر رہا ہوں تاہم مزدلفہ سارے کا سارا ہی وقوف کی جگہ ہے۔"

جب اچھی طرح روشنی ہو گئی تو آپ ﷺ نے شیطان کے پاس جا کر کنکریاں ماریں اور قربان گاہ میں پہنچ کر جانور ذبح کیا اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَحَرْتُ هٰهُنَا، وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ (مسلم2952)

''میں یہاں ذبح کر رہا ہوں تاہم منی سارے کا سارا ہی قربان گاہ ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ کیا اور واپس منیٰ میں تشریف لے آئے۔ تین راتیں آپ ﷺ نے منیٰ میں ہی گزاریں اور روزانہ زوال کے بعد تین شیطانوں کو کنکریاں ماریں۔ آپ ﷺ چھوٹے شیطان سے شروع کر کے بڑے شیطان پر ختم کیا کرتے تھے۔ منیٰ کے ایام میں آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور قیامت تک امت کو آپ ﷺ کی جو ضرورت تھی اس کے متعلق بتا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی اس کو حجۃ البلاغ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو وداع کیا اور اس کے بعد کوئی حج نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ پر درود و سلام ہوں جس دن آپ ﷺ کی ولادت ہوئی، جس دن آپ ﷺ نے دعوت دی اور جس دن آپ ﷺ نے جہاد کیا اور جس دن آپ ﷺ نے حج اور عمرہ ادا فرمایا اور جس دن آپ ﷺ نے وِداع کیا اور جس دن آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ ﷺ نے اس جنت میں رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات فرمائی جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے۔

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے کے نتائج وعبر کو ہم درج ذیل سطور میں بیان کر رہے ہیں:

1: شرک اور مشرکین سے حرم کو پاک کرنے کے بعد حجۃ الوداع کا وقوع اس جہاد کے اختتام پر دلالت کرتا ہے جو عرصہ تیس سال تک جاری رہا۔ اس میں عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے۔

2: یہ بیان ہے کہ وادئ عقیق ایک مبارک وادی ہے۔ یہ اہلِ مدینہ کا میقات ہے جس کے دائیں جانب پر ذوالحلیفہ واقع ہے۔

3: اِفراد، تمتع یا قِران میں سے ہر حج کے لیے تلبیہ پکارنا مشروع ہے۔

4 حائضہ کو اس کا حیض احرام سے نہیں روک دیتا بلکہ وہ بھی دیگر حجاج کی مانند ہی عمل کرے گی مگر بیت اللہ کا طواف پاک ہو کر غسل کر کے ہی کرے گی۔

5: امت کی سہولت اور آسانی کے لیے حج کو عمرہ میں تبدیل کرنے کی اجازت دینا رحمتِ محمدی ﷺ کا ایک مظہر ہے۔

6: یہود، نصاریٰ اور مشرکین کی مخالفت کا حریص ہونا شرعاً جائز ہے کیونکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو مشرکین بہت بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حلال ہو کر عمرہ کرنے کا حکم دیا اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں تردد ہوا تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا حتی کہ انہوں نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کیا اور احرام کھول دیا۔

7: مناسکِ حج کا عملی بیان ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جیسے تم مجھے حج کرتا دیکھتے ہو ویسے ہی حج کیا کرو۔''

8: مسلمان کے حقوق کا اعلان ہے کہ اس کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

9: ظلم، سود اور تمام جاہلانہ عادات کی حرمت کا اعلان ہے۔

10: عورتوں کے حقوق کا بیان ہے اور اچھے انداز میں ان کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ ایسے ہی بیوی پر اس کے خاوند کے حقوق کا بھی بیان ہے۔

11: وارث کے لیے وصیت کے حرام ہونے کا بیان ہے اور قرآنِ کریم کے مطابق قانونِ وراثت کو برقرار رکھا گیا ہے۔

12: منہ بولے بیٹے اور غیر آقا کی جانب اِنتساب کی حرمت کا بیان ہے۔

13: یہ بیان ہے کہ بچے کو اس کی جانب منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے اور زانی کا اس میں کوئی حق نہیں ہے اور زِنا کا اعتراف کرنے پر اس کو پتھروں کے ساتھ رَجم کر دیا جائے گا۔

ہجرتِ حبیب ﷺ کا گیارھواں سال

پہلا واقعہ: لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر محمدی جہاد کا آخری لشکر تھا۔ حجۃ الوداع سے واپسی پر محرم کے مہینہ میں رسول اللہ ﷺ نے خیال کیا کہ شام کو ایک لشکر روانہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمادیا جن کی عمر ابھی تک بمشکل بارہ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا جھنڈا باندھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ فلسطینی سرزمین میں داروم اور بلقاء کا علاقہ روند آئیں۔ بعض افراد نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی نوعمری پر طعن کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ (بخاری4469)

''تم اسامہ کی امارت پر طعنہ زنی کرتے ہو! اس سے قبل تم اس کے باپ کی امارت پر بھی طعنہ زنی کر چکے ہو۔''

اس طعن کی وجہ یہ تھی کہ خود اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والدِ گرامی زید رضی اللہ عنہ غلامانہ حیثیت کے مالک تھے اور آزاد سردار نہ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال لوگ نکلنے کے لیے آمادہ ہوگئے۔ اس لشکر میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جیسے بڑے بڑے مہاجرین وانصار شامل تھے۔ لوگ ابھی تک نکلنے ہی کی تیاریاں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوگیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی صحت کے انتظار میں لشکر وہیں رک گیا۔ ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا اور آپ ﷺ نے رفیقِ اعلیٰ سے وصال فرمایا۔ لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ انتظار کرتا رہا کہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیر بن کر لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ارادے کے مطابق روانہ کردیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ خواہش کے لحاظ میں یہ اِقدام کیا تھا فرضی اللہ عن أبی بکر ما أرضاه وأوفاه، فاللهم اجعل الجنة مأوانا ومأواه.

نتائج وعبر:

سیرتِ معطرہ کے اس گوشے میں درج ذیل نتائج وعبر ہیں:

1: زندگی کے آخری دن تک رسول اللہ ﷺ کے جہاد کے تسلسل کا بیان ہے۔

2: لشکروں کی قیادت باصلاحیت نوجوان کے ہاتھ میں دینا جائز ہے خواہ اس کی قیادت میں بڑے عمر رسیدہ اہلِ رائے اور اصحابِ مشورہ بھی موجود ہوں۔

3: یہ بیان ہے کہ انسانی فطرت تبدیل نہیں ہوسکتی ہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں امارتِ زید رضی اللہ عنہ اور امارتِ اسامہ رضی اللہ عنہ میں طعن کیا گیا۔

4: مشکل ترین حالات میں لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرکے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دورانِ حیات اور بعد از وفات بھی آپ ﷺ کے ساتھ اپنی اطاعت ومحبت کے کمال کا ثبوت دیا ہے۔

غزوات وسرایا کی تعداد

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے دس سال کل چھبیس یا ستائیس غزوات میں حصہ لیا ہے جن میں آپ ﷺ نے بہ نفسِ نفیس قتال کیا۔ ان کے نام یہ ہیں: غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق، غزوۂ قریظہ، غزوۂ مصطلق، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف۔ باقی غزوات کو آپ ﷺ نے تیار کیا ہے مگر ان میں بہ نفسِ نفیس شریک ہوکر قتال نہیں کیا۔ ان کے نام یہ ہیں: ودّان اس کا نام ابواء بھی ہے، غزوۂ بواط، غزوۂ عشیرہ، غزوۂ بدرِ اولی، غزوۂ بنی سلیم، غزوۂ سویق، غزوۂ غطفان، غزوۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوات رسول اللہ ﷺ

غزوات الرسول ﷺ

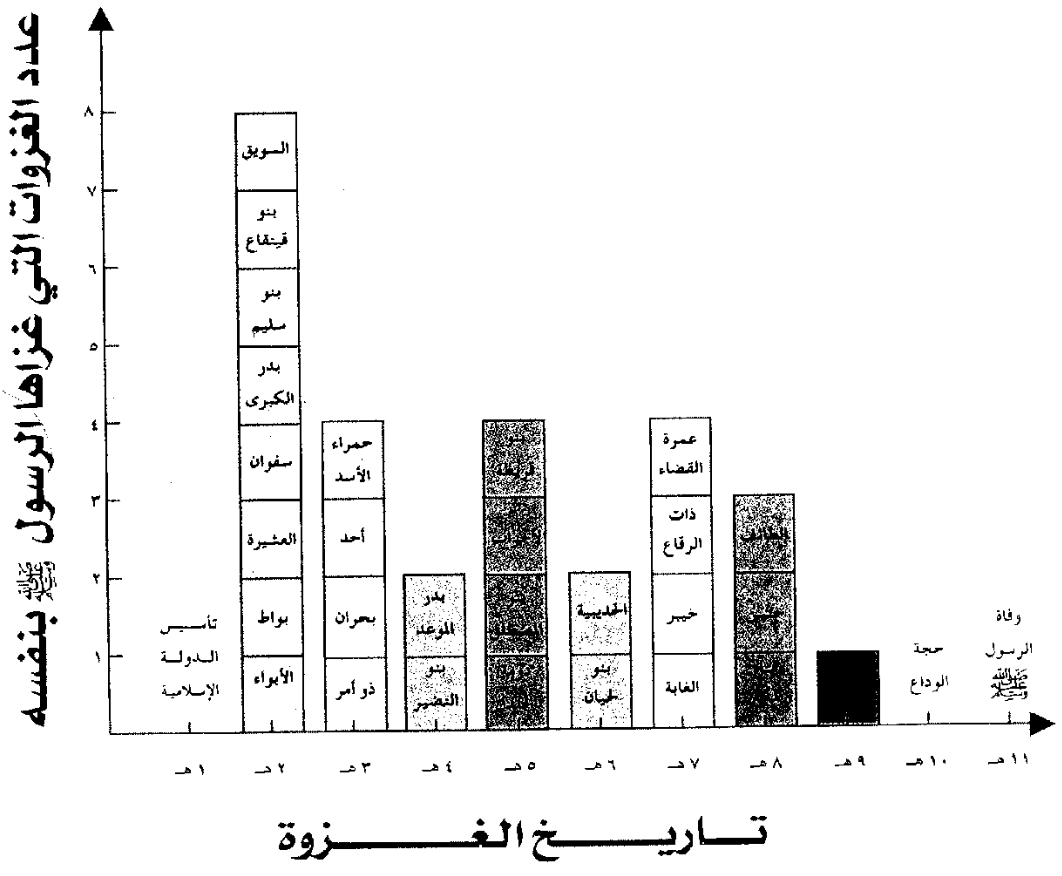

نوٹ: یہ نقشہ الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ (سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث) سے لیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجران، غزوۂ حمراء الاسد، غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ ذات الرقاع، غزوۂ بدر ثانی، غزوۂ دومتہ الجندل، غزوۂ بنی لحیان اور غزوۂ ذی قرد۔ جہاں تک سرایا کا تعلق ہے ان کی تعداد 35 تک جا پہنچتی ہے۔ ان غزوات و سرایا کا مفصل تذکرہ دس سالہ ہجری دور میں گزر چکا ہے۔

مرضِ وفات

ماہِ ربیع الاول کے آغاز میں سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا چنانچہ آپ ﷺ کو بخار اور سر درد شروع ہو گیا۔ اس تکلیف کے شروع ہونے سے چند دن پہلے آپ ﷺ نے خطبہ دیا تھا اور اس میں اپنی وفات کا اشارہ کیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نہ سمجھا۔

منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَا عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ ، فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ .

"جو دنیا میں ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اللہ نے اپنے بندے کو اس میں اختیار دیا اور اس نے وہ اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔"

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے ان کے رونے پر تعجب کیا حالانکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ جس کو اختیار دیا گیا وہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ اَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ ، اِلَّا بَابَ اَبِي بَكْرٍ (بخاری 3654)

"مجھ پر مال اور جان میں ابو بکر نے سب سے زیادہ احسان کیا ہے۔ میں نے اگر کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلام کی اخوت اور مودّت ہے۔ ابو بکر کے علاوہ مسجد میں تمام کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔"

آدھی رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام ابو مویہبہ کو بیدار کیا اور فرمایا:

یاأبا مویهبة انی قد امرت ان استغفر لأهل هذا البقیع فانطلق معی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابوموہبہ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہلِ بقیع کے لیے دُعائے استغفار کروں چنانچہ میرے ساتھ چلو۔''

اہلِ بقیع کے درمیان کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا:

السلام علیکم یااھل المقابر لیھن لکم مااصبحتم فیه مما اصبح الناس فیه اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم یتبع آخرھا اولھا الآخرة شر من الاولی

''اہلِ مقابر! تم پر سلامتی ہو۔ لوگوں کی بہ نسبت تم جس حال میں ہو وہ تم کو مبارک ہو۔ سیاہ رات کے ٹکڑوں کی مانند پے در پے فتنے آئیں گے، بعد والا پہلے سے زیادہ شر والا ہوگا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ابوموہبہ سے فرمایا:

یا أبا مویھبة انی قد اوتیت مفاتیح خزائن الدنیا والخلد فیھا ثم الجنة، فخیرت بین ذلک وبین القاء ربی والجنة

''ابوموہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں اور دنیا میں ہمیشہ رہنا اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا۔ میں نے اس میں سے اپنے ربّ کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے۔''

انہوں نے عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ ﷺ دنیا کے خزائن کی چابیاں دنیا کی ابدی زندگی اور جنت کو اختیار فرمائیں۔'' فرمایا:

لا واللہ یا ابا مویھبة لقد اخترت لقاء ربی والجنة (البدایة والنھایة 5/235)

''نہیں ابوموہبہ! واللہ! میں نے اپنے ربّ کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے اہلِ بقیع کے لیے اِستغفار کیا اور واپس آ گئے۔ یہاں سے آپ ﷺ کا وہ مرض شروع ہوا جس میں آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔

بقیع سے واپسی پر اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ اپنے سر درد کی وجہ سے شکایت کر رہی ہیں: ''ہائے میرا سر!'' آپ ﷺ نے فرمایا:

بل انا واللہ یاعائشة وارأساہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلکہ ہائے عائشہ واللہ میرا سر!''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

وما ضرک لومت قبلی فقمت علیک، وکفنتک. وصلیت علیک ودفنتک

(البدایة والنهایة 5/236)

''کیا خیال ہے تم اگر مجھ سے قبل وفات پا جاؤ تو میں تمہیں کفن دوں گا اور تمہارا جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''واللہ! آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں آپ ﷺ کے ساتھ ایسا کروں گی اور اپنے گھر میں واپس جا کر آپ ﷺ کی بعض بیویوں کے ساتھ عدت گزاروں گی۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور آپ ﷺ کے درد کا آغاز ہوگیا۔ اسی دوران آپ ﷺ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جاتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سخت بوجھ محسوس کیا۔ اس وقت آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ازواج کو بلا بھیجا اور ان سے اجازت حاصل کی تاکہ میرے گھر میں آپ ﷺ کی عیادت کی جائے اور آپ ﷺ کو اجازت دے دی گئی۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں:

رسول اللہ ﷺ کو اُمہات المؤمنین نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت دے دی تو آپ ﷺ اپنے خاندان کے دو افراد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہے تھے۔ آپ ﷺ کا سر مبارک جھکا ہوا تھا اور آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو بخار ہوگیا اور تکلیف بڑی شدت اختیار کر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر پانی کا ٹب انڈیل دو تاکہ لوگوں کے پاس جا کر میں ان سے عہد لوں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے آپ ﷺ کو حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے ایک ٹب میں بٹھا دیا اور آپ ﷺ پر پانی بہایا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے 'بس بس' کہنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز پڑھا کر لوگوں کو خطبہ دیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا: "ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگ رونے کی وجہ سے ان کو سن نہیں پائیں گے چنانچہ آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ نماز پڑھائیں۔" آپ ﷺ نے بار بار یہی فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ جواب دیا۔ آخر کار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کے مصلیٰ پر کھڑے ہوں گے تو ان کے رونے کی وجہ سے لوگ ان کو سن نہ سکیں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم یوسف والی عورتیں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔' چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان نمازِ ظہر کے لیے تشریف لائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر پیچھے جانا چاہا مگر آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے پیچھے ہونے سے منع فرما دیا اور دو آدمیوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ خود بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔

اس مرض میں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهَذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ (بخاری 4428)

"میں اس کھانے کا درد محسوس کر رہا ہوں جو مجھے خیبر میں کھلایا گیا تھا۔ اس زہر کی وجہ سے اب میری رگِ جان کٹ رہی ہے۔"

جمعرات کے دن وفات سے چار رات قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس جمع تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا

"مجھے اونٹ کے شانے کی ہڈی اور دوات دو۔ میں تم کو ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔"

اس پر ان میں اختلاف ہو گیا اور انہوں نے آپ ﷺ کے پاس شور کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ

"میں جس حال میں ہوں مجھے اسی پر چھوڑ دو۔ یہ اس سے بہتر ہے جس کی جانب تم مجھے بلاتے ہو۔"

آپ ﷺ نے ان کو تین چیزوں کی وصیت کر کے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ (بخاری4431)

''مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا، وفود کی میزبانی کرنا جیسے میں کرتا ہوں اور تیسری وصیت سے سکوت کیا۔''

جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا وہ سوموار کا دن تھا۔ لوگ نمازِ فجر میں مصروف تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا کہ لوگ نماز میں صفیں بنائے کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ مسکرا دیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پچھلے پاؤں واپس ہوئے تاکہ صف میں مل جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ شاید نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشی میں وہ اپنی نمازیں توڑ بیٹھیں گے تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز مکمل کرو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حجرۂ مبارک میں واپس ہو کر پردہ لٹکا دیا۔ لوگ نماز سے فارغ ہو کر سوچ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف سے افاقہ ہو گیا ہے چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی سنح کے مقام پر اپنے گھر کو چل دیے۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھا۔ میں نے اپنے سینے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو ٹیک دے رکھی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ مسواک دیکھ رہے ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسواک پسند کرتے ہیں چنانچہ میں نے پوچھا: ''آپ ﷺ کے لیے پکڑوں؟'' آپ ﷺ نے ہاں میں اشارہ کیا۔ میں نے مسواک آپ ﷺ کو پکڑا دیا جو آپ ﷺ کو سخت محسوس ہوا۔ میں نے عرض کیا: ''آپ ﷺ کو نرم کر دوں؟'' آپ ﷺ نے اشارے سے ہاں کہا۔ چنانچہ اس کو نرم کر دیا گیا اور آپ ﷺ نے مسواک کیا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا ایک ٹب رکھا ہوا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے پانی میں ہاتھ ڈالا اور اپنے چہرۂ مبارک پر مسح کیا اور فرمایا:

لا اله الا الله ان للموت لسكرات

''لا الٰہ الا اللہ۔ بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔''

سب سے آخری کلمہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

اللّٰهم الرفيق الاعلى (بخاری4463)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے میری گود میں انتقال فرمایا۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کا سرِ مبارک تکیے پر رکھ دیا اور دیگر افراد کے ساتھ رونا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: ''مجھ پر اللہ کی ایک نعمت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں، میری باری میں، میرے حلق اور سینے کے درمیان انتقال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری تھوک اور آپ ﷺ کے لعابِ دہن کو جمع کر دیا کہ میں نے آپ ﷺ کے لیے مسواک چبایا اور آپ ﷺ نے مسواک استعمال کیا۔''

ہجرتِ مبارکہ کے گیارہویں سال ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔ بالکل اس وقت آپ ﷺ مدینہ نبویہ میں داخل ہوئے تھے۔

ربیع الاول کی بارہ کو سوموار ہی کے دن آپ ﷺ کی ولادت ہوئی، اسی دن آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا، اسی دن آپ ﷺ مدینہ تشریف فرما ہوئے اور اسی دن آپ ﷺ کا انتقال ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْهِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهِ (مسلم 2747)

''سوموار کے دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کا آغاز ہوا۔''

غم ہائے بیکراں اور کمالِ صدیق رضی اللہ عنہ:

لوگوں کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا علم ہوا تو ان کی عقلیں جواب دے گئیں اور انہیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ان پر دہشت طاری ہو چکی تھی اور زندگی ان کی نگاہوں میں تاریک بن کر رہ گئی تھی حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے ہیں۔ اس وقت تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی سنح سے واپس آ گئے۔ وہ سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ کو سفید چادر میں ڈھانپ دیا گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا، آپ ﷺ کو بوسہ دیا، رونا شروع کر دیا اور فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ ﷺ پر زندگی اور موت میں رحمتیں ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا۔'' اس کے بعد باہر آ کر دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ ان سے کہا: ''بیٹھ جایئے عمر!'' انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں پر متوجہ ہو کر عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے بلاشبہ اللہ زندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کو موت نہیں آئے گی۔ اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ (الزمر:30)

''یقیناً آپ بھی مرنے والے ہیں اور یقیناً یہ لوگ بھی مرنے ہی والے ہیں۔''

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ (آل عمران:144)

''اور محمد ایک رسول ہی ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا پھر اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟''

یہ سنتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''واللہ! لوگ گویا جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو تلاوت کیا اور لوگوں نے یہ سب کی سب ان سے حاصل کی۔ اب میں نے جس شخص کو بھی سنا وہ اسی کو تلاوت کر رہا تھا۔''

تجہیز و تکفین:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت سے فارغ ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین کی جانب متوجہ ہوئے۔ آلِ بیت کو غسل کا کام سونپا گیا۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے غلام شقران رضی اللہ عنہ۔ عباس اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کو پلٹ رہے تھے، اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کپڑوں کے اوپر سے آپ ﷺ کو غسل دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے جسدِ مبارک تک نہیں پہنچایا اور نہ ہی کوئی ایسا فضلہ دیکھا جو میت سے عموماً نکل آتا ہے۔ غسل کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے جا رہے تھے: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ ﷺ زندگی میں بھی بڑے حسین تھے اور موت میں بھی بڑے عمدہ ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

نبوت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسئلے میں اختلاف کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی کیا عام افراد کی مانند کپڑے اتار کر غسل دیا جائے گا؟ اس دوران میں ان پر غنودگی طاری ہوگئی اور غیبی آواز آئی: ''رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیت ہی غسل دو۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے آپ ﷺ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا اس وقت بھی ان میں اختلاف ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

مَا قُبِضَ نَبِيٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبِضُ (ابن ماجه:1628)

''ہر نبی کو اسی جگہ دفنایا جاتا ہے جہاں اس کی روح قبض ہوتی ہے۔''

چنانچہ آپ ﷺ کی چارپائی کو اٹھا کر اس جگہ کو کھودا گیا۔ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے لیے لحد تیار کی۔ لوگ گروہ در گروہ آپ ﷺ پر داخل ہو کر درود و سلام پڑھتے جا رہے تھے۔ کیا مرد، کیا عورتیں، کیا بچے، کیا غلام! جنازے سے فارغ ہو آپ ﷺ کو دفنا دیا گیا۔ یہ بدھ کی رات تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، فضل رضی اللہ عنہ، قثم رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔ اس دوران اوس بن حولی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے ہمارا حصہ؟'' گویا وہ رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اتارنے کی ان سے اجازت مانگ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ساتھ اس کو بھی اجازت دے دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ پر مٹی کو برابر کر دیا اور ایک ہاتھ کے برابر زمین سے اونچا کر دیا۔

وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمرِ مبارک 63 سال تھی۔ آپ ﷺ نے وراثت میں کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا بلکہ وفات کے وقت آپ ﷺ کی زرع مبارک چند صاع جَو کے عوض گروی پڑی تھی۔ آپ ﷺ پر درود و سلام ہوں جس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں، جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے اور جس دن آپ ﷺ کو اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔

فراقِ حبیب ﷺ

لا احب ان اثير شجون المؤمنين والمؤمنات ، ولا ان اهيج نفسى بالبكاء الذى لا يجدى ، بل يُجدى اذ يطفىء نار احشاء تلتهب ، ولكن كيف اواصل الحديث والقلب جريح ، والعين تذرف والدمع منهمر فلذا نكتفى بتسجيل دالية حسان بن ثابت شاعر رسول الله ﷺ فانها تعبر عن حزن والم ودموع كل مؤمن ومؤمنة فى هذه الحياة .

قال رضى الله عنه وارضاه :

بطيبة رِسْمٌ للرسول ومعهد   منيرٌ وقد تعفو الرسوم وتهمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا تمحّی الآیاتُ من دار حرمة بها منبر الهادی الذی کان یصعد
وواضح آثار وباقی معالم ورَبْعٍ له فیه مصلًّی ومسجدُ
بها حجرات کان ینزل وسطها من الله نورٌ یستضاءُ ویُوقدُ
معارف لم تطمس علی العهد آیُهَا أتاها البلی فالآی منها تجدَّد
عرفت بها رسم الرسول وعهده وقَبْرًا بها واراه التُّرب مُلْحِدُ
ظللت بها أبکی الرَّسول فأسعدت عیونٌ ومثلاها من الجَفْنِ تسعد
تذکرن آلاء الرسول وما أری لها مُحْصیًا نفسی فنفسی تبلَّد
مفجَّعةٌ قد شفَّها فَقْدُ أحمد فظلت لآلاء الرسول تعدد
وما بلغت من کل أمر عُشَیْرَهُ ولکن لنفسی بعد ما قد توجَّد
أطالت وقوفًا تذرف العین جهدهَا علی طلل القبر الذی فیه أحمد
فبورکتَ یا قبر الرسول وبورکتْ بلادٌ ثوی فیها الرشید المسدد
وبورک لحدٌ منک ضُمِّنَ طَیِّبًا علیه بناء من صفیح منضدُ
تهیل علیه التربَ أید وأعینٌ علیه وقد غارت بذلک أسعد
لقد غیَّبوا حلمًا وعلمًا ورحمة عشیة علّوه الثری لا یوسَّدُ
وراحوا بحزن لیس فیهم نبیهم وقد وهنت منهم ظهورٌ وأعضد
یبکون من تبکی السماوات یومه ومن قد بکته الارض فالناس أکمد
وهل عدلت یومًا رزیَّةُ هالک رزیةَ یومٍ مات فیه مُحَمَّدُ؟!
تقطع فیه منزل الوحی عنهم وقد کان ذا نور یغور وینجد
یدل علی الرحمن من یقتدی به وینقذ من هولّ الخزایا ویرشد
امامٌ لهم یهدیهم الحق جاهدًا معلِّم صدق ان یطیعوه یسعدوا
عفوٌّ عن الزَّلّات یقبل عذرهم وان یحسنُوا، فالله بالخیر أجود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان ناب أمرٌ لم يُقوموا بحمله فمن عنده تُيَسير ما يَتَشدُّدُ
فبينا هم فى نعمة الله بينهم دليلٌ به نهج الطَّريقة يُقصدُ
عزيز عليه أن يجوروا عن الهدى حريص على أن يستقيموا ويهتدوا
عطوفٌ عليهم لا يُثنِي جناحه الى كنف يحنو عليهم ويمهدُ
فبينا هم فى ذلك النُّور اذ غدا الى نورهم سهمٌ من الموت مقصدُ
فأصبح محمودًا الى الله راجعًا يبكّيه حقّ المُرسَلاتِ ويحمدُ
وأمست بلادُ الحرم وحشًا بقاعها لغيبة ما كانت من الوحى تعهدُ

الى أن قال:

فابكى رسولَ الله ياعين عبرةً ولا أعرفنك الدهر دمعك يجمدُ
ومالك لا تبكين ذا النعمة التى على الناس منها سابغٌ يتغمَّدُ؟!
فجودى عليه بالدموع وأعولى لفَقْد الذى لا مثلُه الدهر يُوجَد
وما فَقَد الماضون مثلَ محمد ولا مثله حتى القيامة يُفْقَد

الى أن قال:

أقول ولا يُلقي لقولى عائبٌ من الناس الا عازب العقل مبعدُ
وليس هوائى نازعًا عن ثنائه لعلِّي به فى جنة الْخُلدُأَخْلدُ
مع المصطفى أرجو بذاك جواره وفى نيل ذاك اليوم أسعى وأجهد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والاصفات

رسول اللہ ﷺ اگرچہ ایک انسان ہی ہیں تاہم آپ ﷺ سب سے افضل واکمل انسان ہیں۔آپ ﷺ کو یہ فضل و کمال اللہ نے عطا کیا ہے جن کا جلال بڑا عمدہ ہے، جن کی شان بہت بلند ہے، جن کی سلطنت بڑی عظیم ہے۔

گویا ذات وصفات کے اعتبار سے آپ ﷺ کے تمام کمالات الٰہی عطیہ ہیں جن میں آپ ﷺ کے برابر کوئی نہیں ہے اور نہ ہی قلم ان کا حقیقی نقشہ کھینچ سکتا ہے۔لہٰذا اس ضمن میں جس شاعر نے یہ کہا ہے اس نے بالکل بجا کہا ہے:

وما مثلوا صفاتک للناس   الا كما مثل النجوم المساء

رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں، غلاموں اور رشتے داروں میں سے بعض نے آپ ﷺ کی صفات بیان کی ہیں مگر ان میں سے کوئی صاحب بھی حقیقت بیان نہیں کرسکا بلکہ ان صفات تک پہنچ بھی نہیں سکا ہے کیونکہ ان میں آپ ﷺ کا حقیقی حلیہ مبارک بیان کرنے کی طاقت ہی نہ تھی۔

اس نکتۂ نگاہ کے بعد عرض ہے کہ قارئین کے سامنے ہم آپ ﷺ کا وہ حلیہ مبارک پیش کرنے پر اکتفا کریں گے جو اس شخصیت نے بیان کیا ہے جو آپ ﷺ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور جو آپ ﷺ کے حضور میں سب سے زیادہ رہے ہیں۔وہ آپ ﷺ کے شجرۂ مبارک کی شاخ، آپ ﷺ کی نورِ نگاہ کے شوہر، آپ ﷺ کے حسنین کے باپ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں رضی اللہ عنه وأرضاه. وہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

”رسول اللہ ﷺ نہ ہی لمبے تڑنگے تھے نہ ہی ناٹے کھوٹے تھے، سرِ اقدس بڑا تھا، داڑھی مبارک گھنی تھی، تلوے اور ہتھیلیاں پُرگوشت تھیں، شانے کشادہ تھے، سرخی مائل چہرہ تھا، سینے سے ناف تک کے بال باریک تھے، جھٹکے سے پاؤں اٹھا کر چلتے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد میں نے آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں سرمگیں تھیں، بال سیدھے تھے، رخسار یں کم گوشت تھیں، کانوں تک بال تھے، گردن گویا چاندی کی صراحی ہے۔ جب توجہ فرماتے مکمل توجہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے چہرے کا پسینہ گویا موتی ہوتا، یہی پسینہ سب سے عمدہ خوشبو تھی۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ یہ گوشت کا ابھرا ہوا حصہ تھا جس کے آس پاس خوبصورت بال تھے۔''

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اس صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے جو بیان میں سب سے بلیغ، زبان میں سب سے فصیح، لہجے میں سب سے صادق اور حقیقت وصواب کے سب سے بڑے متلاشی ہیں۔ مصوروں پر اللہ تعالیٰ نے اگرچہ اپنے رسول ﷺ کی زبان سے لعنت کی تاہم وہ بھی اگر رسول اللہ ﷺ کے ہم مثل کوئی تصویر بنانا چاہیں تو بھی اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں خواہ سارے جمع ہو جائیں مگر وہ جھوٹے ہی ہوں گے۔ وہ لوگ ملعون ہیں جنہوں نے اپنے تخیل کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی تصویر بنا کر آپ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سیرتِ پاک پر یہ کتاب لکھنے کے دوران مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی ملک کی ایک تنظیم نے تخیلاتی تصویر بنا کر کہا: ''یہ محمد ﷺ ہیں۔'' معاذ اللہ۔ سفارت کاروں نے خادمِ حرمین شریفین کو اس سے آگاہ کیا چنانچہ انہوں نے اسے مٹوا دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں! خادم الحرمین اور ان کی حکومت کی حفاظت کریں جو اسلام کی حفاظت کر رہی ہے اور اصول وفروع میں حرماتِ شریعہ کا دفاع کرتی ہے!

رسول اللہ ﷺ کے ذاتی نام

ہر ذات کے ایک یا کئی نام ہوتے ہیں جن کی بنا پر دیگر ذوات سے ان کو ممتاز کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو تمام قوانین میں مقرر ہے، تمام افراد کے نزدیک طے شدہ ہے، فطرتِ انسانی کا لازمہ ہے اور عقل کی رُو سے تسلیم شدہ ہے۔ کسی ذات کے شرف کے لحاظ سے ہی اس کا نام رکھا جاتا ہے اور کسی ذات کے کمال کی بنا پر ہی اس کے اسماء وصفات میں اضافہ ہوتا ہے حتی کہ انہیں شمار ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ قرآنِ حکیم میں مختلف مقامات پر ان کا ذکر آیا ہے جب کہ حدیثِ پاک میں انہیں ایک ہی جگہ بیان کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی پانچ ہیں۔ کوئی عام شخص چھوڑ، آپ ﷺ کے علاوہ کسی پیغمبر کے بھی وہ نام نہیں ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب مؤطا میں ان کا ذکر آیا ہے۔ نام یہ ہیں:

محمد ، احمد ، مقفی ، عاقب ، حاشر

جہاں تک آپ ﷺ کی صفات مثلاً نبی رحمت، نبی ملحمہ، نبی توبہ کا تعلق ہے تو وہ بہت زیادہ ہیں اور ان کا ذکر بڑا طویل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ان میں سے بعض صفات کو مسجدِ نبوی ﷺ کے سامنے کی دیوار پر لکھا گیا ہے۔آپ ﷺ کے اسماء وصفات کو دیواروں پر لکھنا ان کے شایانِ شان نہیں ہے بلکہ انہیں تو صرف سونے کی تختیوں پر ہی لکھنا چاہیے مگر اکثریت نہیں جانتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والے

1:ازواجِ مطہرات ؓ:

رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے متعلق امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابنِ کلبی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پندرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا۔ان میں سے تیرہ کے ساتھ آپ ﷺ نے دخول کیا،ان میں سے گیارہ کو بیک وقت اپنے پاس رکھا اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان میں سے نو حیات تھیں رضی اللہ عنہن۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔آپ ﷺ سے قبل وہ عتیق بن عائذ بن عبداللہ کے حبالۂ عقد میں تھیں۔عتیق کی وفات کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہند بن ابی ہالہ کو جنم دیا۔ابو ہالہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد انہی کے بطن سے تھی۔آپ ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی لونڈی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے جنہیں شاہِ مقوقس نے آپ ﷺ کے پاس مدینہ میں تحفۃً بھیجا تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چھوٹی تھی لہٰذا مدینہ ہجرت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔آپ رضی اللہ عنہا ایک بیوہ عورت تھیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا سہیل بن عمرو کے بھائی سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ہجرتِ حبشہ کے دوران سکران عیسائی بن گیا اور بحالتِ کفر فوت ہوا چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زمعہ بن قیس نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے اس نکاح کے لیے پیغام بھیجا تھا۔ان کی رخصتی مکہ میں عمل میں آئی۔آپ ﷺ نے چار سو درہم حق مہر ادا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے بھی چار سو درہم حق مہر باندھا تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت امِ سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جنہیں اُحد میں شہید کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اُم المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ طفیل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں آپ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تھی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کی ایک عورت حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ مالک بن صفوان کے نکاح میں تھیں مگر ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ عبیداللہ جحش کے نکاح میں تھیں۔ ہجرتِ حبشہ کے دوران وہ عیسائی بن کر فوت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو نکاح کا پیغام بھجوایا چنانچہ انہوں نے حبشہ ہی میں آپ ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے عقدِ نکاح میں نیابت کی۔ ان کا حق مہر نجاشی نے ادا کیا جو چار سو دینار تھا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح کیا تھا اور اس بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اتارا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس وجہ سے دیگر ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ ''ولی اور سفیر کے اعتبار سے میں سب ازواج سے معزز ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا ہی نے وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی رضی اللہ عنهما وأرضاهما.

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ سے قبل وہ سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں۔ سلام کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہا سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نے نکاح کیا جسے غزوہ خیبر میں قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدی بن کر آئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے قبل وہ عمیر بن عمرو ثقفی کے عقد میں تھیں۔ عمیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہا سے ابوزہیر بن عبدالعزیٰ نے نکاح کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ عمرۂ قضا کے موقع پر عمرے سے حلال ہو کر مکہ میں نکاح کیا اور سرف کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت شراف بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا لیکن رخصتی سے قبل ہی ان کی وفات ہو گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو کلاب کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ وہ بھی رخصتی سے قبل ہی فوت ہو گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شنباء بنت عمرو سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت اس نے کہا: ''اگر آپ ﷺ واقعتاً نبی ہوتے تو آپ ﷺ کے بیٹے کی وفات نہ ہوتی۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عربہ بنت جابر سے نکاح کیا۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا: ''منیعٌ عائذُ اللہ''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا۔ ان سے رخصتی عمل میں آئی مگر رسول اللہ ﷺ نے خلوت کے بعد کسی وجہ سے اس کو واپس کر دیا تھا۔

مذکورہ بالا وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ نکاح کیا تھا۔ ہم نے انہیں اجمال کی بجائے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت ماریہ بن شمعون رضی اللہ عنہا اور حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دو لونڈیاں تھیں۔ یہاں ایک بات کا ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ یہ نکاح بھی آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدِ گرامی اور اپنے مخلص دوست اور وفادار ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عزت دینے کی غرض سے کیا تھا جو دعوت کے ابتدائی ایام سے ہی آپ ﷺ کی برابر حمایت کر رہے تھے۔ اصحابِ عقل و بصیرت پر اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ عورتوں کے ساتھ مجرد جنسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میلان کی بنا پر نکاح نہیں کیا تھا بلکہ آپ ﷺ کے پیش نگاہ بڑے اہم مقاصد اور مقدس اہداف تھے جن کو آپ ﷺ کے علاوہ شاید کوئی نہیں جانتا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کی خواہش کے بعد آپ ﷺ نے نکاح کیا تاکہ وہ آپ ﷺ کی دعوت کو بنیاد فراہم کریں، آپ ﷺ کی خلوت کی امین بن جائیں اور انتہائی خوف کے سخت حالات میں آپ ﷺ کو سکون بہم پہنچائیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسی بیوہ عورتوں سے دل جوئی اور دست گیری کے لیے آپ ﷺ نے نکاح کیا تھا کیونکہ ان کے خاوند وفات پا چکے تھے اور اللہ کی راہ میں انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایسا نہیں چاہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کو اس بات کا ڈر تھا کہ لوگ ایسے نہ کہیں کہ محمد ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بھی بیوہ تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عزت دینے کے لیے اور انہیں خانۂ نبوت میں شامل کرنے کے لیے ان سے نکاح کیا تھا تاکہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بھی اُمہات المؤمنین میں شمار ہو جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے رسول اللہ ﷺ اگر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عزت نہیں کریں گے تو اس کے بعد آپ ﷺ پھر کس کو عزت دیں گے؟

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے نکاح کیا تاکہ ان کے آنسو پونچھیں اور ان کا غم غلط کریں کیونکہ ان کے شوہر اس معرکۂ قتال میں کام آ چکے تھے جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے درمیان بپا ہوا تھا۔
بات دراصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور ان کی اجازت کے سوا کوئی نکاح نہیں کیا۔ وہ لوگ ہلاک ہو جائیں جو رسول اللہ ﷺ کے کمالات پر طعن کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ، مشرکین و مجوس کی زبانیں کٹ جائیں جو بالکل ہی جاہل ہیں، اسلام کے دشمن ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو وہ جانتے نہیں۔

2: رسول اللہ ﷺ کی اولاد:

رسول اللہ ﷺ کی مثال بھی دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام جیسی ہے کیونکہ ان کی بیویاں بھی تھیں اور اُن کے بیٹے اور بیٹیاں بھی تھیں اور یہ کمال کی علامت ہے نقص کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ　(الرعد:38)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کی بیویاں اور اولادیں بنائی تھیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90)

''چنانچہ آپ بھی ان کی راہِ ہدایت پر چلیں۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی شادیاں کی ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج کا ذکر ہو چکا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کی صحبت سے نوازا ہے مگر ان میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی نے بھی اولاد کو جنم نہیں دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مذکر اولادیں سے قاسم، عبداللہ اور طیب یا طاہر رضی اللہ عنہم کو جنم دیا۔ ان سب نے بچپن ہی میں وفات پائی اور ان میں سے کوئی بڑا نہیں ہوا۔ ہجرت سے قبل مکہ میں ان کا انتقال ہوا اور مکہ ہی میں انہیں دفن کیا گیا۔ مؤنث اولادیں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنم دیا۔ ان میں سے ہر بیٹی جوان ہوئی اور اس کا نکاح کیا گیا۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ابوالعاص بن ربیع سے نکاح کیا گیا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا گیا اور دونوں انہی کے عقد میں فوت ہوئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا گیا۔ انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا جو دنیائے اسلام میں سادات خاندان کی بنیاد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں برکت دی ہے۔ اہلِ بیت کو اللہ تعالیٰ مزید عزت سے نوازیں!

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ ابھی تک آپ رضی اللہ عنہ دودھ پیتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو بھی بقیع میں دفن کیا گیا جیسے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے ہر ایک کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادگان اور آپ ﷺ کی صاحبزادیاں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوں اور ان پر سلامتی نازل فرمائیں! (آمین)

3: رسول اللہ ﷺ کے غلام:

غلامانِ مصطفیٰ ﷺ سے مراد وہ حضرات ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے اپنی خدمت میں شرف بخشا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، باپ بیٹا دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے۔

2: ابوعبداللہ ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حمص میں رہے اور وہیں انتقال کیا۔

3: شقران، جن کا نام صالح تھا۔ ایک قول کے مطابق ان کا تعلق حبشہ سے اور دوسرے کے مطابق ان کا تعلق ایران سے تھا۔ ظنِ غالب یہی ہے کہ ان کا تعلق ایرانیوں کے اس گروہ سے تھا جو اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں یمن آ کر اقامت پذیر ہو گیا تھا۔

3: ابورافع جن کا نام ابراہیم قبطی تھا۔ آلِ عباس کے غلام تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو تحفے میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے آزاد کر کے اس کا نکاح کر دیا جن کے ہاں سے اولاد پیدا ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کاتب بھی تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ سے لکھوایا کرتے تھے۔

4: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو اسلام سے قبل اپنے آخری ایام میں ایک یہودی کے غلام تھے۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کا معاہدہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے تعاون سے آپ رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے۔

5: سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ اپنی تمام عمر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس شرط کو قبول کیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا اور رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار ہونے کا شرف پایا۔ کاش میں، میری ماں اور میری اولاد بھی تمام عمر کے لیے رسول اللہ ﷺ کے خادم ہوتے!

6: سیدنا انسہ رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابومشرح ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سراۃ کی اولاد میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کے اذن سے وہ ملاقاتیوں کو طلب کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ میں انتقال فرمایا۔

7: سیدنا ابوکبشہ رضی اللہ عنہ جن کا نام سُلیم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خرید کر انہیں آزاد کر دیا تھا۔ بدر کے ساتھ ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دن انتقال کیا جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اقتدار سنبھالا۔

8: سیدنا رویفع رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابومویہبہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق مزینہ کے خاندان سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خرید کر انہیں آزاد کر دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9: سیدنا رباح الاسود رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لیے اجازت دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے انہی نے اجازت طلب کی تھی جس وقت وہ داخل ہوئے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے ایلاء کیا تھا۔

10: سیدنا فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ جنہوں نے شام میں سکونت اختیار کی۔

11: مُدعم رضی اللہ عنہ جن کو وادی قریٰ میں ایک نامعلوم تیر نے شہید کر دیا تھا۔

12: سیدنا ابوضمیرہ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ فارسی تھے۔ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا۔

13: سیدنا یسار رضی اللہ عنہ جونوبی تھے۔ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ان عرنیوں نے قتل کر دیا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا تھا۔

14: سیدنا مہران رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

15: سیدنا حُنین رضی اللہ عنہ جو ابراہیم بن عبداللہ کے دادا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے اور آپ ﷺ کو وضو کرواتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دے دیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا۔

16: سیدنا ابو یسار زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے:

مَنْ قَالَ : اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ غُفِرَ لَهٗ وَاِنْ کَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ (اسنادہ حسن، ابو داود 1517، ترمذی 3577)

”جو شخص ”استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه“ کہے گا اس کو بخش دیا جائے گا اگرچہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگا ہو گا۔“

17: کرکرہ جو کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے سامان کی حفاظت پر مامور تھا اور اس نے آپ ﷺ کی ایک چادر چھپا رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔

18: سیدنا کیسان رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں:

ان أهل بیت نهینا ان نأکل الصدقة (البدایة والنهایة: 5/332)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم اہلِ بیت کو منع کیا گیا ہے کہ ہم صدقہ کھائیں۔''

اس حدیث کو امام بغوی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

19: سیدنا ابوبکر نو یفع ثقفی رضی اللہ عنہ جو اپنے چند غلام ساتھیوں سمیت طائف کے قلعے سے اتر آیا تھا۔ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد اہلِ طائف نے مسلمانوں سے انہیں واپس طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا: ''وہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں۔''

4: رسول اللہ ﷺ کی لونڈیاں:

1: سیدہ ام ایمن برکت رضی اللہ عنہا جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ ﷺ کی نگہداشت کا موقع میسر آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو ان کے سامنے آپ رضی اللہ عنہا رو دیں۔ وہ کہنے لگے: ''کیا آپ رضی اللہ عنہا نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو ہے رسول اللہ ﷺ کے لیے وہ بہتر ہے؟'' کہنے لگیں: ''بلاشبہ وہی بہتر ہے لیکن میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا انقطاع ہو گیا ہے۔'' یہ سن کر دونوں نے رونا شروع کر دیا۔

2: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں۔

3: رضوی بنت کعب۔

4: ریحانہ بنت شمعون القرظیۃ أو النضریۃ۔

5: سانیہ مولاۃ رسول اللہ ﷺ۔

6: حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا جو رافع کی والدہ اور ابو رافع کی بیوی ہیں۔

7: میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا جن سے اصحاب سنہ نے روایت کیا ہے۔

8: عنقودہ، آپ حبشیہ ہیں، کنیت ام ملیح ہے۔ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں اور نام عِنبہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے بدل کر عنقودہ رکھ دیا۔

9: ام عیاش، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی بیٹی کی خدمت کے لیے بھیجا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کیا تھا۔

10: میمونہ بنت ابی عسیب، آپ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعی یدل الیمنی علی فؤداک فامسحیہ، وقولی بسم اللّٰہ اللّٰھم دوانی بدوائک،
واشفنی بشفائک،واغننی بفضلک عمن سواک (البدایۃ والنہایۃ 5/344)

"اپنے دائیں ہاتھ کو چہرے پر رکھ کر یہ پڑھتے ہوئے پھرتی رہنا' بسم اللّٰہ اللّٰھم دوانی بداوئک، واشفنی بشفائک،واغننی بفضلک عمن سواک."

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی دُعا کا پوچھا تھا جس سے ان کا دل مطمئن ہو اور ان کے نفس کو سکون ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے یہ وہ غلام ہیں جو آپ ﷺ کے لونڈیاں اور غلام تھے اور جو آپ ﷺ کے آزاد خدمت گزار تھے، ان میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے خادم ہونے کا اعزاز پایا ہے چنانچہ آپ ﷺ کے ایسے خدمت گزاروں کی تعداد غلام لونڈیوں سے کچھ کم نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ ہے۔

(حاشیہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں اختلاف ہے تاہم وہ 60 ہزار سے لے کر 120 ہزار کے درمیان ہیں۔)

یااللہ: مخلوق میں سے منتخب کردہ اپنے بہترین نبی جناب محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی اولاد پر، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر، آپ ﷺ کے خادموں پر آپ رحمت نازل فرمائیں اور اس پر بھی جو قیامت تک آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اور آپ ﷺ کی ہدایت سے راہ یاب ہو گا۔

5: کاتبانِ رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کا اُمّی ہونا بھی آپ ﷺ کے با کمال ہونے کا ایک وصف ہے کیونکہ پہلی کتابوں میں آپ ﷺ کا یہی وصف بیان کیا گیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی کتاب پڑھی ہے اور نہ کوئی کتاب لکھی ہے کیونکہ اگر ایسی بات ہوتی تو باطل پرست لوگ شک کرتے۔ لہٰذا دیگر تمام لوگوں کی بہ نسبت آپ ﷺ کا اُمّی ہونا دراصل آپ ﷺ کی صفتِ کمال ہے۔

چنانچہ ایسے کاتبوں کا ہونا ضروری تھا جو آپ ﷺ کے لیے آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی لکھا کرتے اور وحی کے علاوہ دیگر تحریریں، سیاسی معاہدے اور بادشاہوں کے لیے دعوتی خطوط۔ کاتبینِ رسول ﷺ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، خالد بن سعید رضی اللہ عنہ، ابان بن سعید رضی اللہ عنہ، العلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، انہوں نے مدینہ میں آپ ﷺ کے لیے سب سے پہلے لکھا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ نے ان کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے عبرانی میں لکھنا پڑھنا پندرہ سولہ دن میں سیکھا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہ عنہ، انہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا۔ بعد میں فتحِ مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور خود کو اچھا مسلمان ثابت کیا۔

حنظلہ الاسیدی رضی اللہ عنہ

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حواری اور پھوپھی زاد ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ارقم المخزومی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ، انہوں نے اذان کا خواب دیکھا تھا۔

محمد بن سلمہ انصاری رضی اللہ عنہ

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھا کرتے تھے۔

مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ نے موزوں پر مسح کی حدیث کو روایت کیا ہے۔

6: رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام:

انسان اور حیوان کا نام رکھنا عقل و شریعت کی رُو سے مقرر کردہ ایک مسئلہ ہے کیونکہ کسی ذات کو اس کے نام کے سوا پہچانا ہی نہیں جاسکتا اور نام ایک ایسی علامت ہوتی ہے جو اس ذات پر دلالت کرتی ہے۔ دیگر اشیاء کے ناموں کا بھی بالکل یہی معاملہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس گھوڑے بھی تھے جن پر آپ ﷺ سوار ہوا کرتے تھے۔ ان کا مقصد اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تھا۔ وہ محض فخر و مباہات کے لیے نہیں تھے کیونکہ ایسا فخر اہلِ دنیا کا شیوہ ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ فکر میں سب سے بلند،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل میں سب سے عمدہ، ذہن میں سب سے صاف، روح میں سب سے پاک اور نفس میں سب سے ممتاز تھے۔ چنانچہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ دنیا کے بیٹے ہوں حالانکہ دنیا سب سے بُری ماں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام جن سے انہیں پہچانا جاتا تھا درج ذیل ہیں:

1: سکب، یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے آپ ﷺ مالک تھے۔ اس پر سوار ہوکر آپ ﷺ نے اُحد کا غزوہ کیا ہے۔ یہ گھوڑا بہت زیادہ چلا کرتا تھا لہٰذا اس کا نام سکب تھا۔

2: مُلاح

3: مُرتجز

4: لحیف، یہ گھوڑا حضرت ربیع بن ابی البراء رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو تحفے میں دیا تھا۔

5: ظرب، یہ گھوڑا حضرت فروہ بن عمرو الجذامی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو تحفے میں دیا تھا۔

6: الورد، یہ گھوڑا آپ ﷺ کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے تحفہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحفہ کر دیا۔

7: زاز، یہ گھوڑا آپ ﷺ کو شاہِ مقوقس نے تحفہ دیا تھا۔ جیسے آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں اس نے ماریہ رضی اللہ عنہا اور دلدل نامی خچر تحفے میں بھیجا تھا۔

7: رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کے پاس دو خچر تھے۔ ایک خچر کا نام 'دُلدُل' تھا جو آپ ﷺ کو قبط کے بادشاہ مقوقس نے تحفہ دیا تھا۔ یہ وہ پہلا خچر ہے جو اسلام میں پہلے پہل دیکھا گیا۔ دسرے خچر کا نام 'فضہ' تھا جو آپ ﷺ کو حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے تحفہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے وہ خچر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دے دیا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس ایک گدھا بھی تھا جس کا نام 'یعفور یا عفیر' تھا۔ یہ بھی آپ ﷺ کو قبط کے بادشاہ مقوقس نے تحفہ دیا تھا۔

8: رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری کے لیے ایک ہی اونٹ تھا جس کا نام 'قصویٰ' تھا۔ اس کو 'عضباء' یا 'جذعی' بھی کہا جاتا تھا۔ یہ اونٹ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چار سو درہم میں خریدا تھا اور اس پر مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ یہ اونٹ آپ ﷺ کے پاس عرصۂ دراز تک موجود رہا۔ آپ ﷺ کے پاس بیس اونٹنیاں تھیں جو غابہ کے مقام پر چرا کرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔انہی پر عرنیوں نے حملہ کیا تھا جن میں سے حسناء،سمراء،عریس،سعدیہ،بغوم،یسیرہ،ریا،مہرہ اور شقراء شامل ہیں۔ شقراءروزانہ دودھ دیا کرتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس سات بھیڑیں تھیں: عجوہ،زمزم،سقیا،برکہ،ورسہ،اطلال اوراطراف اورآپ ﷺ کے پاس سات ہی بکریاں تھیں جن کواُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کا بیٹا ایمن چرایا کرتا تھا۔

9:رسول اللہ ﷺ کے اسلحے کا نام:

رسول اللہ ﷺ کے اسلحے میں سب سے مشہور تلوار کا نام 'ذوالفقار' تھا۔یہ آپ ﷺ کوغزوۂ اُحد کے موقع پر غنیمت میں حاصل ہوئی تھی جو آپ ﷺ سے قبل منبہ بن حجاج کے پاس تھی۔بنوقینقاع سے آپ ﷺ نے تین تلواریں غنیمت میں پائی تھیں: قلعی،بتاراور حتف۔آپ ﷺ کی ایک تلوار کو مخذم بھی کہا جاتا تھا اور آخری تلوار کا نام 'رسوب' تھا۔مکہ میں آپ ﷺ کے پاس دو تلواریں تھیں جنہیں آپ ﷺ مدینہ اپنے ساتھ لائے تھے اور ایک کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اس کا نام 'قضب' تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس تین نیزے تھے اور تین ہی نیزہ پھینکنے کی کمانیں تھیں۔ایک کا نام روحاء،دوسری کا بیضاء اور تیسری کا نام صفراء تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس کل تین درعیں تھیں۔پہلی کا نام فضہ تھا جو آپ ﷺ نے بنوقینقاع سے غنیمت میں پائی تھی۔ دوسری کا نام ذات الفضول تھا۔یہ غزوۂ اُحد کے دن آپ ﷺ کے پاس تھی اور تیسری کا نام صعدیہ تھا۔آپ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی مانند ایک تصویر تھی چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے گم کر دیا۔آپ ﷺ کے پاس ایک کمان تھی جس کا نام مشوق تھا۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے وقت کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا تھا اور آپ ﷺ کی درع مبارک تیس صاع جَو کے عوض ایک شخص کے پاس گروی تھی اور آپ ﷺ نے اپنے تمام غلام، لونڈیاں، جانور اور اسلحہ اپنی وفات سے قبل صدقہ کر دیا تھا اور ایسا کیوں نہ کرتے جب کہ خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ لَانُوْرِثُ، مَاتَرَكْتُ صَدَقَةٌ (احمد9973)

''ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت وارث نہیں بناتے ہیں۔جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے خصائص

رسول اللہ ﷺ کے چند ایسے خصائص ہیں، ذاتی اور روحانی کمال کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ آپ ﷺ کو خاص کیا ہے اور آپ ﷺ کی امت کے کسی دوسرے فرد کے لیے وہ خصائص نہیں ہیں۔ آپ ﷺ کے چند ایک خصائص درج ذیل ہیں:

1: نبوت:

رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نبوت اور رسالت کو آپ ﷺ پر ختم کر دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:40)

''لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔''

چنانچہ آپ ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب کی مانند کوئی شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہے، کافر ہے اور اس سے توبہ کروائی جائے گی۔ وہ توبہ کرے گا تو بہتر ہے ورنہ اس کو کفر پر ہی قتل کر دیا جائے گا۔

2: وحی:

رسول اللہ ﷺ کے بعد یا آپ ﷺ کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کسی کو زیب نہیں دیتا کہ اس کی جانب وحی آتی ہے، نہ نیند میں اور نہ ہی بیداری میں، نہ دل میں اِلقاء کی صورت میں اور نہ ہی فرشتے کی آواز میں، چنانچہ فرشتے کو دیکھنا یا اس سے ملاقات کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی دین کے کمال وتمام کے ساتھ وحی کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور اب دین کے اِتمام واکمال کے لیے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ جو شخص وحی کے آنے کا دعویٰ کرتا ہے خواہ اس کی کوئی سی قسم بھی ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ بھی مدعی نبوت جیسا معاملہ ہی کیا جائے گا۔

3: آنکھوں کا سونا دل کا جاگنا:

رسول اللہ ﷺ کا ایک خاصہ یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ کی آنکھ سو جایا کرتی تھی مگر آپ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا۔ اس خصوصیت کا آپ ﷺ نے خود ذکر کیا تھا جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے نہیں ہے۔ چنانچہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروغ گو اور افترا پرداز ہے، اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

4: چار سے زائد نکاح کی اجازت:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے چار سے زائد نکاح کرنا جائز رکھا تھا اور آپ ﷺ کے علاوہ امت میں سے کسی مرد کے لیے اس کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ ٱلَّٰتِىٓ ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ (الاحزاب:50)

''اے نبی! یقیناً ہم نے آپ پر آپ کی وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں۔''

اور اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے وقت آپ ﷺ کے نکاح میں نو عورتیں تھیں چنانچہ یہ آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے جب کہ آپ ﷺ کی امت کے لیے یہ حکم ہے:

فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ (النساء:3)

''دو دو اور تین تین اور چار چار کے ساتھ نکاح کرو۔''

چنانچہ چار سے زیادہ نکاح کرنا کسی کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ چار پر اضافہ کرنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

5: روزوں کا وصال:

روزے کا وصال بھی رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ دو دن کا مسلسل روزہ رکھا کرتے اور دوسرے دن کے اختتام پر اس کو افطار کرتے مگر امت میں سے کسی شخص کو اس وصال کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وَأَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ (بخاری 1965، مسلم 2566)

''میں تمہارے کسی شخص کی مانند نہیں ہوں۔ میں اپنے ربّ کے پاس رات گزارتا ہوں جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

یہاں کھانے پینے سے حقیقی معنی مراد نہیں ہے جیسا کہ مریض کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ. فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ (ابن ماجہ 3444)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو، انہیں اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔"

6: صدقہ کھانے کی حرمت:

رسول اللہ ﷺ کی اس ایک خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ کے اہلِ بیت بھی شریک ہیں مگر امت کے باقی افراد اس میں شامل نہیں۔ چنانچہ کسی فقیر یا محتاج کے لیے ضرورت کے وقت صدقہ مانگنا یا کھانا بالکل حلال ہے مگر رسول اللہ ﷺ اور اہلِ بیت کے لیے حلال نہیں ہے۔

7: قیام اللیل:

رات کا قیام کرنا رسول اللہ ﷺ پر واجب تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (المزمل:2)

"رات میں قیام کرو مگر کم۔"

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (الاسراء:79)

"پھر رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھیں۔ یہ آپ کے لیے زائد عبادت ہے۔"

اس کے برخلاف آپ ﷺ کی امت کے کسی شخص پر رات کا قیام واجب نہیں ہے بلکہ وہ نفل کی غرض سے قیام کرتے ہیں۔

8: وارث نہ بنانا:

رسول اللہ ﷺ نے جو مال چھوڑا وہ تمام کا تمام صدقہ تھا چنانچہ نہ ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آدھے مال کی وارث ہوئیں اور نہ ہی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو آٹھواں حصہ دیا گیا اور نہ ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عصبہ ہونے کی بنا پر اصحاب الفرائض سے باقی ماندہ مال دیا گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ (احمد2/ 464 حدیث9973)

"ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت وارث نہیں بناتے۔"

لَا نُوْرِثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ (مسلم4579)

"بلکہ جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ (النمل:16)

''اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔''

یاد رہنا چاہئے کہ اس جگہ مال کی وراثت مراد نہیں ہے بلکہ نبوت وحکومت کی وراثت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فضل و احسان کے اس مقام پر یہ تذکرہ نہیں فرمایا کہ بیٹا اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے مال کا وارث بن گیا تھا کیونکہ تمام لوگ اس بات سے آگاہ ہیں اور اس میں کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے۔

9: نکاح کے لیے ہبہ کرنا:

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت تھی کہ جو عورت بھی خود کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ کرتی، آپ ﷺ حق مہر کے بغیر ہی اس سے نکاح کر سکتے تھے لیکن آپ ﷺ کی امت کے افراد کے لیے یہ جائز نہیں ہے بلکہ نکاح کے لیے مہرِ معجّل یا غیر معجّل کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ (الاحزاب:50)

''اور وہ مومن عورت (جو) اگر اپنا آپ نبی کے لیے ہبہ کر دے اور اگر نبی اُس سے نکاح کرنے کا ارادہ کر لے۔ دیگر مسلمانوں کے سوا یہ خالصتاً آپ کے لیے ہے۔''

چنانچہ جو عورت خود کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ نہیں کرے گی اس کا مہر ادا کرنا آپ ﷺ پر لازم ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج رضی اللہ عنہن کے لیے چار سو درہم حق مہر میں مقرر کیا تھا۔

10: ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کی حرمت:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ یہ حکم کسی کے لیے بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:6)

''ایمان والوں کو نبی اُن کی اپنی جان سے بھی زیادہ مُقدّم ہے اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ کسی مومن کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اس بیوی سے نکاح کرنا حلال نہیں تھا جس کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے وفات پائی تھی۔اس کے برخلاف امت کے علماء،صلحاء اور اولیاء میں سے کسی کے لیے بھی اپنی وفات کے بعد بیوی کو نکاح سے روکنا جائز نہیں ہے البتہ اگر وہ خود یہ چاہتی ہے تو کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اس نے بھی وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ارادہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے معجزات

معجزات سے مراد ایسا کارنامہ ہے جو دیگر افراد کو اس کے مثل پیش کرنے سے عاجز بنا دیتا ہے۔ چنانچہ ایک نبی جو پیش کرتا ہے وہ باقی افراد کے لیے معجزہ ہوتا ہے اور وہ فرداً فرداً یا گروہ در گروہ اس سے قاصر ہوتے ہیں کیونکہ اس کا پیش کرنا انسانی استطاعت سے خارج ہوتا ہے۔ چنانچہ کوئی معجزہ اگر کسی چیلنج کے ساتھ پیش کیا جائے گا وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہی خاص ہوگا اور اگر اس کو کسی چیلنج کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا تو وہ اللہ کی جناب سے کسی نیک شخص کے لیے کرامت ہوگی جس سے اس نے اپنے اس بندے کو نوازا ہے۔ چنانچہ معجزے اور کرامت میں فرق یہ ہوگا کہ معجزہ غالباً چیلنج کے ساتھ ہوتا ہے مگر کرامت اس چیلنج سے خالی ہوتی ہے کیونکہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے قائم مقام ہوتا ہے: ''نبی نے میری جانب سے جو بتلایا انہوں نے اس کی تصدیق کی۔'' لہٰذا معجزے سے نبوت ثابت ہوتی ہے اور اپنے دعوے میں سچے اور جھوٹے نبی کے درمیان فرق ظاہر ہوتا ہے۔

معجزے کا لفظ قرآنِ پاک میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس کے لیے آیت کا لفظ آیا ہے کیونکہ آیت کی اصل بھی یہ ہے کہ وہ ایک ایسی علامت ہوتی ہے جو کسی شے پر دلالت کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص اپنے بھائی سے کہتا ہے: ''فلاں شخص تم سے کہہ رہا تھا کہ مجھے فلاں چیز دے دو۔'' وہ پوچھتا ہے: ''اس کی آیت کیا ہے؟'' یعنی اس کی علامت کیا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ میں اسے فلاں چیز دے دوں؟ چنانچہ وہ اس کو پہلے شخص کی انگوٹھی یا اس کی کتاب یا اس کی تلوار یا اس کی خاص چیز دکھاتا ہے جو اس کے دعوے اور مطالبے کی صداقت پر ایک قسم کی آیت یا علامت بن جاتی ہے۔

عوام میں یہ جملہ زبان زدِ عام ہے:

لا نبی الا بالمعجزات ، ولا ولی الا بالکرامات

''نبی وہ ہوتا ہے جو معجزات لاتا ہے اور ولی وہ ہوتا ہے جو کرامات دکھلاتا ہے۔''

یہ بات بہت حد تک درست بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی جناب سے معجزات عطا فرمائے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کے ذریعے سے آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی ہے۔ان معجزات کی تعداد قریباً ایک ہزار ہے جوعلمائے کرام بیان کرتے ہیں اگرچہ اس سے کم وبیش بھی ہوسکتے ہیں تاہم ذیل میں ہم چند ایک معجزات کو بیان کررہے ہیں:

1: قرآنِ کریم:

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام آپ ﷺ پر وحی کیا ہے جو آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی صداقت پر دال ہے کیونکہ قرآنِ کریم اپنے حروف، کلمات، تراکیب، معانی اوراخبارِ غیوبہ میں ایسے ہی معجزہ ہے جیسا وہ احکامِ شریعہ اورقوانینِ عقلیہ میں ایک معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انسان پیش نہیں کرسکا اور جن وانس کے لیے یہ چیلنج آج تک برقرار ہے خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کردیکھیں۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ (الاسراء:88)

”آپ کہہ دیں کہ اگر تمام انسان اور تمام جن اس پر اکٹھے ہوجائیں کہ اس قرآن جیسی کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس جیسی نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار رہوں۔“

عرب کے اربابِ فصاحت وبلاغت اوراہلِ زبان وبیان کو اس کی مانند دس سورتیں پیش کرنے کا چیلنج دیا گیا مگر ایسا کرنا ان کی استطاعت میں نہ تھا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ (هود:13)

”کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے خود یہ گھڑ رکھا ہے؟ آپ فرمائیں کہ تم بھی اس جیسی کوئی سی دس من گھڑت سورتیں لے آؤ!“

اس کے بعد انہیں اس کی مانند ایک ہی سورت پیش کرنے کا چیلنج دیا گیا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (البقرة:23،24)

”اوراگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا اپنے تمام حمایتیوں کو بھی بلالاؤ اگر تم سچے ہو۔ (23) پھر اگر تم نے نہ کیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ہرگز نہ کر سکو گے۔"

اس آیتِ کریمہ میں اس کی مانند ایک سورت پیش کرنے سے بھی زمانۂ مستقبل میں ان کی استطاعت کی نفی کر دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس چیلنج کو ایک ہزار چار سو ستر سال ہو چکے ہیں مگر کفار اس کی مانند کوئی ایک سورت بھی پیش نہیں کر سکے ہیں۔

گویا قرآنِ کریم ایک دائمی معجزہ ہے جو ساری زندگی باقی رہے گا لہٰذا اسلام بھی دنیا کے اختتام تک باقی رہے گا کیونکہ اس کا معجزہ باقی رہے گا۔

2: چاند کا ٹکڑے ہونا:

امام احمد رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی آیت کے دیکھنے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو چکا ہے۔ (مسلم 7076)

مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور ایک ٹکڑا اُس پہاڑ پر تھا جسے دیکھ کر انہوں نے کہا: "محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔" (مسند احمد 4/82 حدیث 16871) اس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ (القمر:3-1)

"قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ (1) اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: "یہ جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔" (2) اور اُنہوں نے جھٹلایا اور اُنہوں نے اپنی خواہشات کا اتباع کیا۔ اور ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ (3)"

3: بارش کا برسنا:

خشک سالی کے باعث علاقوں میں قحط پڑ گیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہوا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے منقطع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں وہ ہم پر بارش برسا دیں۔" رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دُعا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا ،اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا ،اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا (بخاری1013)

''یااللہ! ہم پر بارش برسا۔ یااللہ! ہم پر بارش برسا۔ یااللہ! ہم پر بارش برسا۔''

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''واللہ! اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہیں تھا چنانچہ ہمارے اور سلع نامی پہاڑ کے درمیان جو گھر ہیں ان کے پیچھے سے کمان کی مانند بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا۔ وہ پورے آسمان پر پھیل گیا اور اس نے برسنا شروع کر دیا۔ واللہ! چھ دن تک ہم نے سورج نہیں دیکھا۔ آئندہ جمعہ کو یہی شخص مسجد کے اس دروازے سے داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا: ''مویشی ہلاک ہو چکے ہیں اور راہیں کٹ گئی ہیں۔ آپ ﷺ اللہ سے دُعا کریں وہ ہم سے بارش روک دیں۔'' آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْآکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ (بخاری1013)

''یااللہ! ہم پر نہیں بلکہ ہمارے اردگرد پہاڑوں، میدانوں اور درختوں کے جھنڈوں میں برش برسا۔''

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''بارش تھم گئی اور جمعہ سے فارغ ہو کر ہم سورج کی دھوپ میں چل رہے تھے۔''

آپ ﷺ کی دُعا سے بارش کا برسنا بھی ایک معجزہ ہے جس کا ظہور کئی مرتبہ ہوا ہے۔ چاند کے ٹکڑے ہونے کی مانند یہ بھی ایک آسمانی معجزہ ہے جس میں قدرتِ الٰہی کے علاوہ کسی کا دخل نہیں ہے۔ یہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معجزے کا ظہور کئی بار ہوا ہے۔

مؤرخین نے اس کے بارے میں ابوطالب کا یہ شعر بھی ذکر کیا ہے:

وأبیض یستسقی الغمام بوجهه　　　ثمال الیتامی عصمه للأرامل

ترجمہ: ''وہ خوبصورت ہیں، ان کے رخِ زیبا سے بارش کا فیضان طلب کیا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کے ماویٰ ہیں اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔''

4: انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا:

رسول اللہ ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا بھی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشانی ہے۔رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا اور لوگ وضو کا پانی تلاش کر رہے تھے لیکن انہیں پانی نہ ملا۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا برتن لایا گیا۔آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کر دیا اور لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم دیا۔میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ سے پانی بہہ رہا ہے۔چنانچہ لوگوں نے وضو کیا حتی کہ ان کا آخری شخص بھی وضو کر کے فارغ ہو گیا۔“(مسلم 5942)

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ”آپ اس وقت کتنے تھے؟“ فرمایا: ”تین سو سے زائد تھے۔“(مسلم 5943)

یہ ایک بالکل ظاہری معجزہ ہے جس کی مانند پیش کرنا انسانی طاقت میں نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ نہیں ہے کہ کسی انسان کی انگلیاں پانی بہانا شروع کر دیں خواہ وہ جو بھی ہو مگر یہ ایک نشانی ہے جو آپ ﷺ کے دعوائے نبوت کی صداقت پر دال ہے۔یہ ایک ایسی علامت ہے جو مدینہ کے بازاروں میں واقع ہوئی اور تین سو کے قریب پاکباز اور نیکوکار افراد نے قریب سے بچشمِ خود اس کا مشاہدہ کیا۔

5: بئرِ حدیبیہ سے پانی کا فیضان:

”ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر تھے۔وہاں ایک کنواں تھا جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پینے کے لیے پانی کھینچا حتی کہ اس کا پانی ختم ہو گیا اور اتنا پانی بھی نہ بچا جو ایک برتن بھی بھر سکتا ہو۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعداد میں ایک ہزار چار سو تھے۔انہوں نے پیاس کی شدت کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔چنانچہ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے پانی طلب کیا جو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔آپ ﷺ نے اس سے کلی فرمائی اور کلی کا پانی کنوئیں میں پھینک دیا۔دیکھتے ہی دیکھتے کنواں پانی سے کھچا کھچ بھر گیا۔چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود بھی پیا اور پانی کے برتنوں کو بھی اس سے بھر دیا۔“(بخاری 4150)

ان کی تعداد جیسے گزر چکا ہے، چودہ سو تھی اور وہ اہلِ بیعتِ رضوان تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ (الفتح:18)

”اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے دلوں میں جو تھا جب وہ جان گیا تو ان پر سکون نازل کر دیا اور انہیں قریبی فتح عطا فرمائی۔''

ایک ایسا خشک کنواں جس میں ایک قطرہ تک پانی نہ تھا اس سے پانی کا جاری ہونا اور تمام اہلِ لشکر کا اس سے سیراب ہونا نبوت کی علامت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے جو اس حقیقت کا بیان کر رہی ہے کہ محمد ﷺ جو کچھ تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اور جس جانب تم کو بلاتے ہیں ان کی تصدیق کرو کیونکہ وہ حق سچ اللہ کے رسول ہیں۔

6: دودھ سے سیراب ہونا:

درج ذیل واقعہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ واللہ! میں بھوک کی وجہ سے پیٹ کے بل زمین پر لیٹا رہتا تھا اور سخت بھوک کے باعث اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رکھتا تھا۔ ایک دن میں عوامی گزرگاہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے ان سے قرآنِ کریم کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا۔ میں نے اس غرض سے سوال کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے پیچھے آنے کا کہیں گے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے ان سے بھی قرآنِ پاک کی آیت کے متعلق دریافت کیا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے آنے کا کہیں گے مگر انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا حتیٰ کہ ابوالقاسم ﷺ کا گزر ہوا اور وہ میرے چہرے ہی سے پہچان گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ''ابو ہریرہ!'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''میرے پیچھے آؤ!'' میرے اجازت مانگنے پر فرمایا: ''اندر آ جاؤ!'' میں نے دیکھا کہ ایک پیالے میں دودھ پڑا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہمیں فلاں یا اولادِ فلاں نے ہدیہ بھیجا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ!'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''جاؤ! اور اہلِ صفہ کو بلا لاؤ۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اہلِ صفہ اسلام کے مہمان تھے جن کا گھر بار، مال متاع نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی ہدیہ آتا، آپ ﷺ اس میں سے کچھ خود رکھتے اور کچھ ان کو بھیج دیتے اور جب آپ ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا وہ آپ ﷺ سب کا سب ان کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے خود نہ کھاتے۔'' فرماتے ہیں کہ مجھ پر گراں گزرا کیونکہ میرا خیال تھا کہ دودھ میں پیوں گا اور اگلا دن رات اس سے قوت پاؤں گا مگر اب میں نے سوچا کہ میں پیغامبر بن کے جاؤں گا اور جب وہ آ جائیں گے تو میں ہی انہیں پلاؤں گا تو میرے لیے پھر کیا بچ رہے گا؟ مگر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے علاوہ کوئی چارۂ کار بھی نہیں تھا چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا اور انہیں بلا لایا۔ انہوں نے آ کر اجازت مانگی اور انہیں اجازت دے دی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر پہنچ کر وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! پکڑو اور انہیں پلاؤ۔'' چنانچہ میں نے پیالہ پکڑا اور انہیں دینا شروع کر دیا۔ ایک آدمی پیالہ پکڑتا اور خوب سیر ہو کر پیتا اور پیالہ واپس کر دیتا حتی کہ میں آخری شخص تک جا پہنچا۔ اس کے بعد پیالہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑا دیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ مبارک پر رکھا جس میں بچا ہوا دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا: ''ابو ہریرہ!'' میں نے کہا: ''لبیک یا رسول اللہ ﷺ!'' فرمایا: ''میں اور آپ باقی رہ گئے ہیں۔'' میں نے کہا: ''آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ اور پیو۔'' چنانچہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' میں نے اور پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' میں نے اور پیا اور عرض کیا: ''بس یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے! اب دودھ کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے۔'' فرمایا: ''پیالہ مجھے دو۔'' میں نے آپ ﷺ کو پکڑا دیا اور آپ ﷺ نے سب سے آخر میں بچا ہوا دودھ نوش فرمایا۔ (بخاری 6452)

یہ ظاہر و باہر معجزہ نبوتِ محمدیہ ﷺ کی علامت ہے کیونکہ دودھ کا ایک پیالہ جماعت کے تمام بھوکے افراد کو کبھی سیراب نہیں کر سکتا لیکن اس پیالے نے انہیں کیسے آسودہ و سیراب کر دیا؟ بلاشبہ وہ معجزۂ نبوی ﷺ تھا۔ کمالِ محمدیہ ﷺ کی دوسری علامت یہ ہے کہ جس پیالے میں سے افراد کی ایک جماعت پی چکی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کو سب سے آخر میں نوش فرمایا۔

یہاں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان کا کیا حال ہے جو جوٹھے پانی سے پرہیز کرتے ہیں اور اس خوف سے اس کو پھینک دیتے ہیں کہ انہیں کوئی مرض لاحق ہو سکتا ہے؟ اس کمالِ محمدیہ ﷺ کے بعد وہ کہاں کھڑے ہیں؟ وہم کی وادی میں وہ بہت دور تک جا رہے ہیں جہاں نہ وہ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھتے ہیں۔

7: برتن کا گھی سے بھر جانا:

حافظ ابو یعلی رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بکری تھی۔ انہوں نے اس کا گھی ایک برتن میں جمع کیا جس سے وہ برتن بھر گیا تو انہوں نے وہ برتن ربیبہ کو دے کر کہا: ''گھی کا یہ برتن رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دو کہ وہ اس سے سالن بنایا کریں گے۔'' ربیبہ نے اس کو اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! گھی کا یہ برتن اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لیے بھیجا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو برتن فارغ کردو۔'' چنانچہ برتن صاف کرکے انہیں واپس کر دیا گیا۔ جب ربیبہ وہ برتن لے کر واپس آئیں تو اُم سلیم رضی اللہ عنہا گھر میں نہ تھیں لہٰذا برتن انہوں نے ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آکر دیکھا کہ گھی سے بھرا ہوا برتن قطرے ٹپکا رہا ہے۔ انہوں نے کہا: ''ربیبہ! میں نے کہا نہیں تھا کہ گھی رسول اللہ ﷺ کو دے آنا۔'' اس نے جواب دیا: ''کیوں نہیں! میں نے پہنچا دیا ہے۔ اگر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ سکتی ہیں۔'' چنانچہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو برتن میں گھی دے کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا تھا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آئی تھیں انہوں نے پہنچا دیا ہے۔'' اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو دینِ حق کے ساتھ برحق مبعوث کیا ہے! وہ برتن گھی سے بھر چکا ہے اور قطرے ٹپکا رہا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یاام سلیم أتعجبین ان کان اللہ اطعمک کما اطعمت نبیہ؟ کلی واطعمی

''اُم سلیم! کیا آپ کو اس پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کھلائیں جیسے آپ نے اس کے نبی کو کھلایا ہے؟ جاؤ اور اس کو کھاؤ۔''

وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے گھر جا کر اتنا اتنا گھی ضرورت مند رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا اور کچھ گھی اس میں رہنے دیا جس سے ہم نے مہینہ یا دو مہینے سالن تیار کیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ 481.482/)

رسول اللہ ﷺ کے دیگر معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا جو قانون جاری ہے اس کی رُو سے کسی برتن کا خالی ہونے کے بعد گھی سے بھر جانا ممکن نہیں ہے لیکن اس معجزے کو حقیقی نگاہوں نے دیکھا ہے اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔

8: زیادہ افراد کا شکم سیر ہونا:

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی نحیف آواز کو سنا اور محسوس کیا ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟'' انہوں نے ہاں میں جواب دیا اور جَو کی چند روٹیاں نکال کر اپنے دوپٹے میں لپیٹ دیں اور ان کو میرے ہاتھ میں دے دیا اور کہا: ''یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ۔'' چنانچہ میں چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کو دیگر لوگوں کے ساتھ مسجد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے دیکھا۔ میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' فرمایا: ''کھانا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''جی!'' آپ ﷺ نے دیگر ساتھیوں سے فرمایا: ''اٹھو'' اور آپ ﷺ چل پڑے۔ میں بھی ان کے آگے آگے تھا حتی کہ میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو آ کر اطلاع دی۔ انہوں نے کہا: ''ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں جب کہ ہمارے پاس ان کے کھلانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔'' انہوں نے جواب دیا: ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ متوجہ ہو کر پوچھا: ''ام سلیم! جو کچھ ہے میرے پاس لاؤ۔'' انہوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان کو چورا کیا گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی کا برتن انڈیل دیا جس نے سالن کا کام دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت سے آپ ﷺ نے کچھ پڑھ کر فرمایا: ''دس افراد کو بلاؤ۔'' انہیں بلایا گیا چنانچہ انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ ان کی فراغت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس افراد کو بلاؤ۔'' انہیں بلایا گیا۔ انہوں نے بھی خوب تناول کیا۔ ان کے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس افراد کو بلاؤ۔'' اس انداز میں تمام افراد نے کھانا کھایا اور وہ تعداد میں ستر یا اسّی تھے۔'' (بخاری 3578)

کیا یہ ایک عظیم ترین معجزہ نہیں ہے؟ کیوں نہیں، خدا کی قسم! یہ ایک عظیم ترین معجزہ ہے۔ وہ چند روٹیاں جنہیں ایک لڑکے نے اپنی بغل میں دبایا ہوا تھا انہیں اسّی افراد نے کھایا اور ہر آدمی خوب آسودہ ہو گیا کہ مزید کی گنجائش نہ تھی۔ یہ بھی اگر معجزہ نہیں ہے تو معجزات کیسے ہوتے ہیں؟

9: کھانے میں اضافہ ہونا:

کھانے پینے کی اشیاء میں اضافے کا معجزہ حالات کی مناسبت سے متعدد بار ظاہر ہوا ہے۔ ان کی تعداد دس ہے۔ پہلا معجزہ بھی اسی کے متعلق تھا اور یہ بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوے میں شریک تھے (یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے)۔ مسلمانوں کے پاس زادِ راہ ختم ہو گیا اور کھانے کی ضرورت کے لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹ ذبح کرنے سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ یہ بات جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اونٹ سوار کر کے انہیں بلند و بالا مقام تک پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ انہیں ذبح کر دیں گے؟'' اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعا کریں کہ باقی ماندہ زادِراہ میں وہ برکت نازل فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے باقی زادِراہ منگوایا اور لوگوں نے اس کو لا کر ایک جگہ جمع کر دیا۔آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دُعا فرمائی اور لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے برتن لے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے اس فضلِ کثیر سے اپنے اپنے برتنوں کو بھر دیا۔اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، وَمَنْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا غَيْرَ شَاكٍّ دَخَلَ الْجَنَّةَ (احمد2/422حدیث9447)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔جو شخص اس عقیدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور اس نے اس میں شک نہیں کیا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تھوڑے سے کھانے میں اضافے سے متعلق یہ بھی ایک ظاہر و باہر معجزہ ہے اور یہ معجزہ بھی جیسے ہم بیان کر چکے ہیں ان دس معجزات میں سے ایک ہے جو کھانے پینے کی اشیاء میں اضافے سے متعلق ہیں۔

10: کھجوروں سے قرض اتارنا:

امام بخاری رحمہ اللہ نے نبوتِ محمدیہ ﷺ کے ولائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا درج ذیل واقعہ روایت کیا ہے۔جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وفات کے وقت میرے باپ پر قرض تھا۔میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! والد نے قرض چھوڑ کر انتقال کیا ہے اور کھجوروں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے اور کھجوروں کی پیداوار سے کئی سال تک وہ قرض ادا نہیں ہو سکتا چنانچہ آپ ﷺ میرے ساتھ نخلستان میں تشریف لائیں تاکہ آپ ﷺ کے ادب میں قرض دار مجھ پر سختی نہ کریں۔'' رسول اللہ ﷺ نے جا کر کھجوروں کے ڈھیر کے اردگرد چکر لگایا اور دُعا کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اپنے اپنے قرض کے بقدر اٹھاتے جاؤ۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا حق پورا کر دیا اور اسی قدر کھجوریں ابھی باقی تھیں حالانکہ قرض اس قدر زیادہ تھا کہ کئی سال تک کھجوروں کی پیداوار سے وہ بمشکل ادا ہو سکتا لیکن موجودہ کھجوروں نے ہی تمام قرض داروں کو ان کا پورا پورا حق دے دیا اور کھلیان میں ابھی تک اتنی کھجوریں باقی تھیں جتنی سے قرضہ ادا کیا گیا تھا۔'' (بخاری3580)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ کھلیان رسول اللہ ﷺ کے وجودِ مبارک کا کرشمہ اور آپ ﷺ کی دُعائے برکت کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی برکت دی کہ قرض چکانے کے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں۔ یہ ظاہری معجزہ بھی نبوت کی ایک علامت تھی جس کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو جب چاہتا ہے اس سے نواز دیتا ہے۔ بلاشبہ وہی تمام چیزوں پر خوب قدرت رکھتا ہے۔

11: درخت کا سرِ تسلیم خم کرنا:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر پر جا رہے تھے۔ راستے میں ہم نے ایک کھلے میدان میں پڑاؤ کیا۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے تو پانی کا برتن اٹھا کر میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا مگر آڑ کے لیے کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ اس میدان کے کنارے پر دو درخت تھے۔ ایک درخت کے پاس جا کر آپ ﷺ نے اس کی شاخ کو پکڑا اور فرمایا: ''اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر۔'' فرماں بردار اونٹ کی مانند وہ درخت آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔ دوسرے درخت کے پاس جا کر آپ ﷺ نے اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا: ''اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر۔'' وہ بھی فرماں بردار اونٹ کی مانند آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔ جب آپ ﷺ ان کے درمیان میں تھے تو انہیں ایک جگہ جمع کر کے فرمایا: ''اللہ کے حکم سے جڑ جاؤ۔'' دونوں درخت باہم مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ میں اس مقصد سے نکلا تھا کہ کوئی دشمن اگر ہوگا تو آپ ﷺ کے ساتھ مجھے دیکھ کر دور ہو جائے گا۔ میں بیٹھا خود کلامی کر رہا تھا کہ اچانک میں اس جانب متوجہ ہوا اور کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور درخت جدا ہو رہے ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر چلا گیا۔'' (مسلم 7518)

معجزات میں سے یہ بھی ایک خارقِ عادت معجزہ ہے جو انبیاء علیہم السلام میں سے نبی کے ساتھ ہی رونما ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کسی درخت کا اطاعت گزار اور فرماں بردار بننا ایک خارقِ عادت مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق کائنات میں کبھی رونما نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ایک معجزہ ہے۔

12: تنے کا رونا:

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنے پر خطبہ ارشاد فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے اور انصار کی ایک عورت کا غلام بڑھئی تھا۔اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا غلام بڑھئی ہے۔میں اس کو آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کرنے کا حکم دے دوں جس پر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں!'' چنانچہ اس نے آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کر دیا۔آئندہ جمعہ کو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور جس تنے پر آپ ﷺ کھڑے ہوا کرتے تھے اس نے بچوں کی مانند رونا شروع کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا بَكٰى لِمَا فَقَدَ مِنَ الذِّكْرِ (احمد3/30حدیث14255)

''تنا اس وجہ سے رو دیا ہے کہ پہلے وہ اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔''

بخاری کے الفاظ ہیں کہ جب کھجور کا تنا بچے کی مانند رویا تو رسول اللہ ﷺ نے منبر سے اتر کر اس کو اپنے سینہ مبارک سے لگایا جس پر وہ خاموش ہو گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس وجہ سے رو دیا ہے کہ پہلے اپنے پاس اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔'' (بخاری3584)

کھجور کے تنے کا رونا، ذکرِ الٰہی کے سماع کے شوق اور رسول اللہ ﷺ کے فراق کے غم کا نتیجہ تھا۔اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔کھجور کا درخت محض ایک جامد مخلوق ہے جس میں ظاہراً نہ روح ہے، نہ عقل ہے لہٰذا اس کے بارے میں لوگوں کا جاننا رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت پر ایک بہت بڑی دلیل اور عظیم ترین معجزہ ہے جس پر لوگ ایمان لاتے ہیں کیونکہ اس کی مانند پیش کرنے سے وہ قاصر ہوتے ہیں۔

13: کنکریوں کا تسبیح پڑھنا:

حافظ ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ نے سوید بن یزید سلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا: ''میں نے ایک ایسی چیز ملاحظہ کی ہے کہ اس کے بعد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر ہی کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے ملاحظہ کیا اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا شخص تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خلوت کو تلاش کیا کرتا تھا۔ایک دن میں نے آپ ﷺ کو تنہائی میں بیٹھے دیکھا اور اس خلوت کو غنیمت خیال کر کے آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کیا اور آپ ﷺ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔رسول اللہ ﷺ کے سامنے سات کنکریاں پڑی تھیں۔آپ ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ میں اٹھایا تو انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تسبیح کہنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میں نے کھجور کے تنے کی مانند ان کی آواز کو سنا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔آپ ﷺ نے دوبارہ انہیں اٹھایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ میں نے کھجور کے تنے کی مانندان کی آواز کو سنا۔پھر انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ چپ ہوگئیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو انہوں نے تسبیح کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میں نے کھجور کے تنے کی مانندان کی آواز کو سماعت کیا اور آپ ﷺ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے وہ کنکریاں اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو انہوں نے تسبیح کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میں نے کھجور کے تنے کی مانندان کی آواز کو سنا۔پھر آپ ﷺ نے بھی انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''یہ نبوت کی خلافت ہے۔''(البدایۃ والنھایۃ 512،513/6)

اس معجزے کے دو حصے ہیں۔پہلے حصے میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر کنکریوں کی تسبیح کا بیان ہے اور دوسرے حصے میں عملی طور پر اس خلافت کے وقوع کا ذکر ہے جو صدیق و فاروق و ذی النورین رضی اللہ عنہم تک یکجا رہی ہے اور بعدازاں اس میں اِنتشار پیدا ہوگیا۔

14: شجر و حجر کا سلام کرنا:

امام مسلم رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّی لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ، اِنِّي لَأَعْرِفُهُ الآنَ (احمد 95/5 حدیث 21199، مسلم 5939)

''میں جانتا ہوں مکہ میں ایک پتھر تھا جو بعثت سے قبل مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔اب بھی میں اس کو پہچانتا ہوں۔''

پتھر سی جامد مخلوق کا آپ ﷺ کو سلام کرنا ایک خارقِ عادت واقعہ ہے جس نے انسان کو اپنی مثل پیش کرنے سے عاجز کر دیا ہے۔لہٰذا یہ نبوتِ محمدیہ ﷺ کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔

15: اونٹ کا شکوہ کرنا:

امام نسائی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی خاندان کے پاس ایک اونٹ تھا جس کی مدد سے وہ کنوئیں کا پانی نکالا کرتے تھے۔ایک دن وہ اونٹ بگڑ گیا اور اس نے کوئی کام نہ کیا۔انصار نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا: ''ہم اپنے اونٹ سے پانی نکالا کرتے ہیں مگر اب وہ بگڑ گیا ہے اور کام نہیں دیتا۔ہمارے کھیت اور باغات سوکھ چکے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''آؤ چلتے ہیں۔'' چنانچہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہو گئے۔اونٹ ایک کونے میں کھڑا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب چلنا شروع کر دیا تو انصار نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اونٹ باؤلا ہو چکا ہے جو کتے کی مانند کاٹ کھاتا ہے۔ہمیں آپ ﷺ پر خدشہ ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس سے کوئی خوف نہیں ہے۔'' اونٹ نے جب آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو آپ ﷺ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیشانی سے پکڑا، وہ اتنا تابع کبھی نہ تھا چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو کام میں جوت دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ ایک چوپایہ ہے جو عقل بھی نہیں رکھتا۔وہ آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے چنانچہ ہمارا زیادہ حق ہے کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا یَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ یَسْجُدَ لِبَشَرٍ، وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ یَسْجُدَ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَیْهَا (احمد 3/159 حدیث:1264)

''انسان کا کسی انسان کو سجدہ کرنا مناسب نہیں ہے۔اگر کسی انسان کو انسان کا سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں اپنے خاوند کو سجدہ کرنے کا بیوی کو حکم دیتا کیونکہ بیوی پر خاوند کا سب سے زیادہ حق ہے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ انصار کے کسی باغ میں گئے۔وہاں ایک اونٹ کھڑا تھا۔آپ ﷺ کو دیکھ کر وہ بلبلایا اور اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر اور کنپٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ کر گیا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ اونٹ کس کا ہے؟'' انصار کے ایک نوجوان نے کہا: ''میرا ہے یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِی هٰذِهِ الْبَهِیمَةِ الَّتِی مَلَّکَکَهَا اللّٰهُ! إِنَّهُ شَکَا إِلَیَّ أَنَّکَ تُجِیعُهُ وَتُدْئِبُهُ

(احمد 1/204 حدیث 1745، مسلم 774)

''جس جانور کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اس کی بابت اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے ہو؟ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور تکلیف دیتے ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ بھی آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ اور آپ ﷺ کی نبوت کی آیات میں سے ایک نشانی نہیں ہے؟ کیوں نہیں! بالکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے انکار کرنا سب سے قبیح کفر ہے کیونکہ اس انکار کا بنیادی سبب یا مکمل جہالت ہوتی ہے یا حاسدانہ روش ہوتی ہے یا مادی فوائد کے ختم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اقوام کے جاہل افراد کا یہی مسئلہ ہے۔ یہود کا حسد بھی اسی کا شاخسانہ ہے اور اہلِ کلیسا کو بھی یہی خوف لاحق ہے کہ اس سے ان کا پیشوایانہ مقام زوال کا شکار ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسیحی اقوام پر سے ان کا مذہبی تسلط ختم ہو جائے گا اور وہ مالی بحران میں مبتلا ہو کر رہ جائیں گے۔

16: بھیڑیے کا شہادت دینا:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کر دیا۔ بکری کے میانے پر گڈریے نے آ کر اس کو چھڑایا تو اس نے کہا: ''تمہیں اللہ سے خوف نہیں آتا! تم نے مجھ سے وہ رزق چھینا ہے جو اللہ نے میری جانب بھیجا تھا۔'' گڈریے نے کہا: ''بڑی عجیب بات ہے! ایک بھیڑیا مجھ سے انسان جیسا کلام کر رہا ہے۔'' بھیڑیے نے کہا: ''تمہیں اس سے بھی حیرت انگیز بات نہ بتاؤں! محمد ﷺ ایک آدمی ہیں جو لوگوں کو گزشتہ واقعات کی باتیں سناتے ہیں۔'' سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''گڈریے نے اپنا ریوڑ ہانکا اور مدینہ لا کر کسی باڑے میں بٹھا دیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور 'الصلاۃ جامعۃ' پکارا گیا۔ لوگوں میں آ کر آپ ﷺ نے گڈریے سے کہا: ''اپنا واقعہ انہیں سناؤ۔'' جب اس نے سنا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> صَدَقَ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ، لَاتَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّی یُکَلِّمَ السِّبَاعُ الاِنْسَ، وَیُکَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ، وَشِرَاکُ نَعْلِهِ، وَیُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ (احمد 3/84 حدیث 11814)
>
> ''اس نے سچ کہا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں گے، آدمی کے ساتھ اس کے خیمے کی رسی اور اس کی جوتی کا تسمہ کلام نہیں کرے گا اور اس کی ران اسے بتلا نہیں دے گی کہ اس کے بعد اس کے اہلِ خانہ نے کیا کیا ہے اس وقت تک قیامت قائم نہیں گی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی اور دو اعتبار سے آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

اولاً: اس میں بھیڑیے کا گڈریے کے ساتھ کلام کرنا ہے۔

ثانیاً: اس میں غیب کی خبر ہے جو اس وقت تک ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئی تھی مگر آج ہمارے سامنے آچکی ہے۔ چنانچہ خیمے کی رسی ٹیلیفون کی شکل میں ظاہر ہے، ایسے ہی ران کا بات کرنا یا تسمے کا بات کرنا بھی چھوٹے چھوٹے برقی آلات کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے جنہیں خبر رساں حضرات ایک خاص مہارت سے استعمال کرتے ہیں۔

17: جنگلی جانور کا توقیر کرنا:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ایک جنگلی جانور تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب باہر چلے جاتے تو وہ ادھر ادھر اچھل کود کرتا اور کھیلتا رہتا اور جب اس کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کا احساس ہوتا تو سکون سے بیٹھ جاتا اور جب تک آپ ﷺ گھر پر رہتے وہ کوئی حرکت نہ کرتا تاکہ ان حرکات سے کہیں آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔'' (احمد 6/112 حدیث 25329)

رسول اللہ ﷺ کی گھر میں موجودگی پر جنگلی جانور کا سکون سے بیٹھنا اور آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں جانوروں کی مانند چھلنا کودنا نبوت محمدیہ ﷺ کے لیے ایک نشانی اور معجزہ ہے کیونکہ غیر نبی کے لیے یہ رونما نہیں ہوتا۔ کوئی شخص یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ خاص خطوط پر جانور کی تربیت کرنا انسان کے لیے ممکن ہے مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ تربیت اور عدم تربیت میں بڑا فرق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نہ ہی اس جانور کے مربی تھے اور نہ ہی اس سے آپ ﷺ کو تعلق تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کا احترام کرنا اس جانور کے ذہن میں ڈال دیا گیا تھا۔ چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی آمد کو محسوس کرتا تو حرکات چھوڑ کر سکون سے بیٹھ جاتا اور آپ ﷺ کے گھر سے نکلنے پر وہ اچھلنا کودنا شروع کر دیتا۔ یہ اس فطرت کے مطابق تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تھا چنانچہ اس کی یہ خاص عادت بلاشبہ نبوتِ محمدیہ ﷺ کی ایک نشانی ہے۔ آپ ﷺ پر بہترین درود، بہترین انعام اور بہترین سلام ہوں۔

18: شیر کا احترام دینا:

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے: ''روم کی سرزمین پر رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ اپنی فوج سے بچھڑ گیا یا اس کو روم میں قید کر دیا گیا اور وہ وہاں سے نکل بھاگا اور فوج کو تلاش کرنے لگ گیا۔ اس دوران میں اچانک اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے ایک شیر آ گیا۔سفینہ نے اس سے کہا:''شیر! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ ایسا حادثہ پیش آیا ہے۔'' شیر نے ان کے پاؤں کو چاٹنا شروع کر دیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا اور جس جانب سے کوئی آواز سنتا بھاگ کر متوجہ ہوتا اور پھر ان کے پہلو میں چلنا شروع کر دیتا۔تمام راستے میں شیر ایسے ہی کرتا رہا حتیٰ کہ انہیں فوج میں پہنچا دیا۔اس کے بعد وہ ایک لمحے کے لیے رک گیا۔میں نے دیکھا کہ وہ مجھے وداع کر رہا ہے۔اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور واپس چلا گیا۔''
(البدایۃ والنہایۃ 6/528)

اگر چہ رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ کی یہ کرامت ہے تاہم یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ بھی ہے کیونکہ شیر کا سفینہ کو چاٹنا، ان کے پہلو میں کھڑے ہونا اور فوج تک ان کے ساتھ آنا اسی وقت ممکن ہوا تھا جب سفینہ نے یہ کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔گویا شیر نے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ہی سفینہ کا احترام کیا ہے لہٰذا میں اس کو بھی رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں شمار کرتا ہوں۔

19: ہرنی کا وعدہ وفا کرنا:

ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب دلائلِ نبوت میں ہرنی کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک ہرنی کو شکار کر رکھا تھا اور اس کو خیمے کے ستون کے ساتھ باندھ چھوڑا تھا۔اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پکڑا گیا ہے اور میرے دو بچے بھی ہیں۔آپ ﷺ مجھے اجازت دلوا دیں، میں انہیں دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:''اس کا مالک کون ہے؟'' انہوں نے کہا:''ہم ہیں یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا:''اسے چھوڑ دو، یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر تمہارے پاس آ جائے گی۔'' انہوں نے کہا:''اس کا ضامن کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہوں۔'' چنانچہ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور ان کے پاس لوٹ آئی چنانچہ انہوں نے اس کو دوبارہ باندھ دیا۔ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ گزر ہوا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:''اس کا مالک کون ہے؟'' انہوں نے کہا:''یہ ہے یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا:''ہرنی مجھے بیچو گے؟'' انہوں نے کہا:''یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ ﷺ ہی کے لیے ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''اس کو کھول دو۔'' چنانچہ انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔
(البدایۃ والنہایۃ 6/528.529)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرنی کا آپ ﷺ سے بات کرنا اور اپنا وعدہ وفا کرنا نبوتِ محمد یہ ﷺ کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو آپ ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ سے محبت کا موجب ہے۔

20: آسیب زدہ کا شفایاب ہونا:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''اس پر آسیب ہے جو کھانے کے وقت اس میں حاضر ہوتا ہے اور ہمارا کھانا خراب کر دیتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دُعا فرمائی تو اس نے قے کر دی جس میں سے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا جانور نکلا جو دوڑ رہا تھا۔ (احمد 1/239 حدیث 2133)

یہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔ آسیب زدہ بچے کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھنے اور اس کے لیے دُعا کرنے سے جن نکل گیا اور بچہ شفایاب ہو گیا جس کے بعد دوبارہ کبھی اس کو شکایت نہ ہوئی۔

21: نابینا کا بصارت پانا:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دُعا فرما دیں کہ وہ مجھے عافیت دیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ لَکَ وَاِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ ذَاکَ فَهُوَ خَيْرٌ؟

''اگر آپ چاہیں تو اس کو اپنی آخرت کے لیے رکھیں یہ بہت بہتر ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے دُعا کر دیتا ہوں۔''

اس نے عرض کیا: ''نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے لیے دُعا فرما دیں۔'' آپ ﷺ نے اس کو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''ان کلمات کے ساتھ دُعا مانگو: یا اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی محمد ﷺ کے ساتھ آپ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔ وہ نبی رحمت ہیں۔ یا محمد ﷺ! میں اپنی ضرورت کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ متوجہ ہوا ہوں آپ اس کو پورا فرما دیں۔ یا اللہ! میرے حق میں محمد ﷺ کی سفارش قبول فرمائیں۔'' (احمد 4/139 حدیث 17373)

اس آدمی نے یہ عمل کیا تو روبہ صحت ہو گیا۔ نابینا کی بصارت کا واپس آنا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا، اس کو نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھانا اور اسے دُعا سکھلانا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔

22:علی رضی اللہ عنہ کا تھوک سے شفا پانا:

صحیح بخاری میں ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ،وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ

''کل جھنڈا میں اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس آدمی سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائیں گے۔''

جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:''یا رسول اللہ ﷺ! وہ مریض ہیں اور آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا:''انہیں میرے پاس لاؤ'' جب انہیں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے تھوڑے سے لعابِ دہن کے ساتھ ان کی آنکھوں میں تھوکا جس سے ان کا درد ختم ہو گیا اور وہ دوبارہ کبھی آشوبِ چشم کا شکار نہ ہوئے۔ (بخاری 3009)

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے وصدق رسالتہ ﷺ وآلہ وصحبہ وسلم تسلیمًا۔

23:قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا درست ہونا:

غزوۂ اُحد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر تیر لگ گیا جس سے آنکھ کا ڈیلا باہر رخسار پر لٹک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا جس سے فوراً ہی وہ ٹھیک ہو گیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت بن گیا۔

یہ بھی ایک معجزہ تھا کیونکہ جو آنکھ کسی زخم کی وجہ سے باہر لٹک پڑتی ہے اس کو دوبارہ اس انداز میں فٹ کرنا کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو جائے کسی طبیب وغیرہ کے بس کا روگ نہیں ہے۔

24:استعمال شدہ پانی سے علاج کرنا:

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلۂ خثعم کی ایک عورت اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئی جو بات نہیں کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کلی کر کے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور یہ پانی عورت کو دے کر حکم فرمایا:''اس سے بچے کو پلا بھی دینا اور اسی سے غسل بھی دینا۔'' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کا بچہ روبہ صحت ہو گیا اور اتنا عقل مند ثابت ہوا کہ داناؤں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی سبقت لے گیا۔

یہ بھی نبوتِ محمد یہ ﷺ کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے جس پر کوئی انسان بھی طاقت نہیں رکھتا۔

25: لکڑی کا تلوار بننا:

بدر کے دن حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک خشک چھڑی تھما کر فرمایا: ''اس کے ساتھ جنگ کرو۔'' ان کے ہاتھ میں پہنچ کر وہ ایک بہت بڑی کاٹ دار سفید تلوار بن گئی چنانچہ انہوں نے اسی کے ساتھ قتال کیا۔ اس کے بعد وہ تلوار ہمیشہ ان کے پاس رہی اور وہ جنگوں میں ان کو استعمال کرتے رہے حتی کہ مرتدین کے خلاف جنگ میں عکاشہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے اور آپ ﷺ کی رسالت کے اثبات کے لیے ایک خارقِ عادت معجزہ ہے۔

26: پیشین گوئی کا سچ ثابت ہونا:

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی اپنے ساتھ غزوے میں جانے کی اجازت دے دیں۔ میں آپ ﷺ کے زخموں کی مرہم پٹی کروں گی۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عطا فرما دیں۔'' آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

قَرِّی فِی بَیْتِکِ، فَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَرْزُقُکِ الشَّھَادَةَ

''آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت عطا کر دیں گے۔''

اس دن سے انہیں 'شہیدۂ' کا لقب دیا گیا۔ اُم ورقہ رضی اللہ عنہا قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا: ''آپ ﷺ ان کے لیے انہی کے گھر میں اذان دینے والا ایک شخص مقرر فرما دیں۔'' ایک لونڈی اور ایک غلام ان کی ملکیت میں تھا۔ انہوں نے اپنی موت کے بعد غلاموں کے آزاد ہونے کا معاہدہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ ایک رات ان دونوں نے اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کو ایک چادر میں لپیٹ کر قتل کر دیا اور خود فرار ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ جب انہیں پیش کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ مدینہ میں پہلے پہل انہی کو پھانسی پر چڑھایا گیا تھا۔ (ابوداؤد 591)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک پیشین گوئی ہے جو بالکل آپ ﷺ کی خبر کے مطابق واقع ہوئی۔ گویا یہ بھی نبوتِ محمدیہ ﷺ کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔ پیشین گوئیوں کی صداقت پر مبنی آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کے چند علامات درج ذیل ہیں:

1: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا:

ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (بخاری 3746)

''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔''

اور واقعتاً ایسے ہی ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اپنے ساتھیوں کے درمیان انہوں نے صلح کرائی ہے۔

2: رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اُحد پہاڑ سے فرمایا تھا:

اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ (بخاری 3675)

''سکون کرو اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

اور واقعتاً ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرض میں وفات پائی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محراب میں شہید کر دیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں شہید کر دیا گیا۔

3: ہجرت کے دن کفارِ قریش نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص محمد (ﷺ) کو پکڑ کر لائے گا اس کو انعام دیا جائے گا۔ سراقہ بن مالک آپ ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور جب اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا:

''اس وقت کیا منظر ہوگا جب تجھ کو کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔'' (الشفا للقاضی عیاض: 1/674)

اور یہ کنگن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ان کو کسریٰ سے اتار کر سراقہ کو پہنا دیا ہے۔'' یہ بالکل ایک غیبی خبر تھی جو آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق حرف بہ حرف پورا ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی اور معجزہ ہے جس پر نبی کے علاوہ اللہ کا کوئی بندہ بھی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

4: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

لَاتَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ (مسلم 7256، بخاری 3608)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قیامت سے قبل دو جماعتیں قتال کریں گی جن کا دعویٰ ایک ہوگا۔"

یہ بھی ہو بہو رونما ہوا۔ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے سے قتال کیا تھا حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک تھا۔ گویا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی، واقعہ ویسے ہی رونما ہوا۔ یہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی اور آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ نے طائف جاتے وقت فرمایا تھا: "یہ ابورغال کی قبر ہے جس میں غُصنِ ذہب کا پودا ہے۔" چنانچہ انہوں نے قبر کو کھودا اور آپ ﷺ کی اطلاع کے مطابق اس کو پایا۔ یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے اور آپ ﷺ کی نبوت پر ایک نشانی ہے۔

6: رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ کفارِ قریش کی جانب سے مسلمانوں کو شدید مصائب کا سامنا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد کے لیے دُعا فرمادیں۔ اس پر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ حُفْرَةٌ وَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَادُوْنَ عَظْمٍ مِنْ لَحْمٍ، أَوْ عَصَبٍ، مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَلَيَمُنَّ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَ مَوْتَ لَايَخْشَى إِلَّا اللهَ تَعَالَى وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ (احمد5 / 110حدیث21371)

"جو تم سے پہلے تھے ان کے لیے گڑھا کھودا گیا اور آری سے ان کے سروں کو دو حصوں میں چیر دیا گیا۔ یہ تکلیفیں بھی انہیں اپنے دین سے منحرف نہ کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کو پورا کردیں گے حتیٰ کہ ایک مسافر صنعاء سے حضرِ موت تک کا سفر کرے گا اور اس کو اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا یا اپنے ریوڑ پر کسی بھیڑیے کا خطرہ ہوگا۔"

یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پورا ہوئی۔ یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔

7: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

مَنَعَتُ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَقَفِيزَهَا، وَمَنَعَتِ الشَّأْمُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا، وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَدِينَارَهَا، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ (مسلم: 7277)

”عراق نے اپنا درہم اور غلے کا پیمانہ روک دیا، شام نے اپنا دینار اور غلے کا پیمانہ روک دیا، مصر نے اپنا دینار اور غلے کا پیمانہ روک دیا اور تم وہیں لوٹ گئے جہاں سے تمہاری ابتداء ہوئی تھی۔“

یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پورا ہوئی اور عراق، شام اور مصر نے اپنا وہ خراج روک دیا جو وہ اہلِ حجاز کو پیش کیا کرتے تھے اور اہلِ حجاز ابتدائی حالت پر واپس آ گئے۔ چنانچہ رزق کی وسعت اور دولت کی فراوانی کے بعد انہیں بھوک نے آ پکڑا تھا۔ گویا یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی ہے۔

8: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ (ابوداود 4647)

”میرے بعد تیس سال تک خلافت قائم رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے اپنی حکومت عطا کر دیں گے۔“

یہ خبر بھی غیب سے متعلق ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا عرصہ دو سال تین ماہ اور بیس دن ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دورانیہ دس سال چھ ماہ اور چار دن ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ گیارہ سال گیارہ ماہ اور اٹھارہ دن ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت چار سال اور دس ماہ ہے۔ اور تیس سال خلافت کا عرصہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ایامِ خلافت کو ملا کر مکمل ہو جاتا ہے کیونکہ انہوں نے 60 دن تک کاروبارِ حکومت سنبھالے رکھا تھا۔ اس کے بعد سنہ 40 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے لیے انہوں نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانِ گرامی اسی صلح سے متعلق ہے: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔“ (بخاری 3746)

یہ دو پیشین گوئیاں نبوت کے دلائل سے تعلق رکھتی ہیں۔

9: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا:

ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ (بخاری 3695، مسلم 6214)

”ان کے لیے دروازہ کھول دو اور جو مصیبت انہیں پہنچے گی اس پر انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔“

آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی ایک صحیح حدیث میں آئی ہے جس کا متن یہ ہے: رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف آور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ کر اپنے پاؤں کو پانی میں لٹکا دیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: ''آج مجھے رسول اللہ ﷺ کا دربان بننا چاہیے۔'' چنانچہ میں دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ایک شخص نے آ کر کہا: ''دروازہ کھولو۔'' میں پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''ابوبکر ہوں۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو۔'' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو بھی آپ ﷺ نے ایسے ہی فرمایا۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آمد پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے دروازہ کھول دو اور جو مصیبت انہیں پہنچے گی اس پر انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔'' (مسلم 621)

یہ پیشین گوئی بھی غیب سے متعلق ہے جو آپ ﷺ کی نبوت پر دال ہے۔

10: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

ان جبریل كان يعارضني بالقرآن في كل سنة مرة وانه عارضني به العام مرتين وما أرى ذلك الا اقتراب اجلي

''جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا ایک دور کرتے ہیں مگر اس مرتبہ انہوں نے مجھ سے دوبار دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب میرا وقتِ اجل قریب ہے۔''

یہ سن کر انہوں نے رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے انہیں کان میں فرمایا کہ وہ اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور وہ میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریں گی۔'' (البدایۃ والنہایۃ 5/235، بخاری 3624)

واقعتاً ایسے ہی ہوا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے چھ ماہ بعد انتقال کیا اور ان سے قبل کوئی اہلِ بیت بھی فوت نہ ہوا تھا۔ یہ پیشین گوئی نبوت کی دلیل ہے۔

11: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں فرمایا تھا: ''اس وقت کیا عالم ہوگا جب تم میں سے کسی ایک پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔'' یہ واقعہ بھی ایسے ہی رونما ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ جنگِ جمل کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کا ارادہ کیا اور وہ بنو عامر کے پانی کے پاس پہنچیں تھیں کہ رات کو کتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''یہ کون سا پانی ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ حوأب کا پانی ہے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میرے خیال میں مجھے واپس جانا چاہیے۔'' آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دیگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد نے کہا: ''نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہا کو آگے جانا چاہئے۔ جب مسلمان آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کر دیں گے۔'' آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے کہا تھا کہ اس وقت کیا عالم ہوگا جب تم میں سے کسی ایک پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔'' (احمد 6/51 حدیث 24752)

یہ وہ سچی خبر تھی جس کے بارے میں آپ ﷺ نے وقوع کے کئی سال پہلے ہی مطلع کر دیا تھا اور واقعتاً ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ گویا یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ اور نبوت کی ایک دلیل ہے۔

12: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ عشیرہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر فرمایا تھا: ''علی! میں آپ کو دو بد بخت ترین افراد کے بارے میں نہ بتلاؤں؟'' عرض کیا: ''ضرور بتلایئے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا:

أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِیْ عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِی یَضْرِبُکَ یَاعَلِیُّ عَلٰی هٰذِهٖ "یَعْنِی قَرْنَهٗ" حَتّٰی تُبَلَّ مِنْهُ هٰذِهٖ (احمد 4/264 حدیث 18511)

''ایک قوم ثمود کا وہ سرخ فام شخص ہے جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے تھے اور علی! دوسرا وہ شخص ہے جو تمہارے یہاں تلوار مارے گا حتی کہ خون داڑھی تک بہہ پڑے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا واقعتاً ایسے ہی رونما ہوا۔ چنانچہ خوارج کے ایک شخص عبدالرحمٰن بن ملجم نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تلوار سے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ یہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل و معجزات میں سے ایک واقعہ ہے۔

13: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''عنقریب اس امت کا ایک لشکر ہندوستان پر حملہ آور ہوگا۔'' اور واقعتاً ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے صادق و مصدوق دوست حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کا ایک لشکر عنقریب ہندوستان پر چڑھائی کرے گا۔ اگر میں اس لشکر کو پاؤں اور شہید ہو جاؤں تو کیا ہی بات ہے اور اگر میں زندہ سلامت واپس آ جاؤں تو میں وہ ابو ہریرہ ہوں گا جس نے اپنی گردن کو آتشِ دوزخ سے آزاد کروا دیا ہے۔'' (احمد 2/370 حدیث 8809)

یہ خبر بھی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی۔ چنانچہ مسلمانوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں سنہ 40 ہجری کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔اس کے بعد غزوات وفتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسا معجزہ ہے جو آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت ورسالت کی صداقت پر دال ہے۔

14: رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو سے فرمایا تھا: ''عمر! عنقریب وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا جو آپ کو خوش کر دے گا۔'' یہ صلح حدیبیہ کا دن تھا جب سہیل بن عمرو قریش کے نمائندہ تھے اور جن کی شرائط پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت غصہ آ رہا تھا۔اس وقت رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''عمر! عنقریب وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا جو آپ کو خوش کر دے گا۔'' (الشفا للقاضی عیاض:1/676)

اور واقعتاً ایسے ہی ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو شہروں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔اس وقت سہیل بن عمرو نے مکہ میں بابِ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھا اور اہلِ مکہ کی بصیرت کو قوت پہنچا کر انہیں ثابت قدم رکھا تھا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سہیل کے سبب ان کو اِرتداد سے محفوظ رکھا۔سہیل بن عمرو کے اس قیام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کو خوش کر دیا۔لہٰذا یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ اور آپ ﷺ کی نبوت کی علامت ہے۔

15: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

وَ تَفْتَرِقُ أُمَّتِیْ عَلَی ثَلَاثٍ وَسَبْعِینَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً

''یہ امت عنقریب 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ،ایک جنت میں ہوگا باقی سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔''

اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا:

مَاأَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِی (ترمذی:2641)

''یہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهَا سَتَكُوْنُ اَنْمَاطٌ وَيَغْدُوْ اَحَدُهُمْ فِیْ حُلَّةٍ وَيَرُوْحُ فِیْ أُخْرٰی ، وتوضع بَيْنَ يَدَيْهِ صحفةٌ وَترفع أُخْرٰی ، وَيَسْتُرُونَ بُيُوْتَهُمْ كَمَا تستر الْكَعْبَةَ

''عنقریب نفیس کپڑے ہوں گے۔ایک شخص صبح کو ایک جوڑا پہنے گا اور شام کو دوسرا پہنے گا،ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے ایک قسم کا کھانا رکھا جائے گا اور دوسری قسم کا اٹھایا جائے گا، اور وہ اپنے گھروں کو کپڑوں کے ساتھ ایسے چھپائیں گے جیسے کعبہ کو چھپایا جاتا ہے۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ يَوْمَئِذٍ ، اِنَّهُمْ اِذَا مَشَوُا الْمطيطاء ، وخدمتهم بَنَاتُ الْفَارِسِ وَالرُّوْمِ رَدَّ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ ، وَسلط شِرَارَهُمْ عَلٰى خِيارهم .

"آج کے دن تم اپنے اس دن سے بہتر ہو وہ لوگ تکبر کے ساتھ چلیں گے، روم اور فارس کی بیٹیاں ان کی خدمت کریں گی، اللہ تعالیٰ ان میں خانہ جنگی چھیڑ دیں گے اور ان کے بدترین افراد کو بہترین افراد پر مسلط کر دیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کا پہلا حصہ بھی رونما ہو چکا ہے کیونکہ اس امت کے فرقوں کی تعداد 73 تک جا پہنچی ہے۔ یہ بھی نبوت محمد یہ ﷺ کی ایک دلیل ہے اور فرمانِ مبارک کا دوسرا حصہ اگرچہ سنداً ضعیف ہے تاہم امرِ واقعہ میں اس کا معنی بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امتِ اسلامیہ پر اللہ تعالیٰ نے رزق کا دروازہ کھول دیا اور جیسے بیان کیا گیا ہے آج کل تمام شہروں میں اکثر اوقات یہی کچھ دیکھنے میں آ رہا ہے اور اس پیشین گوئی میں بیان کردہ وعید بھی واقع ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا ہے اور اکثر زمان و مکان میں بدترین افراد کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔ ہم اس پر اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے یہ چالیس معجزات ہیں۔ ان سے قبل بھی مختلف گوشوں میں دسیوں آیات و**معجزات** کا بیان ہوا ہے لہٰذا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے **معجزات** کی تعداد ایک ہزار ہے اس نے بالکل بجا کہا ہے۔ ان **معجزات** کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ اس سے مومنین کے ایمان تقویت پائیں اور وہ غیر مسلموں کو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ پر یہی ایمان دراصل آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت کو لازم کرتا اور آپ ﷺ سے عشق و محبت کا موجب بنتا ہے تاکہ خسران سے بچ جائیں، مغفرت و رضوان کے مستحق قرار پائیں اور سلامتی کے گھر جنت میں انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کا ساتھ نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۃ النساء میں برحق فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾

(النساء:69/70)

''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ! اور یہی بہترین رفیق ہیں۔(69) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والا ہے۔(70)''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقِ محمدی ﷺ جو مؤمنین کے لیے اُسوۂ حسنہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم:4)

''اور بلاشبہ آپ عمدہ اخلاق پر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ آپ ﷺ بلاشبہ عظیم اَخلاق کے مالک ہیں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے دراصل ایک گواہی ہے کہ آپ ﷺ اَخلاق کے اس قدر ارفع واعلیٰ اور اکمل واتم درجے پر فائز ہیں کہ کسی صورت میں بھی اس کے قریب تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان بھی اس پر شاہد ہے:

اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَأْدِيْبِيْ (سلسله ضعيفة للالبانی 72، كنز الايمان 31895)

''مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور کیا خوب ادب سکھایا ہے۔''

آپ ﷺ کے اس فرمان میں بھی یہ شہادت پائی جاتی ہے:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ (احمد 8939، مشكوة المصابيح 5096)

''مجھے اچھے اَخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ (الاحزاب:21)

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی اُمید رکھتا اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔"

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کی اِقتداء مومن بندوں پر واجب کر رکھی ہے کیونکہ وہ ایک ایسے رسول ہیں جن کا اُخلاق اللہ نے مکمل کر دیا ہے اور جن کے حسب ونسب کو شرف بخشا ہے اور جن کی قدر ومنزلت کو بلند کر دیا ہے حتیٰ کہ نفوس اپنی استطاعت کے مطابق آپ ﷺ کی اِقتداء واِتباع سے اُکتاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب آپ ﷺ کے اِقتداء واِتباع ہی سے وابستہ ہے۔

اُخلاقِ محمدی ﷺ کے اس کمال کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جن میں آپ ﷺ کی اِقتداء کرنا مطلوب نہیں ہے کیونکہ انسان اس کے حصول سے عاجز ہے مثلاً آپ ﷺ کے خاندان کا اعلیٰ ہونا، آپ ﷺ کے وجود کا خوبصورت ہونا، آپ ﷺ کی شان کا بلند ہونا، رسالت کے لیے آپ ﷺ کا انتخاب ہونا اور وحی کا وصول کرنا، اور دوسری قسم وہ ہے جس میں آپ ﷺ کا اِقتداء کرنا، ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا اور اس کے طلب وحصول کی جدوجہد کرنا مطلوب ہے۔ ذیل میں ہم اسی قسم کا مختصر تذکرہ کر رہے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں زندگی میں اس سے آراستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسی پر ہم کو موت دیں اللّٰھم آمین۔

آدابِ محمدیہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ جن آداب سے آراستہ وپیراستہ تھے وہ درج ذیل ہیں:

1: آپ ﷺ نگاہ جھکائے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی نگاہ چیزوں کا پیچھا نہیں کرتی تھی۔ آپ ﷺ کی نگاہ اکثر طائرانہ ہوتی تھی اور کسی کو نظریں جما کر نہ دیکھتے تھے۔ اوپر دیکھنے کی بہ نسبت زمین کی جانب زیادہ دیکھا کرتے تھے۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چلتے وقت آپ ﷺ ان سے آگے نہیں بڑھتے تھے اور راستے میں آپ ﷺ سے جو کوئی ملتا آپ ﷺ سلام میں اسے پہل کیا کرتے تھے۔

3: رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو جامع کلمات میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا کلام جدا جدا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ ضرورت کے مطابق بولتے تھے۔ آپ ﷺ کی بات نہ ضرورت سے کم ہوتی اور نہ زیادہ اور ایسی گفتگو حکمت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ (ترمذی2317)

''فضول باتیں چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبی ہے۔''

اورآپ ﷺ کا فرمان ہے:

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری6018)

''جوشخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات کرنا چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے۔''

آپ ﷺ بات کا آغاز اور اختتام وضاحت کے ساتھ کیا کرتے تھے تاکہ مخاطب بات کو سن کر سمجھ سکیں۔آپ ﷺ بلاضرورت گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ اکثر خاموش رہتے تھے۔

4:رسول اللہ ﷺ اکثر غم زدہ رہتے، ہمیشہ غور وفکر کرتے، فارغ نہ بیٹھتے۔آپ ﷺ نرم خو تھے۔نہ کسی سے جفا کاری کرتے اور نہ کسی کی توہین کرتے۔ایک عام سی نعمت کو بھی عظیم سمجھتے۔کسی شے کی نہ تعریف کرتے اور نہ ہی مذمت۔

5:رسول اللہ ﷺ دنیاوی اُمور میں غصہ نہیں کرتے تھے۔جب حق سے تعرض کیا جاتا تو آپ ﷺ کسی کو نہ پہچانتے تھے اور جب تک آپ ﷺ حق کا انتقام نہ لیتے آپ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوتا۔آپ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی ناراض ہوئے اور نہ آپ ﷺ نے کبھی بدلہ چکایا۔

6:رسول اللہ ﷺ کو جب غصہ آتا تو اپنا چہرہ دوسری جانب کر لیتے اور جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو نگاہ جھکا لیتے تھے۔آپ ﷺ تبسم صورت میں مسکراتے تھے۔آپ ﷺ کا غصہ جلد ہی کافور ہو جاتا تھا۔

7:رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو تین بار گفتگو فرماتے تھے اور جب سلام کہتے تو بھی تین بار سلام کہتے تھے اور جب اجازت مانگتے تو بھی تین بار اجازت مانگتے تھے تاکہ سننے والا آپ ﷺ کی مراد کو سمجھ سکے کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ ٹھیک ٹھیک پہنچا دینا آپ ﷺ پر واجب ہے۔

8:رسول اللہ ﷺ مباح باتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔جب وہ دنیا کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ دنیا کا ذکر کرتے اور جب وہ آخرت کا ذکر کرتے آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے اور جب وہ کھانے پینے کا ذکر کرتے آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ کھانے پینے کا ذکر کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9: رسول اللہ ﷺ جب بیٹھا کرتے تو اپنے گھٹنوں کو کھڑا رکھتے اور اپنے ہاتھوں سے ان کے گرد حلقہ بناتے اور جب آپ ﷺ کھانے کے لیے بیٹھتے تو اپنے دائیں پاؤں کو سیدھا رکھتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے۔

10: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس میں نقص نہ نکالتے۔ اگر آپ ﷺ کو پسند ہوتا تو تناول فرماتے اور اگر پسند نہ ہوتا تو چھوڑ دیتے تھے۔

مذکورہ بالا آپ ﷺ کے چندوہ آداب ہیں جن میں آپ ﷺ کی اقتداء کرنا ممکن ہی نہیں بلکہ انتہائی مطلوب بھی ہے۔

اَخلاقِ محمدی ﷺ

جو حضرات اَخلاقِ کریمانہ کے مالک ہیں ان کا رتبہ بڑا بلند ہے۔ ایک صحیح حدیث میں آتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (ترمذی 1162)

''مومنین میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہے۔''

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا (ترمذی 2018)

''تم میں سے میرا سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کا اَخلاق تم سے سب سے اچھا ہے۔''

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ نیکی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ (مسلم 6516)

''حسنِ خلق نیکی ہے۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: ''سب سے افضل عمل کون سا ہے؟'' آپ ﷺ نے جواب دیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَحُسْنُ خُلُقٍ (احمد 1796)

''حُسنِ خلق سب سے افضل عمل ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاقِ کریمانہ کا اکتساب سونے چاندی اور دیگر طلائی زیورات سے زیادہ قیمتی ہے اور اس کا طریقہ کار رسول اللہ ﷺ سے اُنس و محبت ہے کیونکہ اَخلاق کے باب میں آپ ﷺ سب سے بہترین مثال ہیں۔ ہم نے کتاب کے آخر میں اَخلاقِ محمدی ﷺ کو اسی وجہ سے بیان کیا ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ذاتی اور روحانی کمالات کے مطالعے کے بعد مسلم بھائیوں کو محمدی اَخلاق کے اِکتساب پر آمادہ کریں اور وہ اس سے آراستہ و پیراستہ ہوں اور اپنے کردار کی تکمیل کر کے شرف و فضل کے مقام پر پہنچ سکیں اور رسول اللہ ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر ان کا ایمان مضبوط ہو اور ایمان کی اس مضبوطی سے ہی آپ ﷺ کی اطاعت، آپ ﷺ کی اتباع، آپ ﷺ کی تعظیم، آپ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی توقیر لازم آتی ہے۔

آپ ﷺ کے اَخلاق کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان میں غور کریں اور اپنے نفوس کو ان سے مزین کرنے کے لیے تیار کریں۔

سخاوتِ محمدی ﷺ

سخاوت میں بھی رسول اللہ ﷺ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ ﷺ کے پاس دینے کو کچھ ہوتا تو آپ ﷺ نے کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے اس چادر کا سوال کر دیا جسے آپ ﷺ نے پہن رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہو کر اس کو اتارا، اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا اور باہر نکل کر اس آدمی کو دے دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا آپ ﷺ نے جواب میں 'نہ' نہیں فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام کے نام پر رسول اللہ ﷺ سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ ﷺ نے اسے عطا کر دیا۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کو بکریوں کا بہت بڑا ریوڑ دے دیا۔ اپنی قوم میں جا کر اس نے کہا: ''اے میری قوم! تم مسلمان ہو جاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ وہ کچھ عطا کرتے ہیں جس کے بعد فاقے کا خوف نہیں رہتا۔'' (مسلم 6020)

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس دنیا کی غرض ہی سے آتا مگر شام تک دین اس کو دنیا و مافیہا سے محبوب ہو جاتا۔ رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی سخاوت پر استدلال کے لیے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہی کافی ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے جود و سخا کے متعلق پوچھا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری:6)

''رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ خصوصاً رمضان میں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآنِ پاک کا دور کرتے، اس وقت آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ آندھی سے بھی تیز مال خرچ کیا کرتے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عطا دائمی تھی اور اس میں کوئی اِنقطاع واقع نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے جود و کرم کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1: نوے ہزار درہم کو آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں پیش کیا گیا۔ ان کو ایک چٹائی پر رکھا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا اور اس سے فارغ ہونے تک کسی سائل کو واپس نہ کیا۔ (الشفا للقاضی عیاض: 1/100 باب: الجود والکرم، شمائل ترمذی: 89)

2: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس قدر سونا عنایت کیا کہ وہ اس کو اٹھانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے۔ (بخاری: 3165)

3: آپ ﷺ نے معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کو مٹھی بھر کر سونے کا زیور دیا۔ (احمد 6/359 حدیث: 25763)

4: ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ وَلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ فَاِذَا جَاءَ نِيْ شَيْءٌ قَضَيْتُهُ (اسنادہ ضعیف، شمائل ترمذی: حدیث: 351)

''اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ میرے ذمے پر خریداری کریں۔ جب ہمارے پاس رقم آ جائے گی ہم وہ قرض ادا کر دیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی اور سب سے بڑھ کر فیاض کیوں نہ ہوتے حالانکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے:

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ : اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (بخاری1442)

''روزانہ بندے جب صبح کرتے ہیں تو دو میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے: یا اللہ! جو خرچ کرنے والا ہے اس کا مال زیادہ کر! اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے: یا اللہ! جو روکنے والا ہے اس کو نقصان پہنچا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری4684)

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابنِ آدم! خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ پاک بھی نازل ہوا ہے:

وَمَآ أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝٣٩ (سبا:39)

''اور جو تم خرچ کرتے ہو پس وہی اُس کا بدلہ بھی دیتا ہے۔ اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے۔''

حلمِ محمدی ﷺ

حلم سے مراد ایسا ضبطِ نفس ہے کہ غصے میں آدمی سے کسی ناپسندیدہ قول و فعل کا اظہار ہو اور نہ کسی بات یا کام میں اس کا غلط اثر دکھائی دے۔ رسول اللہ ﷺ کا حلم بھی ضرب المثل تھا۔ درج ذیل واقعات اس کے شاہد ہیں جو اللہ کی جناب سے آپ ﷺ کی تربیت اور آپ ﷺ کی روح پر اس کے کمالات کا فیضان ہیں۔

1: اُحد کے دن جب آپ ﷺ کے رخسار زخمی ہو گئے، دندان مبارک شہید ہو گئے اور خود آپ ﷺ کے سر مبارک میں پیوست ہو گیا، اس وقت بھی آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (بخاری3477)

''یا اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، یہ جانتے نہیں۔''

یہ عفو و درگزر اور صبر و صفاحت کا انتہائی مقام ہے۔

2: ذوالخویصرہ نے آپ ﷺ سے کہا: ''انصاف کریں۔ اس تقسیم سے آپ ﷺ اللہ کی رضا نہیں چاہتے ہیں۔'' اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے بردباری کا مظاہرہ کر کے فرمایا: ''میں اگر عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔'' (بخاری 3138 و 3150)
آپ ﷺ نے خود اس سے بدلہ چکایا اور نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو ہی اس کا حکم دیا۔

3: ایک دیہاتی شخص نے آپ ﷺ کو چادر سے پکڑ کر اس شدت سے کھینچا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اس کا نشان پڑ گیا۔ اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مال دیا ہے میرے دو اونٹوں پر اس کو لاد دو کیونکہ آپ جو مال مجھے دیں گے وہ نہ آپ کا ہے اور نہ ہی آپ کے باپ کا ہے۔'' آپ ﷺ نے بردباری کا مظاہرہ کیا اور صرف یہی فرمایا: ''سارا مال ہی اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں مگر جو کچھ تم نے کہا ہے اس کا بدلہ چکایا جائے گا۔'' دیہاتی نے جواب دیا: ''نہیں۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیوں؟'' اس نے کہا: ''کیونکہ آپ ﷺ برائی کے جواب میں برا نہیں کرتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے مسکرا کر حکم دیا:

احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيرَيْهِ هٰذَيْنِ ،عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا وَعَلَى الآخَرِ تَمْرًا (ابو داود 4775 اسنادہ ضعیف)

''اس کے ایک اونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔''
اللہ کے بندو! یہ کیسا تحمل اور کتنا کمال ہے!

4: آج تک یہ ثابت نہیں ہو سکا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی خاطر کسی ظلم کا بدلہ چکایا ہو۔ نہ آپ ﷺ نے کسی خادم کو پیٹا اور نہ ہی آپ ﷺ نے کسی عورت کو مارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی ظلم کا بدلہ چکاتے کبھی نہیں دیکھا جب تک اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ فعل سے اس کا تعلق نہ ہوتا اور نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ آپ ﷺ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا اور نہ ہی آپ ﷺ نے کسی غلام یا بیوی کو کبھی پیٹا۔''
(مسلم 6050)

5: زید بن سعنہ ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ مدینہ میں یہود کا عالم تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے کندھے سے کپڑا کھینچا اور آپ ﷺ کا گریبان پکڑ کر برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑا اور اس سے سخت کلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ! مجھے اور اس کو آپ سے کسی اور بات کی امید تھی۔ آپ کو چاہیے تھا کہ مجھے حسنِ اداء کا اور اس کو حسنِ مطالبہ کا کہتے۔''
آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا مال اسے پورا پورا ادا کریں اور اس پر بیس صاع زیادہ بھی دیں۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا یہی عمل اس شخص کے اسلام کا سبب بن گیا۔ اس سے پہلے وہ کہا کرتا تھا کہ محمد ﷺ میں نبوت کی تمام علامتیں پہچان چکا ہوں اور صرف دو باقی رہ گئی ہیں جن کا مجھے علم نہیں تھا کہ آپ ﷺ کا حلم آپ کی جہالت پر سبقت لے جاتا ہے اور جہل کی شدت آپ ﷺ کے حلم میں اضافہ کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے اس واقعے کے ذریعے آپ ﷺ کا امتحان لیا اور آپ ﷺ کو بیان کردہ وصف کے مطابق پایا۔ رسول اللہ ﷺ کے بحرِ تحمل کا یہ محض ایک قطرہ ہے جو اس شخص کی پیاس بجھا دیتا ہے جو زیورِ تحمل سے آراستہ ہونا چاہتا ہے۔

عفوِ محمدی ﷺ

مؤاخذہ کی قدرت کے باجود کسی خطا کار سے درگزر کرنا عفو کہلاتا ہے۔ یہ اَخلاق کا وصفِ جمال اور اس کی صفتِ کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس کا حکم دیا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ (الاعراف:199)

"درگزر اختیار کریں۔ اور نیکی کا حکم دیں۔ اور جاہلوں سے منہ موڑیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اللہ علیم و حکیم سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ چنانچہ دوبارہ خدمتِ اَقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یا محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ جو آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے آپ اس سے صلہ رحمی کریں، جو آپ کو محروم رکھتا ہے آپ اس کو عطا کریں اور جو آپ پر ظلم کرتا ہے آپ اس سے درگزر کریں۔" رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور ٹوٹتے رشتوں کو جوڑ کر، روکنے والوں کو دے کر اور ظالموں کو معاف کر کے آپ ﷺ نے ان تین خصائل کی مثال قائم کر دی۔ درج ذیل مثالیں اس بات کی دلیل ہیں۔

1: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا جب تک وہ گناہ کا کام نہ ہوتا لیکن وہ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اس سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ چکایا لیکن اللہ کی حرمت کو اگر پامال کیا جاتا تو رسول اللہ ﷺ اس کا بدلہ چکا دیا کرتے تھے۔" (مسلم 6045)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَاتَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُحَارِبَ خَصَفَةَ، فَجَاءَ رَجُلٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡهُمۡ يُقَالَ لَهُ: غَوۡرَثُ بۡنُ الۡحَارِثِ حَتّٰى قَالَ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّيۡفِ، فَقَالَ: مَنۡ يَمۡنَعُكَ مِنِّي؟ قال: اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَسَقَطَ السَّيۡفُ مِنۡ يَدِهٖ فَأَخَذَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَنۡ يَمۡنَعُكَ مِنِّي؟ قال: كُنۡ كَخَيۡرِ آخِذٍ، قال: أَتَشۡهَدُ أَنۡ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوۡلُ اللّٰهِ، قَالَ: لَا، وَلٰكِنۡ أُعَاهِدُكَ عَلٰى أَنۡ لَا أُقَاتِلَكَ وَلَا أَكُوۡنَ مَعَ قَوۡمٍ يُقَاتِلُوۡنَكَ، فَخَلّٰى سَبِيۡلَهٗ، فَأَتٰى قَوۡمَهٗ فقال: جِئۡتُكُمۡ مِنۡ عِنۡدِ خَيۡرِ النَّاسِ،

2: رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے غورث بن حارث نے تلوار کو سونتا۔ آپ ﷺ اس وقت ایک درخت کے نیچے دوپہر کو آرام فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قیلولہ کر رہے تھے۔ یہ کسی غزوے کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ غورث اپنے ہاتھ میں تلوار لٹکائے آپ ﷺ کے سر پر کھڑا ہے۔ اس نے کہا: ''مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ!'' یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھا کر اس سے پوچھا: ''تجھے اب کون بچائے گا؟'' اس نے جواب دیا: ''بہترین پکڑنے والا بنئے!'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے درگزر کیا۔ اپنی قوم کے پاس جا کر اس نے کہا: ''میں سب سے بہترین آدمی کے پاس سے ہو کر آ رہا ہوں۔'' (احمد 3/389 حدیث 15258) یہ آپ ﷺ کے عفو کی ایک مثال ہے۔

3: فتح مکہ کی صبح کو مسجدِ حرام میں داخل ہو کر آپ ﷺ نے دیکھا کہ قریش کے سرکردہ افراد سر جھکائے بیٹھے ہیں اور فاتح اعظم رسول اللہ ﷺ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''گروہِ قریش! تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟'' انہوں نے کہا: ''آپ ﷺ معزز بھائی اور محترم بھتیجے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ تم آزاد ہو۔'' (فتح الباری 8/332) چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا، نہ انہیں شمار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے تعرض نہ کیا، نہ کسی کو مارا اور نہ ہی قتل کیا۔

4: ایک یہودی لبید بن اعصم نے آپ ﷺ پر جادو کر دیا۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کو بھی معاف کر دیا اور اس سے مؤاخذہ نہ کیا بلکہ آپ ﷺ کا اس کو ملامت یا عتاب تک کرنا بھی ثابت نہیں ہے، مؤاخذہ کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ یہ مثال رسول اللہ ﷺ کے عفو کا خوب صورت ترین اور واضح ترین مظہر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔غزوۂ تبوک سے واپس آتے وقت مدینہ کے راستے پر منافقین نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔آپ ﷺ کو اس کا پتہ بھی چل گیا،علاوہ ازیں آپ ﷺ کو ان کے بارے میں مشورہ بھی دیا گیا مگر آپ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا اور فرمایا:

لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ (بخاری 4905)

''لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔''

6:ایک شخص آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا مگر اس کا پتہ چل گیا اور حال واضح ہو گیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا:''یہ شخص آپ ﷺ کو قتل کرنے آرہا تھا۔''یہ سن کر وہ خوف سے کانپنے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا:''گھبراؤ نہیں،گھبراؤ نہیں۔اگر تمہارا یہ ارادہ تھا تو بھی تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔''(الشفا للقاضی:226/1)اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتلا دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کو لوگوں سے بچا رکھے گا چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا حالانکہ اس نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔آپ ﷺ نے اس سے کوئی مؤاخذہ کیا اور نہ ہی اسے کوئی سزا دی۔

شجاعتِ محمدی ﷺ

شجاعت ایک خلقِ فاضلہ،صفتِ کریمہ اور وصفِ شریفہ ہے خصوصاً جب یہ قلب کے ساتھ ساتھ عقل میں بھی پائی جائے اور شجاعت والا شخص صاحبِ ایمان اور اہلِ علم ہو۔قلبی شجاعت کا مطلب ہے جس چیز سے عموماً ڈرا جاتا ہے اس سے خوف نہ کھانا بلکہ قوت کے ساتھ اس کے دفاع کے لیے اِقدام کرنا اور عقلی شجاعت کا مطلب ہے حق اور معروف کے واضح ہونے کے بعد نتائج کی پرواہ کیے بغیر اپنے مشن پر گامزن رہنا۔بلاشبہ رسول اللہ ﷺ مطلقاً سب سے زیادہ بہادر تھے۔آپ ﷺ کی مانند بہادر انسان کسی آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے۔اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنِ تنہا قتال کا مکلّف ٹھہرایا ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ (النساء:84)

''چنانچہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو۔آپ پر اپنی جان کے سوا کسی کی ذمہ داری نہیں اور مومنوں کو آپ رغبت دلاتے رہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت کے دلائل و مظاہر درج ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: رسول اللہ ﷺ کی شجاعت پر بہادروں اور دلیروں کا گواہی دینا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بلاشبہ ایک شجاع اور بہادر آدمی ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''جب زور کا رن پڑتا اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں آجایا کرتے۔''

2: جنگِ اُحد میں معجزاتی طور پر آپ ﷺ کا بہادرانہ کردار ادا کرنا۔ جب تیرانداز بھاگ کھڑے ہوئے، بہادر انگشت بدنداں اور شجاع حواس باختہ ہو گئے، اس صورتِ حال میں آپ ﷺ کوہِ گراں کی مانند ڈٹے رہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے پاس جمع ہونا شروع کر دیا اور شکست خوردگی کے بعد قتالِ شدید کے نتیجے میں جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔

3: غزوۂ حُنین کے موقع پر دشمن کی جانب سے سخت جوابی حملے میں تیروں کی بوچھاڑ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھگا دیا اور انہیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ تنِ تنہا میدان میں اپنے خچر پر سوار ہو کر یہ کہہ رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (بخاری 2864)

''میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

آپ ﷺ میدان میں یہ فرما رہے تھے:

إِلَيَّ عباد الله، إِلَيَّ عباد الله (البداية والنهاية: 4/ 398)

''اللہ کے بندو! میری جانب آؤ، اللہ کے بندو! میری جانب آؤ۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو کر دشمن پر بھرپور حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ پہلی دفعہ ان کی شکست کا سبب اس گناہ کا ارتکاب تھا کہ ''آج ہم قلتِ افراد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے۔'' ان کی یہ بات ایک قسم کا ناز ہے اور ناز کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس کا ذکر کیا ہے:

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْـًٔا (التوبة: 25)

''اور حُنین کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے تمہیں ناز میں مبتلا کر دیا۔ پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔''

4: غزوۂ اُحد میں جب گھمسان کا رن پڑا تو اُبی بن خلف نے چلا کر کہا: ''محمد کہاں ہیں؟ اگر وہ زندہ بچ گئے تو میں ناکام ہوا۔'' چنانچہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ آپ ﷺ کی جانب بڑھا۔ بعض مجاہدین نے اس کا راستہ روکا تو آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ''اس کا راستہ چھوڑ دو۔'' آپ ﷺ نے حارث بن صمہ کے ہاتھ سے ایک نیزہ پکڑا اور اس انداز میں جھٹکا دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ادھر ادھر ہٹ گئے جیسے اونٹ اپنے بدن کو جھٹکا دیتا ہے تو مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے سامنے آکر اس کے حلق پر ایسا وار کیا کہ وہ گھوڑے سے کئی بار لڑھک لڑھک گیا۔ وہ کہتا جا رہا تھا: ''واللہ! محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے۔'' مشرکین کے لشکر کے ساتھ مکہ واپس جاتے وقت مقامِ سرف پر پہنچ کر مر گیا۔

5: ایک رات اہلِ مدینہ کو خوف لاحق ہوا اور وہ آواز کی جانب نکل پڑے۔ راستے میں ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوگئی جو آواز کی جانب ان سے بھی پہلے پہنچ گئے تھے۔ آپ ﷺ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار گلے میں حمائل تھی۔ حقیقتِ حال کا پتہ لگانے کے بعد آپ ﷺ فرما رہے تھے:

لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا

''گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں۔''

اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ خوب صورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے بڑے بہادر تھے اور وہ یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ (بخاری 3040)

6: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی شجاعت پر گواہی دینا۔ ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جس لشکر سے بھی ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے سب سے پہلے وار کیا۔

یہ تو رسول اللہ ﷺ کی شجاعتِ قلبی کے دلائل تھے اور جہاں تک آپ ﷺ کی شجاعتِ عقلی کا تعلق ہے اس پر ہمیں ایک ہی دلیل کافی ہے جو ایک ہزار دلائل سے بھی زیادہ وزنی ہے اور اس سے مراد آپ ﷺ کا وہ مؤقف ہے جو صلح حدیبیہ کا معاہدہ تحریر کرتے وقت سہیل بن عمرو کے اصرار پر آپ ﷺ نے اختیار کیا تھا اور بسم اللہ کی بجائے باسمک اللّٰھم اور محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھوا دیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قدر غصہ آیا کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا مگر اس تحریر کی تکمیل تک آپ ﷺ نے صبر و ثبات کا مظاہرہ کیا۔ لہٰذا چند دنوں کے اندر ہی وہ معاہدہ فتحِ مبین بن گیا۔ گویا رسول اللہ ﷺ قلبی اور عقلی ہر دو قسم کی شجاعت میں بلند پایہ مثال ہیں۔ آپ ﷺ کی اِصابتِ فکر اور اِصابتِ رائے پر غور کرنے کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ دنیا جہان میں اب وہ شجاعت باقی نہیں رہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبرِ محمدی ﷺ

صبر کا مطلب ہے نفس کو اللہ کی اطاعت کا پابند بنانا، اس کی معصیت سے باز رکھنا، اس کی تقدیر پر راضی کرنا۔ صبر کے یہی تین مواقع ہیں کہ اللہ کی اطاعت سے جدا نہ ہو، اس کی معصیت کا ارتکاب نہ ہو اور اس کی قضا پر چوں چرا نہ ہو۔ صبر اَخلاق کا اَرفع واعلیٰ وصف ہے۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ایک مومن شخص اپنے نفس کو اس پر آمادہ کر سکتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے ایک وقت میں انسان کو صبر کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے اور بلا سبب کے، صبر کا اس سے صدور ہونے لگ جاتا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان دلالت کرتا ہے جس میں اپنے رسول ﷺ کو اس نے ایک جگہ صبر کا حکم دیا ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:35)

"جیسے بلند ہمت رسولوں نے صبر کیا آپ بھی صبر کریں۔"

اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ (النحل:127)

"اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین کو بھی اس کا حکم دیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾
(آل عمران:200)

"اے ایمان والو! صبر کرو اور ڈٹے رہو اور جہاد کے لیے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

رسول اللہ ﷺ نے تیرہ سال کے طویل عرصے تک تبلیغِ رسالت میں صبر کا مظاہرہ کیا اور ایک دن بھی جزع فزع نہ کیا اور نہ ہی دعوت و تبلیغ کے کام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کا پیغام مشیتِ الٰہی سے آفاقِ عالم تک جا پہنچا۔ درج ذیل واقعات کا مطالعہ رسول اللہ ﷺ کے صبر کی حقیقت سے ہمیں روشناس کرا دیتا ہے جو اس حیات کی رزم گاہ میں ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

1: مکہ میں قیام کے دوران قریش کی اَلمناک اذیتوں پر آپ ﷺ نے صبر کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پیٹا بھی تھا، آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھری کو بھی ڈالا تھا۔شعب ابی طالب میں خاندانِ بنی ہاشم کے ساتھ تین سال تک آپ ﷺ کا محاصرہ بھی کیا تھا، آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا تھا اور آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے آدمیوں کو بھیجا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچائے رکھا۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ کو دعوت سے ہٹا سکا اور نہ ہی قریب و بعید پر اس دعوت کو پیش کرنے کے عزم سے آپ ﷺ کو باز رکھ سکا۔

2: غم کے سال میں آپ ﷺ نے صبر کیا جب آپ ﷺ کی ہمدرد بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے غم گسار چچا جنابِ ابوطالب کا انتقال ہو گیا جو آپ ﷺ کی حمایت اور دفاع کیا کرتے تھے مگر ان مصیبتوں نے بھی آپ ﷺ کا عزم چھینا اور نہ ہی آپ ﷺ کی قوت کو کمزور کر سکا کیونکہ آپ ﷺ نے اس صبر کے ساتھ اس غم کا سامنا کیا تھا کہ بہادروں کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

3: بدر، اُحد، خندق، فتح، حنین، طائف اور تبوک وغیرہ کی تمام جنگوں میں آپ ﷺ نے صبر کا مظاہرہ کیا۔ نہ ہی آپ ﷺ نے بزدلی دکھائی، نہ ہی آپ ﷺ نے شکست کھائی، نہ ہی آپ ﷺ نے ہمت ہاری، نہ آپ ﷺ نے بے بسی کا اظہار کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کا دل اُچاٹ ہوا۔ آپ ﷺ نے کئی جنگوں میں خود قیادت فرمائی اور کئی سرایا کو روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے زندگی کا دس سالہ دور ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری جنگ میں گزار دیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صبر ہو سکتا ہے؟

4: مدینہ میں آپ اور آپ کی دعوت کے خلاف فوجوں کو تیار کرنے کی یہودی سازش پر آپ نے صبر کیا۔

5: سخت بھوک پر بھی آپ ﷺ نے صبر کیا اور اپنی وفات تک ایک دن میں دو دفعہ جو کی روٹی سے بھی شکم سیر ہونے کا موقع نہ ملا۔

6: رسول اللہ ﷺ نے ان تمام حالات میں صبر کیا۔ نہ آپ ﷺ کی ہمت نے جواب دیا اور نہ ہی آپ ﷺ نے کاہلی کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کو جس قدر تکلیفوں سے دوچار کیا گیا اور جتنی مصیبتوں کا آپ ﷺ کو سامنا کرنا پڑا، آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اگر اس کے عشرِ عشیر میں مبتلا ہوتا تو بھی وہ دعوت سے ہاتھ کھینچ کر اپنی مسئولیت سے دستبردار ہو جاتا اور اپنے تئیں اس عمل کو سندِ جواز عطا کر دیتا مگر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بچائے رکھا، صبر و ہمت سے نوازا اور آپ ﷺ کو قوت عطا فرمائی تاکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صبر و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت، عفوورحمت اور کرم وشجاعت جیسے تمام اَخلاقِ کریمانہ میں کل انسانیت کے لیے آپ ﷺ کونمونہ بنادیا۔

عدلِ محمدی ﷺ

عدل ظلم کا متضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بات کرنے میں اور فیصلہ دینے میں عدل کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ (الانعام:152)

''اور جب تم بات کروتو انصاف کروخواہ کوئی رشتہ دار ہو۔''

فرمانِ ربانی ہے:

وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء:58)

''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کروتو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔''

آسمان وزمین بھی عدل کی بنیاد پر ہی قائم ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود عادل کیوں نہ ہوتے حالانکہ آپ ﷺ ہی نے فرمایا ہے:

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللهِ اِكْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ (ابوداؤد4843)

''تین افراد کا احترام کرنا اللہ تعالیٰ کے اجلال میں سے ہے۔ ان میں سے ایک امام عادل ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ تَعَالَى فِیْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اِمَامٌ عَدْلٌ (بخاری660)

''سات افراد کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں ایک امامِ عادل ہے۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ (مسلم4721)

''عدل کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر جلوہ فروز ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے واضح کیا ہے کہ جو اپنی حکومت اور اَمارت میں عدل کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قول وفعل وحکم میں انصاف پرور تھے اور ظلم یا بے انصافی نہیں کیا کرتے تھے۔ عدل آپ ﷺ کے اوصاف واَخلاق کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازمہ تھا۔ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ ﷺ کا عدل معروف تھا۔ درج ذیل واقعات میں رسول اللہ ﷺ کا خلقِ کریم جھلک رہا ہے:

1: حجرِ اَسود کو نصب کرنے میں قریشِ مکہ نے آپ ﷺ کو فیصل بنایا تھا حالانکہ ان میں بڑا سخت اختلاف پیدا ہو چکا تھا جو جنگ تک پہنچا جاتا تھا لیکن انہوں نے کہا: ''کل صبح جو شخص سب سے پہلے آئے گا ہم اس کو اپنا فیصل بنائیں گے۔'' سب سے قبل جو شخص آیا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ''آپ امین ہیں، ہم آپ کے فیصلے پر راضی ہوں گے۔'' آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ حجرِ اَسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے کا سردار ایک کنارے سے اٹھائے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پتھر کو اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھایا اور اس کو دیوار میں مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فیصلہ کیا اور مبنی بر انصاف فیصلہ کیا۔ یہ آپ ﷺ کے عدل کا ایک مظہر ہے۔

2: ایک مخزومی عورت نے چوری کا ارتکاب کیا۔ اِقامتِ حد میں اس کا ہاتھ کاٹنا مسلمانوں پر گراں گزرا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب ابنِ محبوب سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی وساطت سے آپ ﷺ تک معاملہ پہنچایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (بخاری4304)

''کیا اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے بارہ میں سفارش کرتے ہو؟ اللہ کی قسم: فاطمہ بنت محمد بھی اگر چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

رسول اللہ ﷺ کے عدل کا یہ عظیم ترین مظہر ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ ان کے درمیان عدل کیا کرتے اور عدل ہی کے حریص رہتے تھے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے آپ ﷺ نے اس کی بارگاہ میں عذر پیش کیا:

اللَّهُمَّ! هٰذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ (ابوداؤد2134)

''یا اللہ! یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں لہٰذا مجھے اس پر باز پرس نہ کرنا جس کے آپ مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں مگر میں اس کا مالک نہیں ہوں۔"

4: ایک دیہاتی نے مال کی تقسیم کے وقت آپ ﷺ سے کہا تھا کہ آپ ﷺ اس سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں رکھتے لہٰذا انصاف کریں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ اعْدِلْ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ

(بخاری 3138)

"تیرا برا ہو! اگر میں عدل نہیں کرتا ہوں تو اور کون عدل کرے گا؟ میں نے اگر عدل نہ کیا تو ناکام ونامراد ہوا۔"

5: کھانے پینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

مَا مَلَأَ آدِمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَامَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ (ترمذی 2380)

"اپنے پیٹ سے برا کوئی برتن ابن آدم نے نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں لیکن زیادہ کھانا اگر ضروری ہو تو بھی ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے ہونا چاہیے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوقات کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا، ایک حصہ اہل و عیال کے لیے تھا اور ایک حصہ اپنی ذات کے لیے تھا۔ وقت کا جو حصہ اپنی ذات کے لیے تھا اس کو آپ ﷺ نے اپنے اور عوام کے درمیان تقسیم کر رکھا تھا اور آپ ﷺ خاص افراد کے ذریعے سے عام شخص کی مدد کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

ابلغوا حاجة من لا يستطيع ابلاغي ، فانه من ابلغ حاجة من لا يستطيع ابلاغها آمنة الله يوم الفزع الاكبر (جری الشریعة 473)

"اس شخص کی حاجت پہنچا دیا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا ہے کیونکہ جو شخص کسی ایسے شخص کی حاجت پہنچائے گا جو بذات خود اس کی طاقت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اس کو بڑے دن کی گھبراہٹ سے امن میں رکھے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”کسی شخص کے الزام کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کسی کا مؤاخذہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کسی کے خلاف کسی کو سچا کہتے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ کا عدل اس واضح صورت میں جلوہ گر ہے چنانچہ ہر مومن کو اس خلق سے آراستہ ہونے کی دُعا کرنی چاہیے کیونکہ آپ ﷺ اس دنیا میں ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے لیے اُسوۂ حسنہ ہیں۔

زہد محمدی ﷺ

زہد سے مراد دنیا سے لاتعلق ہو جانا ہے۔ زہد دنیا میں رغبت سے نہیں بلکہ بے رغبتی سے پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کو اس انداز میں طلب کرنا کہ واجب کو ادا کرنے میں کوئی مشکل پیدا ہو اور نہ ہی ادائے واجب کے درمیان یہ طلب حائل ہو۔ زہد سے مقصود زیادہ سے زیادہ مال ومتاع کی حرص کا دروازہ بند کرنا ہے جو ضرورت سے زائد ہوتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّکَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ (ابن ماجہ 4102)

”دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔“

رسول اللہ ﷺ دنیا سے بے رغبتی میں سب سے زیادہ اور اس کی رغبت میں سب سے کم تھے حتیٰ کہ زہد آپ ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ اور عاداتِ مبارکہ کا حصہ بن چکا تھا۔

درج ذیل امثلہ اس کے اثبات پر دلیل ہیں:

1: صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ (بخاری 6445)

”میرے پاس اگر اُحد جتنا سونا ہو تو میرے پاس اس کا تین راتیں رہنا بھی مجھے پسند نہ ہوگا بلکہ میں اس کو ادھر ادھر خرچ کر دوں گا البتہ جو شے میں دین کے لیے بچا رکھوں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے زہدِ صادق کا یہ ایک مظہر ہے۔ اسی زہد سے آراستہ رہ کر آپ ﷺ نے زندگی بسر کی ہے۔

2: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدمت میں حاضر ہو کر دیکھا کہ آپ ﷺ بستر پر محوِ استراحت ہیں اور آپ ﷺ کے تکیے میں کھجور کے پتوں کا بھراؤ ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! قیصر و کسریٰ شاندار بستروں پر سوتے ہیں اور آپ ﷺ اس بستر پر آرام فرما ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا مَاأَنَا فِيْ الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (ترمذی: 2377، البدایۃ والنہایۃ 6/423.424)

''عمر مجھے دنیا سے کیا غرض ہے! میں دنیا میں اس مسافر کی مانند ہوں جو کسی درخت کے سائے میں آرام کرتا ہے اور اس کو چھوڑ کر روانہ ہو جاتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے زہدِ صادق کا یہ قوی ترین مظہر ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ طائف سے زخمی ہو کر جب حزین و غمگین واپس آ رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پیش کیا کہ آپ ﷺ کے لیے مکہ کے دو عظیم پہاڑوں کو سونے اور چاندی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے مگر آپ ﷺ نے فرمایا:

لا یا ربّ! اشبع یومًا فاحمدک وانّی علیک، واجوع آخر فادعوک واتضرع الیک (کنز الاعمال 18616)

''نہیں یا اللہ! میں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں گا اور تیری حمد و ثنا کروں گا اور دوسرے دن بھوکا رہوں گا اور تیری جناب میں عاجزی سے دُعا کروں گا۔''

4: اللہ تعالیٰ سے بار بار یہ سوال کرنا رسول اللہ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی کا سب سے بڑا مظہر ہے کہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتاً (مسلم 2427)

''یا اللہ! آلِ محمد کے رزق کو کافی بنا۔''

یہاں قوت کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ایسی خوراک ہے جو نہ کم ہو اور نہ زیادہ۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

قلیل یکفی خیر من کثیر یُلھی، وما قل وکفی خیر مما کثر والھی او اطغی

''وہ تھوڑی خوراک جو کافی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو سرکش بناتی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے: ''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت میرے گھر میں ایسی شے نہ تھی جسے جگر والا جانور کھاتا ہے۔ بس میرے پاس پوٹلی میں بند کچھ جو تھے۔ آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کی ذرع ایک یہودی کے پاس تھی جسے تیس صاع جو کے عوض گروی رکھا گیا تھا۔''

اس واقعے پر غور کرنے سے یہ حقیقتِ واضحہ بالکل جلوہ گر ہو جاتی ہے کہ زہدِ حقیقی رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کا حصہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ ، وَمَالُ مَنْ لَامَالَ لَهُ وَلَهَا یَجْمَعُ مَنْ لَاعَقْلَ لَهُ (احمد: 6/71 حدیث 24923)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں ہے اور اس کا مال ہے جس کا کوئی عمل نہیں ہے اس کو وہ شخص جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں ہے۔''

وعدے اور ملاقات کے دن تک اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں جو سب زاہدوں سے بڑے زاہد اور تمام انسانوں سے افضل انسان ہیں۔

حیائے محمدی ﷺ

حیا ایک بہترین عادت ہے۔ جس میں حیا نہیں ہے اس میں کوئی خیر نہیں ہے کیونکہ حیا ایمان سے ہے اور ایمان تمام کا تمام خیر ہی خیر ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مذمت کے خوف کی بنا پر کسی ناپسندیدہ بات یا کام سے باز رہنا اور اس کام کو چھوڑ دینا جس پر ملامت کا خدشہ ہوتا ہے۔ عورت کی شخصیت میں حیا کا وہی مرتبہ ہے جو کسی مرد کی شخصیت میں شجاعت کو حاصل ہوتا ہے اور جیسے عورت کی بہ نسبت مرد میں شجاعت ایک اچھا وصف ہے بالکل ایسے ہی عورت میں مرد کی بہ نسبت حیا بھی ایک اچھی صفت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک فاضل و کریم خلق بھی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (مسلم: 154)

''حیا ایمان کا حصہ ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ (مسلم: 157)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حیا سرتاسر خیر ہی خیر ہے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلْحَیَاءُ لَایَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (مسلم156)

''حیا خیر ہی لاتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ (مسلم152)

''حیاء بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔''

یہ تمام احادیث صحاحِ ستہ کی ہیں۔ درج ذیل اشارات سے حیائے محمدی ﷺ واضح ہو جاتی ہے:

1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط (الاحزاب:53)

''یقیناً یہ بات نبی کو ناگوار گزرتی ہے پھر وہ تمہارا لحاظ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ کی حیا پر یہ اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے اور یہی ایک شہادت کافی ہے۔

2: بخاری و مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''رسول اللہ ﷺ ایک باپردہ کنواری سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ ﷺ کو جب کوئی چیز ناپسند ہوتی تو ہم آپ ﷺ کے چہرے ہی سے پہچان جاتے۔'' (مسلم6032)

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کو کسی شخص کی جانب سے کچھ ناگوار محسوس ہوتا تو آپ ﷺ یہ نہیں فرماتے تھے کہ فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے یا اس نے یہ کہا ہے بلکہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ یہ یہ کہتے اور یہ یہ کرتے ہیں۔'' (ابوداود4788) آپ ﷺ منع کر دیتے مگر کسی فاعل کا نام نہیں لیتے تھے۔

4: ابوداؤد کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس پر زردی کا نشان تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہ کہا اور نہ ہی آپ ﷺ نے ناگواری کا کسی کو احساس دلایا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے کہہ دیتے کہ زرد نشان تو دھو آتا۔'' (ابوداود:4789)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5: بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ نہ فحش کہتے تھے، نہ عتاب کرتے تھے، نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ آپ ﷺ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے تھے۔'' (ترمذی: 2016) رسول اللہ ﷺ کا یہ وصف تورات میں بھی بیان ہوا ہے جسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔

6: شدتِ حیا کی بنا پر آپ ﷺ کسی کے چہرے پر اپنی نگاہ نہیں ٹکاتے تھے۔ جس سے بات نہ کرنا ہوتی اس کو نام سے نہ بلاتے بلکہ کنیت سے پکارتے۔

7: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ کو دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ نے میری شرمگاہ کو دیکھا۔'' (ابن ماجہ 1922)

یہ رسول اللہ ﷺ کی حیا کے چند مظاہر وشواہد ہیں۔ جو شخص حیا کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے تمام اَخلاق سے آراستہ ہونا چاہتا ہے اس کو اتنا ہی کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مومنوں کے لیے نمونہ بنایا ہے اور اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا حسنِ معاشرت

اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ محبت اور دیگر افراد کے ساتھ حسنِ معاشرت میں انسان کے کمالِ ادب اور بلند اَخلاقی کا ثبوت ہے۔ حسنِ محبت، حسنِ معاشرت اور آدابِ تعلق میں رسول اللہ ﷺ اپنی مثال آپ تھے۔ اس ضمن میں ہم آپ ﷺ کا جو کردار بیان کر رہے ہیں وہ ایسے آدمی کو کافی ہے جو روحانی، اَخلاقی اور اَدبی کمالات سے مزین ہونا چاہتا ہے۔

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کا وصف بیان کیا ہے: ''آپ ﷺ سب سے زیادہ وسیع الظرف، سب سے بڑھ کر صادق اللہجہ، سب سے زیادہ نرم خو اور سب سے شریف ساتھی تھے۔'' ایک واقعے سے اس بات کی مزید تاکید ہو جاتی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر عبداللہ بن اُبی کے پاس سے ہوا۔ وہ ایک مجلس میں چند مسلمانوں اور دیگر افراد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا: ''ہم پر غبار نہ اڑائیے بلکہ اپنے گھر جائیے اور جو آپ کے پاس آتا ہے اس کو وعظ سنائیے۔'' اس پر مسلمانوں کو غصہ آ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب تھا کہ ان میں قتال ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چپ کرایا اور ایک دوسرے کو عار دینے سے روک دیا اور اپنی سواری کو ہانک دیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر قیام کیا اور سارا واقعہ انہیں کہہ سنایا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اسے معاف فرمایئے اور اس سے درگزر کیجیے۔ وادی مدینہ کے لوگ اس کو بادشاہت کا تاج پہنانے پر متفق ہو چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھیج کر حق کے ساتھ اس کو پلٹا دیا ہے چنانچہ اس کو قلق رہتا ہے۔'' آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے پالان کے ساتھ ایک گدھا آپ ﷺ کے لیے تیار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے قیس سے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ نے قیس سے فرمایا: ''سوار ہو جاؤ۔'' قیس نے سوار ہونے سے انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا میرے ساتھ گدھے پر سوار ہو جاؤ یا واپس پلٹ جاؤ'' اس نے کہا: ''میں واپس چلا جاتا ہوں۔'' (ابوداؤد 5185)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے آگے بیٹھ جاؤ کیونکہ سواری والا شخص اگلی جانب کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔'' (اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی 7/ 104)

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسنِ معاشرت سے اس کمالِ محمدی ﷺ سے بڑا کمال اور کیا ہو سکتا ہے! اب ہم حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے آپ ﷺ کا بیان کردہ وصف سنتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ہمیشہ بشاشت رہتی۔ آپ ﷺ سہل خو اور نرم پہلو تھے، جفا جو اور سخت خو نہ تھے، نہ چیختے چلاتے تھے، نہ فحش کہتے تھے، نہ زیادہ عتاب فرماتے تھے، نہ بہت تعریف کرتے تھے۔ جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اس سے تغافل برتتے تھے۔ آپ ﷺ سے مایوسی نہیں ہوتی تھی۔ جو آپ ﷺ کو دعوت دیتا آپ ﷺ اسے قبول کرتے تھے اور جو آپ ﷺ کو تحفہ دیتا آپ ﷺ وصول فرماتے تھے اگرچہ وہ بکری کا شانہ ہی کیوں نہ ہوتا اور آپ ﷺ اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔''

2: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور جو کام میں نے کر دیا اس کی بابت یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا ہے اور جو کام میں نے نہ کیا اس کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا؟'' (ترمذی 2015)

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسنِ اخلاق کا مالک کوئی نہیں تھا۔ آپ ﷺ کو کسی صحابی یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی نے دعوت پر بلایا تو آپ ﷺ نے لبیک کہا اور اس کی دعوت کو قبول کیا۔

4: ایک واقفِ حال نے اس انداز میں آپ ﷺ کا وصف بیان کیا ہے: ''آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مزاح کیا کرتے تھے، ان سے مل جل جایا کرتے تھے، ان سے باتیں کیا کرتے تھے، ان کے بچوں کو کھلایا کرتے اور انہیں اپنی گود میں بٹھایا کرتے تھے۔ آزاد، غلام، لونڈی، مسکین کی دعوت کو قبول کرتے تھے۔ مدینہ کے انتہائی جانب بھی مریض کی عیادت کرتے تھے اور جو عذر پیش کرتا اس کو قبول کرتے تھے۔''

5: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''کسی شخص نے آپ ﷺ کے کان میں کوئی بات کہنا ہوتی تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک جھکا دیتے اور جھکائے ہی رکھتے حتیٰ کہ وہ آدمی خود ہی اپنا سر پیچھے ہٹاتا اور نہ ہی آپ ﷺ کسی کا ہاتھ پکڑ کر چھوڑا کرتے حتیٰ کہ دوسرا آدمی خود ہی آپ ﷺ کا ہاتھ چھوڑ دیتا اور آپ ﷺ کو مجلس میں ساتھیوں کے سامنے پاؤں پھیلائے کبھی نہیں دیکھا گیا۔''

6: ایک شناسا آدمی اس انداز میں کہتا ہے: ''کوئی آپ ﷺ سے ملاقات کرتا تو آپ ﷺ سلام میں پہل کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پہلے مصافحہ کیا کرتے۔ آپ ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان پاؤں پھیلاتے کبھی نہیں دیکھا گیا مبادا اس سے کسی کو اذیت پہنچے۔ جو آپ ﷺ کے مہمان آتا اس کا اِکرام کرتے۔ کبھی اس کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے، اپنا تکیہ اس کو پیش کرتے۔ اگر وہ انکار کرتا تو آپ ﷺ اس پر بیٹھنے کا اصرار کرتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کنیت سے بلایا کرتے اور انہیں احتراماً ان کے پسندیدہ ناموں سے پکارتے۔ کسی شخص کی بات نہ ٹوکتے البتہ طول بیان میں وہ اگر حد سے تجاوز کر جاتا تو اس کی بات کاٹ دیتے یا اسے منع کر دیتے یا خود اٹھ جاتے۔ اگر آپ ﷺ نماز میں ہوتے اور کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس آتا تو آپ ﷺ نماز کو ہلکا کر دیتے اور اس کی ضرورت کا پوچھتے اور اس سے فارغ ہو کر دوبارہ نماز شروع کر دیتے۔''

رسول اللہ ﷺ کے کمالِ ادب، حسنِ معاشرت اور جمالِ محبت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (آل عمران:159)

''پس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کے باعث آپ ان کے لیے نرم دل ہیں۔ اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے نکل جاتے۔ چنانچہ آپ انہیں معاف کردیں اور اُن کے لئے بخشش مانگیں اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں۔"

چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ امت کی جانب سے آپ ﷺ کو جزائے خیر عطا فرمائیں آمین!

رسول اللہ ﷺ کا عبادت میں خشوع

اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ یا اعلانیہ خوف دراصل اس علم کا نتیجہ ہے جو اس کے رب اور الٰہ ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ وہ اللہ اس قدر جلال وکمال والا ہے جس کا کوئی حد وحساب نہیں اور انسانی فہم جس کے اِدراک سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ (فاطر:28)

"اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف علم رکھنے والے ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنِّي اَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً (بخاری:7301)

"تم سب سے زیادہ میں اللہ کو جانتا ہوں اور تم سب سے بڑھ کر میں ہی اس سے خوف کھاتا ہوں۔"

یہ فرامین اس بات کی دلیل ہیں کہ خشیت دراصل علمِ صحیح کا نتیجہ ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات کا، اس کے اسمائے حسنیٰ کا اور اس کی صفاتِ علیا کا، اس کے پسندیدہ عقائد، اقوال، اعمال، صفات وشخصیات کا اور اس کے تمام ناپسندیدہ امور کا علم۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ بے شک کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام بندگانِ خدا میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے، نہ کوئی اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے، نہ کوئی اس میں رغبت رکھنے والا ہے جو اللہ کے پاس ہے، نہ کوئی اللہ سے خوف کھانے والا ہے اور نہ کوئی اللہ کے لئے یکسو ہونے والا ہے۔ درج ذیل احادیث وآثار اس حقیقت کی مزید تاکید وتوثیق کرتے ہیں:

۱: خشیت کے مظاہر:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ لِلّٰهِ سَاجِدًا ، وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا ، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي شَجَرَةٌ تُعْضَدُ (ترمذی2312)

''میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔آسمان چیختا ہے اور چیخنا ہی اسے زیب دیتا ہے۔اس میں چار انگلی کے برابر کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی کے بل سجدہ نہیں کر رہا ہے۔واللہ!اگر تم وہ جان سکو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسا کرو اور بہت زیادہ رویا کرو،بستروں پر اپنی بیگمات سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو،تم باہر نکل جاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرنے لگو۔میری خواہش ہے کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔''

یہ حدیثِ مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے خوف وخشیت پر حقیقی شہادت ہے۔آپ ﷺ کا یہ فرمان اس کی تاکید کرتا ہے:

إِنِّي أَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً (بخاری7301)

''تم سب سے زیادہ میں اللہ کو جانتا ہوں اور تم سب سے بڑھ کر میں ہی اس سے خوف کھاتا ہوں۔''

1:عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ اس وقت نماز میں تھے اور آپ ﷺ کے پیٹ میں سے ہنڈیا کے ابال جیسی آواز آ رہی تھی۔''

2:ابو ہالہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا وصف بیان کیا:''رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غموں اور فکروں میں رہتے۔آپ ﷺ کو راحت میسر نہ تھی۔''

3:رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان صحیح سند سے ثابت ہے:

إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم6858)

''میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔''

ایک روایت میں ستر دفعہ کے الفاظ ہیں گویا یہ دائمی استغفار ہے۔کسی دن آپ ﷺ سو دفعہ استغفار کیا کرتے اور کبھی آپ ﷺ ستر دفعہ استغفار کرتے۔یہ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے کمالِ خشیت اور عظمتِ خوف کا نتیجہ ہے۔(بخاری: 6307)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4:عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''ہم شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں سو دفعہ پڑھا:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (ابوداود1516)

''یا اللہ! مجھے معاف فرما، میری توبہ قبول فرما، بلاشبہ آپ توبہ قبول کرنے والے اور بڑا رحم کرنے والے ہیں۔''

ب: طول عبادت کے مظاہر:

1: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو قیام کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاؤں میں ورم آ گیا۔ عرض کیا گیا: ''کیا آپ ﷺ اس کے مکلف ہیں حالانکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا (بخاری4836)

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

2: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ''رسول اللہ ﷺ کا عمل ہمیشہ کی بنیادوں پر ہوتا تھا۔ تم میں سے کس کے پاس اتنی طاقت ہے جتنی رسول اللہ ﷺ میں تھی؟ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے اور ہمارا خیال ہوتا کہ اب آپ ﷺ افطار نہیں کریں گے اور آپ ﷺ روزہ چھوڑ دیتے حتیٰ کہ ہم کہتے تھے کہ اب آپ ﷺ روزہ نہیں رکھیں گے۔ آپ نہ چاہیں گے کہ آپ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتا یا سوتا ہوا دیکھیں مگر میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے اور سوتے دیکھا ہے۔''

3: امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے مسواک کیا اور وضو کیا۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ آغاز کر دیا۔ آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ سے آغاز کیا۔ جب کسی رحمت کی آیت سے گزرے وہاں ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کیا اور جب کسی عذاب کی آیت سے گزرے تو وہیں ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے رکوع کیا اور قیام کے بقدر رکوع میں آپ ﷺ نے سبحان ذی الجبروت والملک والملکوت والعظمة پڑھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس میں بھی ایسے ہی پڑھا۔ دوسری رکعت میں آپ ﷺ نے سورہ آل عمران کو تلاوت کیا۔ باقی رکعات میں بھی آپ ﷺ نے ایک ایک سورت کو تلاوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔" (ابوداود 873)

4: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے قرآنِ پاک کی ایک ہی آیت کے ساتھ قیام کیا اور وہ سورۂ مائدۃ کی آخری آیت ہے:

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ (المائدۃ:118)

"اگر تُو ان کو سزا دے تو یقیناوہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر تُو انہیں معاف کردے گا تو یقیناً تُو زبردست ہے، حکمت والا ہے۔"

5: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی صحیح ثابت ہے:

وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (نسائی 3392، احمد 14088)

"نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو رکھ دیا گیا ہے۔"

یہ آپ ﷺ کی طولانی عبادت کے مظاہر ہیں۔ اس امت کے صالحین نے بھی خود کو اس سے مزین کیا چنانچہ انہیں قرب ورضا سے نوازا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان جیسا بنا دیں اور ہمیں بھی انہی کے زمرے میں سے اٹھائیں۔ حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ درود وسلام نازل فرمائیں جو مومنوں کیلئے اُسوہ اور عشاق کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم پر برکت کریں (آمین)۔

تواضعِ محمدی ﷺ

کسی عظیم الشان، شریف النسل، وسیع الظرف اور عالی مقام شخص کی جانب سے انکساری کا اظہار تواضع کہلاتا ہے۔ تواضع کا وصف اعلیٰ ترین اَخلاق کا درجہ رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ تواضع کے اس بلند ترین مقام پر فائز تھے جس پر اگلوں اور پچھلوں میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور احوال کی پیش کاری سے یہ حقیقت روشن ہوجاتی ہے اور ہر مومن اپنے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر تواضع کے باب میں کچھ نہ کچھ پانے کی خواہش کرتا ہے۔ اسلامیانِ عالم کے لیے سیرتِ معطرہ کی اس کتاب سے یہی مقصد ہمارے پیشِ نگاہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تواضع کے مظاہر:

1: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ آپ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا عبادت گزار نبی؟ آپ ﷺ نے عبادت گزار نبی بننا پسند کیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے عبودیت کو اختیار کرنے کا صلہ مجھے یہ دیا کہ مجھے اولادِ آدم کا سردار بنا دیا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی اور میں ہی سب سے پہلا سفارشی ہوں گا۔'' بادشاہت پر عبودیت کو ترجیح دینا آپ ﷺ کے تواضع کا عظیم ترین مظہر ہے۔

2: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف آور ہوئے۔ آپ ﷺ نے لاٹھی سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ ہم نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا اِکرام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا (ابوداود5230)

''تم عجمیوں کی مانند ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہو جایا کرو۔''

اور فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (کنزالاعمال40708، الکامل فی الضعفاء لابن عدی5/1971)

''میں بھی ایک بندہ ہوں، کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے''۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دیکھا اور متعدد نے اس کی شہادت دی ہے کہ آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تو کسی کو پیچھے بٹھا دیتے، مساکین کی عیادت کرتے، فقراء کے پاس بیٹھتے، غلام کی دعوت قبول کرتے، اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں گھل مل کر بیٹھتے، مجلس میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے، آپ ﷺ کو جَو کی روٹی اور باسی سالن کی دعوت دی جاتی تو بھی قبول فرماتے تھے۔

4: آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا : عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ (بخاری3445)

''میرے بارے میں مبالغہ مت کرو جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں مبالغہ کیا۔ میں تو بس ایک بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔''

5: جس حج کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک سو اونٹ قربان کیا اس میں آپ ﷺ ایک اونٹنی پر سوار تھے۔ اس کے پالان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت چار درہم کے برابر بھی نہ تھی۔

6: جب اللہ تعالیٰ نے مکہ آپ ﷺ کے لیے فتح کر دیا اور آپ ﷺ ظفر مند اور فتح یاب ہو کر اس میں داخل ہو رہے تھے اور اسلامی فوج بھی ہر دروازے سے داخل ہو رہی تھی، اس وقت آپ ﷺ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ کی داڑھی مبارک قریب تھا کہ پالان کے درمیانی ڈنڈے سے چھو جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ آپ ﷺ کے تواضع کا اظہار تھا۔ یہ آپ ﷺ کا ایک ایسا کردار ہے کہ دنیائے انسانیت میں کوئی شخص اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

7: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لا تفضلوني على الانبياء ولا على يونس بن متى (البداية والنهاية:262.263)

''مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو اور نہ ہی انبیاء علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت دو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور نہ ہی مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح دو۔'' (مسلم6153) ''ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ ہمیں شک کا حق ہے۔ یوسف علیہ السلام کی مانند اگر میں جیل میں ہوتا تو بلانے پر نکل آتا۔'' (الشفا للقاضی عیاض:265/1)

8: ایک شخص نے آپ کو مخاطب کر کے کہا: اے نسلِ آدم کے بہترین شخص! آپ نے فرمایا: وہ ابراہیم ہیں۔ (ترمذی3352)

9: ازواجِ مطہرات کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹاتے، کپڑوں کی جوئیں دیکھتے، بکری کا دودھ دوہتے، اپنے کپڑے خود ٹانکتے، جوتے خود سیتے، اپنا کام خود کرتے، گھر کا خیال رکھتے، اونٹ کو باندھا کرتے، اونٹنی کو چارہ کھلاتے، خادم کے ساتھ کھاتے، اس کے ساتھ آٹا گوندھتے اور بازار سے سودا خرید لاتے۔

10: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ ﷺ کے ہیبت وجلال سے وہ کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

هَوِّنْ عَلَيكَ ، فاني لستُ بملِكٍ ، انما انا ابنُ امراةٍ من قُريشٍ كانت تأكُلُ القَدِيدَ

(مجمع الزوائد14220،مستدرک حاکم2/ 466حدیث3733)

''پرسکون رہو! میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں۔ میں اس قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو دھوپ میں سکھایا ہوا نمکین گوشت کھایا کرتی تھی۔''

11: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں ایک بازار میں داخل ہوا۔ آپ ﷺ نے شلوار کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑا خریدا اور دکاندار سے کہا: ''اسے تول دو اور جھکا کر رکھو'' وہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک چومنے کے لیے لپکا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کھینچ کر فرمایا:

إِنَّمَا يَفْعَلُ هَذَا الأَعَاجِمُ بِمُلُوكِهَا ، وَلَسْتُ بِمَلِكٍ ، إِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ

''یہ کام عجمی اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں تمہی میں سے ایک انسان ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے کپڑا اٹھایا۔ اسے میں پکڑنا چاہتا تھا مگر آپ ﷺ نے فرمایا:

صَاحِبُ الشَّيْءِ أَحَقُّ بِشَيْئِهِ أَنْ يَحْمِلَهُ (مجمع الزوائد 5/122 حدیث 8510)

''کسی چیز کا مالک اس کو اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

یہ کل گیارہ کے قریب مظاہر ہیں جن میں سے ایک ایک آپ ﷺ کے کمال اور تواضع پر دال ہے۔ اس میں بھی آپ ﷺ ایک مثالی نمونہ ہیں۔ اگر چہ آپ ﷺ کے کمال تک تو نہیں پہنچا جا سکتا کیونکہ آپ ﷺ کا تواضع نبوت کی دلیل اور رسالت کا اعجاز تھا تاہم آپ ﷺ کے نقوشِ قدم کا اتباع کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے کیونکہ تواضع اکتسابی اخلاق سے تعلق رکھتا ہے اور جو شخص کمالاتِ محمدیہ ﷺ کو پانے کا خواہش مند ہے وہ صدقِ نیت اور طلبِ صادق کے مطابق اسے حاصل کر سکتا ہے۔

مزاحِ محمدی ﷺ

مزاح سنجیدگی کا متضاد ہے جو ہنسی مذاق اور دل لگی کا معنی دیتا ہے۔ عربی زبان میں اس کے لیے ''هَزَل ، مَزَحَ ، دَاعَبَ'' کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ ان سب کا ایک ہی مطلب ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اپنی جلالتِ قدر، رفعتِ مقام، عوام کی ہدایت و قیادت اور رسالت جیسی اہم مصروفیات کے باوجود رسول اللہ ﷺ کیا مزاح بھی کیا کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں کبھی کبھار آپ ﷺ مزاح بھی کیا کرتے تھے۔ اگر چہ آپ ﷺ کا تمام وقت سنجیدگی میں ہی گزرتا تھا تاہم اپنے مزاح میں کسی صورت بھی آپ ﷺ دائرۂ حق سے باہر نہیں جاتے تھے بلکہ مزاح میں کوئی معروف بات کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بچوں کو فرحت و سرور میں مبتلا کر دیتے۔

رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل کردار سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ مزاح کیا کرتے تھے مگر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حق بات ہی کہتے تھے۔آپ ﷺ کے اس نقشِ پا کا اتباع بھی ممکن ہے۔یہ آپ ﷺ کا خاصا نہیں تھا بلکہ ہر شخص کی قدرت واستطاعت میں ہے۔یہ ایک عمومی ادب ہے جس کو ہر شخص اپنی بساط کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔

1:حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔وہ آپ ﷺ سے سواری کا جانور طلب کر رہا تھا۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اِنَّا حَامِلُوکَ عَلٰی وَلَدِ نَاقَةٍ

''میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کر سکتا ہوں۔''

اس نے تعجب سے پوچھا:''یارسول اللہ ﷺ!اونٹنی کے بچے کو میں کیا کروں گا؟''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَهَلْ تَلِدُ الابِلَ الّا النُّوقُ (ابوداود4998)

''اونٹنی سے ہی اونٹ پیدا ہوتا ہے۔''

آپ ﷺ نے اس آدمی سے شغل اور مزاح میں یہ فرمایا اور یہ بالکل حق ہے اس میں جھوٹ نہیں ہے۔

2:حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گھر میں داخلے کی اجازت کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنا جو بلند آواز کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہی تھیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے داخل ہوتے ہی کہا:''میں نے دیکھا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ پر آواز بلند کر رہی ہو۔''وہ انہیں پکڑ کر پیٹنا چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھڑوا دیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی غصے میں باہر آ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:''کیسے ہم نے آپ کو ایک آدمی سے بچایا ہے؟''چند دن بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے ہاں آنا ہوا۔انہوں نے دیکھا کہ میاں بیوی کے درمیان صلح ہو گئی ہے لہٰذا ان سے کہا:''آپ دونوں مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کرو جیسے مجھے اپنے جھگڑے میں داخل کیا تھا۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ہم نے آپ کو اپنی صلح میں بھی شریک کیا۔''

(ابوداود4999)

اس حدیث میں حسنِ معاشرت اور طیب شغل کا جو سبق ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

3:حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ (ترمذی1992)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بڑھیا روتی ہوئی واپس ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أخبروها انها لا تدخلها وهي عجوز، فان الله تعالیٰ یقول: إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا (الواقعة 35.37)(ابن کثیر 5/255،البدایة و النهایة 6/421,422)

''اسے کہو کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بلاشبہ ہم نے حوروں کو خاص انداز میں پیدا کیا۔ اور انہیں کنوارا بنایا ہے۔ دل رُبا، ہم عمر ہیں۔''

9: ایک عورت نے خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر اپنے شوہر کا دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تیرا خاوند وہ ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟'' عورت نے رونا شروع کر دیا اور یہ سمجھی کہ اس کا خاوند اندھا ہو گیا۔ بعد میں اسے معلوم ہوا کہ ہر آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے۔

اس عورت سے بھی آپ ﷺ نے بڑھیا جیسا مزاح کیا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ مزاح میں بھی حق ہی کہتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہم سے مزاح کرتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا (ترمذی1990)

''میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں۔''

فصاحتِ محمدی ﷺ

کتاب شفاء کے مصنف نے رسول اللہ ﷺ کی فصاحت پر بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صفاتِ بیان اور بلاغتِ قول میں آپ ﷺ ایسے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ سلامتِ طبع، فصاحتِ کلام، قلتِ الفاظ، وضاحتِ بیان، صحتِ معانی اور قلتِ تکلف میں آپ ﷺ کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آپ ﷺ کو جامع کلمات سے نوازا گیا اور حکمِ بدائع کے ساتھ خاص کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کو عرب کی زبانوں کا علم تھا چنانچہ آپ ﷺ ہر قوم سے اس کی زبان میں اور اس کی لغت کے محاورے میں گفتگو فرماتے تھے اور فصاحت و بلاغت کے اظہار میں ان کی زبان میں ہی ان سے مقابلہ کیا کرتے تھے حتی کہ کئی ایک مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ کے کلام کی تشریح اور وضاحت بھی طلب کرنا پڑتی۔

رسول اللہ ﷺ ہر قوم کے ساتھ اس کے مخصوص لہجے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ یہ ایک ایسا وصف ہے جو آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی سے خاص ہے۔ آپ ﷺ اس میں دیگر پر فائق ہیں۔ اس میں نہ کوئی آپ ﷺ کے قریب پھٹک سکتا ہے اور نہ کوئی آپ ﷺ کے ہم پلہ ہے۔ چنانچہ قریش، انصار، اہلِ حجاز اور اہلِ نجد کے ساتھ آپ ﷺ کی گفتگو کا جو اُسلوب تھا، ذوالمشعار ہمدانی، طفہہ نہدی، قطن بن حارثہ علیمی، اشعث بن قیس، وائل بن حجر کندی اور ان کے علاوہ اُسلوب نہیں تھا۔

ذیل میں آپ ﷺ کی گفتگو کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ یہ گفتگو آپ ﷺ نے مختلف لہجوں کے حاملین سے فرمائی ہے۔ اگر چہ محلِ وقوع کے لحاظ سے یہ تمام حضرات جزیرہ عرب ہی کے باشندے ہیں اور ان سب کی زبان عربی زبان تھی تاہم اس نمونہ جاتی گفتگو میں ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ہر قوم کے ساتھ آپ ﷺ ان کے لہجے میں مخاطب ہوئے۔

1: جب ذوالمشعار ہمدانی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کی قوم ہمدان کے نام ایک نامہ تحریر فرمایا اور اسے ذوالمشعار کے ہاتھ دے بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''آپ کو اپنی سرزمین کے بالائی نشیبی اور پتھریلی علاقوں کے حقوق حاصل ہیں چنانچہ آپ ان کے گھنے جنگلوں کے میوے کھا سکتے ہیں اور غیر آباد علاقوں میں جانور چرا سکتے ہیں۔ ان کے اونٹوں بھیڑ بکریوں اور پھل دار درختوں میں ہمارا اتنا حق ہے جتنا معاہدے کے مطابق دیانت داری سے ادا کریں جبکہ زکوٰۃ کے جانوروں میں سے بڑی عمر کا اونٹ، بڑی عمر کی اونٹنی، اونٹنی کا بچہ، عمر رسیدہ گائے بیل، ضعیف و نحیف بھیڑ بکری اور لاغر کمزور مینڈھا ان کا حق ہے جبکہ جانوروں میں سے ان کے ذمہ واجب الاداء ایسی گائے اور بکری ہے جو عمر کے چھٹے سال میں داخل ہو چکی ہو اور کھروں والا ایسا جانور ہے جس کے راشکی دانت (کچلیاں) ظاہر ہو چکے ہوں''۔ (الشفا للقاضی عیاض 1/168)

رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام ہمدانی لہجہ میں ہے لہٰذا اگر ایک حجازی، نجدی یا قریشی اسے سماعت کرے گا تو اکثر الفاظ کے فہم کے لئے اسے تشریح و تفسیر کی ضرورت ہوگی۔

2: نہد قبیلے کا طفہہ نامی شخص خدمت اَقدس ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میرا قبیلہ قحط سالی میں مبتلا ہو چکا ہے لہٰذا آپ ﷺ اس کے حق میں دُعا فرما دیں۔ ان کے حق میں آپ ﷺ کے دُعائیہ کلمات یہ ہیں:

''یا اللہ! ان کے دودھ میں، ان کے دہی میں اور ان کے چھاچھ میں برکت عطا فرما! ان کے چرواہے کو اونٹوں کی کثرت میں بھیج! ان کے خشک چشمے جاری فرما! ان کے مال و اولاد میں برکت دے! جو نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔" (ترمذی 1987) رسول اللہ ﷺ نے قیل وقال کثرت سوال اور ضاعت مال سے منع فرمایا ہے۔

3: آپ ﷺ نے ایسا ایسا کلام کیا کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی شخص نے ویسے کلام نہیں کیا مثلاً:

"شعلہ جنگ بھڑک اٹھا۔" "وہ لمبی موت مرگیا۔" "مومن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔" (بخاری 6133، مسلم 7498) "خوش بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔" (الشفا للقاضی عیاض: 176/1)

4: رسول اللہ ﷺ سے ایک دن عرض کیا گیا: "ہم نے آپ ﷺ سے بڑا فصیح کوئی نہیں دیکھا ہے۔" فرمایا:

"میں فصیح کیوں نہ ہوں گا حالانکہ قرآن میری زبان عربی مبین میں نازل ہوا ہے۔" (الشفا للقاضی عیاض: 178/1)

اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کا تعلق قریش سے تھا، آپ ﷺ نے بنوسعد کے دیہات میں پرورش پائی ہے، آپ ﷺ پر قرآن اترا ہے اور آپ ﷺ کو جامع کلمات سے نوازا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فصاحت میں کوئی حیرت وتعجب نہیں ہے کیونکہ قبیلۂ خضر اور خاندانِ ہاشم سے آپ ﷺ کا تعلق تھا، اللہ تعالیٰ نے خصوصی عنایت کے ساتھ آپ ﷺ کی تادیب وتربیت کا اہتمام کیا، آپ ﷺ کو وحی کے لئے تیار کیا گیا اور آپ ﷺ کو بلاغ وبیان کا ذمہ دار بنایا گیا۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ درود وسلام نازل کرے جس قدر جن وانس کی تمام مخلوقات میں سے کوئی پڑھ سکتا ہے۔

رحمتِ محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے اور چنیدہ پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے قلبِ مبارکہ میں جو رحمت پیدا کی ہے اس کا فیضان تمام مخلوقات کے لئے عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ (الانبیاء:107)

"اور ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اور ایک رحمت خاص قسم کی ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبة:128)

''مومنوں پرشفیق ومہربان ہیں۔''

آپ ﷺ کی قلبی رحمت کے آثار دُنیوی زندگی میں بھی جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔آپ ﷺ کی رحمت کے چند مظاہر درج ذیل ہیں:

ا:عام رحمت:

1:آپ ﷺ کی قوم نے جب آپ ﷺ کو جھٹلا دیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا:''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی قوم کی بات سن چکا ہے اور وہ بھی دیکھ چکا ہے جو انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کیا۔چنانچہ اس نے پہاڑوں کے فرشتے کو مامور کیا ہے کہ ان کے بارے میں آپ ﷺ جو چاہتے ہیں،حکم ارشاد فرمائیں۔''اس پر پہاڑوں کے فرشتے نے آپ ﷺ کو سلام پیش کیا اور عرض پرداز ہوا:''آپ ﷺ جو چاہتے ہیں حکم ارشاد فرمائیں!آپ ﷺ اگر چاہیں تو میں ان پر یہ دونوں پہاڑ گرادوں؟''آپ ﷺ نے فرمایا:

بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ تَعَالٰى مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

(مسلم4653،بخاری3231)

''نہیں!مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں ایسے افراد پیدا کرے گا جو تنہا اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔''

یہ آپ ﷺ کی رحمتِ عامہ کا ایک مظہر تھا۔

2:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار ہوئیں جو مرض کی وجہ سے لاغر ہو چکا تھا۔آپ رضی اللہ عنہا اسے سختی سے ہانک کر پیچھے چلا رہی تھیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ (مسلم6603)

''عائشہ!نرمی اختیار کرو۔''

یہ بھی آپ ﷺ کی رحمتِ عامہ کا ایک مظہر ہے جو حیوانات کو بھی شامل ہے۔

3:آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری اور اس کی مثال ایسے شخص جیسی ہے جس کا اونٹ بھاگ جاتا ہے۔ لوگ اس کا پیچھا کرتے ہیں اس سے وہ اور زیادہ دوڑتا ہے۔ اس کا مالک کہتا ہے کہ اس کا معاملہ تم مجھ پر ہی چھوڑ دو کیونکہ تم سے زیادہ میں اس کو جانتا ہوں اور تم سے زیادہ اس پر میں نرم ہوں۔ چنانچہ وہ سامنے سے اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور گھاس پکڑ کر اس کو بلاتا ہے یہاں تک کہ اونٹ اس کے پاس آ جاتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے اور وہ پالان رکھ کے اس پر سوار ہو جاتا ہے۔ اس شخص کی بات پر میں اگر تمہیں چھوڑ دیتا اور تم اس کو قتل کر دیتے تو وہ جہنم کا ایندھن بن جاتا۔''

یہ رسول اللہ ﷺ کی خاص اور عام رحمت کا مظہر ہے۔ اس رحم دل اور دردمند رسول پر درود و سلام ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ گرامی قدر ﷺ اپنے وجود ہی میں رحمت کا تحفہ اور نعمت کا عطیہ ہیں۔ آپ ﷺ بے کراں رافت و شفقت کا پیکر ہیں۔ دنیا و آخرت میں اس پر افسوس ہے جو آپ ﷺ سے دشمنی رکھتا ہے اور آپ ﷺ کو دوست نہیں بناتا۔ اس پر حیف ہے جو آپ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا ہے اور اس کے لیے ہلاکت ہے جو آپ ﷺ کا انکار کرتا ہے اور آپ ﷺ کو جھٹلاتا ہے۔

وفائے محمدی ﷺ

وعدے کو وفا کرنا، اسے بھول نہ جانا اور اپنے فرض سے آنکھ نہ چرانا بہت نیک روش ہے۔ رسول اللہ ﷺ وفائے عہد کا بلند ترین مقام، اعلیٰ ترین محل اور افضل ترین مکان ہیں۔ آپ ﷺ کا وفائے عہد ضرب المثل ہے اور حق بھی یہ ہے کیونکہ آپ ﷺ أبنائے آدم کے تمام اولیا و انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

درج ذیل مظاہر اس حقیقت کی تاکید و توثیق کرتے ہیں:

1: وفائے عہد:

1: عبداللہ بن الحمساء رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ خریدا ابھی تک آپ ﷺ مبعوث نہ ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا کچھ بقایا میرے ذمے تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں فلاں جگہ پر آپ ﷺ سے ملوں گا مگر میں یہ بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔ میں وہاں پہنچا اور دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا فَتَى! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ (ابو داود4996)

''جوان تم نے مجھے تکلیف دی ہے میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ کے جدِ اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی وعدے میں بے مثال تھے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف بیان کی ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيلَ ۚ إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ (مریم:54,55)

''اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو۔ یقیناً وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا۔(54) اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۔(55)''

2: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی تحفہ پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے:

اذهبوا به الى فلانة، فانها كانت صديقة خديجة. اذهبوا به الى بيت فلانة؛ فانها كانت تُحِب خديجة (بخاری الأدب المفرد232، مستدرک حاکم4/ 175-حدیث7339)

''اس کو فلاں کے گھر دے آؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی دوست ہیں۔ وہ خدیجہ سے محبت کرتی ہیں۔''

اللہ کے بندو! یہ کیسی عجیب وفا ہے! آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی ان کی سہیلیوں کا اکرام کیا ہے۔

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے: ''مجھے کسی عورت پر اتنی غیرت نہ آتی جس قدر حضور ﷺ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر سن کر غیرت آتی۔ جب بھی آپ ﷺ کوئی جانور ذبح کرتے اس کا گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوستوں کو بھیجا کرتے۔'' (بخاری6004، مسلم7 627) جب ان کی دوست آتیں آپ ﷺ خوش ہو جاتے۔ ایک عورت گھر آئی، اس نے کوئی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر اس کا مسئلہ حل کر دیا اور اس کے جانے کے بعد فرمایا: ''یہ عورت ہمارے ہاں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دنوں میں آتی تھی اور حسنِ عہد ایمان کا حصہ ہے۔'' (امالی الشجری 2/ 152، اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی 6/ 235)

رسول اللہ ﷺ میں وفائے عہد کا یہ ایک ایسا وصف تھا کہ جو فوت ہو چکا تھا آپ ﷺ نے اس کی وفا نہ بھلائی، زندہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الاعراف:158)

''چنانچہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر، اُس نبی اُمّی پر ایمان لے آؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اُس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لانا واجب ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ (مسلم 129)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ یہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (مسلم 126)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ یہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور وہ مجھ پر اور جو میں لایا ہوں اس پر ایمان لائیں۔ جب وہ یہ گواہی دے دیں گے تو وہ مجھ سے اپنا خون اور اپنا مال بچا رکھیں گے مگر اسلام کا حق باقی ہے جس کا حساب اللہ کرے گا۔''

آپ ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب ہے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرنا اور یہ تسلیم کرنا کہ جو بھی آپ ﷺ لے کر آئے ہیں وہ اللہ کی جانب سے دین کا حصہ ہے اور جو کچھ بھی آپ ﷺ نے اللہ کے بارے میں بتلایا ہے، وہ بالکل حق اور سچ ہے۔ چنانچہ صرف زبان سے کہہ دینا کافی نہیں ہے جب کہ دل اس کا منکر ہو اور اس کی تصدیق نہ کرتا ہو بلکہ دل کا زبان کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا، آپ ﷺ سے محبت کرنا، آپ ﷺ سے دوستی رکھنا اور آپ ﷺ کے باقی دس حق ادا کرنا اصل میں آپ ﷺ پر ایمان ہی کا مظہر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) آپ ﷺ سے محبت کرنا:

کتاب وسنت کے دلائل کے مطابق آپ ﷺ سے محبت کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾ (التوبۃ:24)

''آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے ماند پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

یہ آیتِ کریمہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کے وجوب کی واضح دلیل ہے کیونکہ اس آیت میں ایسے شخص کے لیے سخت تنبیہ پائی جاتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر بیوی یا مال یا اولاد کی محبت کو ترجیح دیتا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (مسلم169)

''تمہارا کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو سنا تو عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ''میری جان کے علاوہ آپ ﷺ مجھے ہر شے سے عزیز ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

لا والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أكونَ أحَبَّ إلَيْهِ مِنْ نَفْسِكَ

''تمہارا کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ بن جاؤں۔''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے! مجھے آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔'' آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''عمر! اب (یعنی تم اب ایمان کی حقیقت کو پہنچے ہو)۔'' (بخاری 6632)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ (مسلم165)

''جس آدمی میں تین خصائل ہوں وہ ایمان کا مزہ چکھ چکا ہے: اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہوں، وہ کسی شخص سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو اور وہ کفر میں واپس جانا ایسے ہی ناپسند کرتا ہو جیسے آگ میں پھینکا جانا اسے ناپسند ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مطلب ہے آپ ﷺ کے پسندیدہ کام کو اپنے پسندیدہ کام پر ترجیح دینا۔

آپ ﷺ سے محبت کے مظاہر:

آپ ﷺ کی محبت کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: آپ ﷺ کی اطاعت کرنا، آپ ﷺ کی اقتداء کرنا، آپ ﷺ جو کچھ لائے ہیں اور جس کی آپ ﷺ نے دعوت دی ہے اس سے محبت کرنا، دین میں آپ ﷺ کی مدد کرنا، آپ ﷺ کے اہلِ بیت، آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظامؒ کے ساتھ حسنِ سلوک کا رویہ رکھنا۔

2: رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے تذکرے کے وقت آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم کرنا، آپ ﷺ کی قبر مبارک پر کھڑے ہو کر اور آپ ﷺ کی مسجدِ مقدس میں بیٹھ کر آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے صاحبین رضی اللہ عنہم پر نگاہیں جھکا کر آہستہ آواز میں درود و سلام پیش کرنا، آپ ﷺ کی مسجد میں کسی ناجائز قول فعل کا ارتکاب کرنا اور نہ ہی اس پر اقرار و رضا کا اظہار کرنا۔

آپ ﷺ سے محبت کی علامتیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی محبت کی علامتیں یہ ہیں:

1: کثرت سے آپ ﷺ کا ذکر کرنا کیونکہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کو زیادہ سے زیادہ یاد کرتا ہے۔

2: آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا اشتیاق رکھنا کیونکہ محبّ اپنے محبوب سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔

3: آپ ﷺ کے ذکر کے وقت وفورِ جذبات میں رو پڑنا۔

(3) آپ ﷺ کی اطاعت کرنا:

آپ ﷺ کی اطاعت کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ (محمد:33)

''مومنو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔''

فرمانِ ربانی ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ (النساء:64)

''اور ہم نے ہر رسول کو محض اس لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

اللہ نے فرمایا ہے:

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ (النساء:80)

''اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

اطاعتِ رسول ﷺ کی عظمتِ شان پر اللہ کا یہ فرمان بھی دال ہے:

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿٢٣﴾ (الجن:23)

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اُس کے لیے بلاشبہ جہنم کی آگ ہے۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ (النور:54)

''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی اطاعت کا مطلب ہے کہ جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اس کو بجالانا اور جس سے آپ ﷺ نے روکا ہے اس سے باز رہنا، وہ عقیدہ ہو یا قول ہو یا عمل ہو کیونکہ امر کا صیغہ وجوب اور نہی کا صیغہ حرمت کے لیے ہوتا ہے۔ البتہ جب امر کا صیغہ ندب کے لیے اور نہی کا صیغہ کراہت کے لیے ہوگا اس وقت کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

آپ ﷺ کی اطاعت کے مظاہر:

آپ ﷺ کی اطاعت کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: آپ ﷺ کی سنت کے ساتھ تمسک کرنا اور آپ ﷺ کی ہدایت پر گامزن رہنا مثلاً فجر، وتر، اور فرض نماز کی سنتوں کا اہتمام کرنا، باجماعت نماز کے ساتھ ساتھ صفِ اول کی پابندی کرنا، اِشراق اور وضو کے نوافل ادا کرنا اور ممنوع اوقات میں نماز نہ پڑھنا۔

2: عمدہ خاموشی کا اہتمام کرنا، آہستہ آواز میں بات کرنا، جسم اور کپڑوں کا صاف رکھنا، قول وعمل میں سچ کہنا۔

3: کھانے پینے، پہننے اور نکاح کے لیے حلال ذریعہ طلب کرنا۔

4: غریبوں سے محبت کرنا اور ان کی مدد کرنا، مُردوں کے لیے دُعائے رحم اور اپنے لیے حصولِ نصیحت کی غرض سے قبرستان کی زیارت کرنا۔

5: اس اصول کا اہتمام کرنا کہ

وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر:7)

''اور جس چیز سے تمہیں روک دیا ہے تم اُس سے رُک جاؤ۔''

اور اس قانون کا پاس رکھنا جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (مسلم6113)

''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس کو استطاعت کے مطابق بجالایا کرو اور جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے رک جایا کرو۔''

(4) آپ ﷺ کا اِتباع کرنا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدے میں، قول میں اور فعل میں رسول اللہ ﷺ کا اِتباع کرنا واجب ہے۔ یہی سب کا سب دین ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے کا مطلب ہے تمام کے تمام دین سے نکل جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝ (الاعراف:158)

''اور اُس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔''

گویا آپ ﷺ کا اِتباع کرنا ہدایت کا راستہ ہے اور اس کو چھوڑ دینا گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے سے محبت کرنے کے لیے یہ شرط عائد کر دی ہے کہ اس بندے کو تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی اِتباع کرنا پڑے گی۔ ارشادِ الٰہی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ (آل عمران:31)

''آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔''

رسول اللہ ﷺ کی اِتباع کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کا اعتقاد رسول اللہ ﷺ کے اعتقاد اور اس کا قول آپ ﷺ کے قول اور اس کا عمل آپ ﷺ کے عمل کے تابع ہونا چاہیے اور ان میں سے کسی شے کی تقدیم و تاخیر یا نقص و زیادت میں رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے۔

آپ ﷺ کی اِتباع کے مظاہر:

رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: ایک مسلمان کو بدعت کا آغاز نہیں کرنا چاہیے اور نہ کسی دوسرے کی ایجاد کردہ بدعت پر عمل کرنا چاہیے خواہ اس کو ایجاد کرنے والا کوئی سا شخص ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم ہدایت یافتہ خلفائے اربعہ ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم اس سے خارج ہیں کیونکہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْدِيِّينَ، عَضُّو عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ابن ماجہ 42)

''تم میری سنت کو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اسے دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رکھو اور نئے نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہی ہے۔''

2: رسول اللہ ﷺ کی بات کے لئے ہر شخص کی بات کو رد کر دینا، آپ ﷺ کے قانونِ شریعت کے لئے ہر قانون کو چھوڑ دینا، اعتقاد اور قول وعمل میں آپ ﷺ کے مخالف سے اعراض کرنا اور آپ ﷺ کی نسبت سے ہر ثابت شدہ صحیح بات کو اخذ کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسا کام کیا جس میں آپ ﷺ کے لئے رخصت تھی مگر بعض افراد نے اس سے پرہیز کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو اللہ کی حمد کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو کام میں نے کیا ہے اس سے وہ پرہیز کرتے ہیں۔ واللہ! میں سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔''

3: وجوبی اور استحبابی سنت کے ساتھ یکساں تمسک کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کی اِتباع کی فضیلت:

آپ ﷺ کی اتباع کی فضیلت میں ہم ایک حدیث بیان کر رہے ہیں جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المتمسّک بسنّتي عِندَ فسادِ أُمّتي لَهُ أَجرُ شَهِيدٍ (مجمع الزوائد 800)

''امت میں فساد کے وقت جو شخص میری ایک سنت کو تھامے گا اس کو ایک سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔''

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

وَتَفتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبعِينَ مِلَّةً كُلُّهُم فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً

''بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک کے علاوہ باقی تمام جہنمی ہوں گے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا عَلَيهِ وَأَصحَابِي (ترمذی 264)

''یہ وہ گروہ ہوگا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ حدیث عقیدہ، عبادت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلوک میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتباع کی فضیلت پر دال ہے کیونکہ ان کی خلاف ورزی کرنا آدمی کو جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔

(5) رسول اللہ ﷺ کی اِقتداء کرنا:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سابقہ انبیاء ورسل علیہم السلام کی اِقتداء کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90)

''یہی (انبیاء) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی۔ چنانچہ آپ بھی ان کی راہِ ہدایت پر چلیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی اِقتداء کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واقتداء کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ (النور:54)

''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر بھی اگر تم منہ موڑو گے تو رسول کی صرف وہ ذمہ داری ہے جو اس پر لازم کر دی گئی ہے اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر رکھی گئی ہے اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔''

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ کی اِقتداء کو چھوڑ دینا انسان کو گمراہی تک پہنچا دیتا ہے جو دنیا وآخرت میں تباہی کا سبب ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو اس امت کے سلف صالحین نے سمجھا اور آپ ﷺ کی اطاعت واتباع اور اقتداء کا اہتمام کیا۔ ان کی اتباع اور اقتداء کے چند نمونے یہ ہیں:

1: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے ویسے ہی کیا ہے جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔''

2: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج وعمرہ کو ملا کر ادا کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ کو پتہ ہے کہ میں نے لوگوں کو اس سے منع کر رکھا ہے اور آپ نے وہ کر دکھایا ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں کسی شخص کی بات پر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔'' (بخاری 1563)

ایک دفعہ انہوں نے فرمایا: ''سنو میں نبی نہیں ہوں اور نہ ہی میرے پاس وحی آتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق عمل کرتا ہوں۔''

3: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''سنت کا ارادہ بدعت کے اجتہاد سے بہتر ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کیا جانے والا تھوڑا سا نیک عمل اس زیادہ عمل سے کہیں بہتر ہے جس میں آپ ﷺ کا اتباع نہیں ہوتا۔

4: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''سبیل وسنت کے مطابق درمیانہ عمل بھی خلافِ سبیل، خلافِ سنت اور موافقِ بدعت زیادہ عمل سے کہیں بہتر ہے۔ لہٰذا غور کیا کرو کہ تمہارا کوئی تھوڑا یا زیادہ عمل انبیاء علیہم السلام کے منہج وسنت کے مطابق ہے؟''

5: امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا وہ اپنی اونٹنی پر ایک مکان کا چکر لگا رہے ہیں۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نہیں جانتا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے لہٰذا میں بھی کر رہا ہوں۔''

6: سیدنا ابوعثمان حیری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''جو شخص قول وعمل میں اپنے نفس پر سنت کو امیر بناتا ہے وہ حکمت کی باتیں کرتا ہے اور جو شخص اپنے نفس پر خواہشات کو امیر بناتا ہے وہ بدعت کی باتیں کرتا ہے۔''

اس سب کچھ سے مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنا واجب ہے۔ آپ ﷺ کی اقتداء کرنا ہلاکت سے نجات کا سبب ہے اور اس اقتداء کو چھوڑ دینا انسان کو تباہی سے دوچار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بچائے رکھیں۔ لہٰذا صغیرو کبیر، قلیل وکثیر اور تمام احوال وظروف میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع واقتداء کرنا خیر ہی خیر ہے۔

(6) رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنا بھی واجب ہے کیونکہ اس کی خلاف ورزی میں آپ ﷺ کا اِستخفاف پایا جاتا ہے جو بہت بڑا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی توقیر کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾ (الفتح:8،9)

''یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(8) تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو۔ اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہو۔''

اس آیتِ مبارکہ میں تعزیر سے مراد ہے رسول اللہ ﷺ کی نصرت وحمایت کرنا، توقیر سے مراد ہے آپ ﷺ کا احترام واکرام کرنا اور تسبیح سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کو شریک وسہیم، شبیہ ومثیل اور اہل وعیال جیسے ہر قسم کے نقائص سے پاک بیان کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ کی وساطت سے لوگ اللہ تعالیٰ پر اور خود اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کی تائید وحمایت کریں اور اس قدر آپ ﷺ کی توقیر وتعظیم کریں جو آپ ﷺ کے مقامِ رفیع اور منصبِ عظیم کے لائق ہے۔

آپ ﷺ کی توقیر کا مطلب ہے آپ ﷺ کی عظمتِ شان اور رفعتِ مقام کے مطابق سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کا اجلال واکرام اور تعظیم احترام کرنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کو پہچانا اور آپ ﷺ کی نصرت وحمایت اور تعظیم وتوقیر کا حق ادا کر دیا اور یہ سب کچھ اس بنا پر نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ خود ان میں موجود تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی محبت، قدر اور احترام کو ان پر واجب کر دیا تھا، ان کے دلوں میں اس کو داخل کر دیا تھا اور ان کی زبانوں پر اس کو جاری کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی توقیر کے مظاہر:

رسول اللہ ﷺ کی توقیر کے مظاہر کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں بیان فرمایا اور ان کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات:1)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی رسول اللہ ﷺ کی بات کرنے سے قبل بات نہ کرو اور جب آپ ﷺ کوئی بات کریں تو خاموش ہو کر غور سے سنا کرو۔

کسی شخص کے لیے اپنی بات کو رسول اللہ ﷺ کی بات پر، اپنی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی رائے پر اور اپنے فیصلے کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ان تمام امور میں لوگ ہی آپ ﷺ کے تابع ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٢﴾ (الحجرات:1،2)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سُننے والا، سب جاننے والا ہے۔(1) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ اور نہ ہی اُس سے اونچی آواز میں بات کیا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کرتے ہو۔ (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔(2)“

اس خطاب میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ لوگ اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچا کریں کیونکہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کے منافی ہے۔ بالکل ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے بات کرتے وقت بھی بلند آہنگی سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں بھی سوئے ادب اور ناشائستہ پن پایا جاتا ہے جو آپ ﷺ کی توقیر وتعظیم کے منافی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ (النور:63)

”تم رسول کے بلانے کو اس طرح کا بلانا نہ سمجھو جیسے تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بُلانا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے ذاتی نام سے پکارنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے مثلاً ’یا محمد‘ کہنا منع ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ لوگ آپ ﷺ کو نبوت ورسالت کے لقب سے پکارا کریں مثلاً ’یا نبی اللہ‘ اور ’یا رسول اللہ‘ کہا کریں یا آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی کنیت کے ساتھ "یا ابا القاسم" کہا کریں۔ آپ ﷺ کے نیک نہاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کیا چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ! آج کے بعد میں آپ ﷺ سے رازدارانہ لہجے میں بات کیا کروں گا۔" جب اس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر پست آہنگی کے ساتھ آپ ﷺ سے بات کیا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کو سنائی تک نہ دیتا اور آپ ﷺ دوبارہ پوچھا کرتے تاکہ ان کی بات کا مفہوم سمجھ سکیں۔ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٣﴾ (الحجرات:3)

"یقیناً جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے۔ اُن کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔"

توقیر کے مظاہر:

رسول اللہ ﷺ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توقیر کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا: "رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپ ﷺ سے زیادہ میری نگاہ میں کسی کا جلال تھا۔ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے میں نگاہ بھر کے آپ ﷺ کو دیکھ بھی نہیں سکا تھا اور اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کروں تو میں نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں نے کبھی نگاہ بھر کے آپ ﷺ کو دیکھا ہی نہیں ہے۔"

2: امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان روایت کیا ہے: "رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف آور ہوتے اور مہاجرین وانصار بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو ان دو کے علاوہ کوئی شخص بھی آپ ﷺ کو نگاہ اٹھا کے نہ دیکھتا تھا۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کو دیکھتے اور آپ ﷺ ان کو دیکھتے۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ مسکراتے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ مسکرا دیتے۔" (ترمذی 3668)

3: حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے: "میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے اردگرد مجلس آراء تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4: صلح حدیبیہ کے وقت قریش نے عروہ بن مسعود کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم کرتے دیکھا کہ جب آپ ﷺ وضو کرتے ہیں تو لوگ اس کے پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں گویا اس پر لڑ پڑیں گے، جب آپ ﷺ کوئی تھوک پھینکتے ہیں یا کھنکار تھوکتے ہیں تو کسی نہ کسی شخص کے ہاتھ پڑتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل دیتے ہیں اور جب آپ ﷺ کا کوئی بال گرتا ہے تو اس پر دوڑ پڑتے ہیں، آپ ﷺ کوئی حکم ارشاد فرماتے ہیں تو فوراً تعمیلِ ارشاد میں لگ جاتے ہیں، آپ ﷺ گفتگو فرماتے ہیں تو وہ اپنی آوازیں پست کر دیتے ہیں اور فرطِ تعظیم میں آپ ﷺ کو بھرپور نگاہ سے دیکھتے بھی نہیں۔ عروہ نے واپس آ کر قریش سے کہا: ''گروہِ قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں۔ واللہ! میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا ہے جس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔'' یہ حکایت جس کو عروہ نے بیان کیا ہے بالکل برحق ثابت ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توقیر کا عظیم ترین مظہر ہے۔

(7) رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی تعظیمِ شان سے مراد ہے آپ ﷺ کے متعلقات مثلاً آپ ﷺ کے نام کا، آپ ﷺ کی حدیث کا، آپ ﷺ کی سنت کا، آپ ﷺ کی شریعت کا، آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کا، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، آپ ﷺ کے افرادِ امت کا، آپ ﷺ کی مسجد کا، آپ ﷺ کی قبر کا اور ہر اس شے کا احترام و اکرام کرنا جس کا آپ ﷺ کے ساتھ دور یا نزدیک سے کوئی تعلق ہے کیونکہ ان میں سے ہر شے بالکل ایسے ہی آپ ﷺ کی تعظیم و محبت کے وجوب میں داخل ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں شامل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ (الحج:30)

''اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کا احترام کرے گا تو وہ اس کے ربّ کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔''

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بلند آہنگی سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ کے حضور میں آوازیں پست رکھنے کا حکم دیا ہے۔ علاوہ ازیں جیسے عام شخص کو بلایا جاتا ہے آپ ﷺ کو اس انداز میں بلانے کی اجازت نہیں دی ہے کیونکہ آپ ﷺ تمام نوعِ انسانی سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اس ضمن میں ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظامؒ کے کردار کا نمونہ پیش کر رہے ہیں تا کہ آپ ﷺ کی تعظیمِ شان کے وجوب پر یقین میں ہم مزید بڑھ جائیں۔ چند مظاہر درج ذیل ہیں:

حدیثِ رسول ﷺ کی تعظیم کا مظہر:

1: عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھاتے تو حاضرین کو خاموش کراتے اور یہ آیت تلاوت کرتے **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی**۔ ان کا خیال تھا کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کی بات سنتے وقت خاموش رہنا واجب ہے بالکل ایسے ہی آپ ﷺ کی حدیث پڑھتے وقت بھی خاموش رہنا واجب ہے۔

2: امام جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ اکثر و بیشتر ان کے چہرے پر تبسم رہتا تھا مگر جس وقت رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہوتا، ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ وہ حدیث بیان کرنے سے قبل طہارت حاصل کیا کرتے تھے۔

3: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی حدیث بیان کرتے وقت جب وہ کہتے: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے'' تو ان پر خوف طاری ہو جاتا اور ان کی پیشانی پر پسینہ آ جایا کرتا۔

4: امام ابو حازم رحمہ اللہ کے پاس سے ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ کا گزر ہوا۔ آپ رحمہ اللہ اس وقت حدیث بیان فرما رہے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ وہاں ٹھہرنے کی بجائے آگے نکل گئے اور اس کا سبب یہ بیان کیا: ''مجھے ایسی جگہ دکھائی نہ دی جہاں میں بیٹھ جاتا اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنوں۔'' امام مالک رحمہ اللہ کا حال یہ تھا کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرنا چاہتے تو پہلے نہاتے، خوشبو لگاتے، اچھا لباس پہنتے اور پھر حدیث بیان کرتے۔

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی تعظیم کے مظاہر:

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ (الاحزاب:33)

''اے اہلِ بیت! یقیناً اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنے اور تمہیں پوری طرح پاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے گندگی کو ختم کر کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو پاکیزہ بنا دیا ہے۔اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی تعظیم کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''محمد ﷺ کے اہلِ بیت کا خیال رکھو۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اپنے قرابت داروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔''

2: زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا:

''اپنے نبی ﷺ کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمیں ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

اصحابِ رسول ﷺ کی تعظیم کے مظاہر:

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرنا دراصل آپ ﷺ کی تعظیم کے مترادف ہے۔میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فیضِ صحبت اگر نہ ہوتا تو ان کا احترام کبھی نہ کیا جاتا۔لہٰذا دیگر تمام افراد کے برعکس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرنا ایک خاص قسم کا درجہ رکھتا ہے۔

ان کے لیے تعظیم کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا فرمان ہے: ''جس آدمی میں دو خوبیاں ہوں وہ کامیاب ہے: سچائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت۔''

2: ابوایوب سختیانی رحمہ اللہ کا فرمان ہے: ''جو شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے وہ دین کو قائم کرتا ہے، جو عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے وہ راہِ مستقیم کو واضح کرتا ہے، جو عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے وہ اللہ کے نور سے روشنی پاتا ہے، جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے اس نے مضبوط سہارا تھام رکھا ہے۔جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے پاک ہو جاتا ہے اور جو ان میں سے کسی پر تنقید کرتا ہے، ایسا بدعتی شخص سنتِ رسول ﷺ اور سلف صالحین کا مخالف ہے۔مجھے اس بات کا خوف ہے کہ جب تک وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت نہیں کرتا اور اپنے دل کو صاف نہیں کرتا اس وقت تک اس کا عمل آسمان کو بلند ہی نہیں کیا جائے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثارِ رسول ﷺ کی تعظیم کے مظاہر:

رسول اللہ ﷺ کے آثار کی تعظیم کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلی جانب بالوں کی ایک ٹیڑھی لٹ تھی۔ بیٹھتے وقت جب اسے کھلا چھوڑتے وہ زمین پر آ رہتی تھی۔ ان سے کہا گیا: ''آپ رضی اللہ عنہ اسے کٹوا کیوں نہیں دیتے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں اسے نہیں کٹواؤں گا کیونکہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے چھوا تھا۔''

2: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کا ایک بال تھا۔ کسی جنگ میں ان سے وہ ٹوپی گم ہو گئی۔ اس جنگ میں انہوں نے بڑی قوت کا مظاہرہ کیا۔ ساتھیوں کو ان کے اس قدر کثرت سے قتل کرنے پر تعجب ہوا تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نے یہ سب ایک ٹوپی کے لیے نہیں کیا بلکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا مبارک بال تھا اور مجھے خطرہ تھا کہ وہ کسی مشرک کے ہاتھ لگ جائے گا اور میں اس کی برکت سے محروم ہو جاؤں گا۔''

3: امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے: ''جو شخص کہتا ہے کہ مدینہ کی زمین گھٹیا قسم کی ہے اس کو تیس کوڑے لگائے جائیں اور قید کر دیا جائے گا۔'' فرماتے ہیں: ''ایسا شخص قتل ہونے کے زیادہ لائق ہے جس مٹی میں رسول اللہ ﷺ محوِ آرام ہیں وہ اس کو گھٹیا خیال کرتا ہے۔''

4: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ آثِمَةٍ، عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ابن ماجہ 2325)

''جو شخص میرے منبر پر بیٹھ کر جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے۔''

اس فرمانِ مبارک میں منبرِ رسول ﷺ کی تعظیم کے واجب ہونے کی بہت مضبوط دلیل ہے کیونکہ وہ بھی آپ ﷺ کے آثار میں سے ایک نشانی ہے۔

5: رسول اللہ ﷺ نے تمام مدینہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اَلْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَابَيْنَ عَائِرَ اِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَايُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَاصَرْفٌ (ابوداود 2034)

''جو شخص مدینہ میں کسی بدعت کا ارتکاب کرتا ہے یا بدعتی کو پناہ دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اس کی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں ہوگی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (بخاری1190)

''مسجدِ حرام کے علاوہ میری مسجد میں ایک نماز دیگر مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔''

(8) رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کرنا:

رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کرنا واجب ہے۔ قرآن وسنت میں اس کے کئی دلائل پائے جاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (التوبة:91)

''اور ان لوگوں پر جو خرچ کے لیے کچھ نہیں پاتے کوئی گناہ نہیں ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے خیر خواہی کا ذکر کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ خیر خواہی انسان کو فائدہ پہنچاتی ہے اور اس سے حرج کو دور کرتی ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خیر خواہ بن کر رہتا ہے اور دھوکے باز یا فریب کار نہیں بنتا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ سے خیر خواہی کا نام دین ہے۔'' (مسلم196) رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ خیر خواہی کو دین قرار دیا ہے۔ اس کے لیے عربی میں نصح کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نصح کا مطلب ہے دوسرے آدمی کے ساتھ خیر کا ارادہ کرنا۔ خیر خواہی کا یہ عمل اس وقت مکمل ہوتا ہے جب نفس ہر قسم کے شک وشبہ سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے اور وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ جس آدمی سے خیر خواہی کا اردہ کرتا ہے اس کے ساتھ مکمل خیر خواہی کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیر خواہی سے متعلق چند اُمور ہیں جن کے مظاہر درج ذیل ہیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنا، امر ونہی میں آپ ﷺ کی اطاعت کرنا، آپ ﷺ کی نصرت وحمایت کرنا، علم وعمل میں آپ ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرنا، آپ ﷺ کے اَخلاق وآداب سے آراستہ ہونا۔

2۔ رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کے اہلِ بیت اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ انتہائی محبت کرنا، اس شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوستی رکھنا جو آپ ﷺ کا، آپ ﷺ کے اہلِ بیت کا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سچا دوست ہے اور اس سے دشمنی رکھنا جو آپ ﷺ کا، آپ ﷺ کے اہلِ بیت کا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے۔

3۔آپ ﷺ کے پیغام کی تبلیغ کرنا، آپ ﷺ کی دعوت کو پھیلانا، آپ ﷺ کی شریعت کو قائم کرنا، آپ ﷺ کی امت کے افراد کو عزت دینا اور جو کفار وملحدین آپ ﷺ کے دین وملت سے بغض وعداوت رکھتے ہیں انہیں احترام نہ دینا۔

(9) اہلِ بیت اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا:

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا آپ ﷺ سے محبت کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ جب آپ ﷺ سے محبت کرنا واجب ہے تو جس سے آپ ﷺ محبت کرتے ہیں اس سے محبت کرنا بھی لازم ہے۔اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو شخص اہلِ بیت اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے محبت نہیں کرتا دراصل وہ شخص رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں کرتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ بہرحال ان سے محبت کیا کرتے تھے۔لہٰذا اہلِ بیت اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا واجب ہے۔درج ذیل احادیث وآثار اس کی دلیل ہیں:

1: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے: ''میں اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔'' آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا: ''اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کا نام لے کر اور اس کی قسم دے کر تم سے سوال کرتا ہوں۔'' زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ''اہلِ بیت کون ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد اہلِ بیت ہیں۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی 5/183 حدیث 5027)

2: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ (ترمذی 3758)

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ آپ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے محبت نہیں کرتا۔جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی کیونکہ چچا انسان کے باپ کی مانند ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا، آپ ﷺ انہیں پکڑ لیتے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّي اُحِبُّهُمَا (بخاری 3735)

"یا اللہ! ان سے میں محبت کرتا ہوں آپ بھی انہیں محبوب رکھیں۔"

4: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "محمد ﷺ کے اہلِ بیت کا خیال رکھا کرو۔"

5: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ (بخاری 3775)

"عائشہ کے بارے میں مجھے اذیت نہ دو۔"

6: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عبداللہ بن حسن بن حسین رحمہ اللہ سے عرض کیا: "جب کوئی ضرورت ہو آپ میرے پاس پیغام بھیج دیا کریں یا خط لکھ دیا کریں کیونکہ آپ کو دروازے پر دیکھ کر مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔" یہ ہے تعظیم! عمر رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کی کیسے تعظیم کی ہے!

7: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو تین ہزار پانچ سو دیا اور اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تین ہزار دیا۔ انہوں نے اعتراض کیا: "آپ رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے حالانکہ جنگ میں وہ مجھ سے آگے نہیں تھے؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "کیونکہ زید رضی اللہ عنہ تیرے باپ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھا اور اس کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ تیری نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔"

یہ وہ روایات ہیں جن سے اہلِ بیت علیہم السلام کی محبت واجب ہوتی ہے اور جہاں تک اصحابِ رسول ﷺ کا تعلق ہے کتاب اللہ کی رُو سے ان کے ساتھ محبت کرنا، ان کی قدر کرنا، اور ان سے خوش رہنا واجب ہے اور ان پر تنقید کرنا یا ان پر طعن کرنا یا ان کا احترام نہ کرنا حرام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:18)

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر راضی ہو جائیں مگر بندوں کا اس سے ناراض ہونا جائز قرار دے دیں؟ نہیں نہیں، واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
(الفتح:29)

''محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت، آپس میں رحم دل ہیں۔ آپ اُنہیں دیکھو گے کہ وہ رکوع کرتے، سجدہ کرتے۔''

کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ایک قوم کی تعریف و ثنا بھی بیان کریں اور ان کی خدمت کرنے اور ان کا احترام نہ کرنے کو بھی جائز رکھیں؟ نہیں نہیں، واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا۔

8: رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:

اقْتَدُوا بِالَّذِينِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ (ترمذی3662)

''میرے بعد کے دو افراد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا اقتداء کرنا۔''

9: رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (ترمذی3861)

''میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ تم میں سے کوئی شخص اگر اُحد جتنا سونا بھی خرچ کرے گا تو ان میں سے کسی ایک کے ایک یا آدھے مد تک بھی نہ پہنچ پائے گا۔''

10: رسول اللہ ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا: ''ان کے بُروں سے درگزر کرنا اور ان کے اچھوں کو نگاہ میں رکھنا۔''
(الشفا للقاضی عیاض 2/123)

11: سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کا قول ہے: ''جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اوامر کی تعظیم اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی توقیر نہیں کرتا وہ آپ ﷺ پر ایمان ہی نہیں رکھتا۔''

12: امام دار الہجرت مالک بن انس رحمہ اللہ کا قول ہے: ''جو شخص اصحابِ رسول ﷺ سے بغض رکھتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح:29)

''تاکہ اُن کی وجہ سے کافروں کو جلائے۔''

13: امام مالک رحمہ اللہ ہی کا قول ہے: ''جو شخص اصحابِ رسول ﷺ سے بغض رکھتا یا انہیں گالی دیتا ہے مسلمانوں کے مالِ فے میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (الحشر:6)

''اور اللہ تعالیٰ نے اُن (کے مال) میں سے جو اپنے رسول کی طرف لوٹایا ہے۔''

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الحشر:10)

''اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا۔''

چنانچہ جن افراد کے قلوب میں اصحابِ رسول ﷺ کے لیے کینہ ہے، مالِ فے میں ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ استدلال انہوں نے سورۂ حشر کی اس آیتِ کریمہ سے کیا ہے۔ بلاشبہ کتاب اللہ کا یہ بڑا عظیم ترین اور قابلِ قدر فہم ہے۔

(10) رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا:

رسول اللہ ﷺ کے دس حقوقِ واجبہ میں سے آخری حق آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ حق ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے ذمے واجب ہے۔ آپ ﷺ کے اس حق کا وجوب کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿56﴾
(الاحزاب:56)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اُن پر کثرت سے درود وسلام بھیجو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (ترمذی 3545)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کی ناک آلودۂ خاک ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود و سلام نہیں پڑھتا۔''

ارشادِ رسول ﷺ ہے: ''تم جہاں بھی ہو مجھ پر سلام بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود و سلام مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے''۔(مصنف ابن ابی شیبۃ 2/375)صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''آپ ﷺ پر سلام کو ہم جانتے ہیں مگر آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھا کریں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اور سلام تم پہلے معلوم کر چکے ہو۔'' (مسلم 907) چنانچہ جس وقت بھی آپ ﷺ کا ذکر ہو درود پڑھنا ہم پر واجب ہے اور ہر نماز کے آخری تشہد میں بھی درود پڑھنا ضروری ہے۔ درود کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّی عَلَیَّ وَاحِدَۃً، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم 912)

''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ، فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ، فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ، وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ، فَمَنْ سَاَلَ اللہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ (ابوداؤد 523)

''جب مؤذن کو سنو تو اس کی مانند کہتے جایا کرو اور آخر میں مجھ پر درود پڑھا کرو۔ اس کے بعد میرے لیے وسیلہ اور فضیلت کی دعا کیا کرو: 'اے اللہ! اسے اس دعوتِ کامل اور اس کے نتیجہ میں کھڑی ہونے والی نماز کے ربّ! آپ محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمائیں اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ جو شخص یہ عمل کرے گا قیامت کے دن میری سفارش اس کے لیے حلال ہو جائے گی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن اوقات میں درود پڑھنا سنت ہے:

کئی اوقات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا مسنون ہے۔ہم درج ذیل نکات میں وہ بیان کر رہے ہیں:

1: دُعا سے قبل اور اس کے بعد درود پڑھنا مسنون ہے۔لہٰذا جو شخص دُعا مانگ رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے اپنی دُعا کا آغاز کرے گا، اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے گا اور اس کے بعد جو خیر وہ چاہتا ہے طلب کرے گا اور آخر میں درود کے ساتھ اپنی دُعا کو ختم کر دے گا کیونکہ حدیث میں آتا ہے:''وہ دُعا رد نہیں ہوتی جسے مجھ پر دو درودوں کے درمیان کیا جاتا ہے''۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:''جب تمہارا کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرنا چاہتا ہو اسے ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہیے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے اور اس کے بعد اسے سوال کرنا چاہیے۔امید ہے اس دُعا کو شرفِ قبول سے نوازا جائے گا''۔

(حاشیہ: ان الفاظ کے قریب قریب صحیح سند کی ایک مرفوع روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دُعا کرتے سنا جس نے درود نہیں پڑھا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا:''اس نے حیلہ بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔'' آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا۔۔۔۔(ترمذی ح 3477 ابوداود ح 1481))

2: جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا بھی مسنون ہے۔امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:''رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔'' بعض روایات میں رات کا ذکر بھی آیا ہے۔

3: رسول اللہ ﷺ کا ذکر سنتے وقت یا آپ ﷺ کا نام لکھتے وقت درود پڑھنا بھی مسنون ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (ترمذی 3545)

''اس شخص کا ناک آلودۂ خاک ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں پڑھتا۔''

4: مسجد میں داخل ہوتے وقت درود پڑھنا بھی مسنون ہے۔رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:''رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو فرماتے تھے:

بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں، اور اللہ کے رسول پر سلام ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' (ابن ماجہ 771)

مسجد سے نکلتے وقت بھی درود پڑھنا مسنون ہے مگر اس وقت دُعا میں 'ابواب رحمتک' کے الفاظ کی بجائے 'ابواب فضلک' کہے گا۔ (ابوداود 465)

5: نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھنا بھی مسنون ہے کیونکہ پہلی تکبیر کے بعد سورت فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے۔ یہ وہی درودِ ابراہیمی علیہ السلام ہے جس کو فرضی اور نفلی نماز کے آخری تشہد میں پڑھا جاتا ہے۔

درود کے الفاظ:

رسول اللہ ﷺ پر درود کے لیے کئی ایک الفاظ منقول ہیں جن میں سے بعض رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، بعض سلف صالحین سے ثابت ہیں اور بعض الفاظ خود ساختہ بدعت ہیں۔ لہٰذا ہم اعلیٰ ترین اور کم ترین الفاظ پر مشتمل دو قسم کے درود نقل کرنے پر اکتفا کریں گے۔ درودِ ابراہیمی علیہ السلام اعلیٰ ترین اور افضل ترین درود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درود سکھلایا تھا اور انہیں فرمایا کہ تم یہ پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ .

کم ترین الفاظ پر مشتمل درود یہ ہے:

اللّٰھم صل علی محمد وسلم تسلیماً

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾
(الاحزاب: 56)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اُن پر کثرت سے درود و سلام بھیجو۔''

فاللّٰھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی والامی وعلی آله وصحبه وسلم تسلیما کثیراً ، سُبحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

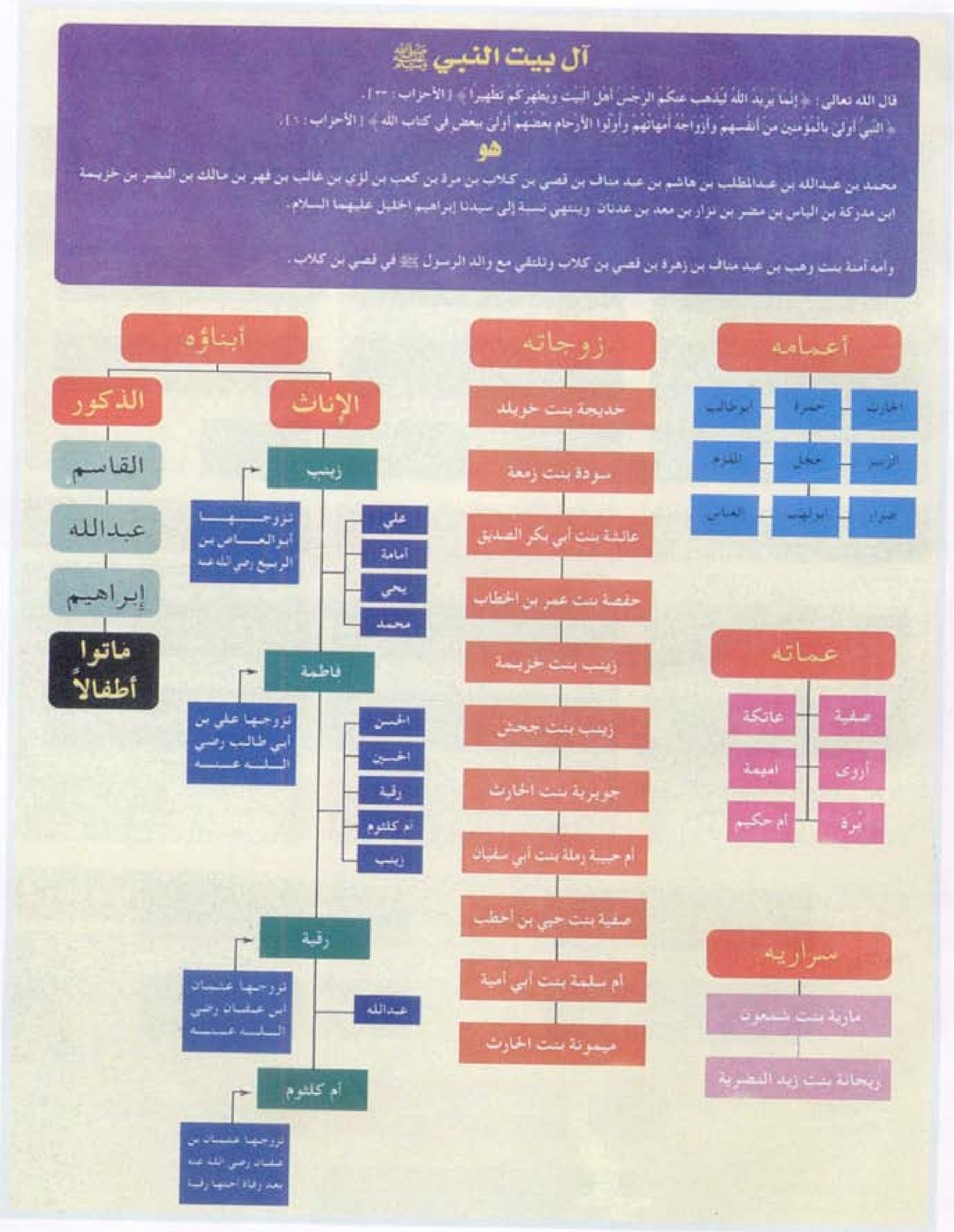

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمال النبي ﷺ

علي بن أبي طالب	أبوعبيدة بن الجراح	العلاء بن الحضرمي
بلال الحبشي	أبوهريرة	المهاجر بن أبي أمية
زياد بن لبيد	عدي بن حاتم	مالك بن نويرة
الزبرقان بن بدر	قيس بن عاصم	

وزراء النبي ﷺ

من أهل السماء : جبريل عليه السلام ، والثاني ميكائيل عليه والسلام

ومن أهل الأرض : أبوبكر الصديق رضي الله عنه ، والثاني عمر بن الخطاب رضي الله عنه

قضاة النبي ﷺ

علي بن أبي طالب	معاذ بن جبل
أبوعبيدة بن الجراح	بلال بن رباح

أمناء وخزان النبي ﷺ

مُعيقيب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أصحاب شرطه ومقيمو الحد له

علي بن أبي طالب | الزبير بن العوام | المقداد

المغيرة بن شعبة | قيس بن سعيد | عاصم بن ثابت

محمد بن سلمة

أصحاب أسرار النبي ﷺ

أنس بن مالك | حذيفة بن اليمان | فاطمة رضي الله عنها

رعاته عليه الصلاة والسلام

أبوسلمة ، وقيل أبوسلام | يسار ، الذي قتله العرنيون.

خازن داره والقائم على نفقته

بلال بن رباح ، وقال له :(أنفق بلال ولا تخشى من ذي العرش إقلالا) | علي بن أبي طالب

حُمال رايته عليه الصلاة والسلام

أبوبكر الصديق ، أسيد بن حضير ، علي بن أبي طالب ، الزبير بن العوام ، سعد بن عبادة ، زيد بن الحارثة ، جعفر بن أبي طالب ، حمزة بن عبدالمطلب ، سعد بن أبي وقاص ، خالد بن الوليد ، عبدالله بن رواح ، مصعب بن عمير ، المقداد بن عمرو .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُتّاب النبي ﷺ

أبوبكر الصديق	عمر بن الخطاب	عثمان بن عفان
علي بن أبي طالب	أبان بن سعيد	أبي بن كعب (أول من كتب له بالمدينة)
	أرقم بن أبي الأرقم	
ثابت بن قيس	حنظلة بن الربيع	أبورافع القبطي
	خالد بن سعيد	
خالد بن الوليد	الزبير بن العوام	زيد بن ثابت
	عبدالله بن سعد بن أبي السرح	
عبدالله بن أرقم	عامر بن فهيرة	عبدالله بن مسعود
	شرحبيل بن حسنة	
العلاء بن عقبة	العلاء بن الحضرمي	معاوية بن أبي سفيان
محمد بن سلمة الجزائري	عبدالله بن زيد	المغيرة بن شعبة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أمراء النبي ﷺ

أبوبكر الصديق	علي بن أبي طالب	عبدالرحمن بن عوف
أبوعبيدة بن الجراح	زيد بن الحارث	أسامة بن زيد
جرير بن عبدالله	جعفر بن أبي طالب	خالد بن الوليد
مالك بن نويرة	عدي بن حاتم	معاذ بن جبل
صرد بن عبدالله	عبدالله بن رواحة	محمد بن مسلمة
عبدالله بن عتيك	العلاء بن الحضرمي	عمرو بن أمية الضمري
المنذر بن عمرو	علقمة بن مجزز	قطبة بن عامر
عروة بن مسعود	الطفيل بن عمرو	عيينة بن حصن
كعب بن عمرو	قيس بن عاصم	أبوقتادة بن ربعي
الزبرقان بن بدر	عمرو بن العاص	شجاع بن أبي وهب
بشير بن سعد	زياد بن لبيد	غالب بن عبدالله
كرز بن جابر	عكاشة بن محصن	الضحاك بن سفيان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جناب شیخ ابوبکر الجزائری

سیرت حبیب ﷺ کے مؤلف ہیں جن کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے کہ وہ مسجد نبوی ﷺ کے مدرس ہیں۔ موصوف مدینہ یونیورسٹی سے منسلک رہے ہیں اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ شیخ رابطہ عالم اسلام کے بعض اداروں میں مشیر اور معاون کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ آپ 1931ء میں الجزائر کی ایک بستی "لیوہ" میں پیدا ہوئے ابھی عمر عزیز کا ایک برس بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی تربیت کے لئے نیک سیرت والدہ نے اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔

شیخ نے 12 سال سے بھی کم عمر میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی پھر الجزائر کے دارالحکومت میں آ گئے ایک سکول میں بطور مدرس کام کیا اور علامہ الشیخ الطیب ابوقیر کے درسوں میں بھی شرکت کرتے رہے۔ 1952ء میں ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ تب مدینہ یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ شیخ زہد و تقویٰ سے متصف انتہائی متواضع شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنے کا ذوق عطا کیا ہے۔ ان کی زبان کی طرح قلم میں بھی گہری تاثیر ہے۔ انہوں نے عوام کے لئے چھوٹی بڑی اسّی کے قریب کتابیں لکھیں۔ ان کی بڑی کتب کی تعداد دس سے اوپر ہے۔ ان میں "عقیدۃ المومن" "منہاج المسلم" "سیرت رسول ﷺ میں "ھذا الحبیب محمد ﷺ یا محب" تفسیر میں "ایسر التفاسیر" زیادہ مشہور ہیں

سیرت حبیب ﷺ

سیرت کے موضوع پر منفرد کتاب ہے۔ گہرا اثر چھوڑنے والی سبق آموز کتاب ہے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے اور اس کا اردو ترجمہ ہر فرد تک پہنچایا جائے تاکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت پیدا ہو اور ان پر ایمان لانے کا حق ادا ہو سکے۔ النور انٹرنیشنل اس کتاب کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے بے حد خوشی محسوس کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں کہ اس نے اس عظیم کتاب کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائی۔

النور پبلیکیشنز